فیضانِ شریعت کورس

اس کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے :

پہلا باب	☆...عقائد کے 19 بیانات
دوسرا باب	☆...عبادات کے 19 بیانات
تیسرا باب	☆...معاملات کے 19 بیانات
چوتھا باب	☆...مُنْجِیَات کے 19 بیانات
پانچواں باب	☆...مُہْلِکَات کے 19 بیانات
چھٹا باب	☆... سنتیں اور آداب

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ　　　وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں

کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆... عقائد کے 19 بیانات

دوسرا باب ☆... عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات

چوتھا باب ☆... مُنْجِیَات کے 19 بیانات

پانچواں باب ☆... مُهْلِکَات کے 19 بیانات

چھٹا باب ☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	فیضانِ شریعت کورس
مصنف	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
صفحات	:	700
ناشر	:	مکتبۃ دار السنہ (دہلی)

پتہ: : (نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی الہند)

Pin code: 282001

اس کتاب کو چھپوانے اور حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں

calling & whats app no: +918808693818

فہرست

جوہری وہ ہے جو پتھر کو تراش کر ہیرا بنادے، جو بنے ہوئے چاہے وہ جوہری نہیں تاجر ہے۔

مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئ چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفیق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایاں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...ما فعل اللہ بک (حصہ اول)
2☆...ما فعل اللہ بک (حصہ دوم)
3☆...ما فعل اللہ بک (حصہ سوم)
4☆...میری سنت میری امت
5☆... کیا حال ہے؟
6☆... موت کے وقت
7☆... عقائد کی حکمتیں
8☆...پانچ نمازوں کی حکمت
9☆... قرآنی سورتوں کے مضامین
10☆...سب سے پہلے سب سے آخر
11☆... جانشینِ انبیاء کا مختصر تعارف
12☆... قصور کس کا؟
13☆... نصاب مسائلِ نماز
14☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل
15☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم
16☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم
17☆... تدریس کے ۲۶ طریقے
18☆...رفیق التدریس
19☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے
20☆... فیضانِ قرآن کورس
21☆... فیضانِ شریعت کورس
22☆... آسان فرض علوم
23☆... آسان خطباتِ محرم
24☆... تنظیمی نصاب
25☆...اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
26☆... آسان حنفی نماز (ہندی)
27☆... عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟
28☆... محمد اور احمد کے اسرار
29☆... مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟
30☆... ایک سے دس تک
31☆... نکتے ہی نکتے
32☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور قرآنی جوابات
33☆... کامیابی کے دس اصول
34☆... درسِ تصوف
35☆... علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟
36☆... درود کی حکمتیں
37☆... چاند کی گواہی

مصنف کی درسی کتب

1☆... شَفِيْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح
2☆... شَفِيْقِيَّه شرح اَلْاَرْبَعِيْنَ النَّوَوِيَّه
3☆... شَفِيْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول)
4☆... نُوْرُ الْمُغِيْث شرح تَيْسِيْر مُصْطَلَحِ الْحَدِيْث
5☆... شَفِيْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ دوم)
6☆... القول الاظهر شرح الفقه الاكبر
7☆... شَارِقُ الْفَلَاح شرح نُوْرُ الْاِيْضَاح
8☆... عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِي الْآثَار
9☆... عِنَايَةُ الْحِكْمَت لِحَلِّ بِدَايَةُ الْحِكْمَت
10☆... خَلِيْلِيَّه شرح مُنَاظَرَةُ رَشِيْدِيَّه
11☆... كَلَامُ الْوِقَايَه شرح شَرْحُ الْوِقَايَه
12☆... رَحْمَةُ الْبَارِي شرح تَفْسِيْرُ الْبَيْضَاوِي
13☆... مُخْتَارُ التَّاوِيْل شرح مَدَارِكُ التَّنْزِيْل
14☆... اَلدَّلَالَةُ الشَّاهِدَة شرح اَلْبَلَاغَةُ الْوَاضِحَة
15☆... اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد
16☆... سَلِيْمُ النَّظَر شرح نُزْهَةُ النَّظَر
17☆... شَفِيْقُ النُّعْمَانِي لِحَلِّ شَرْحِ الْجَامِي
18☆... عَطَايَةُ الْحِكْمَت شرح هِدَايَةُ الْحِكْمَت
19☆... نحو کے دلچسپ سوالات
20☆... صرف کے دلچسپ سوالات
21☆... تسليم التوقيت

مصنف کے بارے میں

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ قلم و دوات جس کے گھر داخل ہو جائیں اس کے بیوی بچے مشقت میں پڑ جاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۷، ص۲۸۶)

فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

انسان اشرف المخلوقات ہے

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے اپنی بے شمار مخلوقات میں سے اشرف و افضل مخلوق ہونے کا شرف انسان کو عطا فرمایا اور وہ یوں کہ اسے اچھی صورت، علم و ادب، فہم و فراست اور کامل عقل عطا فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ٘(۴) (پ۳۰،التین:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

لیکن اس کے باوجود انسان نقصان و خسران کے خطرہ سے دوچار ہے۔ اس خطرہ کو اور اس سے نجات کے طریقہ کو قرآن کریم نے انتہائی واضح الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَ الْعَصْرِۙ(۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ(۲) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﳔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۠(۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

یقیناً انسان حقیقی طور پر انسان اور اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق اسی وقت ہو گا جب وہ ایمان اور عمل صالح سے متصف ہو کیونکہ شرفِ انسانی کا اصل معیار ایمان اور تقوی ہے اور ایمان کے ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری اور پھر اس میں اضافہ اس لئے ضروری ہے کہ تقوی ہی کی بدولت ایک مسلمان اپنے مالک و مولیٰ، اپنے پیارے پروردگار، خدائے غفار کے ہاں مراتب عالیہ اور عزت و عظمت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ چنانچہ:

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ (پ۲۶،الحجرات:۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

صدرالافاضل، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت سیّدُنا محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی (متوفی ۱۳۶۷ھ) اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر **"خزائن العرفان"** شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ عزّت و

فضیلت کا مدار پرہیز گاری ہے، نہ کہ نسب۔

شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **بازارِ مدینہ میں ایک حبشی غلام** ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا۔ پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سیّدِ عالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ پھر اس کی وفات ہو گئی اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے دفن میں تشریف لائے۔ اس پر لوگوں نے کچھ کہا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

تقوی وپرہیزگاری کس طرح حاصل ہو؟

اے عاشقانِ رسول! اب یہاں پر ایک سوال ہے کہ تقوی وپرہیز گاری کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اور وہ کون ہے جسے "صاحبِ ایمان" ہونے کے ساتھ ساتھ "صاحبِ تقوی" بھی کہا جاسکے؟ قرآن کریم اس کا جواب یوں ارشاد فرماتا ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآىٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱۷۷) (البقرہ، پ۲، آیت ۱۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت **یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار**

ہیں۔

اے عاشقانِ رسول! معلوم ہوا کہ سب سے پہلے ایمان اور پھر عمل ہے تو جو انسان ان دونوں کا جامع ہو وہی صاحبِ ایمان اور صاحبِ تقویٰ ہوتا ہے اور یہ مقام صرف اس بندے کو حاصل ہوتا جو **اللہ** پاک اوراس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اطاعت شعاراور فرمانبر دار ہو۔ قرآن کریم میں جابجااِس اطاعت کا حکم موجود ہے۔ دو فرامین باری تعالیٰ ملاحظہ کیجئے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠ (۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (النساء، پ۵، آیت ۵۹)

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ (۳۲) (آلِ عمران، پ۳، آیت ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

صدرالافاضل، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت سیّدُنا محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی (متوفی ۱۳۶۷ھ) اس آیت مبارکہ کے ابتدائی حصہ کے تحت تفسیر **"خزائن العرفان"** شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: یہی **اللہ** پاک کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعتِ رسول نہیں ہوسکتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: "جس نے میری نافرمانی کی اس نے **اللہ** پاک کی نافرمانی کی۔"

الغرض اطاعتِ خدا و مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تقوی کے حصول کا ذریعہ ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ صحیح و کامل اطاعت بغیر علم کے ممکن نہیں۔ لہٰذا علم کا حصول ضروری ٹھہرا۔ چنانچہ:

حضرت سیّدُنا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **معلم** کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "**علم** حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۰۸، ج۱، ص۵۴۵)

پانچ علوم سیکھنا فرض ہے

اے عاشقانِ رسول! جن مسائل کا علم ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اس کی موجودہ حالت کے مطابق سیکھنا لازم ہے، بنیادی طور پر ان کی پانچ اقسام بنائی جاسکتی ہیں:

(۱)۔۔۔عقائد　　(۲)۔۔۔عبادات　　(۳)۔۔۔معاملات

(۴)۔۔۔مُنْجِیات (یعنی اچھے اخلاق)　　(۵) مُھلِکَات (یعنی برے اخلاق)

(۱)۔۔۔عقائد: سب سے پہلے بنیادی عقائد کا سیکھنا فرض ہے۔ عقائد کی صحیح معلومات کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ عمل عقیدے کی درستی کے بغیر کسی طرح بھی مفید نہیں۔ نیز حق و باطل میں فرق کے لئے بھی عقائد کا علم سیکھنا ناگزیر ہے۔ مثلاً **اللہ** پاک کی ذات وصفات کا قدیم ہونا۔ حضرات انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا معصوم اور شافع ہونا، حضرت محمد مصطفٰی، احمد مجتبٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آخری نبی اور صاحبِ معراج ہونا نیز جنات وملائکہ، کراماتِ اولیا، عذاب قبر، منکر نکیر کے سوال، مرنے کے بعد اٹھنے، میزان، حوض کوثر، پل صراط اور جنت و دوزخ کا حق ہونا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضرات انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے افضل ہونا وغیرہ۔ ان سب کا اتنا علم ضروری ہے کہ صحیح وغلط عقیدے کی پہچان ہوسکے۔

(۲)۔۔۔عبادات: ان کا علم سیکھنا بھی ضروری ہے کہ بغیر علم کے نہ صرف یہ کہ عبادات عموماً درست طریقہ پر ادا ہونے سے رہ جاتی ہیں بلکہ بسا اوقات بندہ سخت گنہگار ہوتا ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **۶۵۱** صَفحات پر مشتمل کتاب **"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت"** صفحہ **۳۵۵** پر مجدد اعظم، امام اہلسنّت حضرت سیِّدُنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن (متوفی ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں: "حدیث میں ارشاد ہوا: **اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْہٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْن**۔ (بغیر فقہ کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا۔) (کنزالعمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، الحدیث: ۲۸۷۰۵، ج۵، الجزء العاشر، ص۶۱) بغیر فقہ کے عابد بننے والا (فرمایا)، عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔ جو (بغیر فقہ کے) عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا۔ کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔"

نیز فقیہِ ملّت، حضرتِ علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی (متوفی ۱۴۲۱ھ) اس حدیث پاک کے

تحت یوں تحریر فرماتے ہیں:"مطلب یہ ہے کہ جیسے پہلے زمانہ میں آٹا کی چکی کو گدھا چلایا کرتا تھا مگر آٹا کھانے کے لئے اس کو نہیں ملتا تھا ایسے ہی بغیر فقہ یعنی مسائل شرعیہ کی رعایت کے بغیر جو عبادت کی مشقت اٹھاتا ہے اسے کچھ ثواب نہیں ملتا۔"(علم اور علماء، ص۵۸)

عبادات کے علم میں ترتیب یہ ہے کہ نماز کے فرائض وشرائط ومفسدات کا سیکھنا ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے۔ پھر رَمَضانُ المبارَك کی تشریف آوری پر فرض ہونے کی صورت میں روزوں کے ضروری مسائل، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اس کے لئے **زکوٰۃ** کے ضروری مسائل، اسی طرح **حج** فرض ہونے کی صورت میں حج کے مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔

(۳)۔۔۔معاملات: ان کا صحیح علم سیکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ معاملہ کہتے ہیں ایسے کام کو جو دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین واقع ہو اور اس سے مراد امورِ دنیا سے متعلق شرعی احکام ہیں۔ جیسے نکاح وطلاق، اجارہ (ملازم رکھنا) اور خرید وفروخت وغیرہ۔ پس اگر کوئی **نکاح** کرنا چاہے تو اس پر نکاح کے، **تاجر** کو خرید وفروخت کے، **نوکری** کرنے والے کو نوکری کے، نوکر رکھنے والے کو اجارے کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ یوں ہی ہر ایک کے لئے مسائل حلال وحرام بھی سیکھنا فرض ہے۔

(۴)۔۔۔ مُنْجِیَات (یعنی اچھے اخلاق): ہر مسلمان کو اچھے اخلاق کے بارے میں جاننا اور انہیں اختیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اچھے اخلاق جیسے عاجزی وانکساری، اخلاص وتوکل وغیرہ تکمیل ایمان کا سبب ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:"مؤمنین میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔"

(الترغیب والترھیب، الحدیث:۷، ج۳، ص۲۷۱)

اخلاقیات سنوارنے کی ترغیب کے متعلق مزید دو فرامین مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے:

(۱)"حَسِّنُوْا اَخْلَاقَکُمْ۔ **ترجمہ:** اپنے اخلاق کو سنوارو۔"

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس، الحدیث:۱۹۸۷، ص۱۸۵۱ مفھوماً)

(۲)"اِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ یُذِیْبُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا تُذِیْبُ الشَّمْسُ الْجَلِیْدَ۔ ترجمہ: بے شک اچھے اخلاق گناہ کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔"

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی حسن الخلق، الحدیث:۸۰۳۶، ج٦، ص۲۴۷۔۲۴۸)

(۵)۔۔۔مُھْلِکَات(یعنی برے اخلاق): ان کی معلومات بھی بے حد اہم ہے کیونکہ برے اخلاق مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ نہ صرف قبر و حشر میں ہلاکت و تباہی کا سبب بن سکتے ہیں بلکہ جہنم میں دھکیل سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں علم کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان گناہوں سے بچا جاسکے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **"مکتبۃ المدینہ"** کی مطبوعہ ۶۴۱ صفحات پر مشتمل کتاب **"احیاء العلوم کا خلاصہ"** صفحہ **۲٦٦** پر حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیّدُنا امام **محمد بن محمد غزالی** عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الوالی (متوفی ۵۰۵ھ) نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا عیسیٰ روح الله عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: "بخیل، مکار، خیانت کرنے والا اور بد اخلاق (یعنی برے اخلاق والا) جنت میں نہیں جائیں گے۔"

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **۵۰۴** صَفحات پر مشتمل کتاب، **"فیضانِ سنت"** جلد دوم کے باب **"غیبت کی تباہ کاریاں"** صَفْحَہ **۵** پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی **حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَة فرماتے ہیں: "فرائض قَلْبِیَہ (باطنی مسائل) مثلاً عاجزی و اخلاص اور **توکل** وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ، **باطنی گناہ** مثلاً **تکبر، ریاکاری، حسد** وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اَہم فرائض سے ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! فتاویٰ رضویہ ج۲۳ ص۶۲۳، ٦۲۴)

الغرض ان پانچوں بنیادی مسائل یعنی **عقائد، عبادات، معاملات، اچھے اخلاق اور برے اخلاق** کا علم حاصل کرنا لازم ہے تاکہ بندہ صحیح معنوں میں **الله** پاک اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت بجالا سکے اور جب وہ اطاعت خدا و مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم بجالائے گا تو اسے تقویٰ کی دولت عظمیٰ نصیب ہوگی اور جسے یہ دولت نصیب ہو جائے حقیقت میں وہی انسان اور اشرف المخلوقات ہے۔

"فیضانِ شریعت کورس" نامی کتاب لکھے جانے کی وجہ

اے عاشقانِ رسول! "فیضانِ شریعت کورس" نامی کتاب لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں تک اسلامی تعلیم کو پہنچایا جائے جس کی برکت سے نہ صرف علمی فیضان ملے گا بلکہ ایمان کی پختگی، حسنِ معاشرہ، اسلامی کے لیے قربانی دینے کا جذبہ جیسے دیگر فوائد بھی حاصل ہوں گے، ان شاء الله

فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقۂ کار

اے عاشقانِ رسول! اس کورس کو چلانے کا طریقہ نہایت آسان ہے اور وہ یوں کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ ورنہ ہفتے میں کسی ایک دن کسی نماز کے بعد صرف تیس منٹ کی کلاس کی ترکیب کی جائے اور اس میں پہلے ہفتے عقائد کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان، دوسرے ہفتے عبادات کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان، تیسرے ہفتے معاملات کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان، چوتھے ہفتے منجیات کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان، پانچویں ہفتے مہلکات کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان، اور چھٹے ہفتے سنت اور آداب کے ۱۹ بیان میں سے ایک بیان کریں۔

یا اس کورس کو اس طرح بھی لے کر چل سکتے ہیں کہ پہلے عقائد کے ۱۹ بیان مکمل کر لیے جائیں پھر عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور سنت و آداب۔

اگر کوئی بیان ۳۰ منٹ میں مکمل نہ ہو پائے تو اس کو دو حصوں میں بھی کیا جا سکتا ہے۔

مزید اگر آپ نے ذہن میں کوئی اس سے بھی اچھا طریقہ کار ہو تو آپ اسی کے مطابق ہی کورس کروائیں، مقصد علمِ دین کی اشاعت ہے نہ کہ طریقہ، بس اللہ پاک ہمیں اخلاص کے ساتھ خیر خواہئ مسلمین کے پیشِ نظر دین و سنیت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں

کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

پہلا باب

عقائد کے 19 بیانات

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

نوٹ: یہ بیانات مکتبۃ دار السنہ دہلی کی مطبوعہ ''آسان فرض علوم'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

کورس نمبر (1): عقائد کی بنیادی باتوں کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے کہ نبیِّ رَحمت، **شفیعِ اُمّت** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ شَفاعت نِشان ہے: **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ کَانَتْ شَفَاعَۃٌ لَّہٗ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃ**۔ ترجمہ: جو شخص جُمُعہ کے دن مجھ پر دُرُود شریف پڑھے گا تو بروزِ قیامت اس کی شَفاعت میرے ذِمہ کرم پر ہو گی۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ علیہ علی آلہ، ۱/۲۵۵، الجزء الاول، حدیث: ۲۲۳۶)

شافِع روزِ جَزا تم پہ کروڑوں دُرُود
دافِعِ جُملہ بَلا تم پہ کروڑوں دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کا آج پہلا کورس ہے جو عقائد کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں عقائد کے تعلق سے سات بنیادی باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(۱)۔۔۔عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

(۲)۔۔۔عقائد کا علم سیکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳)۔۔۔ایک مسلمان کا عقیدہ کیسا ہونا چاہئے؟

(۴)۔۔۔دین کے بعض عقائد سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟

(۵)۔۔۔عقائد میں کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟

(۶)۔۔۔عقائدِ اہلسنت سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے منکر کا حکم کیا ہے؟

(۷)۔۔۔ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے منکر کا حکم کیا ہے۔

سوال: عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: عقیدہ ان دینی امور کا نام ہے جن پر دل بغیر کسی شک وشبہ اور تردد کے پختہ ہو جائے۔ کیونکہ دین کے کسی معاملے میں شک وشبہ اور تردد کفر ہے۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۳۵)

سوال: عقائد کا علم سیکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مسلمان کے لئے "عقائد" کا سیکھنا اور درست کرنا انتہائی اہم امر ہے۔ اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے فرمان کا خُلاصہ ہے کہ سب میں اَوّلین و اَہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافر یا گمراہ ہو جاتا ہے۔
(فتاوی رضویہ، ۲۳/ ۶۲۳)

یاد رہے! اعتقاد عمل پر مقدّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے، یاد رکھئے! قیامت کے دن دل سے اعتقادات کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔

سوال: ایک مسلمان کا عقیدہ کیسا ہونا چاہئے؟

جواب: عقیدہ "عَقْدٌ" سے بنا ہے اور "عَقْدٌ" کا معنی ہے جم جانا، گرہ یعنی گانٹھ لگانا، پس لفظِ عقیدہ ہی ہمیں بتارہا ہے کہ ایک مسلمان کا عقیدہ ایسا ہونا چاہئے کہ ان پر اس کا دل جم جائے، اور گانٹھ کی طرح مضبوط ہو، جس کی مثال حضرتِ بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں، کہ کفار نے ظلم وستم کی کیسی آندھیاں چلائیں اور تشدد کے کیسے پہاڑ توڑے مگر اس کے باوجود "اَلْاَحَد اَلْاَحَد" کا نعرۂ دل نواز بلند کرتے رہے، اور ان آزمائشوں کو ہنس کر سہتے رہے، کسی نے کہا: بلال! "اتنے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے کے بعد بھی اللہ کو نہیں چھوڑ رہے" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "جب تم بازار میں مٹی کے برتن خریدتے ہو تو کیا اس کو ٹھوک بجا کر دیکھتے نہیں؟ کہ کہیں سے ٹوٹا تو نہیں، بس میرا رب بھی بلال کو آزمارہا ہے کہ بلال میری محبت میں کچا تو نہیں؟ میں کہتا ہوں مولیٰ خرید لے بلال کو، بلال تیری محبت میں کچا نہیں بلکہ پکا ہے، یہ آزمائشیں اور تکلیفیں کیا ہیں اگر میرے جسم کی بوٹیاں بھی کر دی جائیں تب بھی میں تیرا نام لینا نہیں ترک کروں گا"۔ اللہ اکبر!

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

سوال: دین کے بعض عقائد سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟

جواب: یقیناً دین کے بعض عقائد عام عقلوں میں نہیں آتے جیسے کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات اور تقدیر کے متعلق عقائد، لیکن ہمیں صرف ماننے کو کہا گیا ہے نہ کہ ان میں غور وفکر کرنے کا کیونکہ ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ تو ماو شما(یعنی ہم اور تم) کس گنتی میں ہیں۔ بس اتنا سمجھ لو کہ "بندے ہو بندگی کرو، حکم سب کو دیا جاتا ہے حکمتیں سب کو نہیں بتائی جاتیں" اور نہ سمجھ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عقیدہ کہتے ہی اس مسئلہ کو ہیں جو ناقابلِ حل ہو، ایسی چیز جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو، لہذا ہمارے سمجھ میں نہ آنا کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔

سوال: عقائد میں کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟

جواب: عقائد میں دو امام ہیں:

(۱)۔۔۔ شیخ ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ۔

(۲)۔۔۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ۔

حضرت امام شیخ ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنے والوں کو "اَشْعَرِیَّہ" کہتے ہیں، اور حضرت ابو منصور ماتریدی کے ماننے والوں کو "مَاتُرِیْدِیَّہ" کہا جاتا ہے۔ احناف، عقائدِ فرعیہ میں انہیں کے مقلد ہیں۔ صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ" دونوں جماعتیں (اشعریہ، ماتریدیہ) اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے، ان کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہل حق ہیں کوئی کسی کی تذلیل و تفسیق نہیں کر سکتا۔

(بہار شریعت جہیز ایڈیشن، حصہ اول، ج۱، ص۴۶ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

سوال: عقائدِ اہلِ سنّت سے کیا مراد ہے؟

جواب: عقائدِ اہلِ سنّت سے مراد ضَروریاتِ دین ہیں، اور ضروریاتِ دین اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ تعالی کی وَحدانِیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبُوَّت، نَماز، روزے، حج، جنَّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرھا۔ مَثَلًا یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور رحمۃٌ لِّلْعٰلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم "خاتَمُ النَّبِیّین" ہیں حُضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲ مُلَخَّصاً)

سوال: عقائدِ اہلِ سنّت (یعنی ضروریاتِ دین) کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی ایک ضَرورتِ دینی کا منکر کافر ہے اگرچہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔ جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیّت یا ختمِ نبوَّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے۔ کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخِری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲)

سوال: ضَروریاتِ مذہبِ اہلِسنّت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ضَروریاتِ مذہبِ اہلسنّت سے مراد یہ ہے کہ ان کا مذہبِ اہلسنّت سے ہونا سب عوام وخواصِ اہلسنّت کو معلوم ہو۔ جیسے عذابِ قبر، اعمال کا وزن وغیرہ۔ (نزھۃُ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الایمان، ۱/ ۲۳۹)

سوال: ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت کے منکر کا حکم کیا ہے؟

جواب: ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت کا منکر بد مذہب و گمراہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ۲۹/ ۴۱۴)

کورس نمبر (2): اللہ پاک کی ذات وصفات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

سُلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جو مجھ پر جُمُعہ کے دن اور رات میں ۱۰۰ مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور ۳۰ دُنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مُقرَّر فرما دے گا، جو اس دُرودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا، جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلاشُبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد ویسا ہی ہو گا جیسا میری حیات میں ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الصلوات، فضل الصلاة علی النبی... الخ، ۳/ ۱۱۱، حدیث: ۳۰۳۵)

اُن پر دُرود جن کو کَسِ بے کَساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خَبَر بے خَبَر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کا آج دوسرا کورس ہے جو عقائد کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں اللہ پاک کی ذات کے بارے میں پانچ عقیدوں کے ضمن و ذیل میں سات باتوں کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(۱)۔۔۔اللہ پاک کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

(۲)۔۔۔اللہ پاک کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۳)۔۔۔اگر اللہ پاک موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں؟

(۴)۔۔۔اللہ پاک کے ایک ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۵)۔۔۔ اللہ پاک کب سے ہے اور کب تک رہے گا؟

(۶)۔۔۔ عبادت کا مستحق صرف اللہ پاک ہے اس پر کیا دلیل ہے؟

(۷)۔۔۔ اللہ پاک کسی کا محتاج کیوں نہیں؟

سوال: اللہ تعالی کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

جواب: اللہ تعالی کے بارے میں ایک مسلمان کا مندرجہ ذیل عقیدہ ہونا چاہئے:

عقیدہ: (۱)۔۔۔ اللہ موجود ہے اور ایک ہے۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں۔ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پ۳۰، الإخلاص: ۱۔ (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ) پ۲، البقرة: ۱۶۳) (لَا شَرِيْكَ لَهٗ) پ۸، الأنعام: ۱۶۳. بہارِ شریعت ج۱، ص۲)

سوال: اللہ تعالی کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: ربِ کائنات نے عالم کے ذرے ذرے میں اپنے موجود ہونے کے دلائل قائم فرما دئے۔ تمام چیزیں کتابوں سے پڑھی جاتی ہیں مگر توحید وہ مضمون ہے جس کے لئے کسی خاص کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ عالم کا ہر ذرہ اس مضمون کی خود ایک پُر دلیل کتاب ہے جیسے پتھر، ڈھیلے، نباتات، درخت، حیوان، آسمان، زمین، ستارے، خشکی، سمندر، آگ، ہوا وغیرہ کہ ان سے پہلے خود ہمارے نُفوس، اجسام، اوصاف، احوال، دلوں کا بدلنا اور ہماری حرکات و سکنات کی تمام حالتیں وجودِ باری تعالٰی پر گواہ ہیں۔ مگر اس کائنات میں ایک فرقہ ایسا ہے جو اللہ تعالی کے وجود کا انکار کرتا ہے جسے "دہریہ" کہتے ہیں۔

امامِ اعظم اور دہریہ

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک دہریہ (یعنی اللہ کی ہستی کے منکر) کے ساتھ مناظرہ ہوا اور موضوعِ مناظرہ یہی مسئلہ تھا کہ عالَم کا کوئی خالق ہے یا نہیں؟ چنانچہ میدانِ مناظرہ میں لوگ جمع ہو گئے مگر امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وقتِ مقررہ سے بہت دیر کے بعد تشریف لائے، دہریہ نے پوچھا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ آپ نے فرمایا: "اگر میں اس کا جواب یہ دوں کہ میں ایک جنگل کی طرف نکل گیا تھا وہاں مجھے ایک عجیب واقعہ نظر آیا جس کو دیکھ کر میں حیرت میں آکر وہیں ٹھہر گیا، اور وہ واقعہ یہ تھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت خود بخود کٹ کر زمین پر گر پڑا پھر خود اس کے تختے تیار ہوئے پھر ان تختوں کی خود بخود کشتی تیار ہوئی اور خود بخود دریا میں چلی گئی اور پھر خود بخود

ہی وہ دریا کے اِس طرف کے مسافروں کو اُس طرف اور اُس طرف کے مسافروں کو اِس طرف لانے اور لے جانے لگی ، پھر ہر ایک سواری سے خود ہی کرایہ بھی وصول کرتی تھی۔ بتاؤ تم میری اس بات پر یقین کروگے ؟" دہریہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا: "آپ جیسا بزرگ اور امام جھوٹ بولے تو بڑا تعجب ہے ! بھلا یہ کام کہیں خود بخود ہو سکتے ہیں ؟ جب تک کوئی کرنے والا نہ ہو کسی طرح نہیں ہو سکتے"۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"یہ تو کچھ بھی کام نہیں ہے ، تمہارے نزدیک تو اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے عالیشان کام خود بخود بغیر کسی کرنے والے کے تیار ہوتے ہیں ، یہ زمین ، یہ آسمان ، یہ چاند ، یہ سورج ، یہ ستارے ، یہ باغات ، یہ صدہا قسم کے رنگین پھول اور شیریں پھل ، یہ پہاڑ ، یہ چوپائے ، یہ انسان اور یہ ساری خدائی بغیر بنانے والے کے تیار ہو گئی ہے۔ اگر ایک کشتی کا بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن جانا جھوٹ ہے تو سارے جہان کا بغیر بنانے والے کے بن جانا اس سے بھی زیادہ جھوٹ ہے"۔ دہریہ آپ کی تقریر سن کر دم بخود حیرت میں آگیا اور فوراً اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (تفسیرِ کبیر جلد۔۱۔ص۲۲۱)

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

سوال: اگر اللہ تعالیٰ موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں ؟

جواب: کسی چیز کا دکھائی نہ دینا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ، جیسے کہ ہوا ، ہمیں نہیں دکھائی دیتی مگر اس کا وجود سب مانتے ہیں۔ اور اللہ کا دکھائی نہ دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ جو چیز ہم دیکھتے ہیں وہ ہمارے ذہن میں مُنَقَّش یعنی چھپ جاتی ہے ، اور وہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آکر چھوٹی ہو جاتی ہے ، پس اگر اللہ تعالیٰ دکھائی دے تو اللہ ہمارے ذہن کی احاطہ میں آکر چھوٹا اور ہمارا ذہن بڑا ہو جائے گا ، جو کہ کفر ہے۔

کسی عالم سے ایک دہریہ (یعنی وہ شخص جو اللہ کو نہیں مانتا) نے سوال کیا:"اگر اللہ موجود ہے تو مجھے دکھاؤ؟" عالم صاحب نے جواب دیا:"میاں ! ایسا ہر گز نہیں ہے کہ جو چیز دکھائی نہ دے وہ معدوم (یعنی نہیں) ہے" اس نے کہا: "اگر دکھا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ اِدھر اُدھر کی بات مت کرو" عالم صاحب نے کہا:"میاں ! تم میں عقل ہو تو میں تم سے بات کروں تم تو پاگل ہو" دہریہ یہ سن کر غصے میں آگ ببولا ہو گیا اور کہنے لگا:"حضرت ! آپ کو نہیں معلوم کہ میں کتنا بڑا عقلمند ہوں ، فُلاں فُلاں اِداروں سے میں نے علم حاصل کیا ہے"۔ عالم صاحب نے کہا:"میاں ! اگر تم عقلمند ہو تو اپنی عقل

دکھاؤ" اس نے کہا: "بھلا عقل بھی دکھانے کی چیز ہے جو میں آپ کو دکھاؤں" عالم صاحب نے کہا: "میاں! جب تم اپنی عقل نہیں دکھا سکتے جو کہ تمہارے جسم کے اندر ہے، تو بھلا میں اس اللہ کو کیسے دکھا سکتا ہوں جو میرے بس سے باہر ہے" وہ دہریہ ان کلمات کو سن کر لاجواب ہو گیا۔

بس اتنا سمجھ لو کہ عقل دکھتی نہیں ہے مگر بندے کی باتوں، اس کے افعال و کردار سے سمجھی جاتی ہے کہ یہ بندہ عقلمند ہے یا بیوقوف، بس اسی طرح اللہ تعالی کو دیکھا نہیں جا سکتا کہ اس کو دیکھنے کی ہماری آنکھوں میں تاب نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ کی ہستی (یعنی ہونے) کا پتا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔

دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

سوال: اللہ تعالی کے ایک ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اس دنیا کو بنانے والا ایک ہے اور وہ اللہ تعالی ہے۔ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ: "اس دنیا کو بنانے میں اور اس کی تدبیر کے لئے ایک خدا کافی ہو گا یا ایک خدا کافی نہ ہو گا بلکہ ایک سے زائد کی ضرورت ہو گی، پس اگر ایک اکیلا خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی ہے تو دوسرے خدا کو ماننا عبث و بیکار ہے، اور اگر ان میں سے ایک اکیلا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے کی ضرورت ہے تو پھر وہ ناقص ہے اور جو ناقص ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر فرض کیا جائے (یعنی مانا جائے) کہ ایک خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں ہے اور اس کو کسی دوسرے کی بھی ضرورت ہے تو کیا ضروری ہے کہ دو مل کر کافی ہو جائیں بلکہ ان کو تیسرے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، چوتھے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ ضرورت کسی ایک عدد پر موقوف نہیں ہو گی بلکہ اس طرح غیر متناہی (یعنی لاتعداد) خداؤں کی ضرورت ہو گی جو کہ درست نہیں کہ ماننے گئے تھے دو خدا ماننا پڑا اربوں خداؤں کو۔"

عقیدہ:(۲)۔۔۔ اللہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں۔

عقیدہ:(۳)۔۔۔ اللہ باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبَدی بھی کہتے ہیں۔

سوال: اللہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا؟

جواب: اللہ تعالی کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا کہ جس کو بنیاد بنا کر یہ کہا جا سکے کہ اللہ تعالی کی ابتدا یہاں سے اور انتہا یہاں تک ہے، بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، ہر چیز کے لئے فنا ہے مگر اس کو فنا نہیں۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ زمین کو اللہ نے پیدا کیا، آسمان کو اللہ نے پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ مَعَاذَ الله۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جیسے کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ فُلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فُلاں کس نے؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے تمہارے ربّ کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس حد تک پہنچے تو "اَعُوْذُبِاللّٰہِ" پڑھ لے اور اس سے باز رہے۔" (صَحِیْحُ الْبُخَارِی ج۲ص۳۹۹حدیث ۳۲۷۶دارالکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی اس کا جواب سوچنے کی کوشش بھی مت کرو وَرْنہ شیطان سُوال پر سُوال کرتا جائے گا۔ بس اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اسے بھگا دو۔

عقیدہ:(۴)۔۔۔اللہ ہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

سوال: عبادت کا مستحق اللہ تعالی ہے اس پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالی عبادت کا سب سے زیادہ مستحق (یعنی حقدار) نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اُس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں، اور اس کی چند وجوہات و حکمت ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حکمت: عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عبادت کرنے والے کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر (یعنی نقصان) دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اور یہ صفت صرف اللہ تعالی میں پائی جاتی ہے، جبکہ بت بے اختیار ہیں کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں گے خود انہیں کوئی ضرر پہنچے تو اسے دور نہیں کر سکتے۔ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے لہٰذا ایسے مجبور و بے اختیار کو پوجنا انتہا درجے کا جہل ہے۔ (صراط الجنان جلد۳ص۴۹۶)

دوسری حکمت: اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ معبود وہ ہے جو قدرتِ کاملہ رکھتا ہو اور کسی کا حاجت مند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں، لہٰذا صرف اسی کو رب مانو اسی کی عبادت کرو۔ (صراط الجنان جلد۳ص۸۱۔۸۲)

تیسری حکمت: عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی و سَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالِم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔ جبکہ اللہ تعالی ان تمام صفات سے متصف ہے۔

(...خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً۔) صراط الجنان جلد ۷ ص ۱۹۴)

چوتھی حکمت: پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ خداوندی ہے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ (پ۲۱ لقمٰن ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

اس آیتِ پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق بھی نہیں۔

(خزائن العرفان) (جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۳۴۸)

عقیدہ: (۵)۔۔۔ اللہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج ہے۔ (اَللّٰهُ الصَّمَدُ) پ۳۰، الإخلاص: ۲)

سوال: اللہ تعالی کسی کا محتاج کیوں نہیں ہے؟

جواب: جو کسی کا اثر قبول کرے اور محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا، خدا ہونے کے لئے بے پرواہی اور عدمِ محتاجی (یعنی محتاج نہ) ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے انسانوں اور بتوں میں سے کوئی بھی خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود اپنے وجود میں غیر کے محتاج ہیں۔

کورس نمبر: (3) اللہ پاک کی ذات و صفات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنَّت نشان ہے: ”مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ“۔ یعنی جو مجھ پر دن بھر میں ایک ہزار مرتبہ دُرُود شریف پڑھے گا، وہ مرے گا نہیں جب تک جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ (الترغیب فی فضائل الاعمال، باب مختصر من الصلاۃ... الخ، ص ۱۴، حدیث: ۱۹)

وہ تو نِہایت سَستا سودا بیچ رہے ہیں جَنَّت کا

ہم مُفلِس کیا مول چُکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)۔۔۔ اللہ پاک کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

(2)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟

(3)۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔

(4)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا جسم سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

(5)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا صورت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

(6)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا مکان و جہت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

عقیدہ: (۷)۔۔۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لئے بیوی۔ جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لئے بیوی ثابت کرے کافر ہے، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔ ("الشفا"، فصل في بیان ما ہو من المقالات کفر، ج۲، ص ۲۸۳)

سوال: اس عقیدے سے کن لوگوں کا رد ہوتا ہے؟

جواب: اس عقیدے سے یہود و نصاری اور مشرکین کا رد ہوتا ہے کیونکہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا، اور مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۶، نازل ہوئی چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًاۙ-سُبْحٰنَهٗؕ-بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ-كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ(۱۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور (یہود و نصاری) بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔ (اللہ نے فرمایا) پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔ (پ۱، البقرہ، ۱۱۶)

سوال: اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی بے شمار حکمتیں ہیں، ان میں چند تفسیرِ نعیمی سے درج ذیل ہیں:

پہلی حکمت: اولاد کی ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے کبھی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کرتا ہے جس سے اولاد ہو جاتی ہے، اور کبھی دشمنوں کی قوت سے مجبور ہو کر اولاد کی خواہش کرتا ہے جو اپنا قوتِ بازو ہو اور اس کے ذریعہ رشتہ داریاں بڑھے اور یہ مجبور ہو کر نہ رہے، رب تعالیٰ ہر قسم کی مغلوبی، مجبوری اور محتاجی سے پاک ہے لہٰذا اولاد سے بھی پاک ہے۔

دوسری حکمت: فانی (یعنی ختم ہونے والے) کو اولاد درکار ہوتی ہے تاکہ اس کی نسل باقی رہے، انسان اپنی نسل کی بقا، اپنے بعد اپنے گھر کی آبادی اور اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اولاد چاہتا ہے جانوروں کی نسل کی بقا بھی اولاد ہی سے ہے بعض علمِ طبعیات والے فرماتے ہیں کہ درختوں بلکہ پتھروں میں بھی توالد و تناسل ہے بعض درخت نر اور بعض مادہ ہیں نر کی ہوا مادہ کو لگتی ہے جس سے وہ پھلوں سے حاملہ ہو جاتی ہے، بعض درختوں میں تو اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسے ارنڈ، کھجور وغیرہ۔ نیز آسمانی چیزیں قیامت تک فانی نہیں اس لئے ان کی اولاد بھی نہیں جیسے آسمان وغیرہ۔ اور رب تعالیٰ تو واجب الوجود ہے، اس کے لئے فنا نہیں اس لئے اولاد سے پاک ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوا:

كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍۚۖ(۲۶) وَّ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِۚ(۲۷) (پ۲۷، الرحمن، ۲۶-۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

تیسری حکمت: اولاد وہ ہوتی ہے جو نطفے سے پیدا ہو، پس حضرتِ عیسی علیہ السلام حضرتِ جبریل علیہ السلام کے پھونک مارنے سے پیدے ہوئے نہ کہ نطفے سے، اسی لئے حضرتِ عیسی علیہ السلام حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے بیٹے نہیں، حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے مگر آپ علیہ السلام مٹی کے بیٹے نہیں، ہمارے اور آپ کے سر کی جوں جو کہ ہمارے میل کچیل سے پیدا ہوتی ہے ہماری اولاد نہیں کیونکہ وہ ہمارے نطفے سے نہیں اور رب تعالی نطفے وغیرہ سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

چوتھی حکمت: اولاد میں ماں باپ کی شرکت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ اعضاء باپ کے نطفے سے بنتے ہیں کچھ ماں کے، اگر رب تعالی کی اولاد ہوتی تو اس میں ماں کی شرکت ہو جاتی اور وہ اس کا مستقل خالق نہ ہوتا اور یہ تو بڑا عیب ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

پانچویں حکمت: اولاد ایک وقت تک ماں باپ کی محتاج پھر ان سے بے پرواہ اور پھر معاملہ بر عکس کہ ماں باپ بعض کاموں میں اولاد کے محتاج اور رب تعالی محتاجی سے پاک لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

چھٹی حکمت: اکثر اولاد والا خود بھی کسی سے نکلتا یعنی پیدا ہوتا ہے جب کہ رب تعالی کسی سے نہیں بنا (یعنی اس کا کوئی باپ نہیں) تو اس کی بھی کوئی اولاد نہیں اسی لئے فرمایا لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ۔

ساتویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا نمونہ اور ہم شکل ہوتا ہے رب تعالی ہم شکل اور کسی کا نمونہ بننے سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

آٹھویں حکمت: بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) پوت (۲) سپوت اور (۳) کپوت۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر کمال وخوبی کا مالک ہو یعنی باپ جیسا ہو ویسا بیٹا۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھ جائے یعنی کمال وخوبی میں باپ سے زیادہ ہو۔ اور کپوت وہ جو کمال وخوبی میں باپ سے کم ہو بلکہ باپ کے نام کو ڈبو دے۔ اگر رب تعالی کے بیٹا ہوتا تو سوال ہوتا کہ وہ کس قسم کا ہے؟ اگر سپوت ہے تو چاہئے اس کی مخلوق رب کی مخلوق سے بڑھی ہوئی ہو کہ رب تعالی کے لئے سات آسمان ہیں تو اس کے کم از کم آٹھ تو ہوں اور اگر پوت ہے تو خالقیت اور مالکیت وغیرہ میں برابر ہونا چاہئے تھا اور کپوت ہوتا تو بیٹے کے عیب اور باپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے کہ بیٹا تو نالائق رہا اور باپ اسے درست نہ کر سکا۔ اور ان سب باتوں سے اللہ تعالی پاک ہے لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۵۸۵۔۵۸۷)

اعتـــراض: مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض بندے محبوب اور بعض خلیل اور بعض اللہ تعالی کے حبیب ہیں جیسے کہ رب بیٹے سے پاک ہے چاہئے کہ دوست بنانے سے بھی پاک ہوتا؟

جوابـــ: محبوب ہونا، مخلوق ہونے کے خلاف نہیں، اور اصطفائی (یعنی کسی کو چن لینا) عبدیت (یعنی بندہ ہونے) کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اپنے غلاموں اور کنیزوں کو اپنا مقبولِ بارگاہ کرتا ہے لیکن اس سے وہ غلام ہی رہیں گے بادشاہ کے بیٹے نہیں ہوں گے پس اسی طرح اگر اللہ تعالی نے اپنی مخلوق میں کسی کو اپنا محبوب یا حبیب بنا لیا تو وہ خدا نہیں ہوں گے بلکہ بندے ہی رہیں گے اور اللہ تعالی کے بعض بندے اس کے پیارے اور محبوب ہیں اس لئے ہیں کہ وہ اس کی حقِ بندگی خوب ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۵۸۷)

عقیـــدہ: (۸) اللہ تعالی ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔
(پ۱۳، الرعد: ۱۶۔ پ۲۳، الصآفات: ۹۶)

سوال: اس عقیدے میں کس فرقے کا رد ہے؟

جواب: اس عقیدے میں فرقۂ فلاسفہ اور معتزلہ کا رد ہے۔ فلاسفہ نو عقول کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے صرف عقلِ اوّل کو پیدا کیا، پھر عقلِ اوّل نے عقلِ ثانی کو، ثانی نے ثالث کو، ثالث نے رابع کو، رابع نے خامس کو، خامس نے سادس کو، سادس نے سابع کو، سابع نے ثامن کو، ثامن نے تاسع کو، اور تاسع نے ساری دنیا کو۔

جبکہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی صرف ذوات کا خالق ہے افعال کا نہیں، بلکہ افعال کا خالق خود ذوات ہیں یعنی اللہ تعالی نے صرف انسانوں کو پیدا کیا اور انسان جو بھی کام کرتا ہے مثلاً: چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بولنا، ہنسنا، نیکی وبدی کرنا، ان کا خالق وہ خود ہے۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن اس سے پوچھ تاچھ ہوگی۔ (شرح عقائد نسفیہ)

اور اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "**اللہ ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں**" ہاں! بندہ اپنے افعال کا کاسب (یعنی کمانے والا) ہے، اور کاسب ہونے کی وجہ سے قیامت میں پوچھ تاچھ ہوگی نہ کہ خالق ہونے کی وجہ سے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۲۱ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

عقیـــدہ: (۹) اللہ تعالی جسم، جہت، مکان، شکل وصورت اور حرکت وسکون سب سے پاک ہے۔

سوال: اللہ تعالی کا جسم سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالی جسم سے پاک ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب (یعنی کئی چیزوں سے مل کر بنا ہوا) ہوتا ہے اور

ہر مرکب حادث ہوتا ہے کیونکہ ہر مرکب پر ان اجزاء کا تقدّم (یعنی پہلے ہونا) ضروری ہے جن سے وہ مرکب چیز (بنی ہوئی) ہے، اور اللہ تعالی کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے کفر ہے، اس لئے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی حالانکہ اللہ تعالی قدیم و اَزَلی ہے نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہو گا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۲)

سوال: اللہ تعالی کا صورت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کی حکمت کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے فتاوی شارح بخاری میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے کیونکہ صورت مُتَنَاهِی (یعنی جس کی انتہاء ہو) اور مُجَسِّم (یعنی جسم والی) چیزوں کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالی تَنَاهِی (یعنی جس کی انتہاء ہو) اور تَجَسُّم (یعنی جسم والا ہونے) سے مُنَزَّہ (یعنی پاک) ہے اسی لئے اللہ تعالی کے لئے صورت کا اطلاق (یعنی ثابت کرنا) جائز نہیں ہے، بلکہ اگر صورت سے مراد معنیٰ متعارف (یعنی مخلوقات کی صورت) ہو تو صریح کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۱)

سوال: اللہ تعالی کا مکان و جہت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالی کا مکان و جہت سے پاک ہونے میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے دو حکمت ملاحظہ فرمایئے:

پہلی حکمت: ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ ہر چیز حادث ہے یعنی پہلے نہ تھی بعد میں پیدا ہوئی پس زمین و آسمان، عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی حادث ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالی اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے۔ یا پھر یہ ذہن بنانا پڑے گا کہ پہلے اللہ تعالی جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جُوں جُوں وہ چیزیں بناتا گیا اُن میں "رہتا" چلا گیا۔ جب "اوپر" وُجُود میں آیا تو اوپر آ گیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا، "عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لا کر رہنے لگا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

اُمّید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا ہو گا۔ بہر حال شرعی حکم یہی ہے اللہ تعالی کے بارے میں یوں کہنا کہ وہ "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے" یا "ہر جگہ ہے" کہنا کفرِ لُزومی ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگرچہ عُلمائے مُتَکَلِّمِین

رَحِمَهُمُ اللهُ المُبِين کے نزدیک اسلام سے خارِج نہیں ہوتا تاہم فُقَہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۱۱۱۔ ۱۱۴)

دوسری حکمت: یہ ہے کہ ظرف مظروف سے بڑا ہوتا ہے مثلاً ہم کمرے میں رہتے ہیں تو ہم مظروف اور کمرہ ظرف ہے اور کمرہ ہم سے بڑا ہوتا ہے پس اگر اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت کریں تو مکان کا اللہ عزوجل سے بڑا ہونا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے کیونکہ اللہ عزوجل ہر چیز سے بڑا ہے جیسے کہ پانچوں نمازوں کی اذانوں میں مؤذن اَللّٰهُ اَكْبَر۔ اَللّٰهُ اَكْبَر کہتا ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

سوال: جب اللہ مکان سے پاک ہے تو "اللہ ہر جگہ ہے" کہنا کیسا ہے؟

جواب: یقیناً اللہ تعالی مکان سے پاک ہے اور اس کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے، آجکل عوام بلکہ خواص کہلانے والے بھی یہ جملہ کہتے رہتے ہیں: "اللہ تعالی ہر جگہ ہے" حالانکہ یہ جملہ صحیح نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے "اللہ تعالی کی قدرت ہر جگہ ہے"۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۱۱۱۔ ۱۱۴)

سوال: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے تو کعبہ شریف اور مساجد کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا یہ کفر نہیں ہے؟

جواب: کعبہ شریف اور اسی طرح مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہنے کی وجہ یہ نہیں کہ مَعَاذَ اللہ وہ جگہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مکان ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ وہاں پر رہتا ہے، یہی آپ کی غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے سوال کرنے کی نوبت آئی اس لئے کہ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات مکان و زمان وغیرہ جمیع حوادث (تمام اشیاء جو پہلے نہیں تھی پھر پیدا ہوئی) سے پاک ہے وہ تو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا لہٰذا جو اس کے لئے مکان ثابت کرے تو یہ بالیقین کفر ہے۔ اب آپ کے خلجان کو دور کرنے کی طرف آتے ہیں کہ پھر مساجد اور کعبۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ کا گھر کیوں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اضافت، تشریفی کہلاتی ہے یعنی کعبہ شریف اور مساجد کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوتی ہے اور یہ بلاشبہ جائز ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت صالح علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کی دعا سے ظاہر ہونے والی اونٹنی کو "ناقۃ اللہ یعنی اللہ کی اونٹنی"، حضرت جبریل علیہ

السَّلام کو "روحنا یعنی ہماری روح" اور کعبہ شریف کو "بیتی یعنی میرا گھر" فرمایا ہے، اسی طرح احادیثِ طیبہ میں تمام مساجد کو "بیوت اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر" فرمایا۔ یہ سب اضافتیں تشریفی ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف خصوصی نسبت کرتے ہوئے ان چیزوں کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا کعبہ شریف اور مساجد کو تعظیم و تکریم کے پیش نظر "اللہ کا گھر" کہنا جائز ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں۔

اضافتِ تشریفی سے متعلق علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرَّحمہ ایک حدیثِ پاک میں مذکور الفاظ "فِیْ ظِلِّہٖ"(یعنی اللہ کے سائے میں) کی وضاحت میں فرماتے ہیں:"میں کہتا ہوں کہ سایہ کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف اضافت، شرف دینے کے لئے ہے تاکہ اسے دیگر سے امتیازی خصوصیت حاصل ہو جائے جیسا کہ کعبہ کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، حالانکہ تمام مسجدیں اسی کی ملکیت ہیں۔ رہا، سایہ اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پاک و منزہ ہے کیونکہ یہ اجسام کی خصوصیات میں سے ہے۔" (عمدۃ القاری، ج۵، ص۲۶۰،۲۵۹)

کورس نمبر: (4) اللہ پاک کی ذات و صفات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

شہنشاہِ خُوش خِصال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبودار ہے: بے شک **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے میری قَبْر پر ایک فِرِشتہ مقرَّر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے کہ فُلاں بن فُلاں نے آپ پر دُرُودِ پاک پڑھا ہے۔ (مسند بزار، مسند عمار بن یاسر، ۴/۲۵۴، حدیث: ۱۴۲۵)

دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سَلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کو "اللہ" کیوں کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

(3)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟

(4)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اللہ کا عین ہیں یا غیر؟

(5)۔۔۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے؟

(6)۔۔۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے؟

(7)۔۔۔ کیا دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

(8)۔۔۔اللہ تعالی کو حاضر وناظر کہنا کیسا ہے؟

(9)۔۔۔اللہ تعالی کو "اللہ میاں" کہنا کیسا ہے؟

(10)۔۔۔اللہ تعالی کو سخی کہنا کیسا ہے؟

(11)۔۔۔اللہ تعالی کو عاشق کہنا کیسا ہے؟

(12)۔۔۔کیا اللہ تعالی کسی چیز کے بارے میں سوچتا ہے؟

(13)۔۔۔کیا اللہ تعالی سوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

(14)۔۔۔کیا اللہ تعالی جھوٹ بولنے سے پاک ہے؟

(15)۔۔۔اللہ تعالی کے جھوٹ بولنے سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں؟

سوال: اللہ تعالی کو "اللہ" کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسرِ قرآن، امام المحققین، قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر شیرازی بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مایہ ناز تفسیر "تفسیرِ بیضاوی" میں اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لفظِ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض (یعنی بدلے) شروع میں الف لام لایا گیا تو اللہ ہو گیا۔ اور اِلٰہٌ کے کئی معانی اس کے مشتقات کے اعتبار سے آتے ہیں مثلاً:

پہلی وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ اِلٰھَۃً اُلُوْھَۃً اور اُلُوْھِیَّۃً سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی عبادت کرنا،، پس اِلٰہٌ مصدر بمعنی مَاْلُوْہٌ اسمِ مفعول ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب ہے، لہذا مَاْلُوْہٌ بمعنی مَعْبُوْدٌ ہوا یعنی عبادت کیا ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے کہ وہ معبود ہے۔

دوسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے، اور اَلِہَ سے تَاَلَّہٗ اور اِسْتَاْلَہٗ ہے بمعنی عبد یعنی غلام بن جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کی عبد یعنی غلام ہے۔

تیسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی حیران ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی معرفت (یعنی پہچان) میں سب حیران ہیں۔

چوتھی وجہ: لفظِ اللہ اَلِهْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے بمعنی میں نے فلاں کے پاس جا کر سکون پایا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے دل بھی اس کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اور روحیں اس کی معرفت کی طرف سکون پاتی ہیں۔ جیسے کہ قرآنِ پاک میں ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ (۲۸) (پ۱۳، الرعد:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

پانچویں وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی جب نازل شدہ مصیبت سے گھبرا جائے تو اسے پناہ دی جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب عابد مصیبتوں سے گھبرا کر اللہ تعالی کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کو پناہ دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تبارک و تعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۲۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچادے (یعنی کسی برے کام پر اُکسائے) تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔ (پ۹، الاعراف:۲۰۰)

چھٹی وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ الْفَصِیْلُ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی جبکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ بندے بھی اللہ کی رحمت کے ساتھ مصیبتوں میں گریہ وزاری کرتے ہوئے چمٹنے والے ہوتے ہیں۔

ساتویں وجہ: لفظِ اللہ وَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی متحیر و مخبوط العقل ہو جانا، پوشیدہ ہو جانا، چھپ جانا۔ بلند ہو جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بھی بندوں کی نظروں سے، آنکھوں کے ادراک سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے بلند و بالا ہے۔ اور اس کی معرفت میں بندے متحیر اور ان کی عقلیں مخبوط ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر بیضاوی ص۴-۵)

سوال: اللہ تعالی کے کتنے نام ہیں؟

جواب: مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان تفسیرِ نعیمی میں لکھتے ہیں: حق تعالی کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیائے کرام علیہم السلام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام

تورات شریف میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالی ہی جانتا ہے لیکن بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم میں حق تعالی کے جو تین نام اللہ، رحمٰن اور رحیم آئے، ان تین میں ان تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالی کو یاد کر لیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔(تفسیر نعیمی جلد۔ا۔ص ۴۱)

سوال: اللہ تعالی کی صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اللہ تَعَالٰی کی صفات کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔صفاتِ ذاتیہ **(۲)۔۔۔**صفاتِ فعلیہ۔

سوال: صفاتِ ذاتیہ سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

جواب: صفاتِ ذاتیہ سے مراد ایسی صفات ہیں جو اللہ تَعَالٰی کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے متصل ہیں، اور اس سے وہ صفات کسی بھی لمحہ کے لئے جدا نہیں ہو سکتیں، اور اللہ تعالی ان صفات کی ضد سے متصف نہیں ہوتا، جیسے کہ اللہ تعالی حَی ہے یعنی زندہ ہے، اور اس کی ضد مرنا ہے تو اللہ تعالی مر نہیں سکتا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الفقہ الاکبر" میں صرف سات صفاتِ ذاتیہ کو بیان فرمایا ہے حالانکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱)۔۔۔حیات۔ **(۲)۔۔۔**قدرت۔ **(۳)۔۔۔**علم۔

(۴)۔۔۔کلام۔ **(۵)۔۔۔**سننا۔ **(۶)۔۔۔**دیکھنا۔

(۷)۔۔۔ارادہ۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷)

سوال: صفاتِ ذاتیہ کی تفصیل بیان کیجئے۔

جواب: صفاتِ ذاتیہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)۔۔۔اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلۡحَیَاۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی حَی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے موت دے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۷۔۱۱)

(۲)۔۔۔اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلۡقُدۡرَۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۷۔۱۱)

(۳)۔۔۔ اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلْعِلْمُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی کا علم ہر شے کو محیط ہے، وہ غیب و شہادت (یعنی غائب اور موجود) سب چیزوں کو جانتا ہے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

(۴)۔۔۔ اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلْکَلَامُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی کلام فرماتا ہے جیسے کہ پارہ ۶ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ارشادِ باری تَعَالٰی ہے: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ **ترجمۂ کنز الایمان:** اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

مگر اس کا کلام زبان سے نہیں، اور اس کا کلام آواز و الفاظ و حروف سے پاک ہے۔ مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے، حادث و مخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تَعَالٰی عنھم نے اُسے کافر کہا ہے۔("منح الروض الأزہر"، ص ۲۶)

(۵)۔۔۔ اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلسَّمْعُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی سمیع ہے یعنی ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے مگر اس کا سننا کان سے نہیں ہے۔ اور اُس کا سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، بلکہ ہر موجود کو سنتا ہے۔
(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

(۶)۔۔۔ اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلْبَصَرُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی بصیر ہے یعنی ہر باریک سے باریک چیز کو جو خُوردبین سے محسوس نہ ہو اُسے بھی دیکھتا ہے مگر اس کا دیکھنا آنکھ سے نہیں ہے، کہ آنکھ جسم ہے اور جسم سے وہ پاک ہے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

(۷)۔۔۔ اللہ تَعَالٰی کی صفتِ ذاتی اَلْاِرَادَۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی ارادہ و مشیت کی صفت سے متصف ہے، اُس کی مشیت اور اِرادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے ارادہ اس سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

سوال: صفاتِ فعلیہ سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

جواب: فعلی صفات سے مراد وہ صفات ہیں جن کا ظہور تب ہوتا ہے جب وہ اس کی مخلوق پر واقع ہوتی ہیں، اور مخلوق کے حق میں اس کا نتیجہ اچھے یا برے، نعمت یا نقمت، رحمت یا زحمت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ صفات اللہ تعالی کے ساتھ بالقوۃ ازل سے متصل چلی آ رہی ہیں اور ان کا اظہار بالفعل وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

اور اس کو بلفظِ دیگر یوں سمجھیں کہ صفاتِ فعلیہ وہ ہیں کہ جن صفات سے وہ موصوف ہو، ان کی ضد سے بھی وہ موصوف ہو۔ مگر ان صفات کا تعلق اور اثر غیر (یعنی مخلوق) کے ساتھ ہو گا، جیسے مارنا اور جلانا، صحت دینا اور بیماری ڈالنا، غنی کرنا اور فقیر کرنا، وغیرہ وغیرہ، ان صفات کو صفاتِ اضافیہ بھی کہتے ہیں۔ اصل میں ان صفات اور ان جیسی سب صفاتِ فعلیہ کو صفتِ تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہئے۔(توضیح العقائد ص۳۳)

اللہ تَعَالٰی کی صفاتِ فعلیہ میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔۔تَخْلِیْقٌ: اس سے مراد مخلوقات کو پیدا کرنا ہے۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

(۲)۔۔۔تَرْزِیْقٌ: اس سے مراد مخلوقات کو روزی دینا ہے۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

(۳)۔۔۔اِنْشَاءٌ: اس کا معنی پیدا کرنا، پرورش کرنا اور تربیت کرنا ہے ،اور اللہ تَعَالٰی تمام مخلوقات کی بتدریج (یعنی رفتہ رفتہ) پرورش فرماتا ہے اور ان کو نقطۂ کمال تک پہنچاتا ہے۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

(۴)۔۔۔اِبْدَاعٌ: اس کا معنی کسی چیز کو بغیر مادہ کے اور بغیر نمونے کے پیدا کرنا ہے، پس جب اللہ تَعَالٰی نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمانا چاہا تو اس وقت نہ ان کا کوئی مادہ تھا اور نہ کوئی نمونہ، مگر اللہ تَعَالٰی نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ لفظِ کن سے پیدا فرما دیا۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

(۵)۔۔۔صُنْعٌ: اس کا معنی صَنْعَت گری کرنا ہے، اور اس کا اظہار مَصْنُوعَات (یعنی چیزوں) کے ظاہر ہونے کے وقت ہوتا ہے۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

اللہ تَعَالٰی کی صفاتِ فعلیہ ان کے علاوہ بھی ہیں یہاں پر چند کا ذکر کرنا حصر کے لئے نہیں، بلکہ مثال کے لئے ہیں، ان کے علاوہ جیسے زندہ کرنا، فنا کرنا، اگانا، بڑھانا، چیزوں کو ان کی اصل سے پھیرنا۔ اور یہ تمام کی تمام صفت تکوین کے تحت داخل ہیں۔(منح الروض الازہر ص۳۵)

سوال: اللہ تعالی کی صفات اللہ کا عین ہیں یا غیر؟

جواب: اہلِ سنّت والجماعت کا اس بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفتیں نہ اللہ تعالی کا عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ یہ کہ اُس کی ذات سے جدا ہیں ۔ کیونکہ اگر صفات کو اللہ کا عین مانیں تو

جتنی صفات اُتنے خدا، اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ ایک ہے، اور اگر صفات کو اللہ سے جدا مانیں تو صفات کا حادث ہونا لازم آئے گا، اور یہ بھی کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۴)

اعتراض: بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا یہ عقیدہ صحیح نہیں کیونکہ ہر چیز یا تو کسی دوسری چیز میں داخل ہوتی ہے یا اس سے خارج ہوتی ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ نہ چیز میں داخل نہ خارج۔

جواب: اہلِ سنّت والجماعت نے اس کا جواب یہ دیا کہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم عینِ پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔ بس یہی حال اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہے کہ وہ نہ خود اللہ ہیں اور نہ ہی اللہ سے جدا۔("شرح العقائد النسفية"، ص۴۷-۴۸)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے؟

جواب: اللہ کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے (یعنی گھیر لیتی ہے) حالانکہ اُس کا کوئی اِحاطہ (یعنی گھیرے) نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۳)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات و مُحالات، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، چیزیں بدلتی ہیں مگر اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔("الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۵۴)

سوال: کیا دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

جواب: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ اور اللہ کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔ پھر رہا یہ سوال کہ کیونکر دیدار ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل نہیں، اِن شاءاللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتادیں گے۔ ان سب باتوں کا خلاصہ

یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا (یعنی پہنچتی) نہیں، اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا اِحاطہ کرے، یہ محال ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۱-۲۲) ("الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج۱، ص۲۵۸-۲۶۱)

سوال: اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کیسا ہے؟

جواب: بے شک ہر چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ پر عیاں (یعنی ظاہر) ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھتا بھی ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان صفات کو بیان کرنے کے لئے "حاضِر و ناظِر" کے الفاظ استعمال نہیں کرسکتے کیونکہ ایک تو یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے نہیں ہیں اور دوسرا یہ کہ ان لفظوں کے عربی لُغت میں جو معانی بیان کئے گئے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ "حاضِر" کے معنی عربی لغت میں "نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ، جو چیز کھُلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو" ہے۔ اور "ناظِر" کے معنی "آنکھ کے ڈھیلے کی سیاہی جبکہ نظر کے معنی کسی امر میں تفکّر و تدبّر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا اور آنکھ سے کسی چیز میں تامل (یعنی غور و فکر) کرنا" ہے۔ (وقار الفتاویٰ، ج۱، ص۶۶) اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال منع ہے۔ لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان صفات کو بیان کرنے کے لئے "حاضر وناظر" کے بجائے "شَهِيْد وَبَصِيْر" کہا جائے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ (پ۱۷، الحج:۱۷)

سوال: اللہ تعالیٰ کو "اللہ میاں" کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔ اللہ پاک، اللہ تعالیٰ، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اللہ تبارَکَ وَتعالیٰ وغیرہ بولنا چاہئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "(اللہ تعالیٰ کے لئے) مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنیٰ رکھتا ہے، ان میں دو معنیٰ اللہ ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی ناممکن) ہیں، اور مِیاں کا معنیٰ: (۱)۔۔۔ آقا۔ (۲)۔۔۔ شوہر۔ (۳)۔۔۔ مرد وعورت میں زِنا کا دلال ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ پر اس کا اِطلاق (یعنی بولنا) مَمنوع ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج۱۴ ص۶۱۴)

سوال: اللہ تعالیٰ کو سخی کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی کہنے کے بارے میں میرے شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه اپنی کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے

ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی نہیں جَوَّاد کہنا چاہئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت،اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷، صفحہ نمبر ۱۶۵) میں فرماتے ہیں: اسمائےِ اِلٰھیّہ تَوقِیْفِیَہ (یعنی قرآن و حدیث کی طرف سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہ کا جواد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شریعت میں وارِد نہیں۔ مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مُحاوَرَہ عَرَب میں عُموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے۔اِسی لئے اللہ تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابِل بخیل ہے (اور بخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے۔ جواد کا مقابِل مُمسِک ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام دُنیوی اخروی نعمتیں دُنیا کے لئے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کے لئے نہیں۔ (مرآۃ المناجیح،۱/۲۲۱)

سوال: اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے کہ معنیٔ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے۔ اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت عزوجل کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱، ص۱۴۴)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں سوچتا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل سوچنے سے بھی پاک ہے کیونکہ سوچتا وہ ہے جو عالِمُ الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کے لئے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالِمُ الغیب ہونے سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۶۲)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اونگھ اور سونے سے پاک ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں ہے:

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ ۔ (پ۳، البقرۃ ۲۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

اور اللہ تعالیٰ کے نہ سونے میں کئی حکمتیں ہیں ان میں سے دو حکمت یہ ہیں:

پہلی حکمت: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ اونگھنا اور نیند کرنا نقص (یعنی عیب) ہے اور اللہ عزوجل ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔

(خزائن العرفان، پ۳، البقرۃ ۲۵۵)

دوسری حکمت: صاحبِ روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ منزہ (یعنی پاک) ہے ان عوارض سے جو اس کی مخلوق کو عارض ہوتے ہیں یعنی وہ سہو (یعنی بھولنا) اور غفلت اور ملال (یعنی سستی) سے پاک ہے اور وہ جن اشیاء کی حفاظت پر قائم ہے وہ سستی کی وجہ سے نہ کمزور ہے اور نہ ہی اسے تھکاوٹ کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ایسے عوارض پر وہ تھکان اتارنے اور استراحت پر نہ مجبور ہوتا ہے نہ تھکاوٹ کو نیند اور اونگھ سے دور کرتا ہے اس لئے کہ نیند موت کی مانند ہے اور موت حیات کی نقیض (یعنی الٹ) ہے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے خواب کی حالت میں ملائکہ سے پوچھا کہ کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ علیہ السلام کو جگاؤ، ایسے ہی تین بار فرمایا پھر فرمایا اسے مت سونے دو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانی کی بھری ہوئی دو بوتلیں دونوں ہاتھوں میں تھامئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بوتلوں کو ہاتھ میں لے لیا تو آپ علیہ السلام کو نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے دونوں بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں اور آپ علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے اگر مجھے نیند آجائے تو پھر تیری بوتلوں کی طرح تمام آسمان و زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل نیند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ نیند کرے"۔ حضرتِ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نیند کا وقوع (یعنی طاری ہونا) محال ہے اس لئے کہ نیند ایک عِجز ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پاک ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پاک ہے کیونکہ جھوٹ بولنا ایک عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔

ایک مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب جھوٹ کی نسبت کیسے کر سکتا ہے کیونکہ کذب (یعنی جھوٹ) ایسا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا

بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف جھوٹ کی نسبت سے عار (یعنی شرم) محسوس کرتا ہے، مگر دیوبندیوں کا امام رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک فتوے میں لکھا: ”کہ اگر کوئی کہے کہ اللہ جھوٹ بول چکا تو اسے گمراہ اور فاسق نہیں کہنا چاہئے“ مَعَاذَ الله! نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کی ۱۵ ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی کتاب ”سُبْحٰنُ السُّبُّوْح عَنْ کِذْبِ عَیْبٍ مَقْبُوْحٍ“(یعنی جھوٹ جیسے بدترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان) اور ”دَامَانِ بَاغِ سُبْحٰنُ السُّبُّوْح“(رسالہ سُبْحٰنُ السُّبُّوح کے باغ کا دامن) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: اللہ تعالی کے جھوٹ بولنے سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں؟

جواب: اللہ تعالی کے جھوٹ بولنے سے بہت خرابیاں لازم آتی ہیں کہ دین کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، چنانچہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: کہ جب اللہ تعالی کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں! ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرالو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذاللہ! اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت واسلام و ملّت کسی کا اصلا پتا نہیں چلے گا، جزاو سزاو جنت و نارہ حساب و کتاب وحشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا۔(فتاوی رضویہ ج۱۵، ص ۴۵۲۔۴۵۳)

کورس نمبر: (5) انبیائے کرام کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے بھائی حضرت سیِّدُنا عُثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مُلاقات کے لیے گئے، وہ بہت خُوش دِکھائی دے رہے تھے، (خوشی کی وجہ پوچھی گئی تو) بتایا کہ آج رات میں خَواب میں پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دِیدار سے مشرف ہوا، آپ نے مجھے ایک ڈول (یعنی برتن) عَطا فرمایا، جس میں پانی تھا، میں نے پیٹ بھر کر پیا، جس کی ٹھنڈک ابھی تک مَحسُوس کر رہا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: آپ کو یہ مَقام کیسے حاصِل ہوا؟ فرمایا: حضور نَبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھنے کی وجہ سے۔ (سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف المرائی الخ، اللطیفۃ الخامسۃ والثمانون، ص۱۴۹)

دِیدار　کی　بِھیک　کَب　بٹے　گی؟
منگتا　ہیں　اُمّید　وار　آقا!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)۔۔۔ کیا انبیائے کرام کے متعلق عقائد سیکھنا ضروری ہے؟

(2)۔۔۔ نبی اور رسول کی کیا تعریف ہے؟

(3)۔۔۔ وحی کیا ہوتی ہے؟

(4)۔۔۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

(5)۔۔۔ انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟

(6)۔۔۔جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے؟

(7)۔۔۔کیا آدمی عبادت وریاضت کے ذریعے نبوت حاصل کر سکتا ہے؟

(8)۔۔۔نبیوں اور رسولوں کی تعداد کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟ نیز ان کی تعظیم کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

(9)۔۔۔کیا وحیٔ نبوت غیر نبی کو ہو سکتی ہے؟

(10)۔۔۔کتنے انبیائے کرام کے نام قرآنِ مجید میں صراحۃً موجود ہیں؟

(11)۔۔۔کیا نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے؟ نیز عصمت کا کیا معنی ہے؟

(12)۔۔۔کیا انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام سے سہو ممکن ہے؟ اور تقیہ کا کیا معنی ہے؟

(13)۔۔۔کیا انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں؟

(14)۔۔۔انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی لغزشوں کا تذکرہ کرنا کیسا ہے؟

(15)۔۔۔یک مسلمان کو انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

**صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!	صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سوال1: کیا انبیائے کرام کے متعلق عقائد سیکھنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! مسلمان کے لئے جس طرح اللہ تعالی کی ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کر دے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لئے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجبِ کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔(بھارِ شریعت ج،ص،)

سوال2: نبی اور رسول کی کیا تعریف ہے؟

جواب: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تَعَالٰی نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ اور انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے جو نئی شریعت لائے ان کو رسول کہتے ہیں۔("المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوّات، ص۱۰۵)

سوال3: وحی کیا ہوتی ہے؟

جواب: وحی کا لغوی معنیٰ پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خفیہ بات کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔ (ملخص از نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری ج، ص ۲۲۳ مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

سوال 4: نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: نبی اور رسول میں دو طرح سے فرق ہے:

(۱)۔۔۔ ایک فرق تو وہی جو دونوں کی تعریف میں مذکور ہوا یعنی نبی نئی شریعت نہیں لاتا جبکہ رسول نئی شریعت لے کر آتا ہے۔

(۲)۔۔۔ اور دوسرا فرق یہ کہ رسول کے لئے انسان ہونا ضروری نہیں بلکہ رسول فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی، جبکہ نبی صرف انسانوں میں ہوتے ہیں۔ ("تفسير الطبري"، پ۱۲، ہود: تحت الآية ۲۹)

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے کہ انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ (پ۱۲، یوسف:۱۰۹) اس سے پتا چلا کہ نبی نہ کوئی جن ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عورت۔ ("نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلى الأعلى لقدر النبي، ج۳، ص۳۴۴)

سوال 5: انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ انبیاء کے بغیر لوگوں کو ہدایت نہیں دے سکتا؟

جواب: جب کمزور چیز طاقت ور سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں واسطے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ کمزور چیز فنا ہو جائے گی جیسے کہ آٹے کی روٹی آگ سے پکائی جاتی ہے، اب اگر آٹے کو آگ میں ڈال دو تو آٹا جل کر راکھ ہو جائے گا اگر جلنے سے بچانا ہے اور صحیح و سالم روٹی حاصل کرنی ہے تو روٹی اور آگ کے درمیان توے کا واسطہ لانا ضروری ہے۔ اسی طرح سورج کو دیکھنا ہے تو ٹھنڈے شیشے کا واسطہ لازم ہے۔ اب اسی قاعدے کو پیشِ نظر رکھ کر اس سوال کا جواب سنئے: خالق (یعنی اللہ تعالیٰ) قوی اور قادر ہے اور مخلوق (یعنی ہم تم انسان) کمزور، اب اگر انسان خالق کا فیض بغیر واسطے کے حاصل کرنا چاہے گا تو اس کا وہی حال ہو گا جو آٹے کا آگ میں ڈالنے کے بعد ہوا تھا، لہٰذا درمیان میں ایسے واسطے کا ہونا ضروری ہے جو خالق سے فیض لے کر مخلوق تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسی واسطے کا نام نبی اور رسول ہے۔
(اسرار الاحکام ص ٦)

سوال 6: تب تو رب تعالیٰ مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر انبیاء کے احکام نہ پہنچا سکا؟

جواب: اس سے رب تعالی کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا وہ توفیض دینے پر قادر ہے بلکہ ہمارا مجبور ہونا لازم آتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ بغیر واسطے کے رب تعالی کا فیض نہیں لے سکتے، روئی کمزور ہے نہ کہ آگ، ہماری آنکھیں کمزور ہیں نہ کہ آفتاب، اسی طرح ہم مجبور ہیں نہ کہ رب تعالی۔ (اسرار الاحکام ص۷)

سوال 7: جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے؟

جواب: نبی اللہ کا پیغمبر ہوتا ہے اور اللہ اپنے پیغمبروں کو افضل المخلوقات اور اصل المخلوقات کی جانب بھیجتا ہے، جبکہ جنات افضل و اصل نہیں بلکہ انسان افضل المخلوقات ہے پس اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کو انسانوں کی جانب بھیجا اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات فرع کی حیثیت رکھتی ہیں لہذا وہ انسان کے تابع ہوں گی۔

اور رہی یہ بات کہ عورت نبیہ کیوں نہیں ہوتی تو اس کی حکمت یہ ہے کہ نبی آتا ہے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لئے، اسی لئے نبی کا ہر ہر عمل امّت کے لئے مشعلِ راہ ہوتا ہے اور اس کے لئے لوگوں کے سامنے رہنا ضروری ہے جبکہ عورت کو پردے کا حکم ہے لہذا اگر عورت نبیہ ہوتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہو پاتا۔

سوال 8: کیا آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے نبوت حاصل کر سکتا ہے؟

جواب: نبوّت کسبی (یعنی کمائی جانے والی چیز) نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کرسکے۔ ("المعتقد المنتقد"، ص۱۰۷) بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبلِ حصولِ نبوّت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے ("المسایرة" و"المسامرة"، شروط النبوة، ص۲۲۶)، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

("الحلية"، ج۴، ص۲۹۔۳۰، الحديث: ۴۶۵۲)

سوال 9: نبیوں اور رسولوں کی تعداد کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟ نیز ان کی تعظیم کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: نبیوں اور رسولوں کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کیونکہ اس بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور نبیوں کی کسی خاص تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے یہ اعتقاد رکھنا چاہیۓ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ کیونکہ مسلمان کے لئے جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔(شرح العقائد النسفیہ، مبحث اول الانبیاء آدم علیہ السلام، ص ۳۰۲ و بہارِ شریعت، عقائد متعلقہ نبوت، ۱/ ۵۲ موضحا)

اور نبی کی تعظیم ہر امتی پر فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔
("تفسیر روح البیان"، پ۱۰، التوبۃ، ج۳، ص ۳۹۴، تحت الآیۃ:۱۲)("جواہر البحار"، ج۳، ص ۲۶۰)

سوال 10: کیا وحیٔ نبوت غیر نبی کو ہو سکتی ہے؟

جواب: وحیٔ نبوت، انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خاص ہے، جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں اور وحی شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر (یعنی جادوگر) اور دیگر کفّار و فسّاق کے لئے ہوتی ہے۔("المعتقد المنتقد"، ص۱۰۵: (الوحي قسمان: وحي نبوة، ويختص به الأنبياء دون غيرهم)

سوال 11: کتنے انبیائے کرام کے نام قرآنِ مجید میں صراحۃً موجود ہیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے آقا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت نبی بھیجے لیکن قرآن پاک میں جن کا ذکر صراحۃً ہے ان کی تعداد ۲۶ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۴۸)

سوال 12: کیا نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے؟ نیز عصمت کا کیا معنی ہے؟

جواب: جی ہاں! نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت، نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتوں کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لئے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہو لیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل اُنہیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ ("منح الروض الأزہر"، ص۵۶)

انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ (یعنی بری صفات) سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت (یعنی مرتبے) اور مُروّت (یعنی ہمدردی) کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر (یعنی جان بوجھ کر صغیرہ گناہ کرنے) سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔

("المعتقد المنتقد"، ص١١٠)("روح البیان"، پ٢٣، ج٨، ص٤٥، تحت الآیۃ: ٤٤)

سوال 13: کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے سہو ممکن ہے؟ اور تقیہ کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: احکامِ تبلیغیہ میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے سہو و نسیان یعنی بھول چوک محال ہے۔ اور تقیہ کا معنیٰ ڈرنا ہے، شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم ملا تھا کہ اپنے بعد حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمائیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرتِ ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ڈر کر حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا دیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ڈر کی وجہ سے چھپالیا"۔ معاذ اللہ! جبکہ اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے اُنہوں نے وہ سب پہنچا دئے، لہٰذا اب جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ کا نبی لوگوں سے ڈرنے والا نہیں ہوتا، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب ابو جہل و ابو لہب جیسے کافروں سے نہیں ڈرے تو اپنے صحابیوں سے کیسے ڈر سکتے ہیں۔

("المسامرۃ بشرح المسایرۃ"، شروط النبوّۃ، الکلام علی العصمۃ، ص٢٣٤-٢٣٥)("المعتقد المنتقد"، ص١١٣-١١٤)

سوال 14: کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں؟

جواب: جی ہاں! نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر حضرت نوح علیہ السلام کا، اِن حضرات کو مرسلین اُولُو الْعَزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام، انس و مَلَک و جن و

جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلا تشبیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔
(وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ) پ۱۵، الإسراء: ۵۵)("تکمیل الإیمان"، ص ۱۲۴۔۱۲۵)

سوال 15: انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی لغزشوں کا تذکرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، ان کا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بناسکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُن کے یہ افعال جن کو لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزارہا حِکَم و مَصالح پر مبنی، ہزارہا فوائد وبرکات کی مُثمِر ہوتی ہیں، ایک لغزشِ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجہ و ثمرہ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۸۸)

سوال 16: ایک مسلمان کو انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اوپر جو باتیں بیان کی گئیں ان کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کو انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق مزید یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ:

(۱)۔۔۔ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔
(پ۷، الأنعام: ۸٦. "منح الروض الأزہر" ص ۱۲۱)

(۲)۔۔۔ اللہ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے، مگر جو علمِ غیب انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو ہے اللہ عزوجل کے دئے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ ("صحیح مسلم"، کتاب الفتن، باب ہلاک ہذہ الأمۃ بعضھم ببعض، الحدیث: ۲۸۸۹، ص ۱۵۴۴)

(۳)۔۔۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر (یعنی نفرت) ہوتی ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔("المسامرة بشرح المسايرة"، ص۲۲٦)

(۴)۔۔۔ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت (یعنی مرتبہ) و عزت والے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذاللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۵۵)

(۵)۔۔۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدہ الٰہیہ (یعنی اللہ کا وعدہ سچ ہونے) کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے، پس شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے، بخلاف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔

("سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱٦۳۷، ج۲، ص۲۹۱)("روح المعاني"، الأحزاب، ج۱۱، الجزء الثاني، ص۵۲-۵۳، تحت الآية: ۴۰)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے، مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات، مثل سابق وہی جسمانی ہے

کورس نمبر: (6) محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا شیخ حُسَیْن بن احمد کَوّاز بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ابو صالح مُؤَذِّن کو خواب میں دیکھنے کی خواہش تھی۔ چنانچہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں انہیں خواب میں دیکھنے کی دعا کی تو مقبول ہوئی، میں نے انہیں خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، تو کہا: اے ابو صالح! مجھے اپنے یہاں کے حالات کی کچھ خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابو الحسن! اگر میں نے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی پر دُرُودِ پاک کی کَثرت نہ کی ہوتی تو میں ہَلاک ہو گیا تھا۔ (سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف المرائی الخ، اللطیفۃ الثلاثون، ص۱۳۶)

چارۂ بے چار گاں پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)۔۔۔ اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل کون ہے؟

(2)۔۔۔ سب سے آخری نبی کون ہیں؟

(3)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کن کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے؟

(4)۔۔۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مثل ہو سکتا ہے؟

(5)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی نے کس مرتبے پر فائز فرمایا ہے؟

(6)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(8)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے متعلق کیا حکم ہے؟

(9)۔۔۔ کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے؟

(10)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص کتنے اور کون کون سے ہیں؟

(11)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند خصائص کی تفصیل.

(12)۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کتنے نام ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1: اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ سب جمع کر دئے گئے، اور اِن کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل (یعنی صدقے) میں، بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہو گیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۶۳۔۶۴)

سوال 2: سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب: حضور، خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوّت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم کر دیا، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۶۳)

سوال 3: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کن کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے؟

جواب: اور انبیا کی بعثت (یعنی بھیجا جانا) خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان وجن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے، جس طرح انسان کے ذمّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت فرض ہے۔ یونہی ہر مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۶۱) (وَمَا اَرْسَلْنٰـكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ) پ۲۲، سبا: ۲۸)

سوال4: کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مثل ہو سکتا ہے؟

جواب: مُحال ہے کہ کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصّہ (یعنی خاص خوبی جیسے معراج و قرآن و دیدارِ الٰہی وغیرہ) میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

("المعتقد المنتقد"، ص۱۲۶: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده)

سوال5: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کس مرتبے پر فائز فرمایا ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق رضائے مولیٰ کی متلاشی ہے اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور تمام مخلوق اوّلین وآخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز مند ہے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔

("الفتاوی الرضویة"، ج۳۰، ص۲۹۱ وص ۱۹۷-۱۹۸، وج۱۴، ۲۷۵-۲۷۶)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

سوال6: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی (کامل) مسلمان نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الرضویة"، ج۳۰، ص۳۱۰)

سوال7: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، کہ اطاعتِ الٰہی، بے اطاعتِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے یاد

فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔ (تفسیر القرطبي"، ج۴، ص۲۷۹)

سوال 8: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان ورکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم بعدِ ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صُھْبَا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چشمِ اقدس کھلی، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز ادا کی پھر سورج ڈوب گیا، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِ عصر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند پر قربان کردی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صدقے میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کردئے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر مَلا، انہوں نے اِس خیال سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عَود کرتا، بارہ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔

(بہارِ شریعت ج۱، ص۷۴-۷۵) ("تفسیر الخازن"، پ۱۰، التوبۃ: ۴۰، ج۲، ص۲۴۰)

سوال 9: کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر جس طرح اُس وقت تھی جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے توبکمالِ خشوع وخضوع وانکسار باادب سُنے، اورنام پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھے۔
("الشفاء"، الباب الثالث في تعظیم أمره ووجوب توقیره وبره، فصل،ج۲،ص۴۰)

سوال10: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: خصائصِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقی تعداد تو دینے والا ربِّ رحیم جانتا ہے یا لینے والے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل نامَقصور اور خصائص نامَحصور (یعنی آپ کے فضائل میں کوئی کمی نہیں اور خصائص اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے)، بلکہ حقیقۃً ہر کمال، ہر فضل، ہر خوبی میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام انبیاء ومرسلین اور اللہ پاک کی تمام مخلوق پر تفضیلِ تام وعام مطلق (یعنی ہر طرح کی برتری حاصل) ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملا اور جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۶۱۴)

اِسے　تُو　جانے　یا　خدا　جانے
پیشِ　حق　رُتبہ　کیا　ہوا　تیرا

اسلامی تاریخ کے عظیم مُحَدِّث امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات:۹۱۱ہجری) نے ۲۰سال تک بڑی محنت سے حدیث وغیرہ کی کتابوں سے خصائصِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تلاش کئے، پھر "اَلْخَصَائِصُ الْکُبْریٰ" اور "اُنْمُوْذَجُ اللَّبِیْبِ فِی خَصَائِصِ الْحَبِیْبِ" نامی دولاجواب کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک ہزار سے زیادہ خصائص نقل فرمائے۔اسی طرح اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے اس موضوع پر "اَلْبَحْثُ الْفَاحِص عَنْ طُرُقِ اَحَادِیْثِ الْخَصَائِص" نامی رسالہ تصنیف فرمایا۔

ایک تقسیم کے مطابق خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چار اقسام ہیں:

(۱)۔۔۔وہ واجبات جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً نمازِ تہجد۔

(۲)۔۔۔ وہ اَحکام جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہی حرام ہیں، مثلاً زکوٰۃ لینا۔

(۳)۔۔۔ وہ کام جن کا کرنا صرف آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے جائز ہے، مثلاً عصر کے فرض ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنا۔

(۴)۔۔۔ وہ فضائل جو صرف حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے، مثلاً معراج و قرآن۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۶۱۴)

سوال 11: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند خصائص کی تفصیل بیان فرمادیجئے۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند خصائص مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے دیگر مخلوق کی تخلیق فرمائی۔ (مصنف عبد الرزاق، ص۶۳، حدیث:۱۸)

(۲)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور دیگر تمام مخلوقات سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی پیدا کئے گئے۔ (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۱، ص۸۶)

(۳)۔۔۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک نام عرش کے پائے پر، ہر ایک آسمان پر، جنّت کے درختوں اور مَحلّات پر، حُوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۲)

(۴)۔۔۔ اللہ پاک نے اَذان واِقامت اور خطبہ و تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّات) میں اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذِکْر کو اپنے ذِکْر سے ملا دیا۔ (الکلام الاوضح، ص۷۹ ااختصاراً)

(۵)۔۔۔ گزشتہ آسمانی کتابوں میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کی بشارت دی گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۸)

(۶)۔۔۔ اظہارِ نبوت سے پہلے گرمی کے وقت بادل اکثر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سایہ کیا کرتا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۴۳، ۱۴۲)

(۷)۔۔۔ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۷، ص۱۹۹)

(۸)۔۔۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نور ہیں اس لئے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۱۴)

(۹)۔۔۔ بدَن تو بدن، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں اور نہ ہی کبھی مچھر نے آپ کو کاٹا۔ (الشفا، ج۱، ص۳۶۸، خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۱۷، مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۷، ص۲۰۰)

(۱۰)۔۔۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام نبیوں سے پہلے پیدا کیا گیا اور سب کے بعد دنیا میں بھیجا گیا۔ (مواہب لدنیہ، ۱/33)

(۱۱)۔۔۔ غیر معمولی رعب و دبدبہ، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ یعنی یک مہینے کی مَسافت تک رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (بخاری، 1/133، حدیث:335)

(۱۲)۔۔۔ کثیرُ الاَسْماء (یعنی بہت زیادہ ناموں والا) ہونا۔ کسی کے ناموں کا زیادہ ہونا اس کے شَرَف و فضیلت کی دلیل ہوتا ہے۔ (خصائص کبریٰ، 1/132)

(۱۳)۔۔۔ اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا جبرائیل علیہ الصّلوٰۃ و السَّلام کو ان کی اصل صورت میں ملاحظہ فرمایا۔ (اُنموذج اللبیب فی خصائص الحبیب مع شرح، ص30)

(۱۴)۔۔۔ مختصر الفاظ میں طویل مضامین کا بیان۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنی مجھے جَوَامِعُ الْكَلِم عطا کئے گئے۔ (مسلم، ص210، حدیث:1167)

(۱۵)۔۔۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السَّلام کی بِعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی لیکن حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق، انسان و جِنّات بلکہ فرشتوں، حیوانات اور جَمادات (یعنی بے جان چیزوں) سب کی طرف مَبْعُوث ہوئے۔ جس طرح انسان کے ذمّہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/61)

(۱۶)۔۔۔ نیند کی حالت میں مبارک آنکھیں سو جاتیں لیکن مقدّس دل بیدار رہتا۔ (خصائص کبریٰ، 1/118)

(۱۷)۔۔۔ رحمتِ عالَم، نورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گفتگو فرماتے تو مبارک دانتوں کی کھڑکیوں سے نور کی شُعائیں بر آمد ہوتیں۔ یہ نور دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے گمی ہوئی سُوئی تلاش کرلی جاتی تھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، 2/362، حدیث: 5797)(مرأۃ المناجیح، 8/62)

(۱۸)۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا اور کلامِ الٰہی بلاواسطہ سنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔ ("تفسیر الخازن"، ج۳، ص۱۵۸)

(۱۹)۔۔۔ قرآن جو کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا ایسا کلام ہے جس کے مثل نہ کوئی بنا سکا اور نہ بنا سکے گا۔ (پ۱، البقرہ، ۲۳۔۲۴)

سوال 12: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کتنے نام ہیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشہور و معروف نام ۹۹ ہیں، اور ان میں سے ذاتی نام صرف دو ہیں، آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسمائے صفات (یعنی صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَنِی نے **پانچ سو** جمع فرمائے۔

(المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفۃ ...الخ، ۱/۳۶۶ ملخصًا)

سیرتِ شامی میں **تین سو** اور اضافہ کئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قول ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں لکھا ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے **چھ سو** اور ملائے، کل **چودہ سو** ہوئے اور حق تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسمائے مبارکہ ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جدا گانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور"۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۹۲)

اور یہی یہ بات کی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟ اس کی کیا حکمت ہے؟ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے فقیر کی کتاب "**خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل**" میں دیئے ہوئے پہلے بیان کو ملاحظہ فرمائیں جس کا نام ہے "**محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے مظہر ہیں**"۔

کورس نمبر:(7) قیامت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا: "دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔" (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ قیامت کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔ علاماتِ قِیامت سے کیا مراد ہے اور وہ کتنی ہیں؟

(3)۔۔۔ علاماتِ صغریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

(4)۔۔۔ قِیامت کی علاماتِ کبریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

(5)۔۔۔ دجّال کون ہے اور یہ کب اور کیسے ظاہر ہو گا؟

(6)۔۔۔ حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب اور کہاں نُزُول فرمائیں گے؟

(7)۔۔۔ حضرتِ سیّدنا امام مہدی کون ہیں؟

(8)۔۔۔ یاجوج وماجوج کون ہیں؟

(9)۔۔۔ یاجوج ماجوج کا خروج کب ہو گا؟

(10)۔۔۔یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہو گا؟

(11)۔۔۔حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب تک دنیامیں قیام فرمائیں گے ؟

(12)۔۔۔دُھواں کب ظاہر ہو گا اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

(13)۔۔۔سورج مغرب سے کیسے طلوع ہو گا؟

(14)۔۔۔دَابَّۃُ الْاَرْض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

(15)۔۔۔خوشبودار ٹھنڈی ہوا کب چلے گی؟ اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

(16)۔۔۔کیا موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے؟ نیز اس کی کچھ وضاحت فرمائیں۔

(17)۔۔۔حشر صرف روح کا ہو گا یا روح و جسم دونوں کا؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال1: قیامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جیسے ہر چیز کی ایک عُمر مُقرَّر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عُمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عِلم میں مُقرَّر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین و آسمان، آدمی، جانور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ اسی کو ''قیامت'' کہتے ہیں جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدّت، جان نکلنے کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی قیامت سے پہلے قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ (کتاب العقائد ص ۲۷)

سوال2: علاماتِ قِیامت سے کیا مراد ہے اور وہ کتنی ہیں؟

جواب: قِیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی انہیں علاماتِ قِیامت یا آثارِ قیامت کہتے ہیں علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔علامات صغریٰ: یعنی چھوٹی نشانیاں وہ ہیں جو حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وِلادت مبارکہ سے لے کر اب تک واقع ہو چکی ہیں اور حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظُہور تک وقوع میں آتی رہیں گی، انہیں علامات صغریٰ کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

(۲)۔۔۔علامات کبریٰ: یعنی بڑی نشانیاں وہ ہیں جو حضرت سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظہور کے بعد صُور پھونکنے تک واقع ہوں گی، یہ علامات یکے بعد دیگرے، پے دَر پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے ہار سے موتی گرتے ہیں۔ ان کے ختم ہوتے ہی قِیامت برپا ہو گی، انہیں علاماتِ کُبریٰ کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

سوال 3: علاماتِ صغریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

جواب: علاماتِ صغریٰ (یعنی چھوٹی نشانیاں) بہت سی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دنیا سے پردہ فرمانا۔ **(۲)۔۔۔** تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا دنیا سے پردہ فرمانا۔ **(۳)۔۔۔** تین خَسف کا واقع ہونا یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۂ عرب میں۔ **(۴)۔۔۔** علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھا لئے جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشوا بنائیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ **(۵)۔۔۔** زِنا، شراب نوشی و بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی ہو گی۔ **(۶)۔۔۔** مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی (یعنی نگرانی) میں پچاس عورتیں ہوں گی۔ **(۷)۔۔۔** بڑے دجال کے علاوہ تیس دجال اور ہوں گے، وہ سب نُبُوَّت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ **(۸)۔۔۔** مال کی کثرت ہو گی، زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔ **(۹)۔۔۔** دِین پر قائم رہنا ایسا دشوار ہو گا جیسے مُٹھی میں انگارہ لینا۔ **(۱۰)۔۔۔** وقت میں بَرَکت نہ ہو گی یعنی جلدی جلدی گزرے گا۔ **(۱۱)۔۔۔** زکوٰۃ دینے کو لوگ تاوان (یعنی ٹیکس) سمجھیں گے۔ **(۱۲)۔۔۔** علمِ دِین پڑھیں گے مگر دِین کی خاطر نہیں بلکہ دنیا کمانے کے لئے۔ **(۱۳)۔۔۔** عورتیں مردانی وَضع اِختیار کریں گی اور مرد زنانہ وَضع۔ **(۱۴)۔۔۔** گانے باجے کی کثرت ہو گی۔ **(۱۵)۔۔۔** ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لوگ گالی گلوچ سے پیش آئیں گے۔ **(۱۶)۔۔۔** مسجد کے اندر شور وغُل اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔ **(۱۷)۔۔۔** لوگ نماز کی شرائط و اَرکان کا لحاظ کئے بغیر نمازیں پڑھیں گے یہاں تک کہ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہو گی۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

سوال 4: قِیامت کی علاماتِ کبریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

جواب: علاماتِ کبریٰ (یعنی بڑی نشانیاں) آٹھ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ دجال کا ظاہر ہونا۔ **(۲)۔۔۔** حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا آسمان سے نُزُول فرمانا۔ **(۳)۔۔۔** حضرتِ سیّدنا

امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ظاہر ہونا۔ **(۴)۔۔۔** یاجوج وماجوج کا نکلنا۔ **(۵)۔۔۔** دُھویں کا پیدا ہونا۔ **(۶)۔۔۔** دَابَّۃُ الْاَرْض کا نکلنا۔ **(۷)۔۔۔** سورج کا مغرب سے نکلنا۔ **(۸)۔۔۔** خوشبودار ٹھنڈی ہوا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۳)

سوال 5: دجّال کون ہے اور یہ کب اور کیسے ظاہر ہو گا؟

جواب: دَجّال قومِ یہود کا ایک مرد ہے جو اِس وقت بحکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ہے قربِ قیامت یہ آزاد ہو کر ایک پہاڑ پر آئے گا وہاں بیٹھ کر آواز لگائے گا، دوسری آواز پر وہ لوگ جمع ہو جائیں گے جنہیں بدبخت ہونا ہے، پھر یہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مُلکِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں فتور پیدا کرنے کے لئے شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا اس کی ایک آنکھ اور ایک اَبرو بالکل نہ ہو گی اسی وجہ سے اِسے مسیح (یعنی کانا) کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی، وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہو گا اور اس کی پیشانی پر "ک، ا، ف، ر "یعنی کافر لکھا ہو گا جسے ہر مسلمان پڑھے گا البتہ کافِر کو نظر نہ آئے گا، اس کا فتنہ بہت شدید ہو گا، چالیس دن رہے گا جن میں سے پہلا دن سال بھر کے برابر ہو گا، دوسرا ایک مہینہ بھر کے برابر ہو گا، تیسرا ایک ہفتے کے برابر اور بقیہ عام دنوں جیسے ہوں گے۔ وہ بہت تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا جیسے بادل، جسے ہوا اڑاتی ہو، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہو گی جن کا نام جنّت و دوزخ رکھے گا، مگر وہ جو دیکھنے میں جنّت معلوم ہو گی حقیقۃً وہ آگ ہو گی اور جو جہنم دکھائی دے گی وہ مقامِ راحت ہو گا۔ جو اُس پر ایمان لے آئیں گے اُن کے لئے بادل کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگے گا اور زمین کو حکم دے گا تو کھیتی اُگ آئے گی، جو اُسے نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا تو وہ قَحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور تہی دَست (یعنی کنگال) رہ جائیں گے، ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے ہمراہ ہو لیں گے۔ الغرض! اِس قسم کے بہت سے شعبدے (یعنی کرتب) دکھائے گا، حقیقت میں یہ سب جادُو ہو گا، اس لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا، ایسے وقت میں مسلمان ذکرِ خدا عَزَّوَجَلَّ کریں گے جس سے ان کی بھوک وپیاس ختم ہو جائے گی، چالیس دن میں تمام زمین کا گشت کرے گا مگر مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ میں جب بھی داخل ہونا چاہے گا فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے، البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

پھر جب وہ ساری دنیا میں گھوم پھر کر ملکِ شام پہنچے گا تو اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نزول فرمائیں گے۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۴) لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو گا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حدِّ بصر (نظر کی انتہا) تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب (یعنی پیچھا) فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، جس سے وہ جہنم واصل ہو گا۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۲۲)

سوال 6: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب اور کہاں نُزُول فرمائیں گے؟

جواب: جب دَجَّال کا فتنہ اپنی اِنتہا کو پہنچ چکے گا اور یہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملکِ شام میں پہنچے گا جہاں تمام اَہلِ عرب سِمٹ کر جمع ہو چکے ہوں گے، یہ خبیث ان سب کا محاصرہ کر لے گا، ان میں بائیس ہزار جنگجو مرد اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی، اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو اچانک غیب سے آواز آئے گی کہ گھبراؤ نہیں فریادرَس آ پہنچا۔ اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زَرد (یعنی پیلے) رنگ کا جوڑا زیبِ تن کئے ہوئے نہایت نورانی صورت میں دِمَشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے پر دین محمدی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حاکم اور امامِ عادل و مجدِ دِ ملّت ہو کر نُزُول فرمائیں گے۔ وہ صبح کا وقت ہو گا، نمازِ فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہو گی، حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے اِمامت کی درخواست کریں گے، حضرتِ سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے: آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمہارے ہی لئے ہوئی ہے۔ حضور تاجدارِ عرب و عجم، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُکَرَّم ہے: ''تمہارا حال کیسا ہو گا جب تم میں ابن مریم عَلَیْہِ السَّلَام نزول فرمائیں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکماً شریعۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الحدیث: ۲۴۶، ۲۴۵، ص ۹۲)

یعنی تمہاری اس وقت کی خوشی اور فخر بیان سے باہر ہے کہ رُوح اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نبی و رسول ہونے کے باوجود تم پر اُتریں، تم میں رہیں، تمہارے مُعِیْن و یاوَر بنیں اور تمہارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۵)

پھر دجال کو قتل کریں گے آپ علیہ السلام کے زمانہ میں مال کی کثرت ہو گی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بغض و حسد آپس میں بالکل نہ ہو گا۔ حضرتِ عیسیٰ

علیہ الصلاۃ والسلام صَلیب (یعنی عیسائیوں کا مقدّس نشان) توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دینِ اسلام ہو گا اور مذہب ایک مذہبِ اہلِ سنّت۔ بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چَریں گے۔ (بہارِ شریعت ج۱،ص ۱۲۲۔۱۲۳)

سوال 7: حضرتِ سیّدنا امام مہدی کون ہیں؟

جواب: حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بارہ اِماموں رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے آخری امام اور خلیفۃ اللہ ہیں، آپ کا اسمِ گرامی "محمد" والِد صاحب کا نام "عبد اللہ" اور والدہ صاحبہ کا نام "آمنہ" ہو گا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نسبتاً سَیِّد، حَسَنی، حضرتِ سیّدَتنا بی بی فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی اَولاد سے ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرتِ سیّدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کچھ تعلُّق ہو گا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظہور ہو گا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت سات یا آٹھ یا نو سال ہو گی۔ اس کے بعد آپ کا وِصال ہو جائے گا۔ حضرتِ سیّدنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے۔ چنانچہ رِوایات میں ہے کہ جب تمام علاماتِ صغریٰ واقع ہو جائیں گی، تو اس وقت نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کا غلبہ ہو گا، رُوم و شام اور تمام ممالکِ اسلام، حَرَمین شریفین کے علاوہ سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ تمام زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے گی، اس وقت اَبدال بلکہ تمام اَولیاءُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم سب جگہ سے سمٹ کر حَرَمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہو گا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرتِ سیّدنا امام مہدی بھی جن کی عمر مبارک اُس وقت چالیس سال ہو گی وہاں ہوں گے۔ اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم انہیں پہچان کر درخواستِ بیعت کریں گے، آپ انکار فرمائیں گے، دفعتًہ (یعنی اچانک) غیب سے ایک آواز آئے گی "ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ" یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ اب تمام اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اور اہلِ اسلام آپ کے دَستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام تشریف لے جائیں گے۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۷)

سوال 8: یاجوج وماجوج کون ہیں؟

جواب: یاجوج ماجوج یافِث بن نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی اَولاد میں سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ زمین میں فساد کرتے تھے یہ ایّامِ ربیع میں نکلتے تھے کھیتیاں اور سبزیاں سب کچھ کھا جاتے تھے، آدمیوں بلکہ درندوں، وحشی جانوروں بلکہ سانپوں، بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرتِ سیِّدنا سکندر ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو مؤمنِ صالح اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے، لوگوں نے ان سے یاجوج و ماجوج کی شکایت کی چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کی درخواست پر بنیاد کھدوائی، جب پانی تک پہنچ گئی تو اس میں پگھلائے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروادیا اور آگ لگا دی، اسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور اوپر سے پگھلا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب مل کر ایک انتہائی سخت جسم ہو گیا، اس کی چوڑائی ساٹھ گز ہے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔ شہنشاہِ اَبرار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک و مختار بِاِذنِ پروَردْگار، غیبوں پر خبردار، جنابِ احمد مختار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ والاتبار ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے ہیں، جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو! باقی کل توڑیں گے، دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ دیوار بحکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے خُروج کا وقت آئے گا تو ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا اب چلو! باقی دیوار کل توڑیں گے اِنْ شَآءَاللہ۔ چنانچہ ''اِنْ شَآءَاللہ'' کہنے کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی اور اگلے روز انہیں دیوار اتنی ہی ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی گزشتہ روز توڑ گئے تھے، اب وہ باہر نکل آئیں گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال، الحدیث: ۴۰۸۰، ج۴، ص۴۰۹)

سوال 9: یاجوج ماجوج کا خروج کب ہو گا؟

جواب: قتلِ دَجّال کے بعد جب لوگ امن و امان کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے تو اس وقت حضرتِ سیِّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو حکمِ الٰہی ہو گا کہ مسلمانوں کو کوہِ طُور پر لے جائیں اس لئے کہ اب کچھ ایسے لوگ ظاہر کئے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کو لے کر طور پہاڑ پر تشریف لے جائیں گے، اس کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے، ان کی تعداد اتنی زیادہ ہو گی کہ ان کی پہلی جماعت جب بحیرۂ طبریہ پر سے (جس کا طول دس میل ہو گا) گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی کر اس طرح سکھا دے گی کہ جب دوسری جماعت وہاں آئے گی تو

کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا ہی نہیں۔ غرض یہ لوگ ہر طرف پھیل کر فتنہ وفساد اور قتل وغارت برپا کریں گے پھر جب دنیا میں قتل وغارت کر چکیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا، آؤ!اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے اُن کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے، یہ سمجھیں گے کہ آسمان والے بھی ہلاک ہو گئے۔اِدھر یہ اپنی حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ساتھیوں کے ساتھ محصور ہوں گے۔ محصورین میں قحط کا عالَم یہ ہو گا کہ ان کے نزدیک گائے کے سَر کی وہ وقعت ہو گی جو آج سو اشرفیوں کی نہیں، اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے حواریوں کے ساتھ اس مصیبت سے چھٹکارے کی دُعا فرمائیں گے ،اس پر اللہ عَزَّوَجَل یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا جس کے سبب ایک ہی رات میں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔(ہمارا اسلام،علامات قیامت،حصہ ۵،ص ۲۹۰)

سوال 10:یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہو گا؟

جواب: ان کے مرنے کے بعد جب حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اوران کے اصحاب پہاڑ سے اتریں گے تو دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے حتیٰ کہ ایک بالشت زمین بھی خالی نہ ہو گی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پھر دعا فرمائیں گے ،اللہ عَزَّوَجَل ایک سخت آندھی اور ایک خاص قسم کے پرندے بھیجے گا، وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ عَزَّوَجَل چاہے گا پھینک آئیں گے اوران کے تیر وترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے ، پھر اس کے بعد بارش ہو گی جس سے زمین بالکل ہموار ہو جائے گی۔اور زمین کو حکم ہو گا کہ اپنی بَرَکتیں اگل دے ،تو یہ حالت ہو گی کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک اَنار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دُودھ میں یہ بَرَکت ہو گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت کو کافی ہو گا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔(ہمارا اسلام،علامات قیامت،حصہ ۵،ص ۲۹۰)

سوال 11:حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے ؟

جواب: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام چالیس سال تک زمین میں امامتِ دِین و حکومتِ عدل فرمائیں گے ، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نکاح فرمائیں گے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی اَولاد بھی ہو گی۔ حضور تاجدارِ مدینہ ، راحتِ قلب و سینہ ، صاحبِ معطّر پسینہ ،باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزارِ اَقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کریں

گے، قبرِ انور سے سلام کا جواب آئے گا، پھر رَوحا کے راستہ سے حج یا عمرہ ادا فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام وِصال فرما جائیں گے، مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے، خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے اور ہمارے پیارے آقا و مولیٰ، حضور سیّد الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پہلوئے مبارک میں، گنبدِ خَضَرا کے سائے میں آپ عَلَیْہِ السَّلَام دفن کئے جائیں گے۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۱)

سوال 12: دُھواں کب ظاہر ہو گا اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

جواب: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات کے بعد قبیلۂ قحطان میں سے ایک شخص جَہْجَاہ نام کے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے خلیفہ ہوں گے جو کہ یمن کے رہنے والے ہوں گے، ان کے بعد چند بادشاہ اور ہوں گے جن کے عہد میں پھر سے کفر و جہالت کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔ اسی اَثناء میں ایک مکان مغرب میں اور ایک مشرق میں جہاں منکرینِ تقدیر رہتے ہوں گے زمین میں دھنس جائے گا، اس کے بعد آسمان سے دُھواں نمودار ہو گا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہو جائے گا، یہ اندھیرا چالیس روز تک رہے گا، اس سے مسلمان زُکام میں مبتلا ہو جائیں گے جب کہ کافروں اور منافقوں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی، بعض ایک دن کے بعد، بعض دو دن اور بعض تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے، پھر مغرب سے آفتاب طلوع ہو گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

سوال 13: سورج مغرب سے کیسے طلوع ہو گا؟

جواب: روزانہ آفتاب بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ کر کے اِذنِ طلوع چاہتا ہے، جب اِجازت ملتی ہے تب طلوع ہوتا ہے، قربِ قیامت میں جب آفتاب حسبِ معمول طلوع کی اجازت چاہے گا تو اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ واپس جا، وہ واپس ہو جائے گا اور اس کے بعد ماہِ ذِی الْحِجَّہ میں یومِ نَحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ بچّے چلّا اٹھیں گے، مسافر تنگدل اور مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہو جائیں گے یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ و زَاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے، آخر تین چار رات کی مقدار دَراز ہونے کے بعد آفتاب مغرب سے اضطراب کی حالت میں چاند گرہن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آکر لَوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب غروب ہو گا اس کے بعد پھر مشرق سے طلوع ہوا کرے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کافر اپنے کفر سے یا گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرنا بھی چاہے گا تو توبہ قبول نہ ہو گی اور اس وقت کسی کا اِسلام لانا قابلِ

قبول نہ ہو گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

سوال 14: دَابَّۃُ الْاَرْض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

جواب: دَابَّۃُ الْاَرْض عجیب شکل کا ایک جانور ہو گا جو کوہِ صَفا سے بر آمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے دَورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا اور بزبانِ فصیح کہے گا: ''ھٰذَا مُؤمِنٌ وَّھٰذَا کَافِرٌ'' یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں حضرتِ سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عصا اور دوسرے میں حضرتِ سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی انگوٹھی ہو گی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط بنائے گا جس سے سیاہ چہرہ نورانی ہو جائے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر سیاہ مہر لگائے گا جس سے اس کا چہرہ بے رونق ہو جائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے، یہ علامت کبھی بھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہر گز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز لوگ اسی واقعہ کا چرچا کرنے میں مشغول ہوں گے کہ اچانک کوہِ صفا زلزلے سے پھٹ جائے گا اور یہ جانور نکلے گا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے گا اور تیسری بار مکّہ معظمہ میں ظاہر ہو گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۳)

سوال 15: خوشبو دار ٹھنڈی ہوا کب چلے گی؟ اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

جواب: جب قیامت قائم ہونے میں صرف چالیس سال رہ جائیں گے ایک خوشبو دار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی، جس کا اثر یہ ہو گا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی یہاں تک کہ کوئی اہلِ ایمان اور اہلِ خیر نہ ہو گا اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، کفّارِ حبشہ کا غلبہ ہو گا اور ان کی سلطنت ہو گی حکام کا ظلم اور رِعایا کی ایک دوسرے پر دَست دَرازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی، بت پرستی عام ہو گی اور قحط اور وَبا کا ظہور ہو گا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ اَمن ہو گا، دیگر ممالک کے لوگ اہل و عیال سمیت ملکِ شام کو روانہ ہوں گے، اسی اثناء میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار ہو گی، وہ ان کا تعاقب کرے گی، یہاں تک کہ وہ شام میں پہنچ جائیں گے، پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی، یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اَولاد نہ ہو گی۔ یعنی چالیس سال سے کم عمر کا کوئی نہ ہو گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَلّ کہنے والا کوئی نہ ہو گا کہ اچانک جُمُعہ کے روز جو کہ یومِ عاشورہ بھی ہو گا (یعنی دس محرم

الحرام) اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ صبح کے وقت اللہ تَعَالٰی حضرتِ سیّدنا اسرافیل عَلَیْهِ السَّلَام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم ہو گی۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۳)

سوال 16: کیا موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے؟ نیز اس کی کچھ وضاحت فرمائیں۔

جواب: جی ہاں! موت کے بعد قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کا بیان قرآنِ عظیم میں موجود ہے جیسے کہ پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون کی آیت نمبر ۱۶ میں فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

اور پارہ ۲۳ سورۂ یٰس کی آیت نمبر ۷۹ میں ارشاد ہوا:

قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۙ۔

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

پس قیامت بیشک قائم ہو گی، اور لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

("الشفا"، فصل في بيان ماهو من المقالات، ج ۲، ص ۲۹۰)

سوال 17: حشر صرف روح کا ہو گا یا روح و جسم دونوں کا؟

جواب: حشر (یعنی قیامت میں دوبارہ اٹھایا جانا) صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔ اور دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہو گا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح ڈال دی جائے۔

("تفسیر روح البیان"، ج ۹، ص ۱۰۴)("المعتقد المنتقد"، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلا جسماني؟، ص ۱۸۱)

نیز جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں، مگر اللہ تَعَالٰی ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔ ("البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسيوطي، ص ۴۱) قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، نَاخَتْنَہ شُدہ (یعنی بغیر ختنہ کئے ہوئے) اٹھیں گے۔ (."صحیح مسلم"، الحدیث: ۲۸۶۹، ص ۱۵۲۹)

کورس نمبر:(8)جنت و دوزخ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھ سے عرض کی کہ ربّ تعالٰی فرماتا ہے:"اے محمد! کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں؟"

(نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۲)

چارۂ بے چار گاں پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(1)۔۔۔جنت کا معنی کیا ہے؟ اور یہ کیا چیز ہے؟

(2)۔۔۔نار کا کیا معنی ہے؟ اور دوزخ کیا ہے؟

(3)۔۔۔کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں؟

(4)۔۔۔جنت و جہنم کا انکار کرنا کیسا ہے؟

(5)۔۔۔کیا جنت و جہنم فنا ہو جائیں گی؟

(6)۔۔۔جنّت کے کچھ اوصاف۔

(7)۔۔۔دوزخ کے کچھ اوصاف۔

(8)۔۔۔دخولِ جنّت و دوزخ کے بعد کیا ہو گا؟

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

سوال 1:جنت کا معنی کیا ہے؟اور یہ کیا چیز ہے؟

جواب: جنت کے معنی ہیں گھنا باغ جس میں درختوں کی وجہ سے زمین چھپی ہو۔جیم نون ملیں تو اس میں پوشیدگی کے معنی ہوتے ہیں،اسی سے ہے جن، جنون، جنتی، جنہ،چونکہ جنت میں گھنے درخت ہیں،نیز وہ دنیا میں نگاہوں سے چھپی ہے،عالم غیب میں سے ہے اس لئے اسے جنت کہتے ہیں۔جنت کی تین قسمیں ہیں: کسبی،وہبی،عطائی۔ کسبی جنتی وہ ہیں جو اعمال سے جنت میں جائیں گے،وہبی وہ جو کسی جنتی کے طفیل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے،عطائی جنتی وہ مخلوق جو جنت کو بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی مگر دوزخ صرف کسبی ہے،اپنی کرنی اپنی بھرنی۔(مرآۃ المناجیح جلد۔۷۔ص۳۴۸)

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تَعَالٰی نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے،اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا،نہ کانوں نے سنا،نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لئے ہے،ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔(بہار شریعت جلد۔۱۔ص۱۵۲)

سوال 2:نار کا کیا معنی ہے؟اور دوزخ کیا ہے؟

جواب: نار اور نور دونوں کا مادہ ایک ہے،نار کی جمع نیران ہے اور نور کی جمع نیار یا اینار ہے۔نار کے معنی ہیں آگ،نور کے معنی ہیں روشنی۔ شریعت میں جہاں نار آتا ہے اس سے مراد دوزخ کی آگ ہوتی ہے،اہلِ نار سے مراد کفار ہوتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔گنہگار مسلمان اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رہیں گے مگر وہ اہلِ نار نہیں کہے جاتے۔اہلِ خانہ وہ ہوتے ہیں جو گھر میں ہمیشہ رہیں چندروزہ مہمان اہل خانہ نہیں ہوتا ایسے ہی اہلِ نار وہ ہی ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔(مرآۃ المناجیح جلد۔۷۔ص۳۸۵)

دوزخ ایک مکان ہے کہ اُس قہار وجبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔جس طرح اُس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں ،اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف و اذیت جس کا اِدراک کیا جائے،وہ اللہ کے عذاب کا ایک ادنیٰ حصہ ہے،قرآنِ مجید واحادیث میں اس کی سختیاں مذکور ہیں۔("مسند أبي يعلى"،الحديث:٦١٦٤،ج۵،ص۳۷۹.)۔بہار شریعت جلد۔۱۔ص۱۶۳)

سوال 3:کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں؟

جواب: جی ہاں! اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک یہ دونوں پیدا کی جاچکی ہیں، جبکہ اکثر معتزلہ کا کہنا ہے کہ یہ دونوں ابھی پیدا نہیں ہوئیں بلکہ قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی، لیکن ہماری دلیل قرآن کی وہ آیات ہیں جن میں بصیغۂ ماضی ان کو بیان کیا گیا ہے جیسے کہ پارہ ایک، سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۴ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر (قرآن کے مثل) نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز (قرآن کے مثل) نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

نیز سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۳۵ میں ارشاد ہوا:

وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے فرمایا: اے آدم! تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

پس ان دو آیتوں سے بخوبی پتا چلا کہ جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی ہے۔

سوال 4: جنت و جہنم کا انکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جنت و جہنم کا انکار کرنا کفر ہے، یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں، اور نہ وہ عذاب، جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو تکلیف روح کو ہوئی تھی بس روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے یہ سب کفر قطعی ہے۔ یونہی یہ سمجھنا کہ نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں، نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجودِ خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے میں جو راحت روح کو ہوئی تھی بس روحانی راحت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے۔ یہ بھی قطعًا کفر ہے۔ (ماخوذ از اعتقاد الأحباب فی الجمیل، المعروف دس عقیدے، ص۷۷ تا ص۸۱، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

سوال 5: کیا جنت و جہنم فنا ہو جائیں گی؟

جواب: نہیں! بلکہ جنت و جہنم دونوں باقی رہیں گی، کبھی فنا نہیں ہوں گی، اور نہ ہی ان میں رہنے والے کبھی فنا ہوں گے، کیونکہ قرآن پاک میں خالدین کے الفاظ کے ساتھ اہلِ ایمان کے جنت اور کفار کے جہنم میں خلود اور دائمی بقا کی خبر دی گئی ہے، نیز کتاب و سنت و اجماعِ امت سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ دونوں ہمیشہ باقی رہیں گی کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ جیسے کہ پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۳۶ میں ارشاد ہوا:

أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: ایسوں کا بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (یعنی نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیگ (یعنی بدلہ) ہے۔

اور پارہ ۲ سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۱۶۲ میں ارشادِ باری تَعَالٰی ہے:

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے۔

سوال 6: جنّت کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔

جواب: جنت ایک بہت بڑا اچھا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے، اس کی دیوار سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہے، زمین زعفران اور عنبر کی ہے، کنکریوں کی جگہ موتی اور جواہرات ہیں، اس میں جنتیوں کے رہنے کے لئے نہایت خوبصورت ہیرے جواہرات اور موتی کے بڑے بڑے محل اور خیمے ہیں، جنت میں سو درجے ہیں ہر درَجے کی چوڑائی اتنی ہے جتنی زمین سے آسمان تک، دروازے اتنے چوڑے ہیں کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک تیز گھوڑا ستر برس میں پہنچے، جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آتیں۔ طرح طرح کے پھل میوے دودھ شراب اور اچھے اچھے کھانے بڑھیا بڑھیا کپڑے جو دنیا میں کبھی کسی کو نصیب نہ ہوئے وہ جنتیوں کو دیئے جائیں گے، خدمت میں ہزاروں صاف ستھرے غلمان اور صحبت کے لئے سینکڑوں حوریں ملیں گی جو اتنی خوبصورت ہیں کہ اگر کوئی ان میں سے دنیا کی طرف جھانکے تو اس کی چمک اور خوبصورتی سے ساری دنیا کے لوگ بے ہوش ہو جائیں، بہشت میں نہ نیند آئے گی نہ بیماری نہ کوئی ڈر ہو گا نہ کبھی موت آئے گی نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو گی بلکہ ہر طرح کا آرام ہو گا اور ہر خواہش پوری ہو گی اور سب سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔

(قانونِ شریعت ص ۵۱)

سوال 7: دوزخ کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔

جواب: دوزخ بھی ایک گھر ہے اس میں گھپ اندھیری اور تیز کالی آگ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں یہ بدکاروں اور کافروں کے رہنے کے لئے بنایا گیا ہے کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اس کی آگ دم بدم بڑھتی رہے گی جہنم کی آگ اتنی تیز ہے کہ سوئی کی نوک کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا میں آجائے تو اس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر تمام لوگوں کی جان نکل جائے کوئی زندہ نہ بچے، جہنمیوں کو طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا، بڑے بڑے سانپ بچھو کاٹیں گے، بھاری بھاری ہتھوڑوں سے سر کچلا جائے گا، بھوک پیاس بہت لگے گی، تیل کے تلچھٹ کے جیسا کھولتا پانی اور پیپ پینے کو، کانٹے دار زہریلا پھل کھانے کو ملے گا جب اس پھل کو کھائیں گے تو یہ گلے میں رُک جائے گا اس کے اُتارنے کو پانی مانگیں گے تو وہی کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، کہ جس کے پینے سے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہہ جائیں گے، پیاس اِس بلا کی ہو گی کہ اُسی پانی پر پیاس کے مارے ہوئے اونٹ کی طرح گریں گے، کفار جب عذاب سے عاجز آکر موت کی تمنا کریں گے اور موت بھی نہ آئے گی تو آپس میں مشورہ کر کے جہنم کے داروغہ حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام کو پکار کر کہیں گے اب اپنے رب سے ہمارا قصہ تمام کرا دو، حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد کہیں گے: "مجھ سے کیا کہتے ہو اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے"۔ تب پھر ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گی وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا اس کے بعد فرمائے گا: "دور ہو، جہنم میں پڑے رہو، مجھ سے بات نہ کرو"۔ اس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے نااُمید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلے گا جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی طرح گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اِتنا ہو گا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں، جہنمیوں کی شکل ایسی بری ہو گی کہ اگر کوئی جہنمی دنیا میں اس صورت میں لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں، آخر میں کافروں کے لئے یہ ہو گا کہ ہر کافر کو اس کے قد کے برابر صندوق میں بند کر دیں گے پھر آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل (یعنی تالا) لگائیں گے پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے بیچ میں آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگا دیا جائے گا پھر اسی طرح اس صندوق کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر

کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اُس کے لئے عذاب ہی رہے گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ (قانونِ شریعت ص۵۲۔۵۳)

سوال 8: دخولِ جنّت و دوزخ کے بعد کیا ہو گا؟

جواب: جب سب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہیں گے جنہیں ہمیشہ وہاں رہنا ہے، اِس وقت جنت اور دوزخ کے بیچ میں موت مینڈھے کی شکل میں لا کر کھڑی کی جائے گی پھر ایک پکارنے والا جنت والوں کو پکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو جائے، پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہو کر جھانکیں گے شاید اس مصیبت سے چھٹکارے کا حکم ہو پھر اُن سے پوچھے گا کہ اِسے پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے، پھر وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا اے جنت والو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے دوزخیو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اس وقت جنتیوں کی خوشی پر خوشی ہو گی اور جہنمیوں کو غم کے اُوپر غم۔ نَسْئَلُ اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (قانونِ شریعت ۵۳۔۵۴)

کورس نمبر:(9) تقدیر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔(نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ تقدیر کیا ہے؟ اور جو تقدیر کا انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(2)۔۔۔ قضا، قدر اور مشیت کا معنیٰ کیا ہے؟

(3)۔۔۔ کیا ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ تَعَالٰی کی جانب سے ہے؟

(4)۔۔۔ تقدیر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(5)۔۔۔ کیا اللہ تَعَالٰی اشیاء کو ان کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا؟

(6)۔۔۔ کیا لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے؟

(7)۔۔۔ اللہ تعالی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

(8)۔۔۔ تقدیر کے مسائل پر زیادہ غور و فکر کرنے کا کیا حکم ہے؟

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

سوال 1: تقدیر کیا ہے؟ اور جو تقدیر کا انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اللہ تعالی نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۱) اور تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تَعَالٰی علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔

("سنن أبي داود"، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الإیمان ونقصانہ، الحدیث: ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص۱۵۶۷)

سوال 2: قضا، قدر اور مشیت کا معنی کیا ہے؟

جواب: قضا کا معنی فیصلہ کرنا، اور قدر کا معنی اندازہ کرنا، اور مشیت کا معنی ارادہ کرنا ہے۔ یہ تینوں صفات اللہ تَعَالٰی کی ازل یعنی ہمیشہ سے ہیں، اور قدیم ہیں، لیکن ان کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۷۸)

سوال 3: کیا ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ تَعَالٰی کی جانب سے ہے؟ اور کیا اللہ کے لکھ دینے سے بندہ مجبور ہو گیا؟

جواب: جی ہاں! ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا، اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی، اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لئے بھلائی لکھتا، لہٰذا اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

("شرح النووي"، کتاب الإیمان، ج۱، ص۲۷)

سوال 4: تقدیر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: تقدیر کی تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ مُبرَمِ حقیقی: جو علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔ اس کی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔ معلّقِ محض: وہ کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ اس تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے کہ ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے۔

(۳)۔۔۔ معلّق شبیہ بہ مُبرَم: وہ کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔ اسے صحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں، اس تک خواص اکابر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں: "میں قضائے مبرم کو ردّ کر دیتا ہوں"۔

("مکتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج۱، ص ۱۲۳۔۱۲۴)(بہار شریعت۔ جلد۔۱۔ص ۱۴)

سوال 5: کیا اللہ تعَالیٰ اشیاء کو ان کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعَالیٰ اشیاء (یعنی چیزوں) کو ان کی پیدائش سے قبل ہمیشہ سے جاننے والا ہے، جیسے کہ سورۂ فتح کی آیت نمبر ۲۶ میں فرمانِ باری تعَالیٰ ہے:

وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

سوال 6: کیا لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے؟

جواب: جی ہاں! دنیا و آخرت میں جو بھی چیز ہے یا ہو گی یا ہوئی اللہ تعَالیٰ نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا، لہٰذا جو بھی ہو گی وہ اللہ تعَالیٰ کی مشیت، علم، قضاو قدر سے ہی ہو گی۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۷۶)

سوال 7: اللہ تعالی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

جواب: قلم نے لوح محفوظ پر بحکم الٰہی واقعاتِ عالم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔ خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی، لوحِ محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایا یعنی ظاہر کرنے والی کتاب، اگر لوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔ (مراۃ جلد ا ص ۱۰۷)

سوال 8: تقدیر کے مسائل پر زیادہ غور و فکر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قضاو قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ما و شما (یعنی ہم اور تم) کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالٰی نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دئے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ (پوچھ تاچھ) ہے۔ ("منح الروض الأزہر"، ص ۴۲۔۴۳۔ بہار شریعت ج۱، ص ۱۸)

کورس نمبر:(10) ایمان و کفر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہدا ء کے ساتھ رکھے گا۔ (مُعْجَم اَوسَط ج۵ ص۲۵۲ حدیث ۷۲۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ایمان و کفر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ کیا ہے؟

(2)۔۔۔ضروریاتِ دین سے کیا مراد ہے؟

(3)۔۔۔کیا تمام مؤمنین ایمان میں برابر ہیں؟

(4)۔۔۔کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو کفر و ایمان کے وصف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے؟

(5)۔۔۔دنیا میں آکر جو کفر کرتا ہے وہ کس وجہ سے کرتا ہے؟

(6)۔۔۔دنیا میں آکر جو ایمان لاتا ہے وہ کس وجہ سے ایمان لاتا ہے؟

(7)۔۔۔کیا اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے؟

(8)۔۔۔ مرتکبِ کبیرہ کے متعلق مؤمن و کافر ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(9)۔۔۔ ہدایت و گمراہی دینے والا کون ہے؟

(10)۔۔۔ اللہ کا بندے کو گمراہ کرنے سے مراد کیا ہے؟

(11)۔۔۔ مرتد کسے کہتے ہیں؟ اور کیوں کہتے ہیں؟

(12)۔۔۔ اِرتداد سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

(13)۔۔۔ منافق کسے کہتے ہیں؟

(14)۔۔۔ کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

(15)۔۔۔ کیا بعض اعمال بھی کفریہ ہوتے ہیں؟

(16)۔۔۔ کیا عورتوں کا اپنی مانگ میں سندور لگانا کفر ہے؟

(17)۔۔۔ عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئی؟

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1: ایمان و کفر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ کیا ہے؟

جواب: ایمان کے لغوی معنی امن دینے کے ہیں اور کفر کا لغوی معنی چھپانے اور انکار کرنے کے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۷۲)

سوال 2: ضروریاتِ دین سے کیا مراد ہے؟

جواب: ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کئے جاتے ہوں، مگر علمائے کرام کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ لوگ جو جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا

اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد(یعنی عقیدہ) رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔(بہار شریعت ج۱، ص ۱۷۲۔۱۷۳)

سوال3: کیا تمام مؤمنین ایمان میں برابر ہیں؟

جواب: جی ہاں! تمام مؤمنین ایمان و توحید کے اعتبار سے برابر ہیں، ان میں کوئی کسی سے افضل و مفضول نہیں، ہاں! اعمال کے اعتبار سے متفاوت(یعنی مختلف) ہیں، کہ کسی کی کم نیکیاں اور کسی کی زیادہ، اور اعمال ایمان کا جز نہیں، اہلِ سنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ بخلاف معتزلہ کے، کہ وہ اعمال کو ایمان کا جز مانتے ہیں، جس کی بنا پر ایمان کے کم وبیش کے قائل ہیں، اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الفقہ الاکبر" میں معتزلہ کا رد فرمایا ہے۔
(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۹)

سوال4: کیا اللہ تَعَالٰی نے مخلوقات کو کفر وایمان کے وصف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے؟

جواب: نہیں! اللہ تَعَالٰی نے مخلوقات کو کفر وایمان کے آثار(یعنی نشان) سے خالی پیدا فرمایا ہے، ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں دونوں چیزوں کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرمائی ہے، اسی لئے ان سے عصیان و احسان دونوں واقع ہوتے ہیں۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۰)

سوال5: دنیا میں آکر جو کفر کرتا ہے وہ کس وجہ سے کرتا ہے؟

جواب: جس نے دنیا میں آکر کفر کیا، اس نے اپنے اختیار سے، جہالت واصرار کے سبب کفر کیا، اور عناد و تکبر کے سبب جھٹلایا، اور یہ ساری چیزیں اللہ تَعَالٰی کے اپنی مدد و توفیق چھین لینے کی وجہ سے ہوا ہے، ورنہ اس کی کیا مجال کہ یہ رب تَعَالٰی کو جھٹلائے، صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تَعَالٰی نے اپنی توجہ اس سے پھیر لی، اور یہ اللہ تَعَالٰی کا عدل ہے نہ کہ ظلم، کہ اللہ تَعَالٰی پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْــٴًـا وَّ لٰـكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔
(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۱)

سوال6: دنیا میں آکر جو ایمان لاتا ہے وہ کس وجہ سے ایمان لاتا ہے؟

جواب:جو شخص دنیا میں ایمان کو اختیار کرتا ہے وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرکے اللہ کی مدد وتوفیق سے ایمان لاتا ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۸۱)

سوال7:کیااللہ تَعَالٰی نے کفر وایمان اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے ؟

جواب: نہیں!ہر گز نہیں،اللہ تَعَالٰی نے اپنے مخلوق میں سے نہ توکسی کو کفر کرنے پر مجبور کیا اور نہ ہی ایمان لانے پر،یعنی اللہ تَعَالٰی نے طاعت ومعصیت کو بطریقِ جبر وغلبہ بندے کے دل میں پیدا نہیں فرمایا،بلکہ بندے کے اختیار وکسب کے ساتھ ملاکر پیدا فرمایا،چاہے تو ایمان لائے،چاہے تو کفر کرے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۸۶)

سوال8:مرتکبِ کبیرہ کے متعلق مؤمن وکافر ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:اس کے متعلق اختلاف ہے چنانچہ:**مذہبِ خوارج:** یہ ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کافر کہتے ہے۔جبکہ **مذہبِ معتزلہ:** یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔اور **مذہبِ اہلِ سنت:** یہ ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کافر نہیں، بلکہ مؤمن ہی ہے،جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال نہ جانے۔اس لئے کہ ایمان تصدیق بالجنان(یعنی دل سے ماننے)اور اقرار باللسان(یعنی زبان سے کہنے)کو کہتے ہیں، جبکہ عمل بالارکان کمالِ ایمان و جمالِ احسان میں سے ہے، لہذا عمل بالارکان کے زوال(یعنی ختم ہونے)سے تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی زائل نہیں ہوتی ہے۔اور ایمان وکفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر،تیسری صورت کوئی نہیں کہ آدمی نہ مسلمان ہو اور نہ کافر۔

(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۱۰۲)

سوال9:ہدایت وگمراہی دینے والا کون ہے؟

جواب:اللہ تَعَالٰی جس کو چاہتا ہے ،اپنے فضل وکرم سے اسے ایمان وطاعت کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے،اور اللہ تَعَالٰی جس کو چاہتا ہے اپنے عدل سے اسے کفر ومعصیت کے ذریعہ گمراہ کر دیتا ہے،اور یہ عین عدل کے مطابق ہے۔

سوال10:اللہ کا بندے کو گمراہ کرنے سے مراد کیا ہے؟

جواب:اللہ تَعَالٰی کا گمراہ کرنے سے مراد اس کو چھوڑدینا ہے اور اس کی مدد نہ کرنا ہے،اور اسی بات کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تَعَالٰی اس بندے کو ایسے اعمال کی توفیق ہی نہیں دیتا جن اعمال سے وہ راضی ہوتا ہے،اور بندے

کو چھوڑ دینا اور اس سے راضی نہ ہونا عین عدل ہے، کہ اللہ تَعَالٰی پر کوئی چیز واجب نہیں۔ اور اس کا بیان قرآنِ پاک کے پارہ۸ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۲۵ میں موجود ہے چنانچہ ارشادِ باری تَعَالٰی ہے:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں: کہ اس میں علم اور دلائلِ توحید و ایمان کی گنجائش نہ ہو تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ (خزائن العرفان، پ۸، سورۂ انعام، ۱۲۵)

سوال11: مرتد کسے کہتے ہیں؟ اور کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ''مُرتَد'' وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف پھر جائے یعنی کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین میں سے ہو، اس کے اس فعل کو ارتداد کہتے ہیں۔ یعنی زَبان سے کلِمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گُنجائش نہ ہو۔ یونہی بعض اَفعال (یعنی کام) بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مَثَلاً بُت کو سجدہ کرنا، قراٰنِ پاک کو نَجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۳)

مُرتَد کا معنیٰ ''پھیرا ہوا'' ہے، حالانکہ وہ خود اسلام سے پھرا ہے نہ کہ پھیرا گیا، لیکن اس کے باوجود اسے ''مُرتَد'' کہتے ہیں کیونکہ اس کی کیا مجال کہ وہ اسلام کو چھوڑے بلکہ اسلام نے اسے خود قبول نہیں کیا اور اسے اپنے سے کفر کی جانب پھیر دیا کہ اسلام افضل اور کفر گھٹیا شے ہے اور افضل شے کو کوئی نہیں چھوڑتا۔

سوال12: اِرتداد سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد ۲ کے صفحہ نمبر ۴۵۷ پر اِرتداد سے توبہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ

القوی لکھتے ہیں: کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہو گیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہو گا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری و نفرت ظاہر کرے اور دینِ اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیّت سے انکار کرے یا شراب اور سؤر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لئے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس اَمر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللہ تعالیٰ اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی ان الکفار خمسة اصناف...إلخ، ج٦، ص٣٤٩)

سوال 13: منافق کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو شخص زبان سے اسلام کا دعوی کرے اور دل میں اسلام کا منکر ہو اسے منافق کہتے ہیں اور اس کے اس فعل کو نفاق کہتے ہیں۔ یہ بھی خالِص کُفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنَّم کا سب سے نِچلا طبقہ ہے۔ سرورِ کائنات، شَہَنْشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہِری حیات کے زمانے میں اِس صِفَت کے کچھ افراد بطورِ مُنافِقِین مشہور ہوئے، ان کے باطِنی کُفر کو قرآنِ مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۴۵)

سوال 14: کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کافِر کو کافِر کہنا نہ صِرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔ صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرت علامہ مَوْلانا مُفتی محمد امجد علی اَعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے (کہ بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم تو کافِر کو بھی کافِر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اِس کا خاتِمہ کُفر پر ہو گا۔" یہ بھی غَلَط ہے۔ قُرآنِ عظیم نے کافِر کو کافِر کہا اور کافِر کہنے کا حُکم دیا۔ چُنانچِہ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) **ترجَمۂ کنزالایمان**: (اے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) تم فرماؤ: اے کافرو! (پ۳۰، کافرون۱)

اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو، تمہیں کیا معلوم کہ اِسلام پر مرے گا، کیونکہ خاتِمہ کا حال تو خدا عَزَّوَجَلَّ جانے"۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: بعض جاہِل یہ کہتے ہیں کہ "ہم کسی کو کافِر نہیں کہتے عالِم لوگ جانیں وہ کافِر کہیں۔" مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وُہی عقائد ہوں گے جو قُرآن و حدیث وغیرہُما سے عُلَمانے اُنہیں

بتائے یا عوام کے لئے کوئی شریعت جُدا گانہ ہے ؟جب ایسا نہیں تو پھر عالِمِ دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے! نیز یہ کہ ضَرورِیاتِ (دین) کا انکار کوئی ایسا اَمر نہیں جو عُلَماہی جانیں۔ عوام جو عُلَما کی صُحبت سے مُشَرَّف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی اُن سے بے خبر نہیں ہوتے۔ پھر ایسے مُعاملے میں پہلُو تہی اور اِعراض (یعنی منہ پھیرنے) کے کیا معنیٰ!

(بہارِ شریعت ج ۲، حصّہ ۹ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

نیز جو کسی کافر کے لئے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (یعنی جنّتی) کہے، وہ خود کافر ہے۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲۱، ص ۲۲۸)

سوال 15: کیا بعض اعمال بھی کفریہ ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے:

(۱)۔۔۔زُنّار باندھنا: یعنی وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

(۲)۔۔۔سر پر چُوٹیار کھنا: یعنی وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔

(۳)۔۔۔قَشْقَہ لگانا: یعنی پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تِلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔

ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۷۶)

سوال 16: کیا عورتوں کا اپنی مانگ میں سندور لگانا کفر ہے؟

جواب: مسلمان عورتوں کے لئے مانگ میں سندور لگانا ناجائز و حرام ہے اور جب تک سیندور لگا رہے گا تو غسل نہیں ہو گا کیونکہ یہ پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکتا ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "سندور لگانا مُثلَہ میں داخل اور حرام ہے، نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہو گا جس سے غسل نہیں اترے گا"۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۶۰ مکتبہ رضویہ کراچی)

جبکہ فی زمانہ ٹکلی (یعنی بندی) لگانا مسلمان عورتوں میں عام ہے کہ وہ عمومی طور پر لگاتی ہیں لہذا اب یہ ہندو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں رہا تو اس کے لگانے میں ان سے مشابہت نہیں ہو گی، اس لئے اب مسلمان عورتیں ٹکلی

(یعنی بندی) لگا سکتی ہیں مگر چونکہ ٹکلی (یعنی بندی) پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکتی ہے تو وضو اور غسل کے لئے اس کو اتارنا ضروری ہوگا ورنہ وضو اور غسل نہیں ہوگا۔ چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں"۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۶۰ مکتبہ رضویہ کراچی)

سوال 17: عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئی؟

جواب: بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال اکثر آتا ہے کہ **"عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئی؟"** حالانکہ زمانے کا یہ قاعدہ ہے "جو بھی روٹی کھاتا ہے اسے بھوک سے نجات ملتی ہے" لہذا اسی قاعدے کے تحت یہ ہونا چاہئے تھا کہ جو بھی نیکی کرے اسے ثواب ملنا چاہئے چاہے وہ ایمان والا ہو یا غیر ایمان والا۔ اس کے دو جواب درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلا جواب یہ ہے کہ نیک اعمال روحانی غذائیں ہیں اور کفر زہر، اگر بریانی میں زہر ملا دو تو وہ نقصان ہی دے گی، ایسے ہی کفر کے ساتھ عبادات زہر آلود غذا ہے۔ (اسرار الاحکام ص ۵)

(۲)۔۔۔دوسرا جواب یہ ہے کہ اعمال گویا تخم (یعنی بیج) ہیں اور ثواب اس کا پھل، اور تخم (یعنی بیج) جب ہی پھل دے گا جب عمدہ زمین میں بویا جائے اور زمین بندے کا دل ہے اور وہ بیج بھی بے عیب ہو، ناقص نہ ہو، پس کافر کے عمل (یعنی بیج) میں کفر کا عیب (یعنی نقص) موجود ہے اور اس کا دل بنجر زمین ہے۔ لہذا بیج ناقص، زمین بنجر، پھل کیسے آئے گا، اسی طرح کافر اپنے نیک اعمال کا ثواب کیسے پائے گا۔ (اسرار الاحکام ص ۵)

کورس نمبر: (11) کفریہ کلمات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔ (اَلْقُرْبَۃُ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْن، لابن بشکوال ص ۹۰ حدیث ۹۰)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　**صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کا علم سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

(2)۔۔۔ اگر کسی نے کفریہ کلمہ بکا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(3)۔۔۔ کفریہ کلمات کو پہچاننے کے کیا قواعد ہیں؟

(4)۔۔۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟

(5)۔۔۔ اللہ کو GOD کہنا کیسا ہے؟

(6)۔۔۔ اللہ کو رام اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟

(7)۔۔۔ ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے؟

(8)۔۔۔ زبان پھسلنے کی وجہ سے کفریہ بات نکل گئی تو کیا حکم ہے؟

(9)۔۔۔ کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا تو کیا کافر ہو جائے گا؟

(10)۔۔۔ تجدیدِ ایمان کا کیا طریقہ ہے؟

(11)۔۔۔ تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے گا؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1: حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کا علم سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حرام الفاظ اور کُفرِیَّہ کلمات کے مُتَعَلِّق علم سیکھنا فرض ہے، اِس زمانے میں یہ سب سے ضَروری چیز ہے کیونکہ اس کا تعلق ایمان سے ہے اور جب کسی کا ایمان ہی نہ رہے گا تو باقی عبادت کس کام کی یعنی بغیر ایمان کے اعمال غیر مقبول ہیں۔ (رَدُّالمُحتار ج ا ص ۱۰۷)

سوال 2: اگر کسی نے کفریہ کلمہ بکا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: علامہ بدرُ الدّین عَینی حَنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمدۃُ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں: "ہر اس انسان کی تکفیر کی جائے گی (یعنی اُس کو کافِر قرار دیا جائے گا) جو صریح کلمۂ کفر منہ سے نکالے یا پھر ایسا فعل کرے جو کفر کا باعث ہو اگرچِہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ کلمہ یا فعل کفر ہے۔" (عمدۃُ القاری ج ا ص ۴۰۳)

سوال 3: کفریہ کلمات کو پہچاننے کے کیا قواعد ہیں؟

جواب: کفریہ کلمات کو پہچاننے کے حوالے سے چند قواعد درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ اللہ تعالی کو عاجز کہنا: لہذا ایسے کلمات کفریہ ہوں گے جن سے اللہ تعالی کا عاجز ہونا ثابت ہو مثلاً کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ "**خدا تمہاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں**" یہ کفر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا: "اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا"، اس نے کہا: "**عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہوگی**" یہ بھی کفریہ کلمہ ہے۔ ("خلاصۃ الفتاوی"، کتاب الفاظ الکفر، ج۴، ص ۳۸۴)

(۲)۔۔۔ خدا کے لئے مکان ثابت کرنا: کیونکہ اللہ تعالی مکان سے پاک ہے لہذا یہ کہنا کہ "**اوپر خدا ہے نیچے تم**" یہ کلمہ کفر ہے۔ ("الفتاوی الخانیۃ"، کتاب السیر، باب مایکون کفرا... إلخ، ج۲، ص ۴۷۰)

(۳)۔۔۔ اللہ تعالی کے عذاب کو ہلکا جاننا: کسی نے کسی سے کہا: "گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا" اس نے کہا: "**میں جہنم سے نہیں ڈرتا**" یا کہا: "**خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں**"۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا: "تو خدا سے

نہیں ڈرتا؟" اُس نے غصہ میں کہا:"**نہیں!**" یا کہا: "**خدا کیا کر سکتا ہے؟ اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے**"۔یا کہا:"خدا سے ڈر"اس نے کہا:"**خدا کہاں ہے؟**" یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔

("الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۰،۲۶۲.)

(۴)۔۔۔اللہ تعالٰی پر اعتراض کرنا: کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا:"**اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟**" ایسا کہنا کفر ہے۔ ("الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۲)

حدیث میں ایسے ہی کے لئے فرمایا: ''کَادَ الفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا'' ترجمہ: محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے ناملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکفر ہے۔

("شعب الایمان"، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد،الحدیث۶۶۱۲،ج۵،ص۲۶۷.)

(۵)۔۔۔انبیائے کرام کی توہین کرنا:، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش وبے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذاللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

("الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۳)

(۶)۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا: جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام انبیا میں **آخری نبی نہ جانے** یا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کسی چیز کی **توہین کرے یا عیب لگائے**، آپ کے موئے مبارک (یعنی مقدّس بال) کو **تحقیر** (یعنی بے ادبی، توہین، حقارت) سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو **گندہ اور میلا بتائے**، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے **ناخن بڑے بڑے کہے** یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے **مجھے پسند نہیں** تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے کدو اُسے ناپسند ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یونہی کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا **یہ ادب کے خلاف** ہے یا **کسی سنت کی تحقیر کرے**، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت (یعنی توہین کرنا) کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔ ("الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۳.)

(۷)۔۔۔ فرشتوں کی توہین کرنا اور عیب لگانا: دشمن و مبغوض (یعنی ناپسندیدہ شخص، جس سے بغض ہو) کو دیکھ کر یہ کہنا: **"ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ، عزرائیل علیہ السلام) آ گئے"** یا کہا: **"اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو"**، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یونہی جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۶)

(۸)۔۔۔ قرآنِ پاک کی توہین کرنا: قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن (یعنی ہنسی مذاق) کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کر و یہ قرآنِ مجید کی تحریف و تبدیل (یعنی اصل لفظ یا معنی میں جان بوجھ کر تبدیلی کرنا) بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود (یعنی قصد و ارادہ) ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نمازِ باجماعت کے لئے بلایا، وہ کہنے لگا: **"میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى"**

("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۶)

(۹)۔۔۔ نماز کی فرضیت کا انکار کرنا: مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہا، اس نے جواب دیا: **"نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں"** یا کہا: **"تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا؟"** یا کہا: **"نماز پڑھ کے کیا کروں؟ کس کے لئے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے؟"** یا کہا: **"بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا"** یا کہا: **"پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے"** غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۸)

یونہی کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ: **"یہی بہت ہے"** یا **"جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے"** ایسا کہنا کفر ہے اس لئے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۸)

اذان کی آواز سن کر یہ کہنا: **"کیا شور مچا رکھا ہے؟"** اگر یہ قول بروجہ انکار ہو کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۹)

(۱۰)۔۔۔روزے کی تحقیر کرنا: مثلاً روزۂ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ: **"روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے"** یا کہتا ہے: **"جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں"** یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر (یعنی بے حرمتی) ہو کہنا کفر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۵)

(۱۱)۔۔۔علمِ دین اور علما کی توہین کرنا: علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دِین ہے کفر ہے۔ یونہی عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزا دریافت کریں (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر مسائل پوچھیں) پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۷۰)

(۱۲)۔۔۔شریعت کی توہین کرنا: مثلاً کہے: **"میں شرع ورع نہیں جانتا"** یا عالِمِ دِین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا: **"میں فتویٰ نہیں مانتا"** یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔ کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا: **"ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم کی پابندی کریں گے"** ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۷۲)

(۱۳)۔۔۔مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا: اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔ یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا: **"تو کافرہ ہو جا، تاکہ تیرا شوہر سے پیچھا چھوٹے"** تو عورت کفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۶)

(۱۴)۔۔۔حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو لعن طعن کرنا: یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شان پاک میں سب و شتم کرنا (یعنی لعن طعن کرنا)، تبرا کہنا (یعنی اظہار بیزاری کرنا) یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحبت یا امامت و خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۴،وغیرہ.)

(۱۵)۔۔۔حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی شان پاک میں تہمت لگانا: یقینا قطعاً کفر ہے۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۳)

سوال4: اللہ کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے، جیسے کسی کا نام عبد اللہ یا عبد الخالق یا عبد الرحمٰن ہو اسے پکارنے کے

وقت آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملادیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔(بہارِ شریعت ج۲،ص۴۶۲)

سوال5:اللہ کو GOD کہنا کیسا ہے؟

جواب: گاڈ GOD انگریزی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں محافظ، اس لحاظ سے اللہ تعالی کو گاڈ کہنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن چونکہ خدا کو گاڈ کہنا عیسائیوں کا عرف اور ان کا شعار ہے لہذا مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(شارح بخاری ج۱ص۱۷۳)

سوال6:اللہ کو رام اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟

جواب:اللہ تعالی کو رام کہنے کا تفصیلی حکم بیان کرتے ہوئے مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ **"فتاوی شارح بخاری"** میں لکھتے ہیں:"رام کے جو حقیقی معنی ہیں، ان پر مطلع ہوتے ہوئے جو شخص اللہ عزوجل کو "بھگوان یارام" کہے، وہ بلاشبہہ کافر، مرتد ہے، اُس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہوگئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ اس سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اپنی بیوی رکھنا چاہتا ہو، تو پھر سے تجدیدِ نکاح کرے۔ سنسکرت میں بھگ عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور وان معنی "والا"۔رام کے معنی رما ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا ہے۔ یہ دونوں معنی اللہ عزوجل کے لئے عیب ہیں اور اس کو مستلزم ہیں کہ وہ خدا نہ ہو اس لئے دونوں الفاظ کا اطلاق اللہ عزوجل پر کفر ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جو اس کے حقیقی معنی نہیں جانتے، وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں اللہ عزوجل کو بھگوان یارام کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اگر اللہ عزوجل کو "بھگوان یارام" کہا، تو ان کا حکم اتنا سخت نہیں، پھر بھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔" (فتاوی شارح بخاری، جلد ا، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، مطبوعہ برکات المدینہ)

سوال7:ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے؟ نیز کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب:ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیرُ اللہ ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اسٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۲،ص۴۶۶)

نصیحت: مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفّظ لازم ہے، دینی حَمِیّت اور دینی غیرت سے کام لینا چاہئے، کافروں کے کُفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کیجئے اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگئے! ورنہ شیطان گمراہ کر دے گا اور یہ دولت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے گی۔

سوال 8: زبان پھسلنے کی وجہ سے کفریہ بات نکل گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس اَمر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔
(بہارِ شریعت ج ۲، ص ۴۵۶)

سوال 9: کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا تو کیا کافر ہو جائے گا؟

جواب: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا بُرا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے بُرا کیوں جانتا۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج۲، ص ۲۸۳)

سوال 10: تجدیدِ ایمان کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ ... زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ اپنی مایۂ ناز تصنیف **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** کے صفحہ نمبر ۶۲۱ پر تجدیدِ ایمان کا طریقہ کچھ یوں لکھتے ہیں: جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہو گی جبکہ وہ اُس کُفر کو کُفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کُفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو۔ مَثَلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو کرسچین لکھ دیا وہ اس طرح کہے: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو کرسچین ظاہِر کیا ہے اس کُفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں)" اِس طرح مخصوص کُفر سے توبہ بھی ہو گئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔

اگر مَعَاذَاللہ کئی کُفرِیّات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے جو جو کُفرِیّات صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔" پھر کلِمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجَمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجَمہ دُہرانے کی حاجت نہیں)

اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کُفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کہیے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھ سے کوئی کُفر ہو گیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔" یہ کہنے کے بعد کلِمہ پڑھ لیجئے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۶۲۱)

سوال 11: تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے گا؟

جواب: تجدیدِ نکاح کا معنٰی ہے: "نئے مَہر سے نیا نکاح کرنا۔" اِس کے لئے لوگوں کو اِکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے اِیجاب و قبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مَرد مسلمان یا ایک مَرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضِر ہونا لازمی ہے۔ خُطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مُستَحَب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللہ اور بِسمِ اللہ شریف کے بعد سورۂ فاتِحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی) یا اُس کی رقم مہر واجِب ہے۔ مثلاً آپ نے ہندوستانی 50,000 روپے اُدھار مہر کی نیّت کرلی ہے (مگر یہ دیکھ لیجئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت پچاس ہزار روپے سے زائد تو نہیں) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ "اِیجاب" کیجئے یعنی عورت سے کہئے: "میں نے پچاس ہزار روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔" عورت کہے: "میں نے قبول کیا۔" نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی خُطبہ یا سورۂ فاتِحہ پڑھ کر "اِیجاب" کرے اور مَرد کہے: "میں نے قبول کیا"، نکاح ہو گیا۔ بعدِ نکاح اگر عورت چاہے تو مَہر مُعاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مَرد بِلا حاجتِ شَرعی عورت سے مَہر مُعاف کرنے کا سوال نہ کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۶۲۲۔۶۲۳)

کورس نمبر:(12)صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا:
''دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔'' (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''عبادات'' کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔صحابی کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔کیا کوئی مسلمان کسی صحابی کے مَرتبے کو پہنچ سکتا ہے؟

(3)۔۔۔صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟

(4)۔۔۔کسی صحابی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے بارے میں زبان درازی کرنا کیسا؟

(5)۔۔۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو آپسی اختلافات ہوئے ان میں پڑنا کیسا ہے؟

(6)۔۔۔صحابہ کرام کی لغزشوں پر ان کی پکڑ کرنا کیسا ہے؟

(7)۔۔۔حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

(8)۔۔۔کیا حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی ہیں؟

(9)۔۔۔ حضرتِ علی اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا نظریہ ہے؟

(10)۔۔۔ خطا کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(11)۔۔۔ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ کے متعلق عوامی غلط فہمیاں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال1: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو اس بزرگ ہستی کو صحابی کہتے ہیں۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

سوال2: کیا کوئی مسلمان عبادت و ریاضت کر کے کسی صحابی کے مَرتبے کو پہنچ سکتا ہے؟

جواب: کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قُطب چاہے کتنی ہی عبادت کرلے، مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا، پس پتا چلا کہ جب کوئی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا تو نبی کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

سوال3: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں ایک مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ مُتّقی و پرہیز گار اور عادل ہیں ان کا جب ذکر کیا جائے اَدب، محبت اور توقیر کے ساتھ کرنا فرض ہے، تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جنّتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مُرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، روزِ محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔("المسامرۃ"، ص ۳۱۳)(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۵۴)

سوال4: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں زبان درازی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بدعقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی کرنا انتہائی درجہ کی بدنصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فِرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پر لَعن طَعن یعنی بُرا بھلا کہنے کو اپنا مذہب بنائے ان کی دشمنی کو ثواب کا ذریعہ سمجھے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی بڑی شان ہے، ان کی تکلیف سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا ہوتی ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۱)

کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی وگمراہی واستحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمرو بن عاص، وحضرت مغیرہ بن شعبہ، وحضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیْلِمَہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خَیْرُ النَّاس وشَرُّ النَّاس کو قتل کیا، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا (یعنی نفرت کا اظہار کرنا) ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔

("الدر المختار"، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۶۲)(بہار شریعت ج۱، ص۲۵۳)

سوال5: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو آپسی اختلافات ہوئے ان میں پڑنا کیسا ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم (یعنی آپس میں) جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۲۵۴)

سوال6: صحابۂ کرام کی لغزشوں پر ان کی پکڑ کرنا کیسا ہے؟

جواب: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیانہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لئے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے "سورہ حدید" میں جہاں صحابۂ کرام کی دو قسمیں فرمائیں، (۱)۔۔۔ مؤمنین قبلِ فتحِ مکہ اور (۲)۔۔۔ مؤمنین بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو (یعنی مکہ فتح ہونے سے پہلے ایمان لانے والوں کو) اِن پر (یعنی مکہ فتح ہونے کے بعد ایمان لانے والوں پر) فضیلت دی اور فرمادیا: ''وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ''ترجمہ: "سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔" اور ساتھ ہی ارشاد فرمادیا: ''وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ'' (پ۲۷، الحدید:۱۰) ترجمہ: "اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کروگے۔" توجب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو اب دوسرے کو کیا

حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ عزوجل سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔("الفتاوی الرضویۃ"،ج۲۹،ص۱۰۰۔۱۰۱،۲۶۴،۳۳۶،۳۶۱۔۳۶۳)

سوال 7: حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ اہلِ حق ،اہلِ خیر اور عادل ہیں اور حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:"دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم "ترجمہ: انہیں کچھ نہ کہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں۔
(صحیح بخاری باب ذکر معاویہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۱)

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوکِ اسلام (یعنی اسلام کے پہلے بادشاہ) ہیں،اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:"مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ"ترجمہ:"وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت ملکِ شام میں ہو گی۔" اور ملکِ شام میں بادشاہت حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تھی۔("المستدرک"،کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین،الحدیث:۴۳۰۰،ج۳،ص۵۲۶)

لہٰذا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے،مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:"إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ"ترجمہ:"میرا یہ بیٹا سیّد ہے،میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔" تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فِسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ،بلکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،بلکہ حضرت عزّت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔(" صحیح البخاري"،کتاب الصلح،باب قول النبیصلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علي رضی اللہ عنھما:إنّ ابني ھذا،الحدیث:۲۷۰۴،ج۲،ص۲۱۴.)

سوال 8: کیا حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی ہیں؟

جواب: جی ہاں! امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ "صحیح بخاری" میں بیان فرمایا ہے۔

("صحیح البخاري"، کتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ذکر معاویۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث:٣٧٦٥، ج٢، ص٥٠٥.)

سوال9: حضرتِ علی اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا نظریہ ہے؟

جواب: حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور مجتہد سے صواب و خطا(یعنی صحیح اور غلط) دونوں صادر ہوتے ہیں۔ مگر مجتہد کی خطا پر عند اللہ پکڑ نہیں۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اختلاف اسی قسم کا تھا(یعنی خطائے اجتہادی) اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ڈِگری(یعنی تائید و سندِ حق) اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت۔ (بہارِ شریعت ج١، ص٢٥٥-٢٥٦)

سوال10: خطا کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: خطا کی دو قسمیں ہیں:

(١)۔۔۔خطائے عنادی: یہ مجتہد کی شان نہیں۔

(٢)۔۔۔خطائے اجتہادی: یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں اس کی دو قسمیں ہیں: (١)۔۔۔خطائے مقرر: اس کے صاحب پر انکار نہ ہو گا، یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا اور امامِ شافعی رضی اللہ عنہ کے یہاں پڑھنا۔ (٢)۔۔۔خطائے منکَر: یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج١، ص٢٥٦)

سوال11: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام آئے تو حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہ کہا جائے، ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً "رضی اللہ تعالیٰ عنہ "کہنے کا حکم دیا ہے۔

("نسیم الریاض"، القسم الثاني فیما یجب علی الأنام من حقوقہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج۵، ص۹۳)

سوال12: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''امیرِ معاویہ کا ذکر اچھے الفاظ کے ساتھ کرنا آجکل کے مولویوں کی ایجاد ہے پہلے ایسے نہیں ہوتا تھا'' ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، یہ بتائیں کہ احادیث کی کتابیں مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سننِ ابو داؤد، سننِ نسائی، ابنِ ماجہ وغیرہ اس زمانے کی لکھی ہوئی ہیں یا پرانے زمانے کی؟ بلکہ حدیث کی کتاب ''موطا امامِ مالک'' امامِ مالک رضی اللہ عنہ کی لکھی ہوئی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۷۹ سنہ ہجری میں ہوئی۔ ان تمام کتابوں میں حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث اور آپ کے فضائل و کمالات درج کئے گئے ہیں، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مجتہد ہونے کی حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پس اگر بعض لوگوں کا کہنا صحیح ہوتا تو ان احادیث کی کتابوں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر نہ لکھا جاتا۔ اللہ پاک بعض لوگوں کو سمجھنے کے لئے عقلِ سلیم عطا فرمائے اور ہم سب کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم المرسلین عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم۔

کورس نمبر:(13) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔
(معجم کبیر ج۱۸ ص۳۶۲ حدیث۹۲۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔امامت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(2)۔۔۔خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟ اور خلافتِ راشدہ کتنے عرصہ رہی؟

(3)۔۔۔ایک امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

(4)۔۔۔ان خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہیں؟

(5)۔۔۔افضلیت سے کیا مراد ہے؟

(6)۔۔۔جو حضرتِ علی کو شیخین سے افضل بتائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔صحابہ میں شیخین اور ختنین کن صحابہ کو کہتے ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1: امامت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: امامت کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔امامتِ صُغریٰ: اس سے مراد نماز کی امامت ہے جس کا بیان کتاب الصلوۃ میں آگے آرہا ہے۔

(۲)۔۔۔امامتِ کُبریٰ: اس سے مراد حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابتِ مُطْلَقہ ہے جو کہ مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور میں شریعت کے مطابق تصرُّفِ عام کا اختیار رکھے جیسے خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی خلافت۔ اور غیرِ معصیت میں اُس خلیفہ کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔
("المقاصد"،الفصل الرابع في الإمامۃ،ج۳،ص۴۹۶)

سوال 2: خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟ اور خلافتِ راشدہ کتنے عرصہ رہی؟

جواب: حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد خلیفۂ بَرحق حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر چھ ماہ کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور انہی کی خلافت کو "خلافتِ راشدہ" کہتے ہیں۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۲۴۱)

منہاجِ نبوت (یعنی نبوت کے طریقے) پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، اوراس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دو برس تین ماہ، حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دس سال چھ ماہ، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت بارہ سال اور حصرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔(خازن، النور، تحت الآیۃ:۵۵،۳/۳۶۱)

پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔("منح الروض الأزھر"،ص۶۵)

سوال 3: ایک امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب: امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو، امام قریشی، مسلمان، مرد، آزاد، عاقل، بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت و قوّت سے مسلمانوں کے اُمور میں تَصرُّف یعنی تبدیلی کر سکتا ہو یعنی صاحبِ سیاست ہو۔ اپنے علم، عدل

اور شُجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دارُ الاسلام کی سرحدوں کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۲۳۷)

سوال4:ان خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب:انبیاء و مُرسَلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ان حضرات کے فضائل کتبِ احادیث میں مسطور (یعنی لکھے ہوئے)اور ان کے شمائل علما کی زبانوں پر مشہور ہیں۔نیز یہ ترتیب رافضیوں کی رد ہے کہ وہ حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو شیخین (یعنی حضرتِ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما) سے افضل جانتے ہیں۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۲۴۱)

خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشَّرہ و حضرات حسنین (یعنی امامِ حسن و حسین) و اصحابِ بدر و اصحابِ بیعۃ الرضوان کے لئے افضلیت ہے،اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔("شرح المسلم"للنووي،کتاب فضائل الصحابۃ،ص۲۷۲)

سوال5:افضلیت سے کیا مراد ہے؟

جواب:افضلیت سے مراد "اللّٰہ تَعَالٰی کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہونا ہے"،اور اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں،اور ان حضرات کی خلافت بر ترتیبِ فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ (یعنی اللہ کے یہاں) افضل و اعلی و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا،نہ کہ افضلیت بر ترتیبِ خلافت (یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو خلیفہ بنتا گیا وہ افضل ہوتا گیا۔

(بہار شریعت جلد ۱ ص ۲۴۷)

سوال6:اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ افضل ہیں تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: جو شخص مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بد مذہب ہے۔("الفتاوی البزازیہ"،کتاب السیر،نوع فیما یتصل بہ،ج۶،ص۳۱۹)

سوال7:صحابہ میں شیخین اور ختنین کن صحابہ کو کہتے ہیں؟

جواب: صحابہ میں شیخین "حضرتِ ابو بکر صدیق اور حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما" کو کہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرات تمام صحابہ میں بزرگ ہیں اور ختنین "حضرتِ عثمانِ غنی اور حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہما" کو کہتے ہیں اس لئے کہ ختنین کا معنی "داماد" ہے اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد ہیں۔

کورس نمبر:(14) اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔(مُعْجَم کبیر ج۳ ص۸۲ حدیث ۲۷۲۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔اہلِ بیت سے مراد کون حضرات ہیں؟

(2)۔۔۔اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

(3)۔۔۔حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہن میں سے کون افضل ہے؟

(4)۔۔۔امہات المؤمنین کن کا لقب ہے؟

(5)۔۔۔امہات المؤمنین کی تعداد کتنی ہے؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

(6)۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

(7)۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتنی صاحبزادیاں ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سوال 1: اہلِ بیت سے مراد کون حضرات ہیں؟

جواب: جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے نزدیک اہلِ بیت سے مراد اُمّہاتُ المؤمنین، حضرت علی، حضرتِ فاطمہ اور حسنین کریمین بلکہ تمام بنو ہاشم ہیں۔ (سوانح کربلا ص ۸۲)

سوال 2: اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مُقتَدَایانِ اہلِ سنّت (یعنی اہلسنت کے امام) ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون خارجی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۶۲) اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنے کے بارے میں حدیث درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنْھُما سے مروی ہے کہ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینۂ طیّبہ میں رونق اَفروز ہوئے اور اَنصار نے دیکھا کہ حُضُورِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ السَّلام کے ذِمّہ مَصارِف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو اُنہوں نے آپس میں مَشْوَرہ کیا اور حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُقُوق و اِحسانات یاد کرکے حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خِدْمَت میں پیش کرنے کے لئے بہت سامال جمع کیا اور اس کو لے کر خِدمتِ اَقدس میں حاضِر ہوئے اور عرض کی: ''حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی، ہم نے گمراہی سے نَجات پائی، ہم دیکھتے ہیں، کہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مَصارِف بہت زِیادہ ہیں، اس لئے ہم یہ مال آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خِدمَت میں نذر کرنے کے لئے لائے ہیں، قَبول فرما کر ہماری عِزّت اَفزائی کی جائے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی:

قُلْ لَّاۤ اَسْـٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ: میں اس پر (یعنی تبلیغِ رسالت اور ارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت (یعنی تم پر میرے اہلِ بیت کی محبت لازم ہے)۔

گویا انہیں یہ باور کرادیا گیا کہ اس تبلیغ واِشاعتِ دین پر اگر تم سے کچھ مطلوب ہے تو محض یہ کہ میرے اَہلِ بیت کی مَحبّت کو لازم کرلو اوران کا عِشق اپنے دل میں بسا کر ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جاؤ۔ (خزائن العرفان پ۲۵، الشوریٰ: ۲۳)

(۲)۔۔۔ امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رءُوفٌ رّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیم کا فرمانِ دلنشین ہے: ''اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ

"یعنی اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ "حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَ ۃِ الْقُرْاٰنِ "(۱)۔۔۔اپنے نبی کی مَحبّت۔ (۲)۔۔۔اَہل بیت کی مَحبّت۔(۳)۔۔۔اور قرآنِ پاک پڑھنا۔(الصواعق المحرقۃ، المقصد الثانی فیما تضمنتہ تلک الآیۃ من طلب محبۃ آلہ، ص ۱۷۲)

سوال3: ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہن میں سے کون افضل ہے؟ اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کے بارے میں اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب قطعی جنتی ہیں اور انہیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات و ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔ اور رہی یہ بات کہ ان تینوں میں کون افضل ہے؟ اس کے بارے میں سکوت ہے۔("الجامع الصغیر"، ص ۲۸۳، الحدیث: ۴۶۰۷)

سوال4: امہات المؤمنین کن کا لقب ہے؟

جواب: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا لقب امہات المؤمنین (یعنی مؤمنین کی مائیں) ہے۔

سوال5: امہات المؤمنین کی تعداد کتنی ہے؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: امہات المؤمنین (یعنی مؤمنین کی مائیں) کی تعداد گیارہ ہے اور ان کے نام یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۲)۔۔۔ ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۳)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۴)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا حفصہ بنت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۵)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمّ سلمہ بنت ابو اُمیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۶)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا ام حبیبہ بنت ابو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۷)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب بنت جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۸)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۹)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا میمونہ بنت حارث ہلالیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۱۰)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا جویریہ بنت حارث خزاعیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (۱۱)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا صفیہ بنت حُیَیّ بن اَخطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔(مواہب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات الخ، ۱/۴۰۱)

سوال 6: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تین شہزادے ہیں اور ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا قاسم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (۲)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (۳)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، انہی کا لقب طیب و طاہر ہے۔ (مواھب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام۔۔۔ الخ، ۱\۳۹۱)

حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ یہ دونوں شہزادے حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں، اور حضرت ابراہیم، ان کی والدہ حضرت ماریہ خاتون ہیں۔

سوال 7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتنی صاحبزادیاں ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چار شہزادیاں ہیں اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں اور ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت زینب، جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن الربیع سے ہوا تھا جنہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ (۲)۔۔۔ حضرت رقیہ، یہ حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔ (۳)۔۔۔ حضرت ام کلثوم، یہ حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں، ان دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی سے ہوا۔ (۴)۔۔۔ حضرت فاطمہ، یہ حضرت ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ سے ہوا۔

(مواھب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر اولادہ الکرام۔۔۔ الخ، ۱\۳۹۱)

کورس نمبر: (15) ولایت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک تمہارے نام مَع شناخْت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لٰہذا مجھ پر اَحسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرودِ پاک پڑھو۔ (مُصَنَّف عَبد الرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۰ حدیث ۳۱۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ولایت کیا ہے؟

(2)۔۔۔کیا آدمی عبادت وریاضت کر کے ولی بن سکتا ہے؟

(3)۔۔۔کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

(4)۔۔۔سب سے افضل کس امت کے اولیاء ہیں؟

(5)۔۔۔اس امت میں سب سے افضل کون سے اولیاء ہیں؟

(6)۔۔۔کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

(7)۔۔۔کیا کوئی ولی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

(8)۔۔۔کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

(9)۔۔۔کیا اللہ تعالی نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟

(10)۔۔۔دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟

(11)۔۔۔کیا اولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

(12)۔۔۔اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟

(13)۔۔۔اولیائے کرام سے استمداد یعنی مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

(14)۔۔۔کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟

(15)۔۔۔اولیائے کرام کو ایصال ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

(16)۔۔۔پیر کس کو بنانا چاہیے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1:ولایت کیا ہے؟

جواب: ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔(بہار شریعت ج۱، ص۲۶۴)

سوال 2: کیا آدمی عبادت وریاضت کر کے ولی بن سکتا ہے؟

جواب: ولایت وَہبی شے ہے(یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے)،نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ(یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کر لے،البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۶۰۶:)

سوال 3: کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

جواب: ولایت بے علم کو نہیں ملتی، بلکہ عالم کو ہی ملتی ہے خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر(یعنی پہلے)اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف(یعنی کھول) کر دئے ہوں۔(فإنّ اللہ ما اتخذ ولیاً جاھلاً)۔''الفتوحات المکیۃ''، ج۳، ص۹۲)

سوال 4:سب سے افضل کس امت کے اولیاء ہیں؟

جواب: تمام اولیائے اوّلین و آخرین میں سے اولیائے محمدیّین(یعنی اِس اُمّت کے اولیاء) افضل ہیں۔
(''الیواقیت والجواہر''، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳۴۸)

سوال5: اس امت میں سب سے افضل کون سے اولیاء ہیں؟

جواب: تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت و قربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ہے جو افضلیت کی ترتیب ہے، سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ہے، پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو، پھر ذو النورَین، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو، پھر مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہے۔ ("المعتمد المستند"، حاشیۃ نمبر: ۳۱۶، ص۱۹۱)

سوال6: کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

جواب: نہیں! طریقت منافی شریعت نہیں یعنی طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر واِلحاد (یعنی لادینیت) ہے۔ ("عوارف المعارف"، ص۵۲، ۱۲۸)

اعلی حضرت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجددِ دین وملت، مولانا الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" میں فرماتے ہیں: "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال، اور حقیقت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احوال، اور معرفت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علومِ بے مثال۔ ("فتاویٰ رضویہ"، ج۲۱، ص۴۶۰)

سوال7: کیا کوئی ولی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

جواب: اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش (یعنی آزاد) نہیں ہو سکتا۔ بعض جاہل لوگ جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسوں کے بارے میں فرمایا: "صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰکِنْ إِلٰی أَیْنَ؟ إِلَی النَّارِ" ترجمہ: "وہ سچ کہتے ہیں (کہ ہم پہنچ چکے)، بیشک وہ پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔" ("الیواقیت والجواھر"، المبحث السادس والعشرون، ص۲۰۶)

سوال8: کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

جواب: اگر مجذوبیت (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہونے) سے عقلِ تکلیفی زائل ہو گئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ ("ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی"، حصّہ دوم، ص ۲۴۰)

ولی ان جاہلوں کی طرح ہرگز نہیں کہے گا کہ میں شریعت کی پابندی سے آزاد ہوں، میں پہنچ گیا ہوں، کیونکہ اولیائے کرام تو عاجزی والے ہوتے ہیں وہ تو اپنا ولی ہونا ایسے ہی چھپاتے ہیں جیسے کنواری لڑکی اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔

سوال 9: کیا اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟

جواب: جی ہاں! اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دئے جاتے ہیں، یہ حضرات نبیٔ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

("الیواقیت والجواہر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص ۳۴۸-۳۴۹)

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تفسیر عزیزی" میں زیر آیہ کریمہ (وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ) لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ ("فتح العزیز" (تفسیر عزیزی)، تحت الآیۃ: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ، ص ۲۰۶، بحوالہ "فتاوی رضویہ" ج ۲۹، ص ۱۰۳-۱۰۴)

سوال 10: دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟

جواب: میرے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سنت جلد اول کے باب آدابِ طعام کے صفحہ نمبر ۴۳۱- تا ۴۳۲ پر لکھتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ منوّرہ سردارِ مکّہ مکرّمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے رُوئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور چالیس کے دل حضرتِ سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ

عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔اور سات کے دل حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں اور پانچ کے دل حضرتِ سیّدُنا جبرائیل عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔اور تین کے دل حضرتِ سیّدُنا میکائیل عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ ایک ان میں ایسا ہے جس کا دل حضرتِ سیّدُنا اسرافیل عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہے۔جب ان میں "ایک" وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "تین" میں سے ایک کو مقرّر فرماتا ہے اور اگر "تین" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "پانچ" میں سے ایک کو اور اگر "پانچ" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "سات" میں سے ایک کو اور اگر ان "سات" میں کا کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "چالیس" میں سے ایک کو اور اگر ان "چالیس" حضرات میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ "تین سو" میں سے ایک کو اور اگر ان "تین سو" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرّر فرماتا ہے۔ان کے ذَرِیعے (یعنی وسیلے) سے زندگی اور موت ملتی، بارِش برستی، کھیتی اُگتی اور بلائیں دُور ہوتی ہیں۔حضرتِ سیّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِستِفسار کیا گیا، "ان کے ذَرِیعے کیسے زندگی اور موت ملتی ہے؟" فرمایا، "وہ اللہ تعالیٰ سے اُمّت کی کثرت کا سُوال کرتے ہیں تو اُمّت کثیر ہو جاتی ہے اور ظالِموں کے لئے بددُعا کرتے ہیں تو اُن کی طاقت توڑ دی جاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو بارش برسائی جاتی، زمین لوگوں کے لئے کھیتی اُگاتی ہے، لوگوں سے مختلف قسم کی بلائیں ٹال دی جاتی ہیں۔ (حلیۃالاولیاء ج ا ص ۴۰ حدیث ۱۶)

سوال 11: کیا اولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے (یعنی کھلتے) ہیں، ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن (یعنی جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے) اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دی جاتی ہے مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہوتا ہے، بے وِساطتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطَّلَع نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲۹، ص ۴۷۲)

سوال 12: اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟

جواب: اولیائے کرام سے تمام خَوارقِ عادات (یعنی تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات)، ممکن ہیں مثلاً مُردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا کے اندر بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے، کافر ہے۔ اور کرامتِ اولیا حق ہے، اِس کا منکر گمراہ ہے۔

("منح الروض الأزہر "للقاریٔ، ص۷۹) ("رد المحتار"، کتاب النکاح، باب العدۃ، ج۵، ص۲۵۳)

سوال 13: اولیائے کرام سے استمداد یعنی مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: اولیائے کرام سے اِستِمداد و اِستِعانت یعنی مدد طلب کرنا محبوب یعنی پسندیدہ ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ (" فتاوی رضویه"، ج ۲۱، ص ۳۳۱-۳۳۲) ("المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص ۱۸۴)

سوال 14: بعض لوگ کہتے ہیں: "اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے کیونکہ مدد فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور اولیائے کرام سے مدد مانگنا ان کو خدا ماننا ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا درست نہیں ہے، اور جو انہوں نے کہا کہ "اگر اولیائے کرام سے مدد مانگی تو گویا تم نے ان کو خدا مان لیا اور یہ شرک ہے" یہ ان کا فریب ہے، اور یہی دلیل دے کر وہابی فرقہ بھولے بھالے سنیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا کہ اولیائے کرام اللہ ہیں، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لئے سعادت و باعثِ برکت ہے۔ اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔ (" فتاوی رضویه"، ج ۲۱، ص ۳۳۱-۳۳۲) ("المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص ۱۸۴)

سوال 15: کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں، اِن کے عِلم و اِدراک و سَمع و بَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ ("تفسیر روح البیان"، ج۳، ص۴۳۹)

اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویۃ"، میں ارشاد فرماتے ہیں: "اہلسنت کے نزدیک انبیاء و شہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ

والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے ،اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دئے جاتے ہیں۔("الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۴۳۱-۴۳۳)

سوال16: اولیائے کرام کو ایصال ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اِنہیں ایصالِ ثواب کرنا، نہایت مُوجبِ برکات وامرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا، اِن میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ (یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں جیسے ناچ، گانا، ڈھول بجانا، آجکل کی قوالیاں، عورتوں کا بے پردہ گھومنا وغیرہ) وہ تو ہر حالت میں مذموم (یعنی برے) ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۶-۲۷۷)

سوال17: پیر کس کو بنانا چاہئے؟

جواب: عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ اِنہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاحِ دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے فساق و فجار اور وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر پیر فاسق و فاجر یا بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۷)

پیر کے لئے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

(۱)--- سنّی صحیح العقیدہ ہو۔ **(۲)---** اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ **(۳)---** فاسق مُعلِن نہ ہو۔ **(۴)---** اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۱، ص۴۹۲، ۵۰۵، ۶۰۳)

کورس نمبر: (16) مختلف عقائد کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله   وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله   وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے بِشارت دی: جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر رَحمت بھیجتا ہے اور جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلامتی بھیجتا ہے۔ (مُسندِ اِمام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۷ حدیث ۱۶۶۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!   **صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان پر آج پہلا بیان ہے جو وضو کے موضوع پر ہے۔ آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق آٹھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔آسمانی کتابیں   **(2)۔۔۔معجزہ اور کرامت**

(3)۔۔۔فرشتے   **(4)۔۔۔جنات**

(5)۔۔۔موت اور عالمِ برزخ   **(6)۔۔۔حساب و کتاب**

(7)۔۔۔شفاعت   **(8)۔۔۔حوضِ کوثر**

(9)۔۔۔مقامِ محمود   **(10)۔۔۔لواء الحمد**

(11)۔۔۔صراط

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!   **صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

آسمانی کتابیں

سوال: اللہ تعالی نے کون کون سی کتابیں نازل فرمائیں؟

جواب: بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں:(۱)۔۔۔"**تورات**" حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔(۲)۔۔۔"**زبور**" حضرت داوٗد علیہ السلام پر۔(۳)۔۔۔"**اِنجیل**" حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔(۴)۔۔۔"**قرآنِ عظیم**" جو کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر۔("تکمیل الإیمان"، ص ۶۳)

سوال: قرآن عظیم کا باقی کتابوں سے افضل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ عزوجل ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔("تفسیر الخازن"، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۵۵)

سوال: تم نے کیسے جانا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے؟

جواب: جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب کسی سے نہیں بن سکی اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی ہی بنا سکتا۔(کتاب العقائد ص ۲۲)

سوال: کیا قرآن کی تمام آیات فضیلت میں برابر ہیں؟

جواب: قرآن مجید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کے عرصے میں نازل ہوا، اور جو مصحف میں لکھا ہوا ہے، اس کی تمام آیات کلام اللہ ہونے کے اعتبار سے فضیلت لفظیہ اور عظمت معنویہ میں برابر ہیں، چاہے وہ آیاتِ رحمت الٰہی، مدحِ اولیاء، غضبِ الٰہی، مذمتِ اعداء یا احکام پر دلالت کریں۔

مگر بعض آیات میں باعتبار مَبنیٰ ذکر کی فضیلت اور باعتبار معنیٰ مذکور کی فضیلت ہے، جیسے کہ آیۃ الکرسی، کہ اس میں اللہ کی ہیبت وجلالت اور اس کی ذات کی خاص صفات کا بیان ہے، پس ایک تو کلام اللہ ہونے اور دوسرے اس کی صفات کا بیان ہونے کے اعتبار سے دو فضیلتیں ہیں۔اور رہیں وہ آیات جن میں کفار وفجار کے احوال مذکور ہیں، تو ان میں

صرف ایک ہی فضیلت ہے اور وہ کلام اللہ ہونے کی ہے، اور مذکور کے اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں کیونکہ کفار و فجار جن کا ذکر ہوا ہے ان میں کوئی فضیلت و عظمت نہیں، جیسے کہ پارہ ۳۰ میں موجود سورہ لہب وغیرہ۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۱۵۳)

معجزہ اور کرامت

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ عجیب وغریب کام جو عام طور پر یعنی عادۃً ناممکن ہو، ایسی باتیں اگر نبوّت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو ''معجزہ'' کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے عصا کا اژدھا بن جانا، حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا میلوں دور سے چیونٹی کی آواز سن لینا، حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے ہاتھ میں لوہے کا موم کی طرح نرم ہو جانا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا مُردوں کو زندہ کرنا، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹانا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔(ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ ۳، ص۱۱۹)

سوال: ارہاص کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے قبل اعلان نبوت جو خلافِ عادت اور عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات صادر ہوتے ہیں ان کو شریعت کی اصطلاح میں "ارہاص" کہتے ہیں۔(سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص۶۷)

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہل سنّت ص۸۱)

سوال: عام مؤمنین اور کافرین سے خرقِ عادت صادر ہونے والی چیز کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: اگر عام مؤمنین سے خرقِ عادت چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو "معونت" کہتے ہیں اور کسی بے باک فاجر و کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو "اِستدراج"(یعنی دھوکہ) کہا جاتا ہے۔ اور جو ان کے خلاف ظاہر ہو تو اسے اہانت کہتے ہیں۔(النبراس شرح شرح العقائد، اقسام الخوارق سبعۃ، ص۲۷۲)

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو معجزات کیوں عطا کئے جاتے ہیں؟

جواب: معجزات، انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی نبوّت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے قُدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے آگے سب لوگ عاجز و حیران ہیں ضرور

وہ خُدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضِدّی دُشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔ (کتاب العقائد ص۱۹)

فرشتے

سوال: فرشتے کیا ہیں؟

جواب: فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، ("منح الروض الأزهر"، ص۱۲) کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ ("الحبائک فيأخبار الملائک" للسيوطي، ص۴) وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ اللہ عزوجل کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔ ("تفسير الكبير"، پ ۱، البقرة ،ج۱، ص۳۸۹، تحت الآية:۳۰) فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ ("شرح المقاصد". المبحث السابع الملائكة، ج۳، ص۳۱۸) اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

سوال: فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ نیز سب سے افضل فرشتے کون سے ہیں؟

جواب: ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا (پ۲۹، المدثر:۳۱) اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ چار فرشتے سب فرشتوں سے افضل ہیں، ان کے نام یہ ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ("التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۳۰، ج۱، ص۳۸۶)

جنات

سوال: جنات کیا ہیں؟ اور ان کے وجود کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں، اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔ اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔ اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ (بہار شریعت ج۱، ص۹۶-۹۷)

موت اور عالمِ برزخ

سوال: موت کسے کہتے ہیں؟

جواب: موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بد مذہب ہے۔("شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص۱۲)

سوال: کیا قبر میں سوالات ہوں گے؟ اور قبر سے مراد کیا ہے؟

جواب: قبر میں منکر نکیر کا مُردے سے سوالات کرنا حق ہے، اور قبر سے مراد مُردے کا ٹھکانا ہے، اب وہ ٹھکانا قبر ہو یا کوئی اور جگہ، حدیث میں آیا کہ: منکر نکیر تین سوال کریں گے:(۱)۔۔۔مَنْ رَبُّكَ (۲)۔۔۔مَا دِيْنُكَ (۳)۔۔۔مَنْ نَبِيُّكَ۔("الحديقة الندية"، ص۳۰۳)

سوال: قبر میں اعادۂ روح سے کیا مراد ہے؟

جواب: قبر میں اعادۂ روح سے مراد یا تو بعینہ روح کو جسم میں لوٹا دینا ہے، یا روح کا جسم کے ساتھ تعلق کو برقرار رکھنا ہے، اور دوسرا قول زیادہ درست ہے، جیسے کہ بہار شریعت جلد۔ا۔ص۱۰۰ میں مذکور ہے:"مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہو گی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے"۔("منح الروض الأزہر"،ص۱۰۰۔۱۰۱)

سوال: روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، ایسا ماننا کیسا ہے؟

جواب: یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو ہندوؤں کے یہاں تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔("النبراس"،باب البعث حق،ص۲۱۳) اس سے پتا چلا کہ کافروں کا یہ عقیدہ بھی باطل ہے کہ آدمی کے ساتھ جنم ہوتے ہیں۔

سوال: کن کے بدن کو قبر کی مٹی نہیں کھاسکتی؟

جواب: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظانِ قرآن جو کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث

کلمہ کہے کہ **"انبیاء مر کے مٹی میں مل گئے"**، گمراہ، بد دین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۱۴۔۱۱۵)

سوال: عالَمِ برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا و آخِرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جسے بَرزَخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قِیامت سے پہلے تمام انسان و جِنّات کو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اس میں رہنا ہے، یہ عالَم اس دنیا سے بہت بڑا ہے، دنیا کے ساتھ بَرزَخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے، بَرزَخ میں کسی کو آرام ہے تو کسی کو تکلیف۔

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ ۵، ص۲۷۵)

کورس نمبر:(17) مختلف عقائد کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے بِشارت دی: جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر رحمت بھیجتا ہے اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلامتی بھیجتا ہے۔ (مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۷ حدیث ۱۶۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6)۔۔۔حساب و کتاب　　(7)۔۔۔شفاعت

(8)۔۔۔حوضِ کوثر　　(9)۔۔۔مقامِ محمود

(10)۔۔۔لواء الحمد　　(11)۔۔۔صراط

حساب و کتاب

سوال: کیا قیامت کے دن ہونے والے حساب و کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! قیامت کے دن ہونے والے حساب و کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔ ("شرح العقائد النسفیۃ"، ص ۱۰۴) حساب کا منکر کافر ہے۔ ("الشفا"، فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر، ج ۲، ص ۲۹۰)

اور حساب کے معنی گنتی و شمار کے ہیں، اور اس سے جن و انس کے اعمال کی گنتی مراد ہے جو قیامت میں سزا و جزا کے لئے بندے کے سامنے کی جائے گی، اس حساب کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۷ ص ۲۸۴)

سوال: اعمال نامہ کیسے دیا جائے گا؟

جواب: قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا، نیکوں کے دائیں ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں اور کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔(بہار شریعت۔جلد۔ا۔ص۱۴۴)

سوال: میزان کیا ہے ؟ اور کیا اس پر بھی ایمان ہونا ضروری ہے ؟

جواب: میزان حق ہے۔ اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے، نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔(بہار شریعت۔جلد۔ا۔ص۱۴۶) اور اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ اعلی حضرت، مجدد دین وملت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں: "وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہو گا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، جیسے کہ پارہ ۲۲ سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۱۰ میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ **ترجمۂ کنز الایمان:** اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔ پس جس کتاب میں لکھا ہے کہ "نیکیوں کا پلہ نیچا ہو گا" غلط ہے۔

('الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۹، ص۶۲۶)

اس کا بیان پارہ ۸ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۸، اور ۹ میں موجود ہے جس کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مرادآبادی آیت نمبر ۸ کے تحت لکھتے ہیں: اس طرح کہ اللہ عزّوجلّ ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلّہ اتنی وُسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وُسعت ہے۔ ابنِ جوزی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلّوں کی وُسعت دیکھی تو عرض کیا یاربّ کس کا مقدور ہے کہ ان کو نیکیوں سے بھر سکے ارشاد ہوا کہ اے داؤد! میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو ایک کھجور سے اس کو بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضلِ الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔(خزائن العرفان پ۸، الاعراف، ۸)

شفاعت

سوال: شفاعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: شفاعت کے معنی ہیں کوئی شخص اپنے بڑے کی بارگاہ میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرے۔ دھمکی یا دَباؤ سے بات منوانے کو شفاعت نہیں کہتے اور نہ ہی شفاعت ڈر کر یا دَب کر مانی جاتی ہے۔ اتنی بات تو عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ دَب کر بات ماننا قبولِ سفارش نہیں بلکہ بزدلی و مجبوری اور ناچاری ہے۔(گلدستۂ عقائد واعمال ص ۹۳، مکتبۃ المدینہ)

سوال: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کتنی طرح کی ہو گی؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کئی طرح کی ہو گی مثلاً:

(۱)۔۔۔ شفاعتِ کبریٰ۔ اس شفاعت کا فائدہ کفار کو بھی ملے گا۔

(۲)۔۔۔ بہتوں کو بلا حساب جنّت میں داخل فرمائیں گے جن میں سے چار اَرب نوّے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور بھی ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَ و رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علم میں ہیں۔

(۳)۔۔۔ بہت سے وہ ہوں گے جو مستحق جہنم ہو چکے ہوں گے اُن کو جہنم سے بچائیں گے۔

(۴)۔۔۔ بعضوں کی شفاعت فرما کر جَہنّم سے نکالیں گے۔

(۵)۔۔۔ بعضوں کے دَرَجات بلند فرمائیں گے۔

(۶)۔۔۔ بعض کا عذاب کم کروائیں گے۔

(۷)۔۔۔ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے اُنہیں بھی داخلِ جنت فرمائیں گے۔

(بہارِ شریعت، عقائد متعلقہ نبوّت، حصہ ۱، ج ۱، ص ۷۰ و ہمارا اسلام، شفاعت کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۷۳)

اور حدیث میں آیا: ”میری شفاعت میری امت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے“۔ (منح الروض الازہر ص ۱۷۰)

سوال: شفاعتِ کبریٰ کیا ہے؟

جواب: حضورِ اقدس، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وہ شفاعت جو تمام مخلوق مؤمن، کافر، فرمانبردار، نافرمان، موافق، مخالف، دوست اور دشمن سب کے لئے ہو گی وہ حساب کا انتظار جو انتہائی جاں گُزا ہو گا جس کے لئے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش ہم جَہنّم میں پھینک دئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے کفّار کو بھی چھٹکارا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بدولت ملے گا، جس پر تمام اوّلین وآخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حمد کریں گے، اسی کا نام ”مَقَامِ محمود“ ہے اور یہ مرتبہ

شفاعتِ کبریٰ صرف حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کا خاصہ ہے۔(ہمارا اسلام، شفاعت کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۷۴)

حوضِ کوثر

سوال: کیا حوضِ کوثر کا وجود ہے؟ اور اس کے اوصاف کیا ہیں؟

جواب: حوضِ کوثر جو کہ نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ اور اس کے اوصاف یہ ہیں: (۱)۔۔۔ اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے۔(۲)۔۔۔ اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں۔ (۳)۔۔۔چاروں گوشے برابر یعنی زاویۓ قائمہ ہیں۔(۴)۔۔۔اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے۔(۵)۔۔۔اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا۔ (۶)۔۔۔ اس کا پانی مشک سے زیادہ پاکیزہ۔ (۷)۔۔۔ اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ۔(۸)۔۔۔جو اس کا پانی پیۓ گا کبھی پیاسا نہ ہو گا۔(۹)۔۔۔اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۴۵)

مقامِ محمود

سوال: مقامِ محمود کیا ہے؟ اور کس کو عطا ہو گا؟

جواب: قیامت کے دن جس مقام پر تمام اوّلین وآخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد وستائش (یعنی تعریف) کریں گے اس مقام کو مقامِ محمود کہتے ہیں، اور اللہ تعالی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔("الدر المنثور"، ج ۵، ص ۳۲۵)

لواء الحمد

سوال: لِوَاءُ الْحَمْد کیا ہے؟ اور یہ کسے ملے گا؟

جواب: قیامت کے دن حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہو گا جس کو لِوَاءُ الْحَمْد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔

("سنن الترمذي"، کتاب المناقب، باب سلوا اللہ لي الوسیلۃ، الحدیث: ۳۶۲۵، ج ۵، ص ۳۵۴)

صراط

سوال: صراط کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم، پھر یہ اُمّت پھر اور اُمتیں گزریں گی اور حسبِ اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا("صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث:۳۰۲، ص۱۱۴.)

اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے، (اللہ عزوجل ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔("صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنة منزلة فیھا، الحدیث:۳۲۹، ص۱۲۷)

کورس نمبر: (18) مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (مُعْجَم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

سوال: اللہ کے آخری نبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے مدنی آقا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر سید البشر، افضل البشر ہیں۔ (اسلام کی بنیادی باتیں حصہ ۳، ص ۶۵)

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ چنانچہ پارہ ٦ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "نور سے مراد اسلام ہے نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم" اس کا کیا جواب

ہے؟

جواب: جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جیسے کہ سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اپنی قرآنِ پاک کی پہلی تفسیر ''تفسیرِ ابنِ عباس'' میں فرماتے ہیں: ''قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ'' (یَعْنِیْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم) ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ (تفسیرِ ابنِ عباس ج۱، ص۹۰)

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت ہے: یعنی نورِ عظیم اور وہ نوروں کا نور، نبی مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، پ۶، المآئدۃ، تحت الآیۃ:۱۵، الجزء السادس، ص۳۶۷)

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ علما فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۷۰۷)

محی السنہ، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ بغوی میں لکھتے ہیں: اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، ہاں! ایک ضعیف قول یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔ (تفسیر بغوی ج۲، ص۳۲)

بعض لوگوں کو ضعیف قول نظر آیا اور جمہور مفسرین کے اقوال بلکہ صحابیٔ رسول، سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی نظر نہ آیا، کہیں یہ شانِ رسالت کی توہین کے پہلوں تلاش کرنا تو نہیں نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ!

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! مجھے بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کیا چیز بنائی؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد، ص ۶۳، حدیث:۱۸)
فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۶۵۸ مواھب لدنیہ، المقصد الاول تشریف اللہ تعالٰی لہ، ۱/۳۶)

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ۱۴/ ۳۵۸) بلکہ اِس میں شک کرنا بھی کفر ہے کیونکہ شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَشَرِیَّت قرآنِ مجید کی نَصِّ قَطعی سے ثابت ہے۔ہاں! اپنے جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر، سیّدُ البشر کہے۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۲۴) کیونکہ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بشر ہی تھے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (پ ۱۳، یوسف: ۱۰۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا کیسا ہے؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا اہلِ ایمان کا طریقہ نہیں، کیونکہ بقصدِ تحقیر ایسا کہنا ناپاک ارادے کی بنا پر بلاشبہ کفر ہے۔ یقیناً آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر بھی ہیں لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں، لہٰذا آپ کی بشریت کو عام انسانوں کی طرح قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اسے کافروں کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ-اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۲۳) فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْۙ (پ ۱۸، المؤمنون: ۲۳، ۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

معلوم ہوا نبی کی شان گھٹانے کے لئے بشر بشر کی رٹ لگانا کفارِ ناہنجار کا طریقہ ہے اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر تو ہیں مگر ہماری مثل نہیں بلکہ افضل البشر ہیں۔

سوال: کیا ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے؟ اور کیا نور لباسِ بشریت میں آ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے اور نور لباسِ بشریت میں آ سکتا ہے، یہ دونوں باتیں قرآن سے ثابت ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نور ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کئی بار لباسِ بشریت میں تشریف لائے، بلکہ قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا لفظ استعمال ہوا، چنانچہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ﱏ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (پ۱۶، مریم، ۱۷)

(۲)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حضرتِ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے، چنانچہ: ایک دفعہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صورت میں سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرتِ ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس موجود تھیں۔ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ گفتگو کرتے رہے پھر اُٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت فرمایا: یہ کون تھے؟ عرض کی: حضرتِ دحیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، فرماتی ہیں: اللہ رَبُّ الْعِزّت کی قسم! میں نے انہیں حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی سمجھا تھا لیکن پھر میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خطبہ سنا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۹۲۲، الحدیث: ۳۶۳۴)

(۳)۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے بیٹھ گیا اور دوزانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق سوال کیا، پھر وہ شخص چلا گیا، میں کچھ دیر رُکا رہا، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے

کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الإیمان والإسلام والاحسان، الحدیث: ۱۔(۸)، ص ۲۲)

جب جبرئیل علیہ السلام کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا اطلاق ہونے سے آپ علیہ السلام کی نورانیت میں فرق نہیں آیا تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ پر بشر کہنے سے آپ کی نورانیت میں کیسے فرق آ سکتا ہے۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟

جواب: قاعدہ ہے کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازمات بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ قاعدہ بھی قرآنِ مجید سے لیا گیا ہے، کہ جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے سانپوں کے سامنے اپنا عصا پھینکا، وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سانپوں کو کھا گیا، پھر جب پکڑا تو دوبارہ عصا بن گیا، قرآنِ مجید میں ہے:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَۚ-فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَۚ(۱۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو نا گاہ وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔ (پ۹، الاعراف، ۱۱۷)

عصا کا کام کھانا پینا نہیں، مگر جب وہ اژدھے کے لباس میں ہو تو سانپوں کو کھانے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

بس! کھانا پینا بشریت کے لوازم میں سے ہے، نور کھاتا پیتا نہیں، مگر نور جب لباسِ بشریت میں آتا ہے تو بشریت کے لوازم بھی ساتھ ہوتے ہیں، بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے، ہاں! جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو صومِ وصال (یعنی لگاتار بغیر سحری و افطار کے روزے) رکھتے ہیں، اور جب صحابۂ کرام علیہم الرضوان اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ ہم بھی صومِ وصال رکھیں گے، تو ارشاد ہوتا ہے: "اَیُّكُمْ مِثْلِیْ تم میں میری مثل کون ہے؟"

(بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ۱/ ۶۴۶، حدیث: ۱۹۶۵)

سوال: قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود کہلوایا گیا ہے کہ "قُلْ" آپ لوگوں سے کہہ دیجئے "اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کہ میں تم جیسا بشر ہوں، تو پھر ہم کیوں نہیں کہہ سکتے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟

جواب: جن آیتوں میں نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم سے کہلوایا گیا ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں وہاں مطلب یہ ہے کہ خالص بندہ ہونے میں تم جیسا بشر ہوں کہ جیسے تم نہ خدا ہو، نہ خدا کے بیٹے، نہ خدا کے ساجھی اور نہ شریک، ایسے ہی میں نہ خدا ہوں، نہ اس کا بیٹا، نہ اس کے ساجھی، اور نہ اس کا شریک بلکہ میں خالص بندہ ہوں۔

جیسا کہ اسی آیت میں ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "تم فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔ کس چیز میں؟" اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ "اس چیز میں کہ میرا اور تمہارا رب ایک ہے، ورنہ تم کہاں اور میں کہاں کہ "يُوْحٰٓى اِلَيَّ "کہ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے اور تمہاری طرف نہیں آتی۔ پس اس آیت میں خود ہی جواب مذکور ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ! ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ١٦، الکھف: ١١٠)

پس جہاں اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بشر ہونے کا پتا چلتا ہے وہیں ہمارے جیسے بشر نہ ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ان کی جانب وحیٔ الٰہی آتی ہے اور ہماری جانب وحیٔ الٰہی نہیں آتی۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے بشریت کا اعلان کروانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بارہا اپنی بندگی اور بشریت کا اعلان کرنا اس لئے تھا کہ عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام میں دو معجزے دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا کہہ دیا، ایک تو ان کا بغیر باپ پیدا ہونا اور دوسرے مُردے زندہ کرنا۔ جبکہ مسلمانوں نے صدہا معجزے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھے، چاند کا دو ٹکڑے ہوتے ہوئے۔ سورج کو لوٹتے ہوئے، کنکریوں کا کلمہ پڑھتے ہوئے، انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے وغیرہ۔ تو اندیشہ تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ دیں۔ اس احتیاط کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بار بار اپنی بشریت کا اعلان کروایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بارہا اس کا اعتراف فرمایا۔ (علم القرآن ص١٨٦)

کورس نمبر:(19) مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حاضر وناظر ہونے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔(اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج۵ ص۲۷۷ حدیث۸۱۷۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیبِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شُمار کمالات عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک حاضِر وناظِر ہونا بھی ہے۔

سوال: حاضر وناظر ہونے کا کیا معنی ہے؟

جواب: حاضِر وناظِر ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ قُدسی (یعنی اللہ کی دی ہوئی) قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم (یعنی سارے جہان، زمین وآسمان، عرش وکرسی، لوح وقلم، ملک وملکوت) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دُور و قریب کی آوازیں سُنے یا ایک آن (یعنی لمحہ بھر) میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں مِیل دُور حاجت مندوں کی حاجت رَوائی کرے۔ یہ رفتار خواہ رُوحانی ہو یا جسمِ مثالی کے ساتھ ہو یا اسی مبارک جسم سے ہو جو قبر میں مدفون ہے۔

(جاء الحق، ص۱۱۶ ملخصاً)

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر و ناظر کا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ہر ہر جگہ موجود ہیں، اور ایسا کہنا شرک ہے" اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: حاضر و ناظر کا یہ مطلب کوئی نہیں لیتا کہ حُضُورِ اکرم، نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ظاہری جسمِ اَقْدس ہر ہر جگہ موجود ہے، بلکہ وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبرِ انور میں موجود ہیں اور تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز اور جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ البتّہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

(من عقائد اہل السنۃ، ص ۳۱۸ ملتقطاً)

جب سوال میں ذکر کیا ہوا مطلب کوئی مراد لیتا ہی نہیں تو شرک کیسا، لہٰذا یہ افتراء ہے جو کہ اہلِ سنّت والجماعت کے سر بد مذہب باندھتے ہیں۔

سوال: حاضر و ناظر کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کیا کوئی مثال بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! حاضِر و ناظِر کے مفہوم کو ایک مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیّت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح (بلا تشبیہ) آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے جسمِ اَقْدس کے ساتھ مدینہ شریف میں اپنے مزارِ پُراَنوار میں موجود ہیں لیکن ساری کائنات کو یوں دیکھتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو، نیز اُمّتیوں کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور اللہ کے حکم سے تصرُّف بھی فرماتے ہیں۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب: (۱)۔۔۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے کی دلیل کے متعلق اللہ کریم، قرآنِ عظیم کے پارہ ۲۲، سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۵، اور ۴۶ میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا(۴۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا، اور چمکا دینے والا آفتاب۔

اور پارہ ۲۶، سورۂ فتح کی آیت نمبر ۸ میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۸)

تَرجَمۂ کنز الایمان: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔(پ۲۶، الفتح:۸)

آیت کی تفسیر

پہلی تفسیر۔۔۔ حضرت علّامہ علاء الدّین علی بن محمد خازِن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے پیارے حبیب! بے شک ہم نے آپ کو آپ کی اُمّت کے اَعْمال اور اَحْوال کا مُشاہَدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا، تا کہ آپ قِیامت کے دن ان کی گواہی دیں اور دنیا میں ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو جنّت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں، نافرمانوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(تفسیر خازن، پ۲۶، الفتح، تحت الآیۃ:۸، ج۴، ص۱۴۶)

دوسری تفسیر۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا، تا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بَشارت دو اور جو مَعَاذَ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ اَلیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مُناسِب ہوا کہ اُمّت کے تمام افعال و اقوال و اعمال و احوال اُن کے سامنے ہوں۔(اور اللہ پاک نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّیْ هٰذِهٖ۔ ترجمہ: بے شک اللہ کریم نے میرے سامنے دنیا اٹھا دی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قِیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(کنز العمال، جز:۱۱، ج۶، ص۱۸۹، حدیث:۳۱۹۶۸، فتاویٰ رضویہ، ج۱۵، ص۱۶۸ ملخصاً)

(۲)۔۔۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: "وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا" **تَرجَمۂ کنز الایمان:** اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔(پ۲، البقرۃ:۱۴۳)

آیت کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیّدُنا امام ابنِ جَرِیر طَبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ بِمَاعَمِلْتُمْ اَوْ فَعَلْتُمْ یعنی تم جو جو اعمال و افعال کرتے ہو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن سب پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر طبری، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۳، ج۲، ص۱۰، حدیث:۲۱۸۶)

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

جواب: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کثیر فرامین میں "ناظِر" کا مفہوم موجود ہے مثلاً:

(۱)۔۔۔ حضرت سیّدُنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام جوانب و اطراف) کو دیکھ لیا۔ (مسلم، ص۱۱۸۲، حدیث:۷۲۵۸)

(۲)۔۔۔ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حُضُور نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قِیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ (مجمع الزوائد، ج۸، ص۵۱۰، حدیث:۱۴۰۶۷)

(۳)۔۔۔ حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ کسوف ادا فرمائی، فراغت کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کی، پھر ارشاد فرمایا: ہر وہ شے جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اسے میں نے اس مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیا، معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زمین پر تشریف فرما ہو کر جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یتوضأالا من الغشی المثقل، ۱/۸۷، حدیث:۱۸۴)

(۴)۔۔۔ ام المومنین حضرت سیدتنا اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ایک شب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور فرمایا: سبحان اللہ! اس رات میں کس قدر فتنے اور خزانے اتارے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آئندہ ہونے والے فتنوں کو بچشم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی علی صلاۃ اللیل الخ، ۱/۳۸۳، حدیث:۱۱۲۶)

(۵)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگِ موتہ میں شریک حضرت سیِّدُنا زید، حضرت سیِّدُنا جعفر اور حضرت سیِّدُنا ابن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی شہادت کی خبر لوگوں کو اس طرح دی گویا کہ موتہ جو کہ مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ شریف سے دیکھ رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ من ارض شام، ۳/۹۶، حدیث:۴۲۶۲ ماخوذاً)

(۶)۔۔۔ ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا روایت کرتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک رات میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ حسبِ معمول نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے۔ میں نے سُنا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا۔ جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وضو کرکے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے سُنا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ لَبَّیْك اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرمایا، گویا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سے کلام فرما رہے ہیں کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کوئی تھا؟ تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا۔ اس وقت حضرت سیِّدُنا راجز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ میں اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں تھے۔ (المعجم الصغیر، الجزء الثانی، ص ۷۳)

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: ”مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ“ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔ (بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی فی المنام، ۴/۴۰۶، حدیث:۶۹۹۳)

اس حدیثِ پاک سے یہ پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کے خواب میں تشریف لاکر دیدار کراتے ہیں کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی دیکھا، جیسے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِی فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صُورت اِختیار نہیں کر سکتا۔“ (بخاری، کتاب الادب، من سمی باسماء الانبیاء، ۴/ ۱۵۴، حدیث: ۶۱۹۷)

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”بعض بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پھر انہوں نے بیداری میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان اشیاء کے بارے میں سوال بھی کیا جن کے بارے میں وہ تشویش کا شکار تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو نجات کے طریقے بتائے“۔ (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۳۰۸)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نَعِیْمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مراۃ المناجیح، جلد۶، صفحہ ۲۸۵** پر مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ”علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خدا بن کر آسکتا ہے مگر مصطفیٰ بن کر نہیں آسکتا کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہادیٔ مطلق ہیں اور شیطان مُضِلِّ مطلق، گمراہ گر ہادی کی شکل میں کیسے آئے ضدین جمع نہیں ہوسکتیں اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے مضل بھی دیکھو مدعیٔ اُلوہیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوسکتے ہیں۔ جیسے دجال، مگر مدعیٔ نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہوسکتے۔“ نیز **صفحہ ۲۸۸** پر فرماتے ہیں: یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت باقی ہے کہ جیسے شیطان زندگی شریف میں آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا یوں ہی تا قیامت کسی کی خواب میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شکل میں نہیں آسکتا حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سواء اور تمام کی شکلوں میں آجاتا ہے خواب میں باتیں کر جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح، جلد۶، ص۲۸۵)

(۲)۔۔۔ حضرت سلمیٰ (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرتِ ابورافع کی بیوی) سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرتِ ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر

مٹی ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ حال کیسا ہے؟ (یعنی اتنے پریشان کیوں ہیں؟) فرمایا: "میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔ (جامع ترمذی ج۶، ص۱۲۰)

(۳)۔۔۔ ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نیند سے بیدار ہوئے اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور فرمایا: بخدا! حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوچکے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مدینۂ منورہ میں حضرت سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر نہ پہنچی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کو اس بات کا یقین نہ آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی ہے، آپ کے پاس خون سے بھری ہوئی بوتل تھی اور فرمارہے تھے: "تم جانتے ہو کہ میرے بعد میری امت نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے میرے بیٹے **حسین** کو شہید کر دیا ہے، اس بوتل میں ان کا اوران کے رُفقا کا خون ہے، میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں گا۔" پھر ۲۴ دن بعد خبر آئی کہ حضرت سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی دن شہید ہوچکے تھے جس دن حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے خواب دیکھا تھا۔ (احیاء العلوم ج۵، ص۶۵۳) (مسند امام احمد بن حنبل ج۴، ص۳۳۶)

(۴)۔۔۔ صحیح مسلم میں روایتِ حضرتِ اَنس ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں (شب معراج میں) موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شب معراج میں بیت المقدس میں انبیائے کرام کی جماعت کرائی اور آسمانوں میں ان کو دیکھا۔

(صحیح مسلم ج۱، ص۱۵۶) (وفاء الوفاء للسمہودی، ج۲، الجزء الرابع، ص۱۳۵۲۔ علمیہ)

نوٹ: ان تمام روایات سے پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری دنیا کی ہر ہر چیز کو ملاحظہ فرمارہے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں بغیر روک ٹوک تشریف لے جاتے ہیں۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے کیا موقف ہیں؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے درج ذیل موقف ہیں؟

(۱)۔۔۔ حضرت امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو منصور عبدُ القاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: قَالَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِہٖ، وَاَنَّہٗ یَسَرُّ بِطَاعَاتِ اُمَّتِہٖ وَیَحْزَنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاۃِ مِنْھُمْ یعنی ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں: بے شک ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی اُمّت کی نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی نافرمانیاں دیکھ کر غمزدہ ہوتے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۱۸۰)

(۲)۔۔۔ شارحِ بخاری حضرت امام احمد بن محمد قَسْطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ فِی مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ، وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ، وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ بِہٖ یعنی اپنی اُمّت کا مشاہدہ فرمانے، ان کے حالات، دِل کے ارادوں، نیّتوں اور ان کے راز جاننے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات اور حیات میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تمام چیزیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاں ظاہر ہیں ان میں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ (مواھبِ لدنیہ، ج۳، ص۴۱۰)

(۳)۔۔۔ شیخِ محقق علّامہ عبدُ الحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عُلَمائے اُمّت میں اس مسئلہ میں ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حقیقی زندگی کے ساتھ دائم وباقی ہیں، اس بات میں کسی قسم کا شبہ یا کوئی تاویل نہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمّت کے حالات پر حاضر وناظر ہیں۔

(سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار، ص۱۵۵)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: شاہد کا معنی ہے اُمّت کے حال، ان کی نجات وہلاکت اور تصدیق وتکذیب پر حاضر اور عالِم۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، ص۲۶۰)

(۴)۔۔۔ حضرت شاہ عبدُ العزیز مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم پر تمہارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت کے دن اس لئے گواہی دیں گے کہ وہ نُورِ نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ ومقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا اُمّتی کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمّتی کی ترقّی میں فُلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ پس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے گناہوں، ایمان کے درجات، اچھے بُرے اَعْمال اور تمہارے خُلوص ومُنافقت کو پہچانتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۳، ج۱، ص۶۳۶)

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر وناظر ہونا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی ہے یعنی اللہ تعالی حاضر وناظر ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ **"اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بیان"** میں گزرا کہ اللہ تعالی کو حاضر وناظر کہنا اور ماننا منع ہے کہ اللہ تعالی زمان ومکان سے پاک ہے، کوئی جگہ، کوئی مکان، کوئی وقت، کوئی زمان اس کا احاطہ کر سکے، محال ہے۔ اللہ عزوجل سمیع وبصیر، علیم وخبیر ہے۔ ہر جگہ ہر مکان میں ہر شے کو ہر وقت برابر دیکھتا، سنتا، جانتا ہے، ہر شے کو اس کا علم محیط ہے۔ ہاں! حاضر وناظر ہونا مخلوق کی صفت ہے اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(وقار الفتاویٰ، ج۱، ص۶۶)

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں

کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

دوسرا باب

عبادات کے 19 بیانات

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

1☆...وضو کا بیان
2☆... غسل کا بیان
3☆... تیمم کا بیان
4☆... کپڑے پاک کرنے کا بیان
5☆... نماز کی شرائط کا بیان
6☆... نماز کے فرائض کا بیان
7☆... نماز کے مفسدات کا بیان
8☆... نماز کے واجبات کا بیان
9☆... سجدۂ سہو کا بیان
10☆... نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان
11☆... نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان
12☆...اقتدا کا بیان
13☆...احکامِ مسجد کا بیان
14☆...موت اور غسلِ میت کا بیان
15☆...میت کے کفن کا بیان
16☆... نمازِ جنازہ اور دفنِ میت کا بیان
17☆...روزے کا بیان
18☆...زکوۃ کا بیان
19☆...حج کا بیان

نوٹ: یہ بیانات مکتبۃ دار السنہ دہلی کی مطبوعہ "آسان فرض علوم" سے نقل کئے گئے ہیں۔

کورس نمبر:(1)وضو کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ دو عالَم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم، رسُول مُحتَشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ معظَّم ہے: ”جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔“ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر لِلطَّبَرانی ج۱۸ ص۳۶۲ حدیث۹۲۸)

اُن پر دُرود جن کو کَسِ بے کَساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خَبَر بے خَبَر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں وضو کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔وضو کے فضائل　　(2)۔۔۔وضو کے فرائض

(3)۔۔۔وضو کے فرائض کی حکمت　　(4)۔۔۔وضو کا طریقہ

(5)۔۔۔وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں　　(6)۔۔۔وضو کو توڑنے والی چیزیں

(7)۔۔۔وضو اور سائنس　　(8)۔۔۔وضو ٹوٹنے کے متعلق عوامی غلط فہمیاں

(1)۔۔۔وضو کے فضائل

عُثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عشقِ رسول

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک بار ایک مقام پر پہنچ کر پانی منگوایا اور وضو کیا پھر یکا یک مُسکرانے اور رُفقاء سے فرمانے لگے: جانتے ہو میں کیوں مسکرایا؟ پھر خود ہی اِس سُوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: میں نے دیکھا **سرکارِ نامدار** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وُضو فرمایا تھا اور بعدِ فراغت مسکرائے تھے اور صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا تھا: جانتے ہو میں کیوں مسکرایا؟ پھر میٹھے میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود ہی فرمایا: "جب آدمی وُضو کرتا ہے تو چہرہ دھونے سے چہرے کے اور ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے اور سر کا مَسح کرنے سے سر کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔" (مُسندِامام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۳۰ حدیث ۴۱۵)

وُضو کرکے خنداں ہوئے شاہِ عثماں
کہا: کیوں تبسُّم بھلا کر رہا ہوں؟
جوابِ سُوالِ مخاطب دیا پھر
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان سرکارِ خیرُ الانام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کی ہر ہر ادا اور ہر ہر سُنَّت کو دیوانہ وار اپناتے تھے۔ نیز اس روایت سے **گناہ دھونے کا نسخہ** بھی معلوم ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **وُضو میں** کُلّی کرنے سے منہ کے، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنے سے ناک کے، چہرہ دھونے سے پلکوں سَمیت سارے چہرے کے، ہاتھ دھونے سے ہاتھ کیساتھ ساتھ ناخنوں کے نیچے کے، سَر (اور کانوں) کا مسح کرنے سے سر کے ساتھ ساتھ کانوں کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے ساتھ ساتھ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔

سارا بدن پاک ہو گیا!

دو حدیثوں کا خُلاصہ ہے: جس نے بسم اللّٰہ کہہ کر وُضو کیا اس کا سر سے پاؤں تک سارا جسم پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللّٰہ کہے وُضو کیا اُس کا اُتنا ہی بدن پاک ہو گا جتنے پر پانی گزرا۔ (سُنَنِ دارقُطنی ج ۱ ص ۱۰۹، ۱۰۸ حدیث ۲۲۹، ۲۲۸)

حضرتِ سیِّدُنا ابُوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعَطّر پسینہ، باعثِ نُزُولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اے

ابُوہریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) جب تم وُضو کرو تو بسم اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ لیا کرو جب تک تمھارا وُضو باقی رہے گا اُس وَقْت تک تمھارے فِرِشتے (یعنی کِراماً کاتِبین) تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔"

(اَلْمُعْجَمُ الصَّغیر لِلطَّبَرَانِی ج ۱ ص ۷۳ حدیث ۱۸۶)

مُصیبتوں سے حفاظت کا نسخہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے فرمایا: "اے موسیٰ! اگر بے وُضو ہونے کی صورت میں تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو خود اپنے آپ کو ملامت کرنا۔" (شُعَبُ الْاِیمان ج ۳ ص ۲۹ رقم ۲۷۸۲)

"فتاوٰی رضویہ" میں ہے: ہمیشہ باوُضُو رہنا اسلام کی سُنَّت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱ ص ۷۰۲)

ہر وقت باوضو رہنے کے سات فضائل

میرے آقا امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: بعض عارِفین (رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین) نے فرمایا: جو ہمیشہ باوُضو رہے اللہ تَعَالٰی اُس کو سات فضیلتوں سے مُشرّف فرمائے:

{۱} ملائکہ اس کی صُحبت میں رَغبت کریں۔　　{۲} قلم اُس کی نیکیاں لکھتا رہے۔

{۳} اُس کے اَعضاء تسبیح کریں۔　　{۴} اُس سے تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو

{۵} جب سوئے اللہ تَعَالٰی کچھ فرشتے بھیجے کہ جنّ وانس کے شَر سے اُس کی حفاظت کریں۔

{۶} سکراتِ موت اس پر آسان ہو۔　　{۷} جب تک باوُضو ہو امانِ الٰہی میں رہے۔

(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱ ص ۷۰۲۔۷۰۳)

(2)۔۔۔وضو کے فرائض

وضو کے چار فرض ہیں:

(۱)۔۔۔چہرہ دھونا: ❁ شروعِ پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک چہرہ ہے اس حد کے اندر جِلد کے ہر حصہ پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ ❁ کنپٹی پر (یعنی رخسار اور کان کے بیچ میں) اگر گھنے بال ہوں تو بالوں کا ورنہ صرف کھال کا دھونا فرض ہے۔ ❁ مونچھوں یا بھوؤں یا بُچّی (یعنی نیچے کے ہونٹھ اور ٹھوڑی کے بیچ) کے بال (اگر ایسے) گھنے ہوں کہ (ان کے نیچے کی) کھال بالکل

دکھائی نہ دے تو جِلد کا دھونا فرض نہیں (صرف) بالوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جِلد کا دھونا بھی فرض ہے۔ ❁ اگر مونچھیں بڑھ کر لَبوں (یعنی ہونٹوں) کو چھپالیں تو اگرچہ گھنی ہوں، مونچھیں ہٹا کر لَب کا دھونا فرض ہے۔ ❁ داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے (یعنی حلقے) میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضروری نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، ص۲۸۹، ۲۸۸)

(۲)۔۔۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا: ❁ اگر کُہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذَرّہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی وُضو نہ ہوگا۔ ❁ ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلّے، انگوٹھیاں، کنگن وغیرہ اتنی تنگ (یعنی ٹائٹ) ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہِلا کر دھونے سے پانی بہہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈِھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔ ❁ ہاتھ کی زائد انگلی کا دھونا بھی فرض ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۰)

(۳)۔۔۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا: ❁ مسح کرنے کے لئے ہاتھ تَر ہونا چاہیئے، خواہ ہاتھ میں تَری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔ ❁ کسی عُضو کے مسح کے بعد جو ہاتھ میں تَری باقی رہ جائے گی وہ دوسرے عُضْو کے مسح کے لئے کافی نہ ہوگی۔ ❁ سر پر بال نہ ہوں تو جِلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چَوتھائی کا مسح فرض ہے۔ ❁ عمامے، ٹوپی، دُوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ ہاں! اگر ٹوپی، دُوپٹا اتنا باریک ہو کہ تَری پُھوٹ کر چوتھائی سر کو تَر کردے تو مسح ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۱)

(۴)۔۔۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا: ❁ جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و اِحتیاط (یعنی اس چیز سے اپنے جسم کو بچائے رکھنے میں) حَرَج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر لگے رہ گئے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سَخْت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم (یعنی جسم یا تہہ)، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم، لکھنے

والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے (یعنی آنکھوں کے کنارے) یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۲)

(3)۔۔۔وضو کے فرائض کی حکمت

وضو میں اعضائے اربعہ (یعنی چہرہ، کہنی سمیت دونوں ہاتھ، سر اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں) کو اس لئے خاص کیا گیا کہ اللہ تعالی نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو جنت میں ممنوعہ درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا مگر اس منع کے باوجود حضرتِ آدم علیہ السلام نے اسے کھالیا، اس کھانے میں آپ علیہ السلام کے چار اعضاء کی شمولیت تھی:

(۱)۔۔۔دونوں پاؤں: کہ آپ علیہ السلام ان کے ذریعے چل کر اس درخت کے پاس گئے۔

(۲)۔۔۔دونوں ہاتھ: کہ آپ علیہ السلام نے ان کے ذریعے اس کو پکڑا۔

(۳)۔۔۔چہرہ: کہ آپ علیہ السلام چہرے کے ذریعے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

(۴)۔۔۔جب آپ علیہ السلام نے جانا کہ مجھ سے تو لغزش ہوگئی کہ اللہ تعالی نے اس کے قریب جانے سے منع فرمایا تھالہذا آپ علیہ السلام غم زدہ ہوگئے اور اسی غم کی حالت میں آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا۔

پس اللہ تعالی نے ان چاروں اعضاء کو وضو میں دھلنا متعین کردیا تاکہ ان سے وہ لغزش زائل ہوجائے جو ان سے ہوئی تھی۔(البنایہ شرح الھدایہ جلد۔۱۔ص۱۴۲)

سوال: تب تو مناسب تھا کہ کلی کرنے کو بھی فرض قرار دیا جائے کیونکہ منہ کے ذریعے ہی کھایا گیا ہے۔

جواب اوّل: وضو میں کلی کرنا فرض قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو کھانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ قریب جانے کی ممانعت تھی جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا۔(پ۱البقرۃ۳۵)

پس منہ سے قربت نہ پائی گئی بخلاف اعضائے مذکورہ کے۔

جوابِ ثانی: کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کا دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ منہ کا فعل قربت کے فعل کے بعد ہوا ہے۔

جوابِ ثالث : کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کو دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ بدن کی پاکی سے منہ کی پاکی بھی حاصل ہو جاتی ہے، نیز منہ کو پاک کرنے والی چیز کلمۂ طیبہ ہے اور اسی وجہ سے سارے اعضاء کی طہارت منہ اور زبان سے ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب تک کوئی کافر کلمۂ طیبہ نہ پڑھے اس وقت تک اس کو نجس سے موسوم کیا جاتا ہے اور جیسے کہ فرمانِ ربُّ العباد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! مشرک نِرے ناپاک ہیں۔ (پ۱۰ التوبۃ۲۸)

اور جیسے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کا سارا بدن پاک ہو جاتا ہے۔

(4)۔۔۔**وضو کا طریقہ**

جب وضو کرنا ہو تو دل میں وضو کرنے کا ارادہ کرکے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر مسواک کرے داہنے ہاتھ سے، پھر تین بار کلی کرے خوب اچھی طرح کہ حلق تک دانتوں کی جڑ زبان کے نیچے پانی پہنچے اگر دانت یا تالو میں کوئی چیز چپکی یا اَٹکی ہو تو چھڑائے پھر داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ اندر ناک کی ہڈی تک پانی پہنچے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں اس کی چھوٹی انگلی ناک کے اندر ڈال کر، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین بار منہ دھوئے اس طرح کہ بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اور داہنی کنپٹی سے بائیں تک کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے اور داڑھی ہو تو اُسے بھی دھوئے اور اس میں خلال بھی کرے۔ لیکن احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے، پھر کہنیوں تک کہنیوں سمیت کچھ اوپر تک دونوں ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر ایک بار مسح کرے، اس طرح پر کہ دونوں ہاتھ تر کرکے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھنگیوں انگلیوں کے پیٹ کی جڑ ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف گدی تک لے جائے اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں اور اب گدی سے ہاتھ واپس ماتھے کی طرف لائے یوں کہ دونوں گدیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں، اب کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے

لیکن ہاتھ گلے پر نہ جانے پائے کہ گلے کا مسح مکروہ ہے، پھر داہنا پیر انگلیوں کی طرف سے ٹخنے تک دھوئے ٹخنے سمیت کچھ اوپر تک پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھوئے، ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال[1] بھی کرے۔ اب وضو ختم ہوا۔

(5)۔۔۔وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

وُضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

جو وُضو کرنے کے بعد یہ **کلمات** پڑھے: سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ۔ تو اس پر مُہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دیا جائے گا اور قیامت کے دن اس پڑھنے والے کو دے دیا جائے گا۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج ۳ ص ۲۱ رقم ۲۷۵۴)

حدیث پاک میں ہے: جس نے اچّھی طرح وُضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور کلِمۂ شہادت پڑھا اُس کے لئے **جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں** جس سے چاہے اندر داخِل ہو۔ (سُنَنِ دارمی ج ۱ ص ۱۹۲ حدیث ۷۱۶)

جو وُضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر سُورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ پڑھ لیا کرے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی نظر کبھی کمزور نہ ہو گی۔ (مَسائلُ القُراٰن ص ۲۹۱)

حدیثِ مبارَک میں ہے: جو وُضو کے بعد **ایک مرتبہ** سُوْرَۃُ الْقَدْر پڑھے تو وہ صِدّیقین میں سے ہے اور **جو دو مرتبہ** پڑھے تو شُہداء میں شمار کیا جائے اور جو **تین مرتبہ** پڑھے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میدانِ محشر میں اسے اپنے انبیاء کے ساتھ رکھے گا۔ (کَنْزُالْعُمّال ج ۹ ص ۱۳۲ رقم ۲۶۰۸۵، اَلحاوی لِلفتاوٰی لِلسُّیوطی ج ۱ ص ۴۰۲)

(6)۔۔۔وضو کو توڑنے والی چیزیں

نواقضِ وضو سے مراد وہ کام اور چیزیں ہیں جن سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے مثلاً: خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وُضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وُضو جاتا رہا۔ ۞ پاخانہ، پیشاب، وَدِی، مَذِی، مَنی (جو بغیر شہوت نکلے)، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں وُضو جاتا رہے گا۔ ۞ گوشت میں انجکشن لگانے میں صِرف اِسی صورت میں وُضو ٹوٹے گا جب کہ بہنے کی مقدار میں خون نکلے۔ ۞ جب کہ نَس کا انجکشن لگا کر پہلے اُوپر کی طرف خون کھینچتے ہیں جو کہ بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے لہٰذا وُضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ۞ آنکھ کی بیماری کے سبب جو آنسو بہا وہ ناپاک ہے اور وُضو بھی توڑ دے گا۔ ۞ چھالا نوچ ڈالا اگر اس کا پانی بہہ گیا تو وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ ۞ کھانے، پانی یا صَفْرا (یعنی پیلے رنگ کا کڑوا پانی) کی وہ قے جو منہ بھر ہو وُضو کو توڑ

دیتی ہے۔ ❁ رُکوع وسُجُود والی نَماز میں بالغ نے قَہقَہہ لگادیا یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ آس پاس والوں نے سنا تو وُضو بھی گیا اور نَماز بھی گئی، اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ صِرف خود سنا تو نَماز گئی وُضو باقی ہے، مُسکرانے سے نہ نماز جائے گی نہ وُضو۔ (مَراقِی الْفَلاح ص۶۴)

(7)۔۔۔وضواورسائنس

وضواور مایوسی

ایک سائنس دان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں میں مایوسی کا مَرَض کم پایا جاتا ہے کیوں کہ وہ دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، منہ اور پاؤں دھوتے (یعنی وُضو کرتے) ہیں۔

وُضُواور ہائی بلڈ پریشر

ایک ہارٹ اِسپشلسٹ کا بڑے وُثوق (یعنی اعتماد) کے ساتھ کہنا ہے: **ہائی بلڈ پریشر** کے مریض کو وُضُو کرواؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو لازِماً کم ہو گا۔ ایک مسلمان ماہِرِ نفسیات کا قول ہے: **"نفسیاتی اَمراض کا بہترین عِلاج وُضو ہے۔ "** مغربی ماہِرین نفسیاتی مریضوں کو وُضو کی طرح روزانہ کئی بار بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

وُضُواور فالِج

وُضو میں جو ترتیب وار اَعضاء دھوئے جاتے ہیں یہ بھی حِکمت سے خالی نہیں۔ پہلے ہاتھ پانی میں ڈالنے سے جسم کا اَعصابی نِظام مُطّلع ہو جاتا ہے اور پھر آہِستہ آہِستہ چِہرے اور دِماغ کی رگوں کی طرف اِس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ وُضُو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کُلّی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چہرہ اور دیگر اَعضاء دھونے کی ترتیب **فالج** کی روک تھام کیلئے مفید ہے۔ اگر چہرہ دھونے اور مَسْح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی بیماریوں میں مُبتلا ہو سکتا ہے!

وضواور اندھے پن سے حفاظت

آنکھوں کی ایک بیماری ہے جس میں اس کی رُطوبتِ اَصلِیّہ یعنی اصلی تری کم یا ختم ہو جاتی اور مریض آہستہ آہستہ **اندھا** ہو جاتا ہے۔ طِبّی اُصول کے مُطابِق اگر بَھنوؤں کو وقتاً فوقتاً تر کیا جاتا رہے تو اِس خوفناک مَرَض سے تحفُّظ حاصِل ہو سکتا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! وُضُو کرنے والا منہ دھوتا ہے اور اِس طرح اس کی بَھنویں تر ہوتی رہتی ہیں۔

کہنی دھونے کی حکمت

کُہنی پر تین بڑی رَگیں ہیں جن کا تعلُّق دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصّہ عُمُوماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو مُتعدَّد دِماغی اور اَعْصابی اَمراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ **وُضُو میں کُہنیوں سَمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دِماغ کو تقویت پہنچتی ہے** اور اس طرح اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ ان کے اَمراض سے محفوظ رہیں گے۔

گردن کے مسح کی حکمت

ایک میڈکل رپورٹ کے مطابق گردن کا مَسْح کرنے سے پاگل پن، لُو لگنے اور گردن توڑ بخار سے بھی بچت ہوتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! یہ وضو کے چند سائنسی انکشافات تھے مزید اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اہلسنت کا رسالہ "وضو اور سائنس" کا مطالعہ فرمائیں جو اردو کے ساتھ ساتھ ہندی اور انگلش زبان میں بھی موجود ہے اور انٹرنیٹ سے ڈاون لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

(8)۔۔۔وضو ٹوٹنے کے متعلق عوامی غلط فہمیاں

(۱)۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں! وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہئے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۳۵۲)

(۲)۔ اسی طرح یہ بھی مشہور ہے کہ وضو بنا کر سو قدم چل لیا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

(۳)۔ پیشاب کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ ریح خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے۔ حالانکہ وضو دونوں سے ٹوٹتا ہے۔

کورس نمبر:(2) غسل کا بیان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡق

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا نُوۡرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ سو بار دُرُود شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۱۱۱ حدیث ۳۰۳۵)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں غسل کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟

(2)۔۔۔ غسل فرض ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ضروری مسائل

(3)۔۔۔ غسل کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

(4)۔۔۔ غسل کرنے کا طریقہ

(5)۔۔۔ جس پر غسل فرض ہو وہ کون کون سے کام کرنا حرام ہیں؟

(6)۔۔۔ غسل کرنا کب کب سنت ہے؟

(7)۔۔۔ غسل کے متعلق چند مسائل

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: غسل فرض ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

جواب: غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب ہیں:

(۱)۔۔۔ منی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جُدا ہو کر عُضْوْ سے نکلنا۔

(۲)۔۔۔ اِحتِلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا۔

(۳)۔۔۔ شَرمگاہ میں حَشْفہ (یعنی عُضوِ تناسل کی سُپاری) کا داخِل ہو جانا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو، اِنزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے۔

(۴)۔۔۔ حَیض سے فارِغ ہونا۔

(۵)۔۔۔ نِفاس (یعنی بچّہ جَننے پر جو خون آتا ہے اس) سے فارِغ ہونا۔ (بہارِ شریعت ج۱ص ۳۲۱تا۳۲۴)

سوال: غسل فرض ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کچھ ضروری احکام بیان کیجئے۔

جواب: غسل فرض ہونے یا ہونے کے چند احکام ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔ منی شَہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جُدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اُٹھانے یا بُلندی سے گرنے یا فُضلہ خارِج کرنے کے لئے زور لگانے کی صورت میں خارِج ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ وُضو بَہر حال ٹوٹ جائے گا۔

(۲)۔۔۔ اگر منی پتلی پڑ گئی اور پیشاب کے وقت یا وَیسے ہی بِلا شہوت اس کے قطرے نکل آئے غسل فرض نہ ہوا وُضو ٹوٹ جائے گا۔

(۳)۔۔۔ اگر اِحتِلام ہونا یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں تو غسل فرض نہیں۔

(۴)۔۔۔ نَماز میں شَہوت تھی اور منی اُترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر باہَر نکلنے سے قبل ہی نَماز پوری کر لی اب خارِج ہوئی تو نَماز ہو گئی مگر اب غسل فرض ہو گیا۔ (بہارِ شریعت ج۱ص ۳۲۱تا۳۲۲)

(۵)۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے مادّہ خارِج کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ یہ گناہ کا کام ہے۔ حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والے کو مَلعون کہا گیا ہے۔ (امالی ابن بشران ج۲ص۵ رقم ۷۷۴) ایسا کرنے سے مردانہ کمزوری پیدا ہوتی ہے اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ بالآخر آدمی شادی کے لائق نہیں رہتا۔

سوال: غسل کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟

جواب: غسل کے تین فرائض ہیں:

(۱)۔۔۔کُلّی کرنا: مُنہ میں تھوڑا سا پانی لے کر پَچ کر کے ڈال دینے کا نام کُلّی نہیں بلکہ منہ کے ہر پُرزے، گوشے، ہونٹ سے حَلْق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ **اِسی** طرح داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہہ میں ،دانتوں کی کِھڑکیوں اور جڑوں اور زَبان کی ہر کروَٹ پر بلکہ حَلق کے کَنارے تک پانی بہے۔ روزہ نہ ہو تو غَرغَرہ بھی کرلیجئے کہ سنّت ہے۔ دانتوں میں چھالیہ کے دانے یا بوٹی کے رَیشے وغیرہ ہوں تو ان کو چُھڑانا ضَروری ہے۔ ہاں! اگر چُھڑانے میں ضَرر (یعنی نقصان) کا اندیشہ ہو تو مُعاف ہے، غسل سے قبل دانتوں میں ریشے وغیرہ محسوس نہ ہوئے اور رَہ گئے نماز بھی پڑھ لی بعد کو معلوم ہونے پر چُھڑا کر پانی بہانا فرض ہے، پہلے جو نَماز پڑھی تھی وہ ہو گئی۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۱۶)

(۲)۔۔۔ناک میں پانی چڑھانا: جلدی جلدی ناک کی نوک پر پانی لگالینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاں تک نَرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شُروع تک دُھلنا لازِمی ہے۔ اور یہ یوں ہوسکے گا کہ پانی کو سُونگھ کر اُوپر کھینچئے۔ یہ خیال رکھئے کہ بال برابر بھی جگہ دُھلنے سے نہ رَہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر اگر رینٹھ سُوکھ گئی ہے تو اس کا چھُڑانا فرض ہے، نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱ص ۴۴۳-۴۴۲)

(۳)۔۔۔تمام ظاہِری بدن پر پانی بہانا: سَر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تَلووں تک جِسم کے ہر پُرزے اور ہر رُونگٹے پر پانی بہہ جانا ضَروری ہے، جِسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ اگر احتیاط نہ کی تو وہ سُوکھی رَہ جائیں گی اور غسل نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۱۷)

سوال: غسل کرنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

جواب: بِغیر زَبان ہِلائے دل میں اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں پاکی حاصِل کرنے کے لئے غسل کرتا ہوں۔ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھوئیے، پھر اِستِنجے کی جگہ دھوئیے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو، پھر جِسم پر اگر کہیں نَجاست ہو تو اُس کو دُور کیجئے پھر نَماز کا سا وُضو کیجئے مگر پاؤں نہ دھوئیے، **ہاں!** اگر چَوکی وغیرہ پر غسل کررہے ہیں تو پاؤں بھی دھو لیجئے، پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چُپڑ لیجئے، خُصوصاً سردیوں میں (اِس دَوران صابُن بھی لگاسکتے ہیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پر پانی بہایئے، پھر تین بار اُلٹے کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار، پھر غسل کی جگہ سے الگ ہو جایئے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھو لیجئے۔ نَہانے میں قِبلہ رُخ نہ ہوں، تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہایئے۔ ایسی جگہ نہانا چاہئے جہاں کسی کی نظر نہ پڑے اگر یہ ممکِن نہ ہو تو مَرد اپنا سِتر (یعنی ناف سے لے کر

دونوں گُھٹنوں سَمیت) کسی موٹے کپڑے سے چھپالے، موٹا کپڑا نہ ہو تو حَسبِ ضَرورت دو یا تین کپڑے لپیٹ لے کیوں کہ باریک کپڑا ہو گا تو پانی سے بدن پر چِپک جائے گا اور مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ گُھٹنوں یارانوں وغیرہ کی رنگت ظاہر ہو گی۔ عورت کو تو اور بھی زِیادہ احتیاط کی حاجت ہے۔ دَورانِ غسل کسی قسم کی گُفتگو مت کیجئے، کوئی دُعا بھی نہ پڑھئے، نہانے کے بعد تَولئے وغیرہ سے بدن پُونچھنے میں حَرَج نہیں۔ نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیجئے۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رَکعت نَفل ادا کرنا مستحب ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴، ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۱۹ وغیرہ)

سوال: غسل کرنا کب سنّت ہے؟

جواب: جمعہ، عید الفطر، بقر عید، عرفہ کے دن (یعنی ۹ ذوالحجہ کو) اور احرام باندھتے وقت نہانا سنّت ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۳۲۴)

سوال: جس پر غسل واجب ہو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جس پر غُسل واجب ہے اسے چاہئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا گنہگار ہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جِماع کرنا چاہتا ہے تو وُضو کر لے یا ہاتھ منہ دھولے، کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وُضو کئے جِماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو اِحتِلام ہوا، بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہئے۔ (ماخوذاً بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۲۵-۳۲۶)

سوال: جس پر غسل فرض ہو، اسے کون کون سے کام کرنا حرام ہیں؟

جواب: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چَولی چُھوئے یا بے چُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جس میں حروفِ مُقَطَّعات لکھے ہوں۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء...إلخ، ج ۱، ص ۳۴۳، ۳۴۸)

سوال: اگر سر سمیت نہانے میں مرض بڑھ جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں کس طرح نہایا جائے؟

جواب: زُکام یا آشُوبِ چشم وغیرہ ہو اور یہ صحیح گمان ہو کہ سر سے نہانے میں مرض بڑھ جائے گا یا دیگر امراض پیدا ہو جائیں گے تو کُلّی کیجئے، ناک میں پانی چڑھایئے اور گردن سے نہایئے، اور سر کے ہر حصے پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لیجئے، غُسل ہو جائے گا۔ بعد صحت سر دھو ڈالئے، پورا غسل نئے سرے سے کرنا ضروری نہیں۔

("الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۵۶،۴۶۱)

سوال: جنبی کو جزدان اور رومال وغیرہ سے قرآنِ پاک چھونا کیسا ہے؟

جواب: اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حَرَج نہیں، یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے، کُرتے کی آستین، دُوپٹے کے آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھُونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چَولی قرآن مجید کے تابع تھی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطھارۃ، مطلب: یطلق الدعاء...إلخ، ج۱، ص۳۴۸)

سوال: جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کے لئے قرآن کے ترجمے کو چھونے اور پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔ یعنی یہ تینوں چھو نہیں سکتے مگر بے وضو شخص بغیر چھوئے پڑھ سکتا ہے اور جنبی اور حائضہ پڑھ بھی نہیں سکتے۔ (ماخوذ اَزبہارِ شریعت ج ۱ص ۳۲۷)

سوال: ان سب کو فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کو چھونے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ان سب کو فقہ و تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چُھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حَرَج نہیں مگر مَوضَعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

(ماخوذ اَزبہارِ شریعت ج ۱ص ۳۲۷)

سوال: جنبی اور حائضہ کو درودِ پاک اور دیگر دعائیں پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انہیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کر کے پڑھیں۔ نیز ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

("الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۸)

سوال: دینی کتابوں کو رکھنے کی کیا ترتیب ہے؟

جواب: قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علٰی حسبِ مراتب۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج۱، ص۳۵۴)

کورس نمبر: (3) تیمم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں تیمم کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ تیمم کیا ہے؟

(2)۔۔۔ تیمم کون کر سکتا ہے؟

(3)۔۔۔ تیمم کن چیزوں سے کیا جا سکتا ہے؟

(4)۔۔۔ تیمم کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

(5)۔۔۔ تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

(6)۔۔۔ تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

(7)۔۔۔ تیمم کے متعلق چند مسائل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: تیمم کیا ہے؟

جواب: تیمم اصل میں وُضو اور غُسل کا بدل ہے، یعنی جس کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وہ وُضو اور غُسل کی جگہ تیمم کر سکتا ہے۔(اسلام کی بنیادی باتیں، ج۳، ص۱۰۳)

سوال: کن صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہوتا ہے؟

جواب: جو پانی پر قادر نہ ہو اسے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے اور پانی پر قادر نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ اس کے چاروں طرف ایک ایک میل پانی ہی نہ ہو۔

(۲)۔۔۔ اس کے پاس پانی تو ہے مگر استعمال کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان دونوں کی چند صورتیں ہیں:

❁ **جس** کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی حاجت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو وہ وُضو اور غسل کی جگہ تیمم کرے۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص۳۴۶)

❁ **ایسی** بیماری کہ وُضو یا غسل سے اس کے بڑھ جانے یا دیر میں اچھّا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو یا خود اپنا تجربہ ہو کہ جب بھی وُضو یا غُسل کیا بیماری بڑھ گئی یا یُوں کہ کوئی مسلمان اچھّا قابِل طبیب جو ظاہِری طور پر فاسِق نہ ہو وہ کہہ دے کہ پانی نقصان کرے گا۔ تو ان صورَتوں میں **تیمم** کر سکتے ہیں۔(دُرِّمُختار ورَدُّالمُحتار ج ۱ ص ۴۴۱۔۴۴۲)

❁ **اتنی** سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا قَوی اندیشہ ہے اور نہانے کے بعد سردی سے بچنے کا کوئی سامان بھی نہ ہو تو **تیمم** جائز ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ ص۳۴۸)

❁ **اگر** یہ گُمان ہے کہ پانی تلاش کرنے میں قافِلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا، (یا ٹرین چھوٹ جائے گی) تو **تیمم** کرنا جائز ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ ص۳۵۰)

❁ **وقت** اتنا تنگ ہو گیا کہ وُضو یا غسل کرے گا تو نَماز قضا ہو جائے گی تو **تیمم** کرکے نَماز پڑھ لے پھر وُضو یا غسل کرکے نماز کا اِعادہ کرنا (یعنی دہرانا) لازِم ہے۔(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج۳ ص۳۰۷)

❁ **عورَت** حیض و نِفاس سے پاک ہو گئی اور پانی پر قادِر نہیں تو **تیمم** کرکے نماز ادا کرے۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص۳۵۲)

سوال: کن چیزوں سے تیمم کیا جا سکتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں کیا جا سکتا؟

جواب: ❁ **جو** چیز آگ سے جل کر راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نَرم ہوتی ہے وہ زمین کی جِنس (یعنی قِسم) سے ہے اُس سے **تیمم** جائز ہے۔ جیسے رِیتا، چُونا، سُرمہ، گندھک، پتّھر (ماربل)، زَبَرجد، فیروزہ، عَقیق وغیرہ جَواہِر سے

تیمم جائز ہے چاہے ان پر غُبار ہو یا نہ ہو۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۷)

پکّی اینٹ، چینی یا مِٹّی کے برتن سے **تیمم** جائز ہے۔ہاں! اگر ان پر کسی ایسی چیز کا جِرم (یعنی جسم یا تہہ) ہو جو جِنسِ زمین سے نہیں مَثَلًا کانچ کا جِرم ہو تو **تیمم** جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۸)

جس مِٹّی، پتھّر وغیرہ سے **تیمم** کیا جائے اُس کا پاک ہونا ضَروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نَجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ صِرف خشک ہونے سے نَجاست کا اثر جاتا رہا ہو۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۷)

زمین، دیوار اور وہ گرد جو زمین پر پڑی رہتی ہے اگر ناپاک ہو جائے پھر دھوپ یا ہوا سے سُوکھ جائے اور نَجاست کا اثر ختم ہو جائے تو پاک ہے اور اس پر نَماز جائز ہے مگر اس سے **تیمم** نہیں ہو سکتا۔

یہ وَہم (یعنی شک) کہ کبھی نَجِس ہوئی ہو گی فُضول ہے اس کا اِعتبار نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۷)

اگر کسی لکڑی، کپڑے، یادَری وغیرہ پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے تو اس سے تیمم جائز ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۹)

چُونا، مِٹّی یا اینٹوں کی دیوار خواہ گھر کی ہو یا مسجِد کی اس سے **تیمم** جائز ہے۔ مگر اس پر آئل پینٹ، پلاسٹک پینٹ اور مَیٹ فنش یا وال پیپر وغیرہ کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو جنس زمین کے علاوہ ہو، دیوار پر ماربل ہو تو کوئی حَرَج نہیں۔

سوال: تیمم کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟

جواب: تیمم کے تین فرض ہیں:

(۱)۔۔۔نِیّت کرنا۔ **(۲)**۔۔۔سارے چہرے پر ہاتھ پھیرنا۔ **(۳)**۔۔۔ کُہنیوں سَمیت دونوں ہاتھوں کا مَسح کرنا۔
(بہارِ شریعت ج ا ص ۳۵۳۔۳۵۵)

سوال: تیمم کرنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

جواب: تیمم کی نِیّت کیجئے (نیّت دل کے ارادے کا نام ہے، زَبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔ مَثَلًا یوں کہئے: بے وُضوئی یا بے غسلی یا دونوں سے پاکی حاصل کرنے اور نماز جائز ہونے کے لئے **تیمم** کرتا ہوں) بِسْمِ اللهِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کُشادہ کر کے کسی ایسی پاک چیز پر جو زمین کی قسم (مَثَلًا پتّھر، چُونا، اینٹ، دیوار، مٹّی وغیرہ)

سے ہو،مار کر لَوٹ لیجئے (یعنی آگے بڑھایئے اور پیچھے لایئے)۔ اوراگر زِیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیجئے اوراُس سے سارے چہرے کااِس طرح مَسح کیجئے کہ کوئی حِصّہ رہ نہ جائے اگربال برابر بھی کوئی جگہ رَہ گئی تو **تیمم** نہ ہو گا۔ پھر دوسری باراسی طرح ہاتھ زمین پرمار کر دونوں ہاتھوں کاناخُنوں سے لے کر کُہنیوں سَمیت مَسح کیجئے،اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کاپیٹ سیدھے ہاتھ کی پُشت پر رکھئے اورانگلیوں کے سِروں سے کُہنیوں تک لے جایئے اور پھر وہاں سے اُلٹے ہی ہاتھ کی ہتھیلی سے سیدھے ہاتھ کے پیٹ کو مَس کرتے ہوئے گٹّے تک لایئے اوراُلٹے انگوٹھے کے پیٹ سے سیدھے انگوٹھے کی پشت کا مَسح کیجئے۔اسی طرح سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کا مسح کیجئے۔ **اور** اگرایک دم پوری ہتھیلی اور اُنگلیوں سے مسح کر لیاتب بھی **تیمم** ہو گیاچاہے کُہنی سے اُنگلیوں کی طرف لائے یااُنگلیوں سے کُہنی کی طرف لے گئے، مگر سُنّت کے خِلاف ہوا۔ **تیمم** میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں ہے۔ (مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱ ص ۳۵۶، ۳۵۴، ۳۵۳)

سوال: اگر کوئی ایک ہی مرتبہ مٹی میں ہاتھ مار کر پہلے چہرے کا پھر اسی سے ہاتھوں کا مسح کرے تو کیا تیمم ہو جائے گا؟

جواب: ایک ہی بار ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لیاتو تیمم نہ ہوا۔ (مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱ ص ۳۵۵)

سوال: کیاوضواور غسل کے تیمم میں کوئی فرق ہے؟

جواب: وُضو اور غُسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔اور جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضروری نہیں کہ غُسل اور وُضو دونوں کے لئے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کرلے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یاوُضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص۲۸)

سوال: جو لنجا ہو یااس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں تووہ کیسے تیمم کرے گا؟

جواب: کوئی لنجا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمم کرادے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا۔ ہاں! اس جیسا کوئی اور بھی ہے تو اس کی امامت کر سکتا ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۶)

سوال: کس نیّت سے تیمم کرے تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: نماز اس تیمم سے جائز ہو گی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لئے کیا گیا ہو جو بلاطہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وُضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لئے طہارت شرط نہیں) کے لئے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لئے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲٦)

سوال: کن صورتوں میں تیمم ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: (۱)۔۔۔جن چیزوں سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے یا غُسل فرض ہو جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔(۲)۔۔۔پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا۔("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۹)

(پانی پر قادر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بیمار تھا اور پانی استعمال نہیں کر سکتا تھا، اب صحیح ہو گیا، یا پانی نہیں مل رہا تھا اب مل گیا، الغرض جس عذر کی وجہ سے تیمم کیا تھا وہ عذر ختم ہو گیا تو تیمم بھی ٹوٹ جائے گا)

سوال: کیا آبِ زمزم کی موجودگی میں تیمم کر سکتا ہے؟

جواب: ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لئے تبرکاً لئے جا رہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لئے اور اتنا ہے کہ وُضو ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔("الفتاوی التاتارخانية"، كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع آخر في بيان شرائطهم، ج۱، ص۲۳۴)

سوال: کیا جنبی شخص تیمم کر کے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے؟

جواب: جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لئے تیمم جائز نہیں ہاں! اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسّی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لا دے تو تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔
("الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۷۹۱)

سوال: مسجد میں سویا تھا احتلام ہو گیا تو اب کیا کرے؟

جواب: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہو گئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے تاخیر حرام ہے۔("الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۴۷۹)

ہاں! جو شخص عین مسجد کے کنارے میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے جیسے دروازے یا حُجرے یا زمین پیشِ حجرہ (یعنی حجرہ کے سامنے والی زمین) کے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم

رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور فی المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہو گا اور جب تک تیمم پُورا نہ ہو بحالِ جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا۔
("الفتاوی الرضویۃ"، ج۳، ص۴۸۰)

سوال: اگر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ پاک مٹی تو کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہئے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکاتِ نماز بلا نیتِ نماز بجالائے۔ مگر پاک پانی یا مِٹّی پر قادر ہونے پر وُضو یا تیمم کر کے نماز پڑھنی ہو گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۵۳)

سوال: وضو کرنے سے پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی ایسا ہے کہ وُضو کرتا ہے تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱)

کورس نمبر:(4) کپڑے پاک کرنے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (ابنِ عساکر ج۴۳ص ۱۴۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! **صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں کپڑے پاک کرنے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔نَجَس اور نَجِس میں کیا فرق ہے؟

(2)۔۔۔وہ چیزیں جو بذاتِ خود ناپاک ہوں وہ کیسے پاک ہوں گی؟

(3)۔۔۔ناپاک بدن یا ناپاک کپڑے کو کن چیزوں سے پاک کیا جا سکتا ہے؟

(4)۔۔۔مُستَعمَل پانی یا چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا؟

(5)۔۔۔اگر کپڑے میں دلدار نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے؟

(6)۔۔۔اگر کپڑے میں پتلی نجاست مثلاً پیشاب، شراب وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے؟

(7)۔۔۔کپڑے پاک کرنے کے دو آسان طریقے

(8)۔۔۔واشنگ مشین میں کپڑے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(9)۔۔۔ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے کچھ ضروری مسائل

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: نَجَس اور نَجِس میں کیا فرق ہے؟

جواب: نَجَس (جیم کے فتحہ کے ساتھ) عینِ نجاست کو کہتے ہیں یعنی جو بذاتِ خود ناپاکی ہو جیسے پیشاب، پاخانہ، لید، گوبر، خون، شراب وغیرہا۔ اور نَجِس (جیم کے کسرہ کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جس میں نجاست لگ جائے یعنی پہلے وہ پاک تھی بعد میں نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے کپڑا، بدن، برتن، زمین وغیرہ۔ (شرح الوقایہ، ص)

سوال: وہ چیزیں جو بذاتِ خود ناپاک ہوں وہ کیسے پاک ہوں گی؟

جواب: وہ چیزیں جو بذاتِ خود نَجَس ہیں (جن کو ناپاکی اور نَجاست کہتے ہیں) جیسے پیشاب، پاخانہ، شراب وغیرہا، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں، مثال کے طور پر شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۶)

اسی طرح نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵.)

سوال: ناپاک بدن یا ناپاک کپڑے کو کن چیزوں سے پاک کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جو چیزیں بذاتِ خود نجس نہیں بلکہ کسی نَجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں مثلاً بدن یا کپڑا، ان کو پانی اور ہر رقیق یعنی بہنے والی چیز سے (جس سے نَجاست دور ہو جائے) دھو کر پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست کو دور کر سکتی ہے تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

ہاں! بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۷)

سوال: مُستَعمَل پانی یا چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! مستعمَل پانی اور چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۷)

سوال: کیا دودھ، شوربا اور تیل سے کپڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب: دودھ، شوربا اور تیل سے دھونے سے کپڑا پاک نہ ہو گا کہ ان سے نَجاست دور نہیں ہوتی بلکہ پھیلتی ہے کیونکہ ان میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (''تبیین الحقائق''،کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، ج۱،ص۱۹۴)

سوال: اگر کپڑے میں دلدار نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے ؟

جواب: نَجاست اگر دَلدار یعنی گاڑھی ہو جسے نجاستِ مَرئِیّہ کہتے ہیں (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضَروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دُور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا،ہاں! اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص۱۱۹)

سوال: دلدار نجاست کو دھونے کے بعد اس کا اثر باقی رہے تو کیا حکم ہے ؟

جواب: اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر یعنی رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں! اگر اس کا اثر مشکل سے جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں، تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲)

سوال: اگر کپڑے میں پتلی نجاست مثلاً پیشاب، شراب وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے ؟

جواب: اگر نَجاست رَقِیق (یعنی پتلی جیسے پیشاب وغیرہ) ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بَقُوَّت (یعنی پوری طاقت سے) نچوڑنے سے پاک ہو گا اور قوّت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اِس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اُس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہو گا۔

پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی، اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بُوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔ (اس میں لازمی یہ احتیاط کیجئے کہ) اگر پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا، اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص۱۲۰)

سوال: کیا کمزور شخص کا پاک کیا ہوا کپڑا طاقت ور شخص کے لئے پاک ہو گا؟

جواب: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زِیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اس (پہلے نچوڑنے والے) کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں! اگر یہ دھوتا اور اِسی قدر نچوڑتا جس قدر پہلے والے نے نچوڑا تھا تو پاک نہ ہوتا۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۲۰)

سوال: جو چیزیں نچوڑنے کے قابل نہیں، ان کو کیسے پاک کریں گے؟

جواب: جو چیزیں نچوڑنے کے قابل نہیں ہیں (جیسے چٹائی، برتن، جُوتا وغیرہ) اس کو دھو کر چھوڑ دیں یہاں تک کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یونہی دو مرتبہ اَور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یونہی جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے۔ (''البحرالرائق''، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج۱، ص ۴۱۳)

سوال: کیا کپڑے پاک کرنے کے اور بھی طریقے ہیں؟

جواب: جی ہاں! میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ''کپڑے پاک کرنے کا طریقہ'' میں مزید دو طریقے نقل فرماتے ہیں:

(۱)۔۔۔ بالٹی میں ناپاک کپڑے ڈال کر اُوپر سے نل کھول دیجئے، کپڑوں کو ہاتھ یا کسی سَلاخ وغیرہ سے اِس طرح ڈَبوئے رکھئے کہ کہیں سے کپڑے کا کوئی حِصہ پانی کے باہَر اُبھرا ہوا نہ رہے۔ جب بالٹی کے اُوپر سے اُبل کر اتنا پانی بہہ جائے کہ ظنِّ غالِب آ جائے کہ پانی نَجاست کو بہا کر لے گیا ہو گا تو اب وہ کپڑے اور بالٹی کا پانی نیز ہاتھ یا سلاخ کا جتنا حصّہ پانی کے اندر تھا سب پاک ہو گئے جبکہ کپڑے وغیرہ پر نَجاست کا اثر باقی نہ ہو۔ اِس عمل کے دَوران یہ احتیاط ضَروری ہے کہ پاک ہو جانے کے ظنِّ غالب سے قبل ناپاک پانی کا ایک بھی چھینٹا آپ کے بدن یا کسی اور چیز پر نہ پڑے۔

(کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۰۔۳۱)

(۲)۔۔۔ نل کے نیچے ہاتھ میں پکڑ کر بھی پاک کرسکتے ہیں۔ مَثَلاً رومال ناپاک ہوگیا، تو بیسَن میں نل کے نیچے رکھ کر اتنی دیر تک پانی بہایئے کہ ظنِّ غالِب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہا کر لے گیا ہوگا تو پاک ہوجائے گا۔
(کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۲)

سوال: واشنگ مشین میں کپڑے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: واشنگ مشین میں کپڑے ڈال کر پہلے پانی بھر لیجئے اور کپڑوں کو ہاتھ وغیرہ سے پانی میں دبا کر رکھئے تاکہ کوئی حصّہ ابھرا ہوا نہ رہے، اوپر کا نل کھلا رکھئے اب نچلا سُوراخ بھی کھول دیجئے، اِس طرح اوپر نل سے پانی آتا رہے گا اور نچلے سوراخ سے بہتا رہے گا جب ظنِّ غالب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہالے گیا ہو گا تو کپڑے اور مشین کے اندر کا پانی پاک ہوجائے گا جبکہ نَجاست کا اثر کپڑوں وغیرہ پر باقی نہ ہو۔ ضَرورتاً مشین کے اوپری کنارے وغیرہ اچھے طریقے پر شروع ہی میں دھولینے چاہئے۔ (کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۲)

سوال: جس چیز میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یالوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھولینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑدیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے۔ (''البحر الرائق''، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص ۴۱۴)

سوال: کیا لگاتار تین بار دھونا ضروری ہے؟

جواب: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں تین کی تعداد پوری کی جب بھی پاک ہوجائے گا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۳)

سوال: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگ جائے تو کب پاک ہو گا؟

جواب: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھولینے سے پاک ہوجائے گا اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلّف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہو گا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الصبغ...إلخ، ج۱، ص ۵۹۱)

سوال: دری وغیرہ کو اگر بہتے پانی میں دھویا تو کب پاک ہو گا؟

جواب: دَری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نَجاست کو بہالے گیا پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۹)

سوال: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یاد نہیں کہ کون سا حصہ ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں (یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کَلی نجس ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کَلی کا کون سا حصہ ہے تو آستین یا کَلی کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے) اور اگر انداز سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہو جائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واِحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳) (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۹)

سوال: کیا کچھ ایسی بھی چیزیں ہیں جن کو دھونا نہیں پڑتا بلکہ پوچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! لوہے کی چیز جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار، نجس ہو جائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یونہی چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۰۰)

یونہی آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واِحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳)

سوال: منی بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو کیسے پاک کریں گے؟

جواب: مَنی کپڑے یا بدن میں لگ کر خشک ہو گئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔ اور اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے یا منی کے ساتھ پیشاب لگ گیا، تو دھونے سے پاک ہو گا ملنا کافی نہیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۴)

اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص ۵۶۷)

سوال: موزے اور جوتے کو دھونے کے علاوہ کیسے پاک کر سکتے ہیں؟

جواب: موزے یا جوتے میں دَلدار نَجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نَجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۴)

اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نَجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نَجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص ۵۶۲)

سوال: ناپاک زمین کیسے پاک ہو گی؟

جواب: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نَجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہو گئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۴)

سوال: کیا درخت، گھاس اور دیوار وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے؟

جواب: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہو گی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یونہی درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ ("الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب... إلخ، ج۱، ص ۱۲)

اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۴)

کورس نمبر:(5) نماز کی شرائط کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطفٰے صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج۱ ص۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع"عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نماز کی شرائط کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔شرط کسے کہتے ہیں؟ (2)۔۔۔فرض کسے کہتے ہیں؟

(3)۔۔۔شرط اور فرض میں کیا فرق ہے؟ (4)۔۔۔نماز کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

(5)۔۔۔طہارت (6)۔۔۔ستر عورت (7)۔۔۔استقبالِ قبلہ

(8)۔۔۔وقت (9)۔۔۔نیت

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

سوال: شرط کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس کے وجود پر کوئی چیز موقوف ہو اور وہ اس چیز کی حقیقت سے خارج ہو اسے شرط کہتے ہیں۔ جیسے نماز کی شرائط، کہ یہ نماز سے خارج ہیں اور ان کے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہوتی۔

سوال: فرض کسے کہتے ہیں؟

جواب: فرض وہ ہے جو کسی چیز کی حقیقت میں شامل ہو اور اسے رکن بھی کہتے ہیں۔ جیسے قیام، رکوع و سجود کہ یہ نماز میں شامل ہیں۔

سوال: شرط اور فرض میں کیا فرق ہے؟

جواب: کسی چیز کے وجود (یعنی پائے جانے) کے لئے شرط اور فرض دونوں ضروری ہوتے ہیں بس ان میں فرق یہ ہے کہ شرط شے سے باہر ہوتی ہے جبکہ فرض شے کے اندر ہوتی ہے۔

سوال: نماز کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: نماز کی 6 شرائط ہیں:

(۱)۔۔۔طَہارت (۲)۔۔۔سَترِ عورَت (۳)۔۔۔اِستِقبالِ قِبلہ (۴)۔۔۔وقت (۵)۔۔۔نِیَّت (۶)۔۔۔ تکبیرِ تَحریمہ۔

طہارت کا بیان

سوال: طہارت سے کیا مراد ہے؟

جواب: طہارت سے مراد "نمازی کا بدن، لباس اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے اس جگہ کا ہر قسم کی نجاست (یعنی حکمیہ و حقیقیہ قدرِ مانع) سے پاک ہونا" ہے۔ (نماز کے احکام ص ۱۹۳)

سوال: کس قدر نجاست سے پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کئے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی کے برابر جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۴۷۶)

سوال: جگہ کے پاک ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: جس جگہ نماز پڑھے، اس کے پاک ہونے سے مراد سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲)

سترِ عورت کا بیان

سوال: نماز میں ستر عورت شرط ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز میں ستر عورت شرط ہونے سے مراد بدن کا وہ حصہ ہے جس کا چھپانا فرض ہے۔

(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۷۸)

سوال:ستر عورت یعنی مرد اور عورت کے لئے بدن کا کتنا حصہ چھپانا ضروری ہے؟

جواب:مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت بدن کا سارا حصہ چھپا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ عورت کے لئے ان پانچ اعضا یعنی منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے تلووں کے علاوہ سارا جسم چھپانا لازمی ہے۔ البتہ اگر دونوں ہاتھ (گٹوں تک)، پاؤں (ٹخنوں تک) مکمل ظاہر ہوں تو ایک مُفْتٰی بِہٖ قول پر نماز دُرُست ہے۔ (الدرالمختار معہ ردالمحتار، ج۲،ص۹۳)

سوال:کیا اعضائے ستر عورت کو صرف نماز میں چھپانا ضروری ہے؟

جواب: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلاکسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔ مگر عورت کے لئے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لئے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے منہ کھولنا بھی منع ہے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج۲، ص۹۳، ۹۷)

سوال:اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اعضائے مستورہ (یعنی جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان) کی رنگت ظاہر ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب:اگر ایسا باریک کپڑا پہنا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا فرض ہے نظر آئے یا جلد کا رنگ ظاہر ہو تو نماز نہ ہوگی۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱،ص۴۸۰)

سوال:اگر کپڑا اتنا موٹا ہے جس سے اس عضو (یعنی جس کا چھپانا ضروری ہے اس) کی رنگت ظاہر نہیں ہوتی مگر اتنا چپکا ہوا ہے کہ اس عضو کی ہیئت (یعنی شکل) ظاہر ہوتی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: دَبِیز(یعنی موٹا) کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے ایسا چِپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے عُضْوْ کی ہَیئَت (ہَ ئی۔ اَتْ یعنی شکل وصورت اور گولائی وغیرہ) معلوم ہوتی ہو۔ ایسے کپڑے سے اگرچِہ نَماز ہو جائے گی مگر اُس عُضْوْ کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۲ ص ۱۰۳) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لئے بدرجۂ اَولٰی ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

استقبالِ قبلہ کا بیان

سوال: استقبالِ قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: استقبالِ قبلہ سے مراد نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۴۸٦)

سوال: اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کو سجدہ کرنے کی نیّت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز اللہ تعالی ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ ہو، نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لئے سجدہ کیا، حرام وگناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادتِ کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔
("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص ۱۳۴)

سوال: نماز میں جہتِ کعبہ اور عینِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم کس کو ہے؟

جواب: عینِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم اس نمازی کو ہے جس کو کعبہ شریف دکھ رہا ہو، اور جس کو کعبہ شریف نہ دکھے اسے جہتِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے، اور جہتِ کعبہ کی مقدار اگلے سوال میں آرہا ہے۔
("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص ۱۳۴)

وقت کا بیان

سوال: نماز کی شرائط میں سے "**وقت**" کی وضاحت کیجئے۔ نیز وہ کون سی نمازیں ہیں جن کا سلام بھی ان کے وقت میں پھر جانا ضروری ہے؟

جواب: جو نماز پڑھنی ہے اس کا وقت ہونا ضروری ہے، مثلاً آج کی نمازِ عصر ادا کرنا ہے تو یہ ضروری ہے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے، اگر وقتِ عصر شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہو گی۔ (نماز کے احکام ص ۱۹٦)

نیز وقت کے اندر اندر تحریمہ باندھ لی (یعنی نماز شروع کر دی) تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے، مگر نمازِ فجر، جمعہ اور عیدین میں وقت کے اندر (یعنی وقت ختم ہونے سے پہلے) سلام پھیرنا لازمی ہے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ (نماز کے احکام ص ۳۳۰)

سوال: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟ اگر کسی نے اسی دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اسے مکروہ وقت میں ادا کر سکتا ہے؟

جواب: مکروہ اوقات 3 ہیں: (۱)۔۔۔ طلوعِ آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک۔ (۲)۔۔۔ غروبِ آفتاب سے بیس منٹ پہلے۔ (۳)۔۔۔ نصف النہار یعنی ضحوۂ کبری سے لے کر زوالِ آفتاب تک۔ ان تین اوقات میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ قضا، ہاں! اگر اس دن کی نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی اور مکروہ وقت شروع ہو گیا تو پڑھ لے، البتہ اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ (نماز کے احکام ص۱۹۷)

نیّت کا بیان

سوال: نیّت کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کا ادنی درجہ بیان کیا ہے؟

جواب: "**نیّت**" دل کے پکّے ارادے کا نام ہے، زبان سے نیّت کرنا ضروری نہیں البتہ دل میں نیّت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ اور نیّت کا ادنی درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت (یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے) کوئی پوچھے کہ "کون سی نماز پڑھتے ہو؟" تو فوراً بتا دے۔ اگر ایسی حالت میں سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوئی۔

سوال: دل میں نیّت کچھ اور ہے اور زبان سے کچھ اور نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظِ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہو گئی۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص۱۱۲)

سوال: پہلے نیّت نہ کی اور نماز شروع کرنے کے بعد نیّت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہو گی۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶)

کورس نمبر:(6) نماز کے فرائض کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قِیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی ، اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (ایضاً ج۳ ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے ، آج کے اس کورس میں نماز کے فرائض کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ نماز کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں ؟

(2)۔۔۔ تکبیرِ تحریمہ کو شرائط و فرائض دونوں میں شمار کرنے کی کیا حکمت ہے ؟

(3)۔۔۔ کیا فرائضِ نماز میں ترتیب ضروری ہے ؟

(4)۔۔۔ تکبیرِ تحریمہ   (5)۔۔۔ قیام   (6)۔۔۔ قراءت   (7)۔۔۔ رکوع

(8)۔۔۔ سجدہ   (9)۔۔۔ قعدۂ اخیرہ   (10)۔۔۔ خُرُوْجِ بِصُنْعِہٖ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: نماز کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں ؟

جواب: نماز کے سات فرض ہیں:(۱)۔۔۔ تکبیرِ تحریمہ۔ (۲)۔۔۔ قیام۔(۳)۔۔۔ قراءت۔ (۴)۔۔۔ رکوع۔ (۵)۔۔۔ سجود۔(۶)۔۔۔ قعدۂ اخیرہ۔(۷)۔۔۔خُرُوْجِ بِصُنْعِہٖ۔

سوال: تکبیرِ تحریمہ کو شرائط و فرائض دونوں میں شمار کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: تکبیرِ تحریمہ حقیقت میں شرائطِ نماز میں سے ہے مگر چونکہ افعالِ نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے اس وجہ سے فرائضِ نماز میں بھی اس کا شمار کیا جاتا ہے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۵۰۷)

سوال: کیا فرائضِ نماز میں ترتیب ضروری ہے؟

جواب: قیام و رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہی رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث الخروج بصنعہ، ج۲، ص۱۷۲)

تکبیرِ تحریمہ کا بیان

سوال: تکبیرِ تحریمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: نماز شروع کرنے کے لئے نیّت کے بعد جو الفاظ کہے جاتے ہیں ان کو "تکبیرِ تحریمہ" کہتے ہیں۔ پس اس سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور منافیٔ نماز افعال مثلاً کھانا، پینا، چلنا، بات چیت کرنا وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں۔

سوال: تکبیرِ تحریمہ میں کن الفاظ سے فرض ادا ہو جاتا ہے؟ نیز اس میں کون سا لفظ کہنا واجب ہے؟

جواب: تکبیرِ تحریمہ میں لفظِ "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنا واجب ہے۔ اور بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیمِ الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً" اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اِلٰہٌ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ وغیرہا الفاظِ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی (یعنی فرض ادا ہو جائے گا) مگر یہ تبدیلی مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنا واجب ہے۔

اور اگر دُعا یا طلبِ حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وغیرہا الفاظِ دُعا کہے تو نماز منعقد (یعنی شروع) نہ ہوئی۔ یونہی اگر صرف اَکْبَرُ یا اَجَلُّ کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰہُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یونہی اگر اَسْتَغْفِرُ اللهَ یا اَعُوْذُ بِاللهِ یا اِنَّا لِلّٰهِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ یا مَا شَاءَ اللهُ كَانَ یا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کہا، تو نماز منعقد (یعنی شروع) نہ ہوئی اور اگر صرف اَللهُ کہا یا یَا اَللهُ یا اَللّٰهُمَّ کہا تو نماز شروع ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۰۹)

سوال: کیا تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے؟

جواب: جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیرِ تحریمہ کے لئے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر "اَللهُ اَكْبَر" کہا پھر کھڑا ہو گیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۶۸)

سوال: مقتدی نے لفظِ "اَللهُ" امام کے ساتھ کہا مگر "اَكْبَر" کو امام سے پہلے ختم کر دیا تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب: مقتدی نے لفظ "اَللهُ" امام کے ساتھ کہا مگر "اَكْبَر" کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔
(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ فصل، ج۲، ص۲۱۸)

قیام کا بیان

سوال: قیام کی ادنیٰ حالت کیا ہے؟ اور پورا قیام کسے کہتے ہیں؟

جواب: کمی کی جانب قیام کی حد (یعنی قیام کی ادنیٰ حالت) یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج۲، ص۱۶۳)

سوال: قیام کتنی دیر تک فرض، واجب اور سنّت ہے؟

جواب: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءت فرض، قیام بھی فرض اور بقدرِ قراءت واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔ یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اُولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہو گی اور قیام مسنون میں مقدار ثناو تعوذ و تسمیہ بھی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

سوال: قیام اور قراءت تو نماز کے سات فرائض میں سے ہیں پھر ان میں واجب قیام، واجب قراءت اور سنّت قیام، سنّت قراءت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قیام اور قراءت کے واجب و سنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ترک پر ترکِ واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔
(بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

سوال: کون سی نمازوں میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ادا نہیں ہوتیں؟

جواب: فرض ووتر وعیدین وسنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا،نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت ج ا،ص ۵۱۰)

قراءت کا بیان

سوال: قراءت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ❁ قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور و غل یا ثقلِ سماعت (یعنی اونچا سننے کا مرض) بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی۔ ❁ اگرچہ خود سننا ضروری ہے مگر یہ بھی احتیاط رہے کہ سِرّی (یعنی آہستہ قراءت والی) نمازوں میں قراءت کی آواز دوسروں تک نہ پہنچے، اسی طرح تسبیحات وغیرہ میں بھی خیال رکھئے۔ (نماز کے احکام ص ۲۰۶۔۲۰۸)

سوال: نماز میں کتنی مقدار میں قراءت کرنا فرض اور واجب ہے؟

جواب: ❁ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر، سُنن اور نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد (یعنی تنہا پڑھنے والے) پر مطلقاً ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ (نماز کے احکام ص ۲۰۶۔۲۰۸) ❁ اور واجب قراءت یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا اور سورت ملانا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۷۔۲۱۸)

سوال: مطلق ایک آیت سے کیا مراد ہے؟ نیز کتنی چھوٹی آیت پڑھنے سے فرض ادا ہو گا؟

جواب: ❁ مطلقاً ایک آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میں بڑی یا چھوٹی آیت کا اعتبار نہ ہو نیز چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے "صٓ، نٓ، قٓ،" کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہو گا، اگرچہ اس کی تکرار کرے۔ ❁ رہی ایک کلمہ کی آیت جیسے "مُدْهَآمَّتٰنِ" اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔ ❁ سورتوں کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہو گا۔ (بہارِ شریعت ج ا،ص ۵۱۱۔۵۱۲)

سوال: مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدی کو امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ سری نماز میں، نہ جہری نماز میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لئے بھی کافی ہے۔ ("مراقی الفلاح شرح نور الایضاح"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص۵۱)

رکوع وسجود کا بیان

سوال: رکوع کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ اور پورا رکوع کسے کہتے ہیں؟

جواب: رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھادے۔ (نماز کے احکام ص۲۱۲)

سوال: سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے:"پیشانی کا زمین پر جمنا (یعنی پیشانی پر زمین کی سختی محسوس ہونا) سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں"۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۳۰)

سوال: سجدہ کرنے کا سنّت طریقہ بیان کیجئے۔

جواب: ۞ سجدہ کرنے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ قومہ کے بعد "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھیں، ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ ہوں، اب تین بار "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہیں۔ ۞ مرد کے لئے سجدے میں یہ حکم ہے کہ بازو کروٹوں سے، اور رانیں پیٹ سے جدا ہوں، کلائیاں زمین پر نہ بچھائیں، ہاں! جب صف (یعنی جماعت) میں ہوں تو بازو کروٹوں سے جدا نہ رکھیں بلکہ ملا کر رکھیں۔ ۞ سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ اس طرح زمین پر لگائیں کہ دسوں انگلیاں قبلہ رخ رہیں۔ ۞ سلطانِ مکّۂ مکرّمہ، تاجدارِ مدینۂ منوّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:"مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈّیوں پر سجدہ کروں، مُنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گُھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں"۔ (صَحِیح مُسلِم ص۲۵۳ حدیث۴۹۰)

سوال: سجدے میں کتنی ہڈّیوں کا زمین سے لگانا فرض اور واجب اور سنت ہے؟

جواب: سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے، البتہ ان سات میں سے دو اعضاء کا زمین پر لگنا فرض ہے:

(۱)۔۔۔پیشانی کا زمین پر جمنا۔(۲)۔۔۔پاؤں کی دسوں انگلیوں میں ایک کا پیٹ لگنا فرض کہ اس کے بغیر سجدہ ہو گا ہی نہیں اور دو اعضاء کا زمین پر لگانا واجب ہے:(۱)۔۔۔ناک کی سخت ہڈی کا لگانا۔(۲)۔۔۔دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا لگنا واجب ہے، اور سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا سنّت ہے، اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنّت ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۵۳۰)

قعدۂ اخیرہ کا بیان

سوال: قعدۂ اخیرہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ نماز کے احکام میں تحریر فرماتے ہیں: ''نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پورا تشہد ''رَسُوْلُہٗ'' تک پڑھ لی جائے قعدۂ اخیرہ ہے جو کہ فرض ہے''۔(نماز کے احکام ص۲۱۶)

سوال: قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے یا اس کی مقدار بیٹھنا؟ نیز تشہد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے، جبکہ پورا تشہد پڑھنا واجب ہے، مزید نماز کے احکام میں مذکور ہے کہ ''دونوں قعدوں (یعنی قعدۂ اولی اور قعدۂ اخیرہ) میں تشہد مکمل پڑھنا واجب ہے، اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو واجب ہو گا''۔(نماز کے احکام ص۲۱۶)

خروجِ بصنعہ کا بیان

سوال: ''خُرُوْجِ بِصُنْعِہٖ'' کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام یا بات چیت وغیرہ کوئی ایسا فعل قصداً (یعنی ارادتاً) کرنا جو نماز سے باہر کر دے ''خروجِ بِصُنْعِہٖ'' کہلاتا ہے۔

سوال: اگر کسی نے سلام کے بجائے کوئی اور کام جان بوجھ کر کر دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اگر بغیر ارادے کے کوئی کام ہو گیا تو کیا حکم ہو گا؟

جواب: اگر کسی نے سلام کے علاوہ کوئی اور کام قصداً کیا تو نماز وَاجِبُ الْاِعَادَہ ہو گی کیونکہ لفظِ ''سلام'' کے ذریعے نماز سے باہر ہونا واجب ہے۔ اور اگر بلا قصد کوئی اس طرح کا فعل پایا گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔(نماز کے احکام ص۲۱۷)

وضاحت: نماز سے نکلنے کے ارادے سے کوئی بھی کام کرنا خروجِ بِصُنْعِہٖ کہلاتا ہے، مگر سلام کے ساتھ ہی نماز سے باہر ہونا ضروری ہے کیونکہ لفظِ "سلام" دوبار کہنا واجب ہے، لہٰذا جو جان بوجھ کر سلام ترک کرے اس کی نماز واجب الاعادہ ہوگی، اور اگر بلا ارادہ کوئی ایسا کام ہوا مثلاً کسی نے اس کو سلام کیا، اس نے نماز میں بھولے سے جواب دے دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

کورس نمبر:(7) نماز کے مفسدات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ”تم اپنی مجلسوں کو حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرودِ پاک پڑھ کر اور **عُمَر بن خطاب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ذِکر سے آراستہ کرو۔“

(تاریخ بغداد، رقم ۳۷۷۴، ابوالعباس جعفر بن محمد بن بشار، ۷/۲۱۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نماز کے مفسدات کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: نماز کے مفسدات بیان کیجئے۔

جواب: نماز کے احکام ص ۲۳۹ تا ۲۴۶ پر "بھائیو! نماز کے مفسدات سیکھنا فرض ہے " کے انتیس حروف کی نسبت سے نماز توڑنے والی ۲۹ باتیں بیان کی گئی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)--- بات کرنا۔ **(۲)**--- کسی کو سلام کرنا۔ **(۳)**--- سلام کا جواب دینا۔ **(۴)**--- چھینک کا جواب دینا (نماز میں خود کو چھینک آئے تو خاموش رہے) اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لے تب بھی حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔ **(۵)**--- خوشخبری سن کر جواباً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا۔ **(۶)**--- بری خبر (یا کسی کی موت کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کہنا۔ **(۷)**--- اذان کا جواب دینا۔ **(۸)**--- اللہ عزوجل کا نام سن کر جواباً جَلَّ جَلَالُهٗ" کہنا۔ **(۹)**--- سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم کا اسم گرامی سن کر جواباً درود شریف پڑھنا مثلاً صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کہنا (اگر جَلَّ جَلَالُهٗ یا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جواب کی نیت سے نہ کہا تو نماز نہ ٹوٹی)

نماز میں رونا

(۱۰)۔۔۔ درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ الفاظ آہ، اُوْہ، اُف، تُف نکل گئے یا آواز سے رونے میں حرف پیدا ہو گئے نماز فاسد ہو گئی۔ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں۔(اگر نماز میں امام کے پڑھنے کی آواز پر رونے لگا اور "اَرِے"، "نَعَمْ"، "ہَاں" زبان سے جاری ہو گیا تو کوئی حرج نہیں کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر امام کی خوش الحانی کے سبب یہ الفاظ کہے تو نماز ٹوٹ گئی۔

نماز میں کھانسنا

(۱۱)۔۔۔ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ! اُوہ! نکلا نماز نہ ٹوٹی یونہی چھینک، کھانسی جماہی، ڈکار وغیرہ میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں۔**(۱۲)۔۔۔** پھونکنے میں اگر آواز نہ پیدا ہو تو وہ سانس کی مثل ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی مگر قصداً پھونکنا مکروہ، اور اگر حروف پیدا ہوں جیسے اُف، تُف تو نماز فاسد ہو گئی۔**(۱۳)۔۔۔** کھنکارنے میں جب دو حروف ظاہر ہوں جیسے اَحْ مفسدِ نماز ہے جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لئے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لئے یا امام سے غلطی ہو گئی ہے اس لئے کھنکارتا ہے کہ درست کر لے یا اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(بہار شریعت، ج۱، ص۶۰۸ حصہ:۳)

دورانِ نماز دیکھ کر پڑھنا

(۱۴)۔۔۔ نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسدِ نماز ہے، یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو، اسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں! اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف وغیرہ پر فقط نظر ہے تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت، ج۱، ص۶۰۹ حصہ:۳)

(۱۵)۔۔۔ اسلامی کتاب یا اسلامی مضمون دوران نماز جان بوجھ کر دیکھنا اور ارادتاً سمجھنا مکروہ ہے، دنیوی مضمون ہو تو زیادہ کراہیت ہے، لہذا نماز میں اپنے قریب کتابیں یا تحریر والے پیکٹ اور شاپنگ بیگ، موبائل فون یا گھڑی وغیرہ اس طرح رکھئے کہ ان کی لکھائی پر نظر نہ پڑے یا ان پر رومال وغیرہ اڑھا دیجئے، نیز دوران نماز ستون وغیرہ پر لگے ہوئے اسٹیکرز، اشتہار اور فریموں وغیرہ پر نظر ڈالنے سے بھی بچئے۔

عملِ کثیر

(۱۶)۔۔۔ عملِ کثیر نماز کو فاسد کر دیتا ہے جبکہ نہ نماز کے اعمال سے ہو اور نہ ہی اصلاحِ نماز کے لئے کیا گیا ہو، جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ اگر گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں تب بھی عملِ کثیر ہے،اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک و شبہہ ہے کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی۔

اعمال نماز کی مثال: مثلاً صلوۃ التسبیح پڑھتے ہوئے کوئی قومہ یا جلسے میں تسبیحات پڑھنے کی وجہ سے زیادہ دیر ٹھہرتا ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ اعمالِ نماز سے ہے اگرچہ اس کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نماز میں نہیں۔

اصلاح نماز کی مثال: جیسے کوئی نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے پر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد پھر سے دو سجدے کرے تو اگرچہ دور سے دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ اس کی نماز ختم ہو گئی مگر اس دیکھنے والے کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ عمل اصلاحِ نماز کے لئے کیا گیا ہے۔

دورانِ نماز لباس پہننا

(۱۷)۔۔۔ دورانِ نماز کرتا یا پاجامہ پہننا یا تہبند باندھنا۔**(۱۸)۔۔۔** دوران نماز ستر کھل جانا اور اسی حالت میں کوئی رکن ادا کرنا یا تین بار ''سُبْحٰنَ اللہ'' کہنے کی مقدار وقفہ گزر جانا۔

نماز میں کچھ نگلنا

(۱۹)۔۔۔ معمولی سا بھی کھانا یا پینا مثلاً تِل بغیر چبائے نگل لیا، یا قطرہ منہ میں گرا اور نگل لیا۔**(۲۰)۔۔۔** نماز شروع کرنے سے پہلے ہی کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر چنے سے کم تھی تو مکروہ۔**(۲۱)۔۔۔** نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اب اس کے اجزا منہ میں باقی نہیں صرف لعابِ دہن میں کچھ اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہو گی۔**(۲۲)۔۔۔** منہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے نماز فاسد ہو گئی۔**(۲۳)۔۔۔** دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہو گی ورنہ ہو جائے گی، (غلبہ کی علامت یہ ہے کہ اگر حلق میں مزہ محسوس ہوا تو نماز فاسد ہو گئی، نماز توڑنے میں ذائقے کا اعتبار ہے اور وضو ٹوٹنے میں رنگ کا لہٰذا وضو اس وقت ٹوٹتا ہے جب تھوک سرخ ہو جائے اور اگر تھوک زرد (یعنی پیلا) ہے تو وضو باقی ہے۔)

دورانِ نماز قبلہ سے انحراف

(۲۴)--- بلا عذر سینے کو سمت کعبہ سے ۴۵ درجہ یا اس سے زیادہ پھیرنا مفسدِ نماز ہے، اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں۔ مثلاً حَدَث (یعنی وضو ٹوٹ جانے) کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا ہو نماز فاسد نہ ہو گی۔

نماز میں سانپ مارنا

(۲۵)--- سانپ بچھو کو مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ فاسد ہو جائے گی۔ سانپ، بچھو کو مارنا اس وقت مباح ہے جبکہ سامنے سے گزریں، اور ایذا (یعنی تکلیف) دینے کا خوف ہو، اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے۔ **(۲۶)---** پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار مارا نماز جاتی رہی اور اگر پے در پے نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر مکروہ ہے۔

نماز میں کھجانا

(۲۷)--- ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہٹا لیا یہ دو بار ہوا اگر اب اسی طرح تیسری بار کیا تو نماز جاتی رہے گی۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔

"اللہ اکبر" کہنے میں غلطیاں

(۲۸)--- تکبیرات انتقالات میں اللہ اکبر کے الف کو دراز کیا یعنی **آللہ** یا **آکبر** کہا یا "ب" کے بعد الف بڑھایا یعنی "**اکبار**" کہا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر تکبیرِ تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی، اکثر مکبر (یعنی جماعت میں امام کی تکبیرات پر زور سے تکبیریں کہہ کر آواز پہنچانے والے) یہ غلطیاں زیادہ کرتے ہیں اور یوں اپنی اور دوسروں کی نمازیں غارت (یعنی خراب) کرتے ہیں، لہذا جو ان احکام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو اسے مکبر نہیں بننا چاہئے۔

(۲۹)--- قراءت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنیٰ فاسد ہو جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سوال: اگر کوئی نماز میں ایسا عمل کرے جو مفسدات نماز سے ہے تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب: نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسی نماز وقت کے اندر دوبارہ پڑھنا فرض ہے ورنہ قضاء ہو جائے گی۔

سوال: نماز کے دوران قبلہ سے سینہ قصداً پھیرا تو کیا حکم ہو گا؟ اور بلا قصد پھیرا تو کیا حکم ہے۔

جواب: بلاعذر سینے کو سمت کعبہ سے ۴۵ درجہ یا اس سے زیادہ پھیرنا مفسدِ نماز ہے، اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں۔ مثلاً حَدَث (یعنی وضو ٹوٹ جانے کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا ہو نماز فاسد نہ ہو گی۔

سوال: کسی نمازی نے دورانِ نماز قرآن پاک یا کسی کاغذ وغیرہ میں لکھی ہوئی آیت دیکھ کر پڑھی تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہو گا؟ نیز اگر دیکھا سمجھا پڑھا نہیں تو؟ اور اگر دیکھ رہا ہے مگر پڑھا زبانی تو کیا حکم ہو گا؟

جواب: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً (یعنی تھوڑا پڑھا یا زیادہ) مفسدِ نماز ہے، یونہی محراب وغیرہ میں لکھے ہوئے سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں! اگر یاد پر پڑھتا ہو اور مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے تو حرج نہیں۔ کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یونہی اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لئے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں! اگر قصداً دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں، یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔ (بہار شریعت، ج ا ص ۶۰۹ حصہ: ۳)

سوال: نماز کے دوران معمولی سا کھانے یا پینے کا کیا حکم ہے اور اگر نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا تھا اور اب منہ کے اندر کچھ رہ گیا ہو وہ کتنا ہو کہ اس کے کھانے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟ نیز کوئی میٹھی (یعنی گھل جانے والی) چیز کھائی تو کیا حکم ہو گا؟

جواب: معمولی سا بھی کھانا یا پینا مثلاً تل بغیر چبائے نگل لیا، قطرہ منہ میں گرا اور نگل لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور نماز شروع کرنے سے پہلے ہی کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر چنے سے کم تھی تو مکروہ۔ نیز نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اب اس کے اجزا منہ میں باقی نہیں صرف لعاب دہن میں کچھ اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ ہاں! اگر منہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے نماز فاسد ہو گئی۔

کورس نمبر:(8) نماز کے واجبات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ لابن السُّنّیس ۳۳۶ حدیث ۳۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نماز کے واجبات کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: نماز کے واجبات بیان کیجیے۔

جواب: دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۴۹ صفحات پر مشتمل کتاب **"نماز کے احکام"** صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱ پر نماز کے **۳۰ واجبات** تحریر ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ تکبیرِ تحریمہ میں لفظ "اللہ اکبر" کہنا۔ (۲)۔۔۔ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا، سورت ملانا یا قرآن پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (۳)۔۔۔ الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا۔ (۴)۔۔۔ الحمد شریف اور سورت کے درمیان "آمین" اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا۔ (۵)۔۔۔ قراءت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ (۶)۔۔۔ ایک سجدے کے بعد بالترتیب دوسرا سجدہ کرنا۔ (۷)۔۔۔ تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔ (۸)۔۔۔ قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ (۹)۔۔۔ جلسہ یعنی دو

سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔**(۱۰)۔۔۔** قعدۂ اولی واجب ہے اگر چہ نفل نماز ہو۔ **(۱۱)۔۔۔** فرض وتر اور سنتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولی میں تشہد (یعنی التحیات) کے بعد کچھ نہ بڑھانا۔ **(۱۲)۔۔۔** دونوں قعدوں میں "تشہد مکمل پڑھنا۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو واجب ہو گا۔ **(۱۳)۔۔۔** فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد اگر بے خیالی میں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا" کہہ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔ **(۱۴)۔۔۔** دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ "اَلسَّلَامُ" دونوں بار واجب ہے۔ لفظ "عَلَیْکُمْ" واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ **(۱۵)۔۔۔** وتر میں تکبیر قنوت کہنا۔ **(۱۶)۔۔۔** وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ **(۱۷)۔۔۔** عیدین کی چھ تکبیریں۔ **(۱۸)۔۔۔** عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ "اللہ اکبر" ہونا۔ **(۱۹)۔۔۔** جہری نماز مثلاً مغرب و عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور فجر، جمعہ عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر کی ہر رکعت میں امام کو جہر سے قراءت کرنا (جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ لوگ جو صفِ اوّل میں ہیں سن سکیں، یہ ادنی درجہ ہے اور اعلی درجے کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔) **(۲۰)۔۔۔** غیر جہری نماز (مثلا ظہر وعصر) میں آہستہ قراءت کرنا۔ **(۲۱)۔۔۔** ہر فرض و واجب کا اس کی جگہ ہونا۔ **(۲۲)۔۔۔** رکوع ہر رکعت میں ایک ہی بار کرنا۔ **(۲۳)۔۔۔** سجدہ ہر رکعت میں دو ہی بار کرنا۔ **(۲۴)۔۔۔** دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ **(۲۵)۔۔۔** چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ **(۲۶)۔۔۔** آیتِ سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ **(۲۷)۔۔۔** سجدۂ سہو واجب ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔ **(۲۸)۔۔۔** دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر (یعنی تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا۔ **(۲۹)۔۔۔** امام جب قراءت کرے خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے مقتدی کا چپ رہنا۔ **(۳۰)۔۔۔** قراءت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔ ("نماز کے احکام" صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱)

سوال: سورۂ فاتحہ کتنی رکعات میں پڑھنا واجب ہے؟ نیز نماز میں قومہ یا جلسہ نہ کرنے سے کیا خرابی لازم آتی ہے؟

جواب: فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں امام و منفرد کے لئے الحمد شریف پڑھنا واجب ہے۔ قومہ (یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا) اور جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا)

دونوں واجب ہیں بعض لوگ جلد بازی کی وجہ سے برابر سیدھے بیٹھنے سے پہلے ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس طرح ان کا واجب ترک ہو جاتا ہے چاہے کتنی ہی جلدی ہو رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے کے بعد سیدھا بیٹھنا لازمی ہے ورنہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی۔

سوال: قراءت میں جہر کسے کہتے ہیں؟ نیز جہری نماز کون کون سی ہیں؟ اور ان میں جہر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اتنی بلند آواز سے قراءت کرنا جسے کم سے کم تین آدمی سُن سکیں اسے جہر کہتے ہیں۔ نیز نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر جہری نمازیں ہیں، ان میں سے مغرب وعشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور بقیہ نمازوں کی ہر رکعت میں امام کو جہر سے قراءت کرنا واجب ہے۔

سوال اگر کسی نے سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی تو نماز میں کیا فرق پڑے گا؟

جواب: الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے لہذا اگر کسی نے اسے بعد میں پڑھا تو واجب کا ترک ہو گا۔

سوال: دو فرضوں کے درمیان تین تسبیحات کا فاصلہ دینا کیسا ہے؟

جواب: دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر یعنی تین بار "سُبْحٰنَ اللہ" کہنے کی مقدار وقفہ نہ دینا واجب ہے۔

کورس نمبر:(9)سجدۂ سہو کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔(اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔(ترمذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں سجدۂ سہو کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: نماز کے واجبات میں سے کوئی بھولے سے ترک ہو جائے یا فرائض وواجبات میں بھولے سے تاخیر ہو جائے تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب:واجبات نماز میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے یا فرائض و واجبات نماز میں بھولے سے تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(نماز کے احکام ص۲۷۶)(یادرکھئے نماز کے واجبات میں سے کسی کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور اس سے توبہ کرنا واجب اور اب ایسی نماز کو مکمل کرنا بھی واجب ہے، پھر بعد میں اس کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔)

سوال: فرائض وواجبات نماز میں بھولے سے تاخیر ہونے کی مثال دیجئے۔

جواب: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار ''سُبْحٰنَ اللهِ'' کہنے کے وقفہ ہوا ،سجدۂ سہو واجب ہے یا قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد ''توسجدۂ سہو واجب ہے،اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی (جو کہ فرض ہے) تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا(یعنی خاموش بیٹھا رہا)جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال: اگر نماز کا کوئی واجب جان بوجھ کر ترک ہو جائے تو کیا سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی؟

جواب: اگر جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔یاد رکھئے نماز کے واجبات میں سے کسی کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور اس سے توبہ کرنا واجب اور اب ایسی نماز کو مکمل کرنا بھی واجب ہے،پھر بعد میں اس کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔(نماز کے احکام ص۲۷۶)

سوال: مسبوق (یعنی جس کی ایک یا زائد رکعتیں رہ گئی ہوں ایسے مقتدی) نے اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں؟

جواب: کثیر اسلامی بھائی ناواقفیت کی بنا پر اپنی نماز ضائع کر بیٹھتے ہیں لہذا یہ مسئلہ خوب توجہ سے پڑھئے مسبوق (یعنی جو ایک یا کئی رکعتیں فوت ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوا) کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصداً پھیرے گا تو نماز جاتی رہے گی اور اگر بھول کر امام کے ساتھ بلا وقفہ فوراًسلام پھیرا تو حرج نہیں لیکن یہ نادر صورت ہے (یعنی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے)اور اگر بھول کر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے،اپنی نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔(نماز کے احکام ص۲۷۸،۲۷۹)

سوال: اگر کسی نے نماز میں قرآن پاک خلافِ ترتیب پڑھا ہو تو کیا اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا ہو گا؟

جواب: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن پاک پڑھنا ترک واجب (اور گناہ) ہے مگر اس کا تعلق واجبات نماز سے نہیں بلکہ واجباتِ تلاوت سے ہے لہذا سجدۂ سہو نہیں (البتہ اس سے توبہ کرے)۔(نماز کے احکام،ص۲۷۶)

سوال: کسی پر سجدہ سہو واجب تھا سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو کیا اب بھی سجدۂ سہو کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا، کرلے۔ میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہو یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا، کرلے۔ جو چیز مانع بناہے مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز اگر سلام کے بعد پائی گئی تو سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا۔ (نماز کے احکام ص ۲۸۱)

سوال: اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے باوجود نہیں کیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوا، اسے نہ کیا تو ایسی نماز لوٹانا واجب ہے۔

سوال: سجدۂ سہو واجب ہونے یا نہ ہونے کی چند اور صورتیں بیان کیجئے۔

جواب: نماز کے احکام صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸ پر مزید یہ صورتیں تحریر ہیں:

(۱)۔۔۔ تعدیلِ ارکان (مثلاً رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا یا دو سجدوں کے درمیان ایک بار "سُبْحٰنَ الله" کہنے کی مقدار سیدھا بیٹھنا بھول گئے سجدۂ سہو واجب ہے۔ **(۲)۔۔۔** دعائے قنوت یا تکبیرِ قنوت بھول گئے، سجدۂ سہو واجب ہے۔ **(۳)۔۔۔** نماز میں اگرچہ دس واجبات ترک ہوئے سہو کے دو ہی سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔ **(۴)۔۔۔** فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا دوبارہ پڑھئے۔ **(۵)۔۔۔** سنّتیں یا مستحبات مثلاً ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین، تکبیراتِ انتقالات اور تسبیحات کے ترک سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا نماز ہو گئی۔ مگر دوبارہ پڑھ لینا مستحب ہے بھول کر ترک کیا ہو یا جان بوجھ کر۔ **(۶)۔۔۔** امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے۔ **(۷)۔۔۔** اگر مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو نہ امام پر واجب ہے اور نہ مقتدی پر، اور نماز لوٹانے کی بھی حاجت نہیں۔ (نماز کے احکام صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸)

سوال: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ بیان فرمادیجئے۔

جواب: التحیات پڑھ کر بلکہ افضل یہ ہے کہ درود شریف بھی پڑھ لیجئے، پھر سیدھی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیجئے پھر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیجئے۔ (نماز کے احکام ص ۲۸۰)

سوال: فرض نماز میں قعدۂ اولیٰ بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اب کیا کرے؟

جواب: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا توجب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۶۱)

سوال: اگر قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض، واجب اور سنّتِ موکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ ورکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟" عرض کی، اس لئے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحسین فرمائی۔ یعنی درود شریف جیسی اتنی اہم عبادت کو بھول کر کیا ہے لہٰذا سجدۂ سہو کرے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۷)

سوال: قعدۂ اخیرہ بھول کر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟

جواب: قعدۂ اخیرہ بھول گیا توجب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہو گا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا یہ اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہو گئے فرض ادا ہو گیا مگر سجدۂ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملالے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۶۴)

سوال: اگر بقدرِ تشہد قعدۂ اخیرہ کر لینے کے بعد اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا توجب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور

اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہولیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۶۷، ۶۶۹)

سوال: فرض نماز کے قیام میں بھول کر تشہد پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ اور اگر آخیری دو رکعتوں (یعنی تیسری و چوتھی) کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۷)

سوال: امام نے جہری نماز میں سرّی قراءت کی یا سرّی میں جہری تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام نے جہری نماز میں بقدر جوازِ نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔ منفرد نے سِرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸) (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۷)

سوال: قراءت وغیرہ میں سوچنے کی وجہ سے وقفہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۷)

سوال: امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا مگر پھر بھی کر لیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں:''امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی'' اور امام کی ہو گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۲۲) (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۹۱)

سوال: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں؟ اگر کرے گا تو کیا سلام بھی پھیرے گا؟

جواب: اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ اللہ العزت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:''مسبوق سجدۂ سہو میں امام کی اتباع کرے لیکن سلام نہ کرے اور اگر اس نے سلام پھیر دیا تو اگر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے

گی اور اگر بھول کر تھا تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اس پر سجدۂ سہو بھی نہیں کیونکہ وہ مقتدی ہے اور مقتدی کا سہو باطل ہوتا ہے"۔ (بدائع الصنائع فصل بیان من یجب علیہ سجود السھو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۷۶) (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۰۶)

سوال: فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں بھولے سے سورتِ فاتحہ کے بعد سورت پڑھ دی تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورتِ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے میں فُقَہا کا اختلاف ہے بعض فُقَہا کے نزدیک مستحَب ہے جبکہ بعض مکروہِ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔ سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ نے اس اختلاف کی فتاویٰ رضویہ، جلد ۸، صفحہ ۱۹۵ پر اس طرح تطبیق ارشاد فرمائی ہے کہ جہاں فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورت کا ملانا مکروہ بتایا گیا ہے وہاں امام کا فاتحہ کے بعد اضافہ کرنا مراد ہے اور جہاں مستحب اور نفل ہونے کا قول کیا گیا وہاں مراد منفرد کا اضافہ کرنا ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد۸، صفحہ ۱۹۵)

لہٰذا اس تطبیق کی روشنی میں منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورتِ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں بلکہ مستحَب ہے۔ البتّہ امام کے لئے فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت ملانا مکروہِ تنزیہی ہے۔ اور اگر سورت ملانے سے مقتدیوں کو اذیت ہو تو مکروہِ تحریمی یعنی قریب بحرام ہے۔اور جہاں تک سجدۂ سہو کا تعلّق ہے تو سجدۂ سہو واجباتِ نماز میں سے کسی واجب کو بھولے سے چھوڑنے کے سبب واجب ہوتا ہے، اور فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملانے سے نماز کا کوئی واجب ترک نہیں ہوتا، لہٰذا امام یا منفرد نے قصداً سورت ملائی ہو یا بلا قصد، بہر صورت کسی پر بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

سوال: قعدہ میں تشہد پڑھنے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اعلی حضرت فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیتِ قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا کسی جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔(فتاوی رضویہ ج۶، ص۳۴۹-۳۵۰)

لہٰذا تشہد سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم اگر جان بوجھ کر پڑھا ہے تو نماز واجب الاعادہ اور اگر بھولے سے پڑھا ہے تو سجدۂ سہو واجب۔

کورس نمبر:(10) نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔
(ترمذی ج۲ ص۲۸ حدیث ۴۸۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: نماز کے مکروہات تحریمہ کون کون سے ہیں؟

جواب: نماز کے مکروہات تحریمہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ داڑھی، بدن یا لباس کے ساتھ کھیلنا۔ (۲)۔۔۔ کپڑا سمیٹنا جیسا کہ آج کل بعض لوگ سجدے میں جاتے وقت پاجامہ وغیرہ آگے یا پیچھے سے اٹھالیتے ہیں، ہاں! اگر کپڑا بدن سے چپک جائے تو ایک ہاتھ سے چھڑانے میں حرج نہیں۔ (۳)۔۔۔ سدل یعنی کپڑا لٹکانا جیسے سر یا کندھے پر اس طرح سے چادر یا رومال وغیرہ ڈالنا کہ دونوں کے کنارے لٹکتے ہوں، ہاں! اگر ایک کنارہ دوسرے کندھے پر ڈال دیا (یعنی بل دے دیا) اور دوسرا لٹکا رہا ہے تو حرج نہیں۔

(۴)۔۔۔ آج کل بعض لوگ ایک کندھے پر اس طرح رومال رکھتے ہیں کہ اس کا ایک سرا پیٹ پر لٹک رہا ہوتا ہے اور دوسرا پیٹھ پر اس طرح نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (۵)۔۔۔ دونوں آستینوں میں سے اگر ایک آستین بھی

آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہِ تحریمی ہو گی۔(۶)۔۔۔ پیشاب، پاخانہ یا ریح کی شدت ہونا۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شدت ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ہاں! اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز پڑھ لیں پھر بعد میں اعادہ کریں۔اگر دورانِ نماز یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوں گے۔(۷)۔۔۔ دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہِ تحریمی ہے۔ہاں! اگر سنت کے مطابق سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہو تا ہو تو ہٹانا واجب ہے چاہے ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔(۸)۔۔۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا۔(۹)۔۔۔ تَشْبِيْك یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔ نماز کے لئے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں (یعنی انگلی چٹخانا اور تشبیک) مکروہِ تحریمی ہیں۔(۱۰)۔۔۔ کمر پر ہاتھ رکھنا۔

(۱۱)۔۔۔ نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا۔ (۱۲)۔۔۔ اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا۔چاہے پورا منہ پھیرا یا تھوڑا،ہاں! منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھرا کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو حرج نہیں۔(۱۳)۔۔۔ مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا۔(۱۴)۔۔۔ کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔ دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔(۱۵)۔۔۔ نماز میں ناک اور منہ چھپانا۔(۱۶)۔۔۔ بلا ضرورت کھنکار (یعنی بلغم وغیرہ) نکالنا۔ (۱۷)۔۔۔ قصداً جماہی لینا۔ (اگر خود بخود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے)(۱۸)۔۔۔ الٹا قرآن مجید پڑھنا۔(مثلاً پہلی رکعت میں ''تَبَّتْ'' پڑھی اور دوسری میں ''اِذَاجَاءَ'')(۱۹)۔۔۔ کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً قومہ اور جلسہ میں پیٹھ سیدھی ہونے سے پہلے ہی رکوع یا دوسرے سجدے میں چلے جانا۔

(۲۰)۔۔۔ قیام کے علاوہ کسی اور موقع پر قرآنِ مجید پڑھنا۔(۲۱)۔۔۔ قراءت رکوع میں پہنچ کر ختم کرنا۔

(۲۲)۔۔۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں چلا جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔(۲۳)۔۔۔ دوسرا کپڑا ہونے کے باوجود صرف پاجامہ یا تہبند میں نماز پڑھنا۔(۲۴)۔۔۔ کسی آنے والے شناسا کی خاطر (یعنی آو بھگت کے لئے) امام کا نماز کو طول دینا۔اگر اس کی نماز پر اعانت (یعنی مدد) کے لئے ایک دو تسبیح کی قدر طول دیا تو حرج نہیں۔(۲۵)۔۔۔ زمین مغصوبہ (یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو)۔یا (۲۶) ۔۔۔ پرایا کھیت جس میں زراعت (یعنی فصل) موجود ہو۔یا (۲۷)۔۔۔ جتے ہوئے کھیت میں۔یا (۲۸)۔۔۔ قبر کے سامنے جبکہ قبر اور نمازی کے

بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو نماز پڑھنا۔ **(۲۹)۔۔۔** کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔**(۳۰)۔۔۔**یونہی انگر کھے (ایک لمبامردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں،چولی اور دامن،اس) کے بند(یعنی بٹن)نہ باندھنا اور اچکن (یعنی ایک لمبالباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے)وغیرہ کے بٹن نہ لگانا،اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہتِ تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہِ تنزیہی۔(بہار شریعت،ج۱ص۶۳۰)

(۳۱)۔۔۔ جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں۔**(۳۲)۔۔۔**ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں تصاویر ہوں تو نماز کے مکروہِ تحریمی ہونے کی چند صورتیں ہیں: اگر تصاویر پورے قد (یعنی سر سے پاؤں تک) کی ہوں اور چھپی ہوئی بھی نہ ہوں اور نمازی کے آگے بروجہ تعظیم آویزاں ہوں یا رکھی ہوئی ہوں یا مصلے پر ہوں تو نماز اس جگہ مکروہِ تحریمی ہوگی کہ پڑھنی گناہ اور اگر پڑھ لی ہو تو دوبارہ اس کو پڑھنا واجب ہو گا اور اگر یہ تصاویر پورے قد کی نہ ہوں صرف چہرہ ہو یا نصف قد اعلی یا سینے تک کی تصاویر ہوں تو نماز ایسی جگہ مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے۔اسی طرح اگر تصاویر پورے قد کی ہوں لیکن نمازی کے آگے نہ رکھی ہوئی ہوں بلکہ دائیں، بائیں تعظیم کے ساتھ رکھی ہوئی ہوں تو اس صورت میں بھی نماز مکروہِ تنزیہی ہوگی یعنی پڑھنا اگرچہ گناہ تو نہیں اور نہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے مگر بہتر یہ ہے کے ایسی جگہ نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے اور اگر تصویر نمازی کے آگے ہو یا دائیں بائیں ہو لیکن بروجہ تعظیم آویزاں نہ ہو اور نہ ہی مصلے پر ہو تو اس صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں۔

(فتویٰ دارالافتاء اہلسنت)

سوال: نماز شروع کرنے سے پہلے ہی یا دورانِ نماز پیشاب پاخانہ یارِیح کی شدت ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: پیشاب،پاخانہ یا ریح کی شدت ہونا(نماز کے مکروہات تحریمہ میں سے ہے)اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شدت ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ہاں!اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز پڑھ لے اور بعد میں اس کا اعادہ کرے اور اگر دوران نماز یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے،اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوں گے۔

سوال: جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز نمازی کے سامنے یا پیچھے اگر جاندار کی تصویر آویزاں ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ (نماز کے احکام۔ص۲۵۸) تصویر کے سامنے نماز پڑھنا اُس وقت مکروہِ تحریمی ہے جب کہ تین شرطیں پائی جائیں ورنہ مکروہِ تنزیہی ہو گی اور وہ شرطیں یہ ہیں: **(۱)۔۔۔** تصویر پورے قد کی ہو۔ **(۲)۔۔۔** نمازی کے سامنے ہو۔ **(۳)۔۔۔** تعظیم کے طور پر رکھی ہو۔ پس اگر اِن تین میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو نماز مکروہِ تنزیہی ہو گی۔

سوال: نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا کیسا ہے؟ اور اگر نماز میں صرف آنکھیں اِدھر اُدھر پھیر کر دیکھتا رہا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا، اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا، چاہے پورا منہ پھیرا یا تھوڑا، (یہ نماز کے مکروہاتِ تحریمہ میں سے ہے) منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھرا کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو حرج نہیں۔

سوال: نمازی کے سجدے والی جگہ پر کنکریاں پڑی ہوں تو کیا کرے؟

جواب: دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہِ تحریمی ہے۔ ہاں! اگر سنت کے مطابق سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، چاہے ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر تحقیرِ نماز (یعنی نماز کی حقارت) مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان (یعنی اہم) چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لئے ننگے سر نماز پڑھی، تو مستحب ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب في الکراہۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۹۱)

سوال: نماز پڑھنے کی حالت میں ٹوپی گر جائے تو اٹھانے کے تعلق سے کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھالینا افضل ہے، جب کہ عملِ کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب في الکراہۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۹۱)

سوال: اگر جیکٹ کی چین کھلی ہو یا واسکٹ کے بٹن کھلے ہوں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں جب کہ اندر کرتا وغیرہ پہنے ہو؟

جواب: نماز بلا کراہت ہو جائے گی بشر طکہ اندر پہنے ہوئے کپڑے سے سینہ بند ہو۔ امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ "انگرکھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں ان کا کوئی بوتام (یعنی بٹن) بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں حرج نہیں ہونا چاہئے کہ یہ خلاف معتاد نہیں" (فتاوی رضویہ مترجم ج ۷ ص ۳۸۶) لہذا اس طرح کپڑا پہن کر نماز پڑھی کہ نیچے کے کپڑے سے سینہ بند ہے اور اوپر شیروانی یا صدری کے کل یا بعض بٹن کھلے ہیں تو حرج نہیں، ہاں! صدری کے بٹن اور جیکٹ کی چین لگا لینا بہتر ہے۔ اور جو بہار شریعت میں مکروہ تنزیہی کا حکم کیا گیا ہے تو اعلی حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کی مذکورہ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ وہ اس صورت میں ہے جہاں صدری یا شیروانی کے کل یا بعض بٹن کے کھلا رہنے کو معیوب سمجھا جاتا ہو۔

(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج ۱ ص ۱۷۴)

سوال: کفِ ثوب یعنی کپڑا فولڈ کر کے نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: پینٹ یا شلوار وغیرہ فولڈ نہ کریں کہ اس سے نماز مکروہِ تحریمی ہو جاتی ہے۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ۲/ ۴۳)

حدیثِ پاک میں کفِ ثوب سے منع فرمایا گیا ہے چنانچہ صحاح ستّہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةٍ وَاَنْ لَا اَكُفَّ شَعَراً وَلَا ثَوْباً" ترجمہ: مجھے سات اعضا پر سجدہ کا حکم ہے اور اس بات کا کہ میں بال اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا اٹھاؤں،

(صحیح مسلم باب اعضاء السجود مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۹۳) (بخاری، کتاب الاذان، باب لا یکف شعراً، ۱/ ۲۸۶، حدیث: ۸۱۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

در مختار میں ہے: کپڑے کا اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو مکروہ ہے جیسا کہ آستین اور دامن کا چڑھانا۔

(الدر المختار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۱)

ان عبارات سے پتا چلا کہ نماز میں کفِ ثوب (یعنی کپڑا فولڈ کرنا) مکروہِ تحریمی ہے اور ایسی نماز کو ترکِ کفِ ثوب کے ساتھ دوبارہ پڑھنا واجب ہے لہذا کفِ ثوب کے ساتھ نماز پڑھنا یا پڑھانا دونوں ہی مکروہِ تحریمی ہوا۔

کپڑے فولڈ کرنے کو ہی کفِ ثوب بولتے ہیں اور ایسی نماز کپڑے دُرُست کرکے دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ بعض بڑے بوڑھے نماز کے وقت آواز لگاتے ہیں کہ پاجامہ اڑس لو اور پائنچے گھڑس لو حالانکہ ان بے چاروں کو پتا نہیں ہوتا اور اس طرح وہ گناہ کا اِعلان کرتے ہیں۔ اللہ پاک انہیں توبہ کی توفیق دے۔ اگر کسی کی شلوار لمبی ہے تو کھینچ کر اوپر کرسکتے ہیں، گھرسنے اڑسنے کی اِجازت نہیں ہے۔ اگر کھینچنے کے باجود بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا ہے تو اسے نماز میں لٹکنے دیجئے۔ اس کے سبب نماز میں یہ خرابی پیدا ہوگی کہ ایسا کرنا(مکروہِ تنزیہی)ناپسندیدہ ہے لیکن گناہ نہیں ہے۔ اگر نماز میں اوپر یا نیچے سے کپڑا فولڈ کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اگر نماز کے علاوہ کسی نے پائنچے فولڈ کرلئے تو اس میں گناہ نہیں ہے۔

سوال: کفِ ثوب یعنی کپڑا فولڈ کرنے کی اور کون کون سی صورتیں ہوسکتی ہیں؟

جواب: کفِ ثوب کی عام پیش آنے والی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھالینا۔ **(۲)۔۔۔** شلوار یا پینٹ کو اوپر (یعنی نیفے) سے فولڈ کرنا۔ **(۳)۔۔۔** شلوار یا پینٹ کو نیچے سے فولڈ کرنا۔ **(۴)۔۔۔** تہبند کو پیچھے سے گھرس لینا۔ **(۵)۔۔۔** دامن کو سمیٹنا وغیرہ۔

یاد رہے کہ شلوار کے نیفے کو باہر سے اندر کی طرف فولڈ کریں یا اندر سے باہر کی طرف فولڈ کریں، اسی طرح شلوار یا پینٹ کے پائنچے کو باہر سے اندر کی طرف فولڈ کریں یا اندر سے باہر کی طرف فولڈ کریں، کفِ ثوب ہی ہے۔

سوال: مرد کا ریشمی کپڑا اور سونے، لوہے، پیتل وغیرہ دھات کی انگوٹھی یا دوسرا زیور پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: مرد کا سونے، لوہے، پیتل وغیرہ دھات کی انگوٹھی یا دوسرا زیور پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہِ تحریمی، نماز واجب الاعادہ ہے۔ امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمیں کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی وبے ادبی ہوگا، جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہوکر کرنا کیسی صریح بیباکی اور بادشاہ کا موجبِ ناراضی ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور پُر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گی تو اُن سب کی نمازیں خراب وناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا، بعینہٖ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمیں

کمر بند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بُوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوہے کے چھلّے یا کان میں بالی یا بُندا یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام وناجائز ہیں اور اُن سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے پیتل لوہے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انہیں پہن کر اُن کی نماز بھی مکروہ تحریمی۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۳۰۶-۳۰۷)

سوال: سدل کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پہننے کے کپڑے کو بے پہنے لٹکانا سدل کہلاتا ہے اور یہ مکروہِ تحریمی ہے اس حالت میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر کُرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔ رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع و مکروہِ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۲۴)

سوال: سردیوں میں چادر یا کسی اور چیز سے منہ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں ناک، منہ چھپانا مکروہِ تحریمی ہے۔ نیز کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہِ تحریمی ہے، بے ضرورت اس طرح لپٹنا نہ چاہئے اور خطرہ کی جگہ تو سخت ممنوع ہے۔ حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز میں ناک اور منہ کا چھپالینا مجوسیوں سے مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب: الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۲/۵۱۱)

حضرت علامہ ابن نُجیم مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی بھی شخص اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کی ناک چھپی ہوئی ہو۔ (بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ الخ، ۲/۲۵)

سوال: نماز میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنے سے نماز مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے اور اگر کپڑا تَکَبُّر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے رکھا تو نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی یعنی ایسا کرنا ناجائز ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، پاجامہ شلوار کرتا ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہئے کہ یہ سنَّت ہے اور سنَّت میں عظمت، بَرَکت اور نجات ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۷/۳۸۸)

سوال: اگر امام تکبیرِ تحریمہ بلند آواز سے کہنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: "امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیراتِ انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔" (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۲۱) اور یہی سوال اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اللہ اکبر پورا آواز کہنا مسنون ہے، سنّت ترک ہوئی نماز میں کراہتِ تنزیہی آئی مگر نماز ہو گئی"۔ (فتاوی رضویہ ج۳، ص ۱۴۷)

سوال: امام کسے بنایا جائے؟

جواب: اس سوال کا جواب دیتے ہوئے میرے آقا، اعلی حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: امام اُسے کیا جائے جو سنّی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرآۃ مسائلِ نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو، نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص ۶۲۶)

کورس نمبر:(11) نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔(مُصَنَّف عبد الرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نماز پڑھنے کے طریقے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

جواب: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف **”نماز کے احکام“** میں نماز کا طریقہ لکھتے ہیں: باوُضُو قبلہ رُو اِس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار اُنگل کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جایئے کہ انگوٹھے کان کی لَو سے چھو جائیں اور اُنگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خوب کھلی بلکہ اپنی حالت پر (NORMAL) رکھیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں نظر سجدہ کی جگہ ہو۔ اب جو نَماز پڑھنا ہے اُس کی نِیَّت یعنی دل میں اس کا پکّا اِرادہ کیجئے ساتھ ہی زَبان سے بھی کہہ لیجئے کہ زیادہ اچھا ہے (مثلاً نِیَّت کی میں نے آج کی ظہر کی چار رَکعت فرض نماز کی، اگر باجماعت پڑھ رہے ہیں تو یہ بھی کہہ لیں ”پیچھے اس اِمام“ کے) اب تکبیر تحریمہ یعنی ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لایئے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھئے کہ سیدھی ہتھیلی کی گدّی اُلٹی ہتھیلی کے سرے پر اور بیچ کی تین اُنگلیاں اُلٹی کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا (یعنی

چھوٹی انگلی) کلائی کے اَغل بغل ہوں۔ اب اس طرح ثنا پڑھئے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

پھر تعوُّذ پڑھئے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط پھر مکمّل سُورَۂ فاتِحہ پڑھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٤﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٥﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴿٦﴾ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾

سُورَۂ فاتِحہ ختم کر کے آہستہ سے "اٰمِیْن" کہئے۔ پھر تین آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا کوئی سُورت مَثَلاً سُورَۂ اِخلاص پڑھئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾

اب "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے ہوئے رُکوع میں جائیے اور گھٹنوں کو اس طرح ہاتھ سے پکڑیئے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر اور اُنگلیاں اچّھی طرح پھیلی ہوئی ہوں۔ پیٹھ بچھی ہوئی اور سر پیٹھ کی سِیدھ میں ہو، اُونچا نیچا نہ ہو اور نظر قدموں پر ہو۔ کم از کم تین بار رُکوع کی تسبیح یعنی "سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْم" کہئے۔ پھر تَسْمِیع یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیے، اِس کھڑے ہونے کو "قَوْمَہ" کہتے ہیں۔ اگر آپ مُنْفَرِد ہیں یعنی اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں تو اِس کے بعد کہئے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد پھر "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے ہوئے اِس طرح سجدے میں جائیے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھئے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اِس طرح سر رکھئے کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور یہ خاص خیال رکھئے کہ ناک کی نوک نہیں بلکہ ہڈّی لگے اور پیشانی زمین پر جم جائے، نظر ناک پر رہے، بازو کو کروٹوں سے، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھئے۔ (ہاں! اگر صَف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے لگائے رکھئے) اور دونوں پاؤں کی دسوں اُنگلیوں کا رُخ اِس طرح قبلہ کی طرف رہے کہ دسوں اُنگلیوں کے پیٹ (یعنی اُنگلیوں کے تلووں کے اُبھرے ہوئے حصّے) زمین پر لگے رہیں۔ ہتھیلیاں بچھی رہیں اور اُنگلیاں "قبلہ رُو" رہیں مگر کلائیاں زمین سے لگی ہوئی مت رکھئے۔ اور اب کم اَز کم تین بار سجدے کی تسبیح یعنی "سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" پڑھئے۔ پھر سر اس طرح اٹھایئے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں۔ پھر سیدھا قدم کھڑا کر کے اُس کی اُنگلیاں قبلہ رُخ کر دیجئے اور اُلٹا قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جایئے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر

گھٹنوں کے پاس رکھیے کہ دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں قبلہ کی جانب اور اُنگلیوں کے سِرے گھٹنوں کے پاس ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ پھر کم اَز کم ایک بار سُبْحٰنَ الله کہنے کی مقدار ٹھہریئے (اِس وقفہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی کہہ لینا مستحب ہے) پھر "اَللهُ اَکْبَر" کہتے ہوئے پہلے سجدے ہی کی طرح دوسرا سجدہ کیجئے۔ اب اسی طرح پہلے سر اُٹھایئے پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جایئے۔ اُٹھتے وقت بغیر مجبوری زمین پر ہاتھ سے ٹیک مت لگایئے۔ یہ آپ کی ایک رَکعت پوری ہوئی۔ اب دوسری رکعت میں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر اَلْحَمْد اور سورت پڑھئے اور پہلے کی طرح رُکوع اور سجدے کیجئے، دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد سیدھا قدم کھڑا کرکے اُلٹا قدم بچھا کر بیٹھ جایئے دو رَکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا قعدہ کہلاتا ہے اب قعدہ میں تَشَہُّد پڑھئے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبٰتُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ط

جب تَشَہُّد میں لفظِ "لَا" کے قریب پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور اَنگوٹھے کا حلقہ بنا لیجئے اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی اُنگلی) اور بِنْصَر یعنی اس کے برابر والی اُنگلی کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور (اَشْهَدُ اَنْ کے فوراً بعد) لفظِ "لَا" کہتے ہی کلمے کی اُنگلی اُٹھایئے مگر اس کو اِدھر اُدھر مت ہلایئے اور لفظ "اِلَّا" پر گرا دیجئے اور فوراً سب اُنگلیاں سیدھی کر لیجئے۔ اب اگر دو سے زِیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو "اَللهُ اَکْبَر" کہتے ہوئے کھڑے ہو جایئے۔ اگر فرض نماز پڑھ رہے ہیں تو تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" اور "اَلْحَمْدُ" شریف پڑھئے! سورت ملانے کی ضرورت نہیں۔ باقی اَفعال اِسی طرح بجالایئے اور اگر سُنَّت و نَفْل ہوں تو "سورۂ فاتِحہ" کے بعد سورت بھی ملایئے (ہاں! اگر اِمام کے پیچھے نَماز پڑھ رہے ہیں تو کسی بھی رَکعت کے قِیام میں قراءَت نہ کیجئے خاموش کھڑے رہئے) پھر چار رَکعتیں پوری کرکے قعدۂ اخیرہ میں تَشَہُّد کے بعد دُرُودِ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

پھر کوئی سی دُعائے ماثُورہ پڑھئے، مَثَلًا یہ دُعا پڑھ لیجئے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھ لیجئے کہ مستحب ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

پھر نماز ختم کرنے کے لئے پہلے دائیں کندھے کی طرف منہ کر کے "**اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ**" کہئے اور اسی طرح بائیں طرف۔ اب نَماز ختم ہوئی۔ (مراقی الفلاح معه حاشية الطحطاوی ، ص۲۷۸ ، غنية المتملی ، ص۲۹۸)

کورس نمبر:(12)اقتدا کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: جب جمعرات کا دن آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فِرِشتوں کو بھیجتا ہے، جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جُمُعہ (یعنی جُمعرات اور جُمعہ کی دَرمیانی شب) مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (کَنزُ العُمّال، ج۱، ص۲۵۰، حدیث ۲۱۷۴)

یا نبی! تجھ پہ لاکھوں دُرُود و سلام، اس پہ ہے ناز مجھ کو ہوں تیرا غُلام

اپنی رحمت سے تُو شاہِ خَیرُ الاَنام، مجھ سے عاصی کا بھی ناز بَردار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں اقتداء کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: مقتدی کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: مقتدی کی چار قسمیں ہیں: **(۱)**۔۔۔ مدرک۔ **(۲)**۔۔۔ لاحق۔ **(۳)**۔۔۔ مسبوق۔ **(۴)**۔۔۔ لاحق مسبوق۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

سوال: مدرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: مدرک اس نمازی کو کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ ("الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی احکام المسبوق...إلخ، ج۲، ص۴۱۴)

سوال: لاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب: لاحق وہ مقتدی ہے جو امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعدِ اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، جیسے نماز میں اسے حَدَث ہو گیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

سوال: مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسبوق وہ مقتدی ہے جو امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔
(بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

سوال: لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جواب: لاحق مسبوق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی احکام المسبوق...إلخ، ج۲، ص۴۱۴)

سوال: لاحق کس طرح نماز پڑھے گا؟

جواب: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کرے گا، نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیتِ اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہو گا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہو گا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہو گا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہو لیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہو گئی، مگر گنہگار ہوا۔

اسی طرح اگر تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہو لے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہو گئی اور گنہگار ہوا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لواِتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۱۶)

سوال: مسبوق کے احکام کیا ہیں؟

جواب: مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہو لے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے گا۔

مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو إتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۱۶۔۴۱۷)

سوال: مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کیسے ادا کرے گا؟

جواب: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد (یعنی رکعت کی تعداد) میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جو اب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۱۸)

سوال: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہو گئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔ (''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو إتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۲۲)

سوال: لاحق مسبوق کا کیا حکم ہے؟

جواب: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سو تارہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ قراءت کے ساتھ پڑھے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۱۶)

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔(ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۴۹۰ حدیث ۹۰۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اقتداء صحیح ہونے کے لئے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: اقتداء صحیح ہونے کے لئے 13 شرائط ہیں:

(۱)۔۔۔نیتِ اقتدا: یعنی امام کی اقتدا کی نیّت کرنا۔

(۲)۔۔۔نیتِ اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا: یعنی نیت کرتے ہی تکبیرِ تحریمہ کہہ لی جائے یا تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کی ہو پھر تکبیر تحریمہ کہی، بشرطیکہ پہلے نیت ہونے کی صورت میں کوئی اجنبی کام نیت و تحریمہ میں جدائی ڈالنے والا نہ ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ نیت کرلی پھر کوئی اور کام مثلاً کھانا کھالیا اور اب دوبارہ نئی نیت نہیں کی بلکہ اسی نیت پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کردی ایسی صورت میں اقتداء درست نہیں ہوگی۔

(۳)۔۔۔امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا: (یعنی) امام یا مقتدی میں سے کوئی ایک سوار ہو تو دوسرا پیدل نہ ہو۔ ()''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ ھل یسقط...إلخ، ج۲، ص۳۹۵

(۴)۔۔۔دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو متضمن ہو: یعنی اگر امام نفل پڑھ رہا ہے اور مقتدی بھی نفل تو ایک ہی نماز ہوگی اگر امام نفل پڑھ رہا ہے اور مقتدی فرض تو اقتداء درست نہیں ہوگی۔ ہاں! اگر امام کی نماز مقتدی کی نماز کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہو تو اقتداء درست ہوگی جیسے امام فرض پڑھ رہا ہو اور مقتدی نفل کی نیت کر لے تو اقتداء درست ہو جائے گی کیونکہ فرض کے اندر نفل موجود ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۶)

(۵)۔۔۔امام کی نماز کا مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا:

(۶)۔۔۔امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا: یعنی امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتداء صحیح نہ ہوئی مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کئے امامت کی، حنفی اس کی اقتداء نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز باطل ہوگی اور اگر

امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتداء صحیح نہیں ہے جبکہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضوِ تناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کئے بھول کر امامت کی حنفی اس کی اقتداء کر سکتا ہے اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبرٰی، ج۲، ص۳۳۹)

اور اگر شافعی امام عورت کو چھونے کے بعد جان بوجھ کر نماز پڑھائی تو حنفی مقتدی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کہ امام کے مذہب پر نماز صحیح نہیں۔

(۷)۔۔۔شرائط کی موجودگی میں عورت کا محاذی (یعنی برابر) نہ ہونا: یعنی عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا اس وقت مرد کے لئے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹)

(۸)۔۔۔مقتدی کا امام سے مقدم (یعنی آگے) نہ ہونا: یعنی اگر امام کے برابر کھڑا ہو تو یہ ضروری ہے کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گٹا (یعنی ایڑی) امام کے گٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۹)۔۔۔امام کے انتقالات کا علم ہونا: یعنی امام اِس وقت رکوع میں ہے یا سجدہ میں اس کا علم ہونا ضروری ہے خواہ یہ علم امام کی آواز سن کر ہو یا مکبر کی آواز سے۔

(۱۰)۔۔۔امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہونا: یعنی امام اگرچہ مسافر ہی کیوں نہ ہو اس کی اقتداء درست ہو جائے گی جبکہ اس امام کا مسافر یا مقیم ہونے کا علم ہو۔

(یہ حقیقۃً صحتِ اقتداء کی شرط نہیں بلکہ حکمِ صحتِ اقتداء کے لئے شرط ہے لہٰذا بعدِ نماز اگر حال معلوم ہو جائے نماز صحیح ہو گئی۔)

(۱۱)۔۔۔ارکان کی ادا میں شریک ہونا: یعنی جب امام قیام کرے تو مقتدی بھی قیام میں ہو اس کے بعد رکوع سجود وغیرہ میں شامل رہے۔ امام سے پہلے رکوع و سجود وغیرہ ارکان ادا نہ کرے۔

(۱۲)۔۔۔ارکان کی ادا میں مقتدی کا امام کے مثل ہونا یا کم ہونا: یعنی اگر مقتدی رکوع و سجود پر قادر ہے تو امام بھی رکوع و سجود پر قادر ہو، اگر امام رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی کھڑے یا بیٹھے رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو تو اس کے پیچھے اس کی نماز نہیں ہو گی جو رکوع و سجود پر قادر ہے، ہاں! اگر مقتدی بھی رکوع و سجود سے عاجز ہے تو ہو جائے گی۔
(''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ... إلخ، ج۲، ص۳۹۱)

(۱۳)۔۔۔یونہی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا: یعنی نماز کی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا مثلاً مقتدی کا ستر چھپا ہو اور امام کا ستر کھلا ہو تو ستر چھپانے والے مقتدی کی نماز نہ ہو گی۔ (بہار شریعت، ج۱، ص۵۶۲ تا ۵۶۷، ماخوذا)

سوال: اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ میں چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا، مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰)

جماعت پانے کا بیان

سوال: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی (یعنی ابھی پہلی رکعت میں ہے) کہ جماعت قائم ہو گئی تو کیا کرے؟

جواب: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (''تنویر الأبصار'' و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۶۔۶۱۰)

سوال: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہو گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہو سکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی إدراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۱۹)

سوال: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو اب کیا کرے؟

جواب: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں، پھر جماعت میں شامل ہو جائے۔

(''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ... إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

سوال: اور اگر دو پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اور اگر دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

سوال: اور اگر تین پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اور اگر تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہو گا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

سوال: جماعت قائم ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کرے گا اگرچہ پہلی رکعت کا ابھی تک سجدہ نہ کیا ہو۔ جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔

(''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۸) (''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۸

سوال: نفل شروع کیا تھا اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل شروع کیا تھا اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔

(''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۱)

سوال: جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو کیا کرے؟

جواب: جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔

(''تنویر الأبصار'' و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۱۱)

سوال: سنت یا قضا نماز شروع کی اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: سنت یا قضا نماز شروع کی اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو پوری کر کے شامل ہو۔

(''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۶)

سوال: نماز کیسے توڑے گا؟

جواب: نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی حاجت نہیں، کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج١، ص١١٩)

کورس نمبر:(13)احکامِ مسجد کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا: ”دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔“ (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مسجد کے احکام کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

مسجد کا پانی

سوال: کیا مسجد کا پانی گھروں یا دوسری کسی جگہ استعمال کرسکتے ہیں؟

جواب: مسجد کے سقائے یا حوض جو اہلِ جماعتِ مسجد کی طہارت کو بھرے جاتے ہیں اگر مالِ وقف سے بھرے گئے ہوں تو مطلقاً جب تک ابتدا سے واقف (یعنی وقف کرنے والے) کی اجازت ثابت نہ ہو اور نہ کسی نے اپنی ملک سے بھروائے ہوں تو بے اس کی اجازتِ قدیم خواہ جدید کے گھروں میں ان کا پانی اگرچہ طہارت ہی کے لئے لے جانا روا نہیں، طہارت ہو جائے گی مگر گناہ ہو گا۔ (خصوصاً) جاڑوں (سردیوں) میں کہ سقائے گرم کئے جاتے ہیں بعض لوگ گھروں میں پانی لے جاتے ہیں اس میں بہت احتیاط چاہئے کہ غالباً بے صورتِ جواز واقع ہوتا ہے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۲، کتاب الطہارۃ، ص ۴۹۰)

(لہٰذا جب یقینی طور پر معلوم ہو کہ اس پانی کو ذاتی استعمال کرسکتے ہیں تو ہی استعمال کیجیے۔)

مسجد کے چندے کے مصارف

سوال: مسجد کے نام پر کیا ہوا چندہ کیا گیارہویں شریف کی نیاز کے کھانے پر صرف کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی مسجد کا قدیم سے عرف چلتا آرہا ہے تو گیارہویں شریف اس مسجد کے چندے سے کر سکتے ہیں ورنہ نہیں کر سکتے۔چندے کا اصول یہ ہے کہ جس مدّ(یعنی عنوان) میں وصول کیا اس کے علاوہ کسی اور مد میں استعمال کرنا گناہ ہے۔

سوال: مسجد کے صندوقچے کا جمع شدہ چندہ نیز جمعہ یا بڑی راتوں کو مسجد کے لئے جو چندہ ملتا ہے وہ کس طرح استعمال کیا جائے؟

جواب: مسجد کے نام پر ملا ہوا چندہ وہاں کے عرف(یعنی رواج) کے مطابق استعمال کرنا ہوگا مثلاً امام،موٴذن اور خادم کی تنخواہیں،مسجد کی بجلی کا بل،عمارتِ مسجد یا اس کی اشیا کی حسبِ ضرورت مرمت،ضرورتِ مسجد کی چیزیں مثلاً لوٹے،جھاڑو،پائیدان،بتی پنکھے،چٹائی وغیرہ۔میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت،الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ایک مبارک فتوے کا اقتباس غور سے ملاحظہ فرمایئے ان شاءاللہ عزوجل اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔چنانچہ فرماتے ہیں: یہاں حکمِ شرعی یہ ہے کہ اوقاف(یعنی وقف کی ہوئی چیزوں) میں پہلی نظر شرطِ واقف(یعنی وقف کرنے والے کی شرط) پر ہے(کہ) یہ زمین ودکانیں اس نے جس غرض کے لئے مسجد پر وقف کی ہوں ان میں صرف کیا جائے گا اگرچہ وہ افطاری وشیرینی وروشنیٔ ختم(شریف) ہو،اور اس کے سوا دوسری غرض میں اس کا صرف کرنا حرام حرام سخت حرام، اگرچہ وہ بنائے مدرسہ دینیہ ہو۔واقف کی شرط ایسے ہی واجب العمل ہے جیسے شارع کی نص(یعنی قرآن وحدیث کا حکم) حتیٰ کہ اگر اس نے صرف تعمیرِ مسجد کے لئے(رقم) وقف کی تو مرمتِ شکست وریخت (یعنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت) کے سوا مسجد کے لوٹے چٹائی میں بھی صرف نہیں کر سکتے(اور) افطاری وغیرہ(تو) درکنار، اور اگر مسجد کے مصارف رائجہ فی المساجد(یعنی مسجدوں میں جن چیزوں میں خرچ کرنے کا عرف ہو ان) کے لئے وقف ہے تو بقدر معہود(یعنی عرف کی مقدار میں) شیرینی وروشنیٔ ختم(شریف) میں صرف(یعنی خرچ کرنا) جائز(مگر) افطاری و مدرسہ میں ناجائز،نہ اسے تنخواہ مدرسین وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں کہ یہ اشیاء مصارفِ مسجد(یعنی مسجد کے اخراجات) سے نہیں۔جب خود واقف کے لئے اِحداث(یعنی نئی چیز شروع کرنا) وقف میں جائز نہیں تو محض اجنبی شخص

کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے اور اگر اس نے ان چیزوں کی بھی صراحت (یعنی واضح لفظوں میں) اجازت شرائطِ وقف میں رکھی یا مصارف خیر کی تعمیم (تَعْ۔مِیْم) کردی (یعنی ہر قسم کا اچھا کام کرسکتے ہیں یہ کہہ دیا) یا یوں کہا کہ دیگر مصارفِ خیر حسب صواب دید متولّی (یعنی متولی کو دیگر بھلائی کے مصارف میں خرچ کرنے کے کلی اختیارات دئے) تو ان میں بھی مطلقاً یا حسبِ صواب دید متولّی (یعنی متولی کی صواب دید کے مطابق) صرف ہو سکے گا۔ غرض ہر طرح اس کی شرائط کا اِتباع کیا جائے گا اور اگر شرائط معلوم نہیں تو اس کے متولیوں کا قدیم (یعنی شروع ہی) سے جو عمل درآمد رہا اس پر نظر ہو گی، اگر ہمیشہ سے افطاری وشیرینی وروشنیٔ ختم (شریف) کل یا بعض میں صرف ہوتا رہا (تو) اس میں اب بھی ہو گا ورنہ اصلاً نہیں اور اِحداث مدرسہ (یعنی نیا مدرسہ بنانا) بالکل ناجائز۔ قدیم سے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا حُدُوث (یعنی وجود میں آنا) معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ یہ بلا شرط بعد کو حادث ہوا (یعنی پہلے نہ تھا بعد میں جاری ہوا) تو قدیم نہیں اگرچہ سو برس سے ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۶، ص۴۸۶،۴۸۵)

آدابِ مسجد

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدّدِ دین وملت، الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ملفوظات شریفہ سے بعض آدابِ مسجد پیش خدمت ہیں:

- مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا، جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
- وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک بھی پانی کی چھینٹ فرشِ مسجد پر نہ گرے۔

(یاد رکھئے! اعضائے وضو سے وضو کے پانی کے قطرے فرشِ مسجد پر گرانا، ناجائز ہے)

- مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت (مثلاً صحن میں داخل ہوں تب بھی اور صحن سے اندرونی حصّے میں جائیں جب بھی) سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی سیدھا قدم رکھیں اور جب وہاں سے ہٹیں تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھیں (یعنی آتے جاتے ہر بچھی ہوئی صف پر پہلے سیدھا قدم رکھیں) یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے، پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو (بھی) سیدھا قدم اتارے۔

۞ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کریں آہستہ آواز نکلے،اسی طرح کھانسی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو، خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم (یعنی بزرگ) کے سامنے بے تہذیبی ہے۔

حدیث میں ہے،"ایک شخص نے دربارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈکار لی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔"(شرح السنتہ،ج۷ص۲۹۴،حدیث:۲۹۴۴)

۞ جماہی میں آواز کہیں بھی نہیں نکالنی چاہئے۔اگرچہ مسجد سے باہر تنہا ہو کیونکہ یہ شیطان کا قہقہہ ہے۔جماہی جب آئے حتیٰ الامکان منہ بند رکھیں منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔اگر یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالیں اور اس طرح بھی نہ رکے تو حتی الامکان منہ کم کھولیں اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لیں۔چونکہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں لہذا جماہی آئے تو یہ تصور کریں کہ "انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جماہی نہیں آتی۔"ان شاءاللہ عزوجل فوراً رک جائے گی۔

۞ تمسخر (یعنی مسخرہ پن) ویسے ہی ممنوع ہے مسجد میں سخت ناجائز۔

۞ مسجد میں ہنسا منع ہے کہ قبر میں تاریکی (یعنی اندھیرا) لاتا ہے۔موقع کے لحاظ سے تبسم میں حرج نہیں۔

۞ مسجد کے فرش پر کوئی چیز پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے۔موسمِ گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی، چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اس کی ممانعت ہے۔غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔(مسجد میں ٹوپی،چادر وغیرہ بھی نہ پھینکیں،اسی طرح چادر یا رومال سے فرش اس طرح نہ جھاڑیں کہ آواز پیدا ہو)۔

۞ مسجد میں حدث (یعنی ریح خارج کرنا) منع ہے ضرورت ہو تو (جو اعتکاف میں نہیں وہ) باہر چلے جائیں۔لہذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اِخراج ریح کی حاجت نہ ہو۔کہ معتکف اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔(البتہ احاطۂ مسجد میں موجود بیت الخلاء میں ریح خارج کرنے کے لئے جاسکتا ہے)۔

✿ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ یہ خلاف آدابِ دربار ہے۔حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی مسجد میں تنہا بیٹھے تھے،پاؤں پھیلا لیا،گوشۂ مسجد سے ہاتف نے آواز دی،"ابراہیم!بادشاہوں کے حضور میں یوں ہی بیٹھتے ہیں؟"معاً(یعنی فوراً)پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

(چھوٹے بچوں کو بھی پیار کرتے،اٹھاتے اور لٹاتے وقت احتیاط کریں کہ ان کے پاؤں قبلہ کی طرف نہ ہوں اور پیشاب(یعنی پوٹی کرواتے)وقت بھی ضروری ہے کہ ان کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو)

✿ استعمالی جوتا مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت،حصہ دوم،ص۳۲۳)

مسجدیں خوشبودار رکھئے!

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں:حضور پر نور،شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ صاف اور خوشبودار رکھی جائیں۔"(ابوداؤد،ج۱،ص۱۹۷،حدیث:۴۵۵)

پیارے اسلامی بھائیو!معلوم ہوا مسجدیں بنانا اور انہیں عود و لوبان اور اگر بتی وغیرہ سے خوشبودار رکھنا کارِ ثواب ہے۔مگر مسجد میں دیا سلائی(یعنی ماچس کی تیلی)نہ جلایئے کہ اس سے بارود کی بدبو نکلتی ہے اور مسجد کو بدبو سے بچانا واجب ہے۔اتنی دور باہر سے لوبان یا اگر بتی وغیرہ سلگا کر مسجد میں لایئے کہ بارود کا بدبودار دھواں اندر نہ آنے پائے،اگر بتیوں کو کسی بڑے طشت وغیرہ میں رکھنا ضروری ہے تاکہ اس کی راکھ مسجد کے فرش وغیرہ پر نہ گرے۔

منہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام ہے

پیارے اسلامی بھائیو!بھوک سے کم کھانے کی عادت بنایئے یعنی ابھی خواہش باقی ہو ہاتھ روک لیجئے۔اگر خوب ڈٹ کر کھاتے رہے اور وقت بے وقت سیخ کباب،برگر،آلو چھولے،پزے،آیسکریم،ٹھنڈی بوتلیں وغیرہ پیٹ میں پہنچاتے رہے،جس سے پیٹ خراب ہو گیا اور خدانخواستہ "گندہ دہنی"یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری لگ گئی تو سخت امتحان ہو جائے گا،کیونکہ منہ سے بدبو آتی ہو تو مسجد کا داخلہ حرام ہے،یہاں تک کہ جس وقت منہ سے بدبو آ رہی ہو اس وقت باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بھی مسجد میں آنا گناہ ہے۔چونکہ فکر آخرت کی کمی کے باعث لوگوں کی بھاری اکثریت میں کھانے کی حرص زیادہ اور آج کل ہر طرف "فوڈ کلچر"کا دور دورہ ہے،اس وجہ سے ایک تعداد ہے جن کے منہ سے

بدبو آتی ہے۔(میرے شیخِ طریقت، امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں)"مجھے بارہا کا تجربہ ہے کہ جب کوئی منہ قریب کرکے بات کرتا ہے تو اس کے منہ کی بدبو کے سبب سانس روکنا پڑتا ہے"۔

بعض اوقات امام و مؤذن کو بھی گندہ دہنی کا مرض ہو جاتا ہے، ایسا ہو تو انہیں فوراً چھٹیاں لے کر علاج کروانا چاہئے، کیونکہ منہ میں بدبو ہونے کی صورت میں مسجد کے اندر داخل ہونا حرام ہے۔افسوس!بدبو دار منہ والے کئی افراد معاذاللہ عزوجل مسجد کے اندر معتکف بھی ہو جاتے ہیں۔رمضان المبارک میں کباب سموسے اور دیگر تلی ہوئی چیزیں اور طرح طرح کی مُرَغَّن غذائیں ٹھونس ٹھانس کر کھانے کے سبب منہ کی بدبو کے مریضوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ سادہ غذا اور وہ بھی بھوک سے کم کھائے اور ہاضمہ درست رکھے۔ صرف منہ ہی کی بدبو نہیں ہر طرح کی بدبو سے مسجد کو بچانا واجب ہے۔

منہ میں بدبو ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے

فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۳۸۴ پر ہے: منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں (گھر میں پڑھی جانے والی) نماز بھی مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کرلے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچانی حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بھی بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔حدیث میں ہے: جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں فرشتے بھی اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔(مسلم، ص ۲۸۲، حدیث:۵۶۴)

بدبودار مرہم لگا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جس کے بدن میں بدبو ہو کہ اس سے نمازیوں کو ایذا ہو مثلاً معاذاللہ گندہ دہن(یعنی جس کو منہ سے بدبو آنے کی بیماری ہو)، گندہ بغل(یعنی جس کو بغل سے بدبو آنے کا مرض ہو) یا جس نے خارش وغیرہ کے باعث گندھک ملی یا کوئی سا بدبودار مرہم یا لوشن لگایا ہو، اسے بھی مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔(فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۸، ص۷۲)

کچی پیاز کھانے سے بھی منہ بدبودار ہو جاتا ہے

کچی مولی، کچی پیاز، کچا لہسن اور ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اسے کھا کر مسجد میں اس وقت تک جانا جائز نہیں جب تک کہ ہاتھ منہ وغیرہ میں بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے پیاز، لہسن یا گندنا(لہسن سے

مشابہ ایک ترکاری) کھائی وہ ہماری مسجد کے قریب ہر گز نہ آئے۔ اور فرمایا: اگر کھاناہی چاہتے ہو تو پکا کر اس کی بو دور کر لو۔(مسلم،ص۲۸۲،حدیث:۵۶۴)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمتہ اللہ القوی فرماتے ہیں: مسجد میں کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔ اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے گَنْدَنا(یہ لہسن سے ملتی جلتی ترکاری ہے) مولی، کچا گوشت اور مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہو، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ (یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) یا کوئی بدبودار زخم ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو جب تک بو منقطع (یعنی ختم) نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔(بہارشریعت،ج۱،ص۱۵۴)

کورس نمبر: (14) موت اور غسلِ میت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ“ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (معجم کبیر ج۵ ص۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”عبادات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں موت اور غسلِ میت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ جان کنی کی علامات کیا ہیں؟

(2)۔۔۔ جان کنی کے وقت کیا کرنا چاہئے؟

(3)۔۔۔ جب روح نکل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

(4)۔۔۔ تجہیز کسے کہتے ہیں؟

(5)۔۔۔ میت کو غسل دینے کا طریقہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سوال: جان کنی کی علامات کیا ہیں؟

جواب: پاؤں کا سست ہو جانا کہ کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا، منہ کی کھال کا سخت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

سوال: جان کنی کے وقت کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔
("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۱،)

جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں:
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔
("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۰.)

جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں! اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہو۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.)

قریب الموت کو تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیز گار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.)

سوال: جب روح نکل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب روح نکل جائے تو درج ذیل کام کریں:

(۱)۔۔۔ ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ (یعنی گانٹھ) دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔

(۲)۔۔۔ آنکھیں بند کر دی جائیں۔ اور آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے: **بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ**
("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۷)

(۳)۔۔۔ انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دئے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱)

(۴)۔۔۔ اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷)

(۵)۔۔۔ میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الأول،ج۱،ص۱۵۷)

(۶)۔۔۔ اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الأول،ج۱،ص۱۵۷)

(۷)۔۔۔ اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔

("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص۱۳۱)

کہ حدیث میں ہے،"میّت اپنے دَین(یعنی قرض) میں مقید ہے۔" ایک روایت میں ہے،"اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔" ("جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء عن النبي انه قال...الخ، الحدیث:۱۰۸۱،ج۲،ص۳۴۱)

سوال: تجہیز کسے کہتے ہیں؟

جواب: تجہیز بابِ تفعیل سے جَھَّزَ فعل کا مصدر ہے جس کا معنی تیار کرنا،سامانِ ضرورت دینا ہے۔ پس اصطلاح شرع میں تجہیز سے مراد میت کو غسل وکفن دے کر دفن کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔

سوال: میّت کو غسل دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الثاني،ج۱،ص۱۵۸)

سوال: میت کے غسل وکفن و دفن میں جلدی کرنا چاہیے یا تاخیر؟

جواب: غسل وکفن و دفن میں جلدی کرنا چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص۱۳۱)

سوال: غسلِ میت کا طریقہ بیان کر دیں۔

جواب: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میّت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میّت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے،ہاں! کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں

اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیر و سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتّے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت، جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸)

سوال: میت کی داڑھی میں کنگھی کرنا اور ناخن و بال کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں! اگر ناخن ٹوٹا ہو تو الگ کر سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸)

کورس نمبر: (15) میت کے کفن کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔ (اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج۵ ص۲۷۷ حدیث ۸۱۷۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں میت کے کفن کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔میت کو کفن دینے کا کیا حکم ہے؟

(2)۔۔۔کفن کے کتنے درجے اور کون کون سے ہیں؟

(3)۔۔۔کفن کی مقدار کا بیان

(4)۔۔۔کفن کا کپڑا کیسا ہونا چاہیے؟

(5)۔۔۔کفن پہنانے کا کیا طریقہ ہے؟

(6)۔۔۔بیوی کا کفن کس پر واجب ہے؟

(7)۔۔۔فقیر و مسکین کا کفن کس پر لازم ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سوال: میت کو کفن دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے یعنی بعض لوگوں نے دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔

سوال: کفن کے کتنے درجے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱)---کفنِ سنّت۔ **(۲)---**کفنِ کفایت۔ **(۳)---**کفنِ ضرورت۔(بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

سوال: مرد کے لئے سنّت کفن کیا ہے؟

جواب: مرد کے لئے سنت کفن تین کپڑے ہیں:

(۱)---لفافہ۔ **(۲)---**اِزار۔ **(۳)---** قمیص۔(بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

سوال: عورت کے لئے سنّت کفن کیا ہے؟

جواب: عورت کے لئے سنت کفن پانچ کپڑے ہیں:

(۱)---لفافہ۔ **(۲)---**اِزار۔ **(۳)---** قمیص۔ **(۴)---**اوڑھنی۔ **(۵)---**سینہ بند۔(بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

سوال: مرد وعورت کے لئے کفنِ کفایت کیا ہے؟

جواب: کفنِ کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں:

(۱)---لفافہ۔ **(۲)---**اِزار۔

اور عورت کے لئے تین۔ **(۱)---**لفافہ **(۲)---**اِزار **(۳)---**اوڑھنی۔

یا **(۱)---**لفافہ۔ **(۲)---** قمیص۔ **(۳)---**اوڑھنی۔ بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔

("الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في الکفن، ج۳، ص۱۱۵)

سوال: مرد وعورت کے لئے کفنِ ضرورت کیا ہے؟

جواب: کفنِ ضرورت دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو میّسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص ۱۱۲۔۱۱۶)

سوال: لفافہ، ازار، قمیص، اوڑھنی اور سینہ بند کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟

جواب: ان سب کی مقدار (یعنی لمبائی چوڑائی) درج ذیل ہے:

(۱)---لفافہ: یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میّت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

(۲)---اِزار: یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ تھا۔

(۳)۔۔۔ قمیص: جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف۔

(۴)۔۔۔ اوڑھنی: تین ہاتھ کی ہونی چاہیۓ یعنی ڈیڑھ گز۔

(۵)۔۔۔ سینہ بند: پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۰)

سوال: کفن کا کپڑا کیسا ہونا چاہیۓ؟

جواب: کفن اچھا ہونا چاہیۓ یعنی مرد عیدین وجمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیۓ۔ حدیث میں ہے، "مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں، سفید کفن بہتر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔" ("غنیۃ المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۱۔۵۸۲)

سوال: کفن پہنانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میّت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈالدیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنت ہے پھر بدستور اِزار ولفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.)

سوال: بیوی کا کفن کس پر واجب ہے ؟

جواب: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشر طیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.)

سوال: فقیر و مسکین کا کفن کس پر لازم ہے ؟

جواب: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے ہمارے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر لوگوں سے سوال کر لیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۲۰)

کورس نمبر:(16)نمازِ جنازہ اور دفنِ میت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔(ابنِ عساکر ج ۶۱ ص ۳۸۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نمازِ جنازہ اور دفنِ میت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنتیں اور آداب کیا ہیں؟

(2)۔۔۔نمازِ جنازہ کا بیان

(3)۔۔۔دفنِ میت کا بیان

(4)۔۔۔دفن کرنے کے بعد کئے جانے والے کام

سوال: جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنتیں اور آداب کیا ہیں؟

جواب: جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنتیں اور آداب درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص ۱۳۹)

(۲)۔۔۔ سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلاضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲)

(۳)۔۔۔ سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے، "جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔" نیز حدیث میں ہے، "جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔"

(۔"الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۹)

(۴)۔۔۔ جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، دیگر سامان کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔ ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

('الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۵۸۔۱۵۹)

(۵)۔۔۔ چھوٹا بچّہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لئے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔("غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۹۲.)

(۶)۔۔۔ میّت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲)

(۷)۔۔۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲)

(۸)۔۔۔ جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہئے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔("صغیری"، فصل في الجنائز، ص۲۹۲)

سوال: نمازِ جنازہ فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ؟ اگر فرضِ کفایہ ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ نیز غائبانہ نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: **نمازِ جنازہ** "فرضِ کفایہ" ہے یعنی کوئی ایک بھی ادا کرلے تو سب بَرِیُّ الذِّمَّہ ہوگئے ورنہ جن جن کو خبر پہنچی تھی اور نہیں آئے وہ سب گنہگار ہوں گے۔ اِس کے لئے جماعت شَرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ اس کی فرضیَّت کا انکار کفر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص ۸۲۵)

سوال: نمازِ جنازہ کے کتنے ارکان اور کتنی سنّتیں ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ کے **دو رُکن** (یعنی فرض) ہیں:

(۱)۔۔۔ چار بار "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنا۔ **(۲)**۔۔۔ قِیام۔

اور اس میں **تین سنّتِ موکدہ** ہیں: **(۱)**۔۔۔ ثَناء۔ **(۲)**۔۔۔ دُرُود شریف۔ **(۳)**۔۔۔ میّت کیلئے دُعا۔

(بہارِ شریعت ج۱ ص۸۲۹)

سوال: نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

جواب: **مُقتدی** اِس طرح نیّت کرے: "میں نیّت کرتا ہوں اِس جنازے کی نَماز کی واسطے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے، دُعا اِس میّت کیلئے، پیچھے اِس امام کے" اب امام و مُقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہتے ہوئے فوراً حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور **ثَناء** پڑھیں۔ اس میں "وَتَعَالٰی جَدُّكَ" کے بعد "وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰـهَ غَیْرُكَ" پڑھیں پھر بِغیر ہاتھ اُٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہیں، پھر **دُرُودِ ابراہیم** پڑھیں، پھر بِغیر ہاتھ اٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہیں اور دُعا پڑھیں (امام تکبیریں بُلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ۔ باقی تمام اَذکار امام و مقتدی سب آہِستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر بغیر ہاتھ اٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہیں اور ہاتھ لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ (نماز کے احکام ص ۳۸۲)

سوال: جوتا چپل پہن کر نمازِ جنازہ پڑھی تو کس چیز کی احتیاط کرنا ضروری ہے؟

جواب: جوتا چپل پہن کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو جوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضَروری ہے اور جوتا اُتار کر اُس پر کھڑے ہو کر پڑھیں تو جوتے کے تلے اور زمین کا پاک ہونا ضَروری نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن ایک سوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: "اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ

سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، احتیاط یہی ہے کہ جوتا اُتار کر اُس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۹ ص۱۸۸)

دفنِ میت کا بیان

سوال: میت کو دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میّت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کرکے بند کردیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵.)

سوال: قبر کی لمبائی چوڑائی کتنی ہونی چاہیئے؟

جواب: قبر کی لمبائی میّت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۴)

سوال: قبر کتنی قسم کی ہوتی ہے؟

جواب: قبر دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱)۔۔۔لحد: کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔

(۲)۔۔۔صندوق: وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے۔

لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں اور شق سے مراد صندوقی قبر ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵.)

سوال: میت کو قبر میں کس جانب سے اتارا جائے؟ نیز اتارنے والا کیا کہے؟

جواب: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔ (۔"الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۶، وغیرہ.)

عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل السادس،ج۱،ص۱۶۶.)

اور میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں: **بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ**۔ اور ایک روایت میں **بِسْمِ اللّٰهِ** کے بعد **وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** بھی آیا ہے۔("تنویر الأبصار"و"رد المحتار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب في دفن المیت،ج۳،ص۱۶۶.)

سوال: میت کو قبر میں کیسے لٹائیں؟

جواب: میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھایا جدھر سرہانا ہونا چاہیے اُدھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص۱۴۰.)

سوال: قبر میں اینٹ لگانا کیسا ہے؟

جواب: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

("الدر المختار"و"رد المحتار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب في دفن المیت،ج۳،ص۱۶۷.)

قبر کے اس حصہ میں جو میّت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل السادس،ج۱،ص۱۶۶،وغیرہ.)

سوال: مٹی کب دی جائے؟ نیز مٹی دیتے وقت کون سی دعا پڑھیں؟

جواب: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے، مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار کہیں: **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ**۔ دوسری بار: **وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ**۔ تیسری بار: **وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى**۔ یا پہلی بار: **اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ**۔ دوسری بار: **اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ**۔ تیسری بار: **اَللّٰهُمَّ زَوِّجْهُ مِنْ حُوْرِ الْعِيْنِ** اور میّت عورت ہو تو، تیسری بار یہ کہیں: **اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ**۔ باقی مٹی ہاتھ یا کُھرپی یا کدال وغیرہ جس چیز سے

ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱.)

سوال: قبر کیسی بنائیں؟

جواب: قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف (یعنی ہلکی سی) زیادہ۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.)

دفنانے کے بعد کرنے والے کام

سوال: قبر میں مُردے کو دفن کرکے کون سے کام کئے جائیں؟

جواب: قبر میں مُردے کو دفن کرکے درج ذیل کام کئے جائیں:

(۱)۔۔۔ مُردے کو تلقین کی جائے۔

(۲)۔۔۔ دفن کے بعد سرہانے سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع الٓمّٓ تا مُفۡلِحُوۡنَ اور قدموں کی طرف آخری رکوع اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے ختمِ سورۃ تک پڑھنا مستحب ہے۔ (جوھرۃ نیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ص ۱۴۱)

(۳)۔۔۔ قبر کے سرہانے قبلہ رُو کھڑے ہو کر اَذان دیجئے کہ میت کے لئے نہایت نفع بخش ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ۵/ ۳۷۰ ماخوذاً)

سوال: قبر میں مردے کو تلقین کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ نیز اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذۡکُرۡ مَا خَرَجۡتَ مِنَ الدُّنۡیَا شَھَادَۃَ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّکَ رَضِیۡتَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّبِالۡقُرۡاٰنِ اِمَامًا

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوّا کی طرف نسبت کرے۔" ("المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ۷۹۷۹، ج۸، ص۲۴۹۔۲۵۰.)
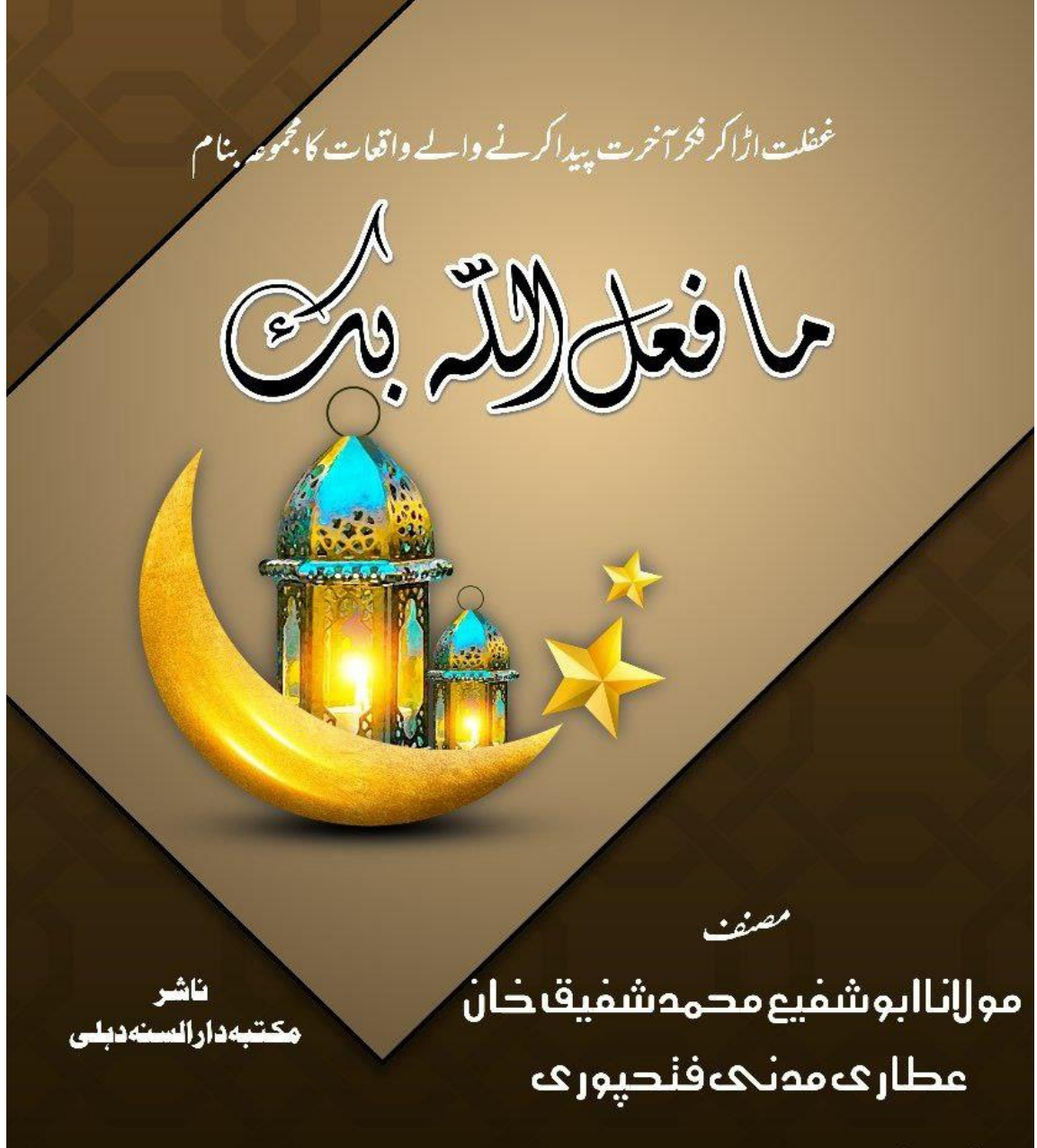
کورس نمبر:(17)روزے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیامت کے روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، تین شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی:یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا:(۱)۔۔۔وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے۔(۲)۔۔۔میری **سُنّت** کو زِندہ کرنے والا۔(۳)۔۔۔مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔(اَلبُدورُ السّافرۃ لِلسُّیُوطی ص ۱۳۱ حدیث ۳۶۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں روزے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: صَوْم کا لغوی اور شرعی معنی کیا ہے؟

جواب: صَوْم کا لغوی معنی مطلقاً اِمساک یعنی رکنا ہے، خواہ کسی چیز سے رکنا ہو، اور شریعت میں صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک اس شخص کا جو روزے کی اہلیت رکھتا ہو یعنی حائضہ اور نفساء، کافر و مجنون نہ ہو کسی چیز کو خواہ وہ مأکول (یعنی کھائی جانے والی چیز) ہو یا غیر مأکول پیٹ میں یا جو پیٹ کا حکم رکھتا ہے مثلاً دماغ میں داخل کرنے سے اور فرج کی شہوت سے خواہ جماع ہو یا جو فرج کی شہوت کا حکم رکھتا ہو مثلاً چھیڑ چھاڑ (جس سے انزال ہو جائے) عبادت کی نیت سے رکنے کا نام صوم ہے۔ روزہ عرفِ شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبحِ صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۴.)

سوال:روزہ رکھنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب:روزہ رکھنے کی چند حکمتیں ہیں:

(۱)۔۔۔پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوّت آتی ہے،اور انسان کے لئے یہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ روح اور نفس گویا ہمارے دوبازو ہیں یا انسانی زندگی کے دو پہیئے،پس پیٹ بھر کر کچھ دن نفس کو غذادو اور بھوکا رہ کر کچھ دن روح کو غذا دو۔

(۲)۔۔۔روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے کہ اگر کوئی ہر ماہ تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو وہ شکمی (یعنی پیٹ کے)امراض سے محفوظ رہے گا۔

(۳)۔۔۔روزہ رکھنے سے فقیر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے جس سے فقراءو مساکین کی امداد کرنے کو دل چاہتا ہے۔

(۴)۔۔۔روزہ رکھنے سے اپنی بندگی اور رب کی مِلکیت کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں کہ گھر میں سب کچھ ہے مگر رب تعالیٰ نے روک دیا تو کچھ استعمال نہیں کرسکتے۔

(۵)۔۔۔روزہ رکھنے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت پڑجاتی ہے،اب اگر کبھی فقر وفاقہ کی حالت درپیش ہو تو وہ صبر سے اسے کاٹ لے گا۔ (اسرار الاحکام ص ۱۸)

سوال:روزوں کے لازم ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب:روزوں کے لازم ہونے کے مختلف اسباب ہیں،مثلاً رمضان کے روزوں کا سبب ماہِ رمضان کا آنا،روزۂ نذر کا سبب منت ماننا،روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔ ("الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص ۱۹۴)

سوال:رمضان کے روزے کس پر فرض ہیں؟

جواب:رمضان کے روزے اداءً رکھنا فرض ہے،اور اگر رمضان میں اداء نہ کرسکا تو بعد رمضان ان کی قضا فرض ہے،اور یہ اس شخص پر فرض ہے جس میں یہ چار شرطیں پائی جائیں:

(۱)۔۔۔مسلمان ہونا: لہٰذا کافر پر رمضان کے روزے فرض نہیں۔ **(۲)۔۔۔عاقل ہونا:** لہٰذا مجنون پر روزۂ رمضان فرض نہیں۔ **(۳)۔۔۔بالغ ہونا:** لہٰذا نابالغ پر روزۂ رمضان فرض نہیں۔ **(۴)۔۔۔روزے کی فرضیت کا علم ہونا:**

یعنی جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا ہو اس کو رمضان کے روزوں کی فرضیت کا علم ہونا لہٰذا جسے علم نہ ہو تو اس پر روزۂ رمضان فرض نہیں اور جو دار الاسلام میں ہو اور مسلمان ہوا، تو اس پر ہر حال میں روزۂ رمضان فرض ہے اگرچہ اس کو روزے کی فرضیت کا علم نہ ہو، کیونکہ دار الاسلام میں روزے کی فرضیت سے بے علم ہونا عذر نہیں ہے۔

(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

سوال:روزے کا رکن کیا ہے؟

جواب:روزے کا رکن اپنے آپ کو کھانے پینے اور جماع سے روکے رکھنا ہے۔(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

سوال:روزے کا حکم کیا ہے؟

جواب: روزے کا حکم یعنی اثر یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کے ذمہ سے فرض اتر جاتا ہے اور آخرت میں ثواب پاتا ہے۔(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

سوال:روزے کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: صاحبِ بہار شریعت، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے روزے کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں:(۱)۔۔۔فرض۔(۲)۔۔۔واجب۔(۳)۔۔۔نفل۔(۴)۔۔۔مکروہِ تنزیہی۔(۵)۔۔۔مکروہِ تحریمی۔

(بہارِ شریعت ج۱،ص۹۶۶)

سوال:فرض روزے کون سے ہیں؟

جواب: فرض روزے کی دو قسمیں ہیں:(۱) معیّن اور (۲) غیر معیّن۔(۱)فرضِ معیّن جیسے ادائے رمضان۔ (۲)فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور ظہار و قتل و قسم کے کفارے کے روزے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۹۶۶)

سوال:واجب روزے کون سے ہیں؟

جواب: واجب کی بھی دو قسمیں ہیں:(۱) معیّن اور (۲) غیر معیّن۔(۱)واجب معیّن جیسے نذر معیّن، مثلاً کسی نے منّت مانی کہ میں جمعرات کے دن روزہ رکھوں گا۔(۲) واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق، مثلاً کسی نے منّت مانی کہ میں ایک روزہ رکھوں گا، پس اس نے اس منّت میں کسی دن کو معین نہیں کیا ہے، بلکہ کبھی بھی رکھ سکتا ہے۔اور نفل کی قضا واجب ہے مثلاً کسی نے نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کو فاسد کر دیا تو اس روزے کی قضا واجب ہے، خواہ قصداً توڑا ہو یا بلا قصد۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۹۶۶)

سوال: نفل روزے کون سے ہیں؟

جواب: نفل کی دو قسمیں ہیں:(۱)۔۔۔نفل مسنون: جیسے عاشوراءیعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی۔(۲)۔۔۔نفل مستحب: جیسے ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے(یعنی عید الفطر کے بعد شوّال کے مہینے میں چھ روزے رکھنا)، صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۹۶۶) نیز جس کے متعلق کوئی کراہت ثابت نہ ہو وہ نفل روزے ہیں۔

(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص۴۹۵)

سوال: مکروہِ تنزیہی روزے کون سے ہیں؟

جواب: مکروہِ تنزیہی جیسے تنہا عاشوراء کا روزہ بغیر نویں کے، صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ صرف جمعہ کے دن، نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہِ تنزیہی ہیں۔

(بہار شریعت جلد۔۱۔ص۹۶۷) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۴)

سوال: مکروہِ تحریمی کون سے روزے ہیں؟

جواب: مکروہِ تحریمی جیسے عید اور ایّام تشریق کے روزے یعنی عید الفطر، عید الاضحی اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا۔(بہار شریعت جلد۔۱۔ص۹۶۷) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۴)

سوال: کن روزوں میں نیّت کو معین کرنا اور رات سے ارادہ کرنا شرط نہیں؟

جواب:(۱)۔۔۔ادائے روزۂ رمضان۔(۲)۔۔۔اور نذرِ معین۔(۳)۔۔۔اور نفل کے روزوں کے لئے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہو جائیں گے۔("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹۳.) اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیّت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیّت کرلینا مستحب ہے۔("الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص۱۷۵.)

سوال: کیا رمضان، نذر معین اور نفل روزے مطلق روزے کی نیّت سے ادا ہو جائیں گے؟

جواب: یہ تینوں یعنی رمضان کا ادا روزہ اور نفل و نذر معین، مطلقاً روزے کی نیّت سے ہو جاتے ہیں، خاص انہیں کی نیّت ضروری نہیں۔ یونہی نفل کی نیّت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و غیر مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیّت کی جب بھی اسی رمضان کا ہو گا۔ ("الدر المختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳.)

سوال: کن روزوں میں نیّت کو متعین کرنا اور رات سے نیّت کرنا شرط ہے؟

جواب: ادائے رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معیّن کی قضا اور کفّارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور حجِ تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیّت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معیّن کی نیّت کرے اور اُن روزوں کی نیّت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہو گی۔

("الدر المختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳)

کورس نمبر:(18)زکوۃ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا:"جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ"70 فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔(مُعْجَم اَوسط ج۱ ص۸۲ حدیث ۲۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں زکوۃ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال:زکاۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زکاۃ شریعت میں اللہ عزوجل کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کرلے۔

("تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰۳۔۲۰۶)

سوال:زکاۃ کا حکم کیا ہے؟

جواب: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار ومردود الشہادۃ ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۰)

سوال:زکاۃ کتنے قسم کے مال پر ہے؟

جواب: زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے:(۱)۔۔۔ ثمن یعنی سونا چاندی۔(۲)۔۔۔مال تجارت۔(۳)۔۔۔سائمہ یعنی چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ۱۷۴)

سوال:زکاۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

جواب:زکاۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں:

(۱)۔۔۔ مسلمان ہونا: لہٰذا کافر پر زکاۃ فرض نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج۳، ص۲۰۷.)

(۲)۔۔۔ بالغ ہونا: لہٰذا نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں۔

(۳)۔۔۔ عاقل ہونا: جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج۳، ص۲۰۷)

(۴)۔۔۔ آزاد ہونا: لہٰذا غلام پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو)۔("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱)

(۵)۔۔۔ مال بقدر نصاب اُس کی مِلک میں ہونا: اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔
("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲)

(۶)۔۔۔ پورے طور پر نصاب کا مالک ہونا: یعنی اس پر قابض بھی ہو۔
("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲)

جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔
("الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱۸)

(۷)۔۔۔ نصاب کا دَین سے فارغ ہونا: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین (یعنی قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِ ثمن (کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج۔("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۳)

(۸)۔۔۔نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا: حاجت اصلیہ یعنی جس چیز کی زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لئے لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلّہ وغیرہ۔ ("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۲)

(۹)۔۔۔مال کا نامی ہونا: یعنی بڑھنے والا، خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھ جائے۔

(۱۰)۔۔۔سال کا گزرنا: سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵)

سوال: مالکِ نصاب ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد سامان ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصّہ ۵، ص ۹۰۲تا۹۰۵، ۹۲۸)

سوال: جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُس کی زکاۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لئے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو، اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لئے نیا سال شمار ہوگا۔

("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ الخیل، ص۱۵۵)

سوال: درمیانِ سال نصاب کم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: چونکہ زکاۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے اگر سال مکمل ہونے پر نصابِ زکاۃ پورا ہے تو دورانِ سال نصاب میں ہونے والی کمی کا کوئی نقصان نہیں، موجودہ مال کی زکاۃ دی جائے گی۔

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۸، و الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی نضیرھا....الخ، ج۱، ص۱۷۵)

سوال:ہیرے جواہرات کی زکاۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: موتی اور جواہر پر زکاۃ فرض نہیں،اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ہاں!اگر تجارت کی نیّت سے لئے تو فرض ہو گی کیونکہ اب مالِ تجارت ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۳۰)

سوال: نصاب کا مالک تھا اور سال گزرنے پر زکاۃ نہ نکالی کہ مال ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارا مال ہلاک ہو گیا اور اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہو گیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دینا فرض نہیں۔اور ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً خرچ کر ڈالا یا پھینک دیا یا مالدار آدمی کو ہبہ کر دیا تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہو گا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱)

سوال: کیا پیشگی زکاۃ ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہو گیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہو گیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہو گا۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶)

سوال: زکاۃ کسے دی جائے؟

جواب: درج ذیل لوگوں کو زکاۃ دی جاسکتی ہے:

(۱)۔۔۔فقیر۔　(۲)۔۔۔مِسکین۔　(۳)۔۔۔عامِل۔　(۴)۔۔۔رِقاب۔

(۵)۔۔۔غارِم۔　(۶)۔۔۔فِیْ سَبِیْلِ اللہ۔　(۷)۔۔۔اِبن سبیل (یعنی مسافر)

(الفتاوی الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۷)

کورس نمبر:(19)حج کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قِیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔(فِردَوسُ الاخبار ج۱ ص ۴۲۲ حدیث ۳۱۴۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "عبادات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حج کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: حج کا لغوی معنی کیا ہے؟ نیز کعبہ شریف کے بارے میں کچھ بتائیں۔

جواب: حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ،عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے۔حج کا سبب کعبۂ معظمہ ہے،کعبہ شریف سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا بیت المعمور کے مقابل اسی کا نام فرشتوں کے ہاں ضراح تھا،حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے سے فرشتے اس کا حج کرتے تھے،پھر آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کعبہ کیا۔مراۃ المناجیح جلد۔۳۔ص۱۲۱)

سوال: کعبہ شریف وجود میں کیسے آیا؟

جواب: **مُفَسّرِ** شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان **"تفسیر نعیمی"** میں نَقْل فرماتے ہیں:(صاحِبِ تفسیرِ)رُوحُ الْبَیان اور (صاحبِ تفسیرِ) عَزیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔قُدرَتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبے کی جگہ اس پر **سفید جھاگ** پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فِرِشتوں کو ربّ عَزَّ

وَجَلَّ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خبر دی تو اُنہوں نے اپنا خِلافت کا اِستحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اِس جُرأت کی معذرت میں توبہ کی نیّت سے سات برس عرشِ اعظم کا **طواف** کیا، حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اِسی **جھاگ** کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے **طواف** سے مجھے راضی کیا کریں۔ (تفسیرنعیمی ج۱ص۶۴۱، تفسیرروح البیان ج۱ص۲۳۰)

سوال: حج کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حج کرنے کا حکم خود اللہ تبارک وتعالی نے دیا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (پ۲البقرۃ۱۹۶) **ترجمہ کنزالایمان:** اور حج اور عمرہ **اللہ** کے لئے پورا کرو۔

حج کی فضیلت پر پانچ احادیث پیشِ خدمت ہیں:

(۱)۔۔۔ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الحج المبرور، الحدیث۱۵۲۱، ج۱، ص۵۱۲)

(۲)۔۔۔ بزار نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (مسندالبزار، مسند أبی موسیٰ الاشعری رضی اللّٰہ عنہ، الحدیث ۳۱۹۶، ج۸، ص۱۶۹)

(۳)۔۔۔ ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔" ("سنن ابن ماجہ"، أبواب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث: ۲۹۰۲، ج۳، ص۴۱۴)

(۴)۔۔۔ ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹّی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔"

("جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرة، الحدیث: ۸۱۰، ج۲، ص۲۱۸)

(۵)۔۔۔ ابن خزیمہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔"

("المستدرک" للحاکم، کتاب المناسک، باب فضیلۃ الحج ماشیا، الحدیث: ۱۷۳۵، ج۲، ۱۱۴)

تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں۔

سوال: حج کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: حج کی تین قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔قِرَان۔(۲)۔۔۔تَمَتُّع۔(۳)۔۔۔اِفراد

سوال: اصطلاحِ شرع میں حج کسے کہتے ہیں؟ اور کب فرض ہوا؟ اور زندگی میں کتنی بار فرض ہے؟

جواب: حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ ۹ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیتہ ...إلخ، ج۱، ص۲۱۶)

سوال: حج کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک (یعنی دو مہینے اور دس دن تک) ہے کہ اس سے پیشتر (پہلے) حج کے افعال نہیں ہو سکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

("الدر المختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵۴۳)

سوال: حج کے فرض ہونے کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب: حج کے فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں۔

سوال: پہلی شرط کون سی ہے؟

جواب: اسلام: لہٰذا اگر مسلمان ہونے سے پیشتر استطاعت تھی پھر فقیر ہو گیا اور اسلام لایا تو زمانۂ کفر کی استطاعت کی بنا پر اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہو گا، کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا اور اب کہ اہل ہوا استطاعت نہیں اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہو گیا تو اب بھی فرض ہے۔

("الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۲۱)

سوال:دوسری شرط کون سی ہے؟

جواب: عاقل ہونا: مجنون پر فرض نہیں۔ مجنون تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جنون جاتا رہا اور نیا احرام باندھ کر حج کیا تو یہ حج حجۃ الاسلام ہو گیا ورنہ نہیں۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: تیسری شرط کون سی ہے؟

جواب: بلوغ: لہذا نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھدار ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ نا سمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حجِ فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: چوتھی شرط کون سی ہے؟

جواب: آزاد ہونا: لہذا باندی غلام پر حج فرض نہیں اگرچہ مُدَبَّر یا مُکَاتَب یا اُمِّ وَلَد ہوں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دیدی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: پانچویں شرط کون سی ہے؟

جواب: وقت: یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دُور کا رہنے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ یونہی اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رَواروی (جلدی) کر کے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ نمازیں پڑھ سکے، اگر اتنا وقت ہے کہ نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔ ("ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۳۴)

سوال: چھٹی شرط کون سی ہے؟

جواب: سفر کے خرچ کا مالک ہونا اگرچہ مکہ میں ہو: پس جس کی بسر اوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہو گئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کی خوراک نکال لے تو اتنا باقی رہے گا، جس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گزر بسر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے

کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو توحج فرض ہے اور پیشہ والوں کے لئے ان کے پیشہ کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

سوال: ساتویں شرط کون سی ہے؟

جواب: سواری پر قادر ہونا: خواہ سواری اس کی مِلک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔ کسی نے حج کے لئے اس کو اتنا مال مُباح کر دیا کہ حج کرلے توحج فرض نہ ہوا کہ اِباحت سے مِلک نہیں ہوتی اور فرض ہونے کے لئے مِلک درکار ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: آٹھویں شرط کون سی ہے؟

جواب: دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔ لہٰذا جس وقت استطاعت تھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا اور جاننے کا ذریعہ یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو، اُسے خبر دیں اور ایک عادل نے خبر دی، جب بھی واجب ہو گیا اور دارالاسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

سوال: خود حج ادا کرنے کی کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں؟

جواب: اس سے پہلے حج فرض ہونے کی شرائط کا بیان ہوا اور شرائطِ ادا کہ جب وہ پائے جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائے جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی کرنا ضروری ہو گا۔ وہ شرائط پانچ ہیں:

(۱)۔۔۔ تندرست ہونا: کہ حج کو جاسکے، اعضا سلامت ہوں، انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر جو سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یونہی اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اُسے ملے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

(۲)۔۔۔ قید میں نہ ہونا: پس اگر کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۲۴)

(۳)۔۔۔راستہ میں امن ہونا: یعنی اگر غالب گمان سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضروری نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بدامنی قابلِ لحاظ نہیں۔

("الفتاوی الهندية"، کتاب المناسک، الباب الأول، ج۱، ص۲۱۸)

(۴)۔۔۔عورت کا عدت میں نہ ہونا: یعنی جانے کے زمانے میں عورت عدّت میں نہ ہو، وہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۳۴)

(۵)۔۔۔عورت کے ساتھ کسی محارم کا ہونا: عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کو ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہو گی۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الحج، ج۱۰، ص۶۵۷)

سوال: احرام کہاں سے باندھا جائے گا؟

جواب: میقات سے احرام باندھنا واجب ہے، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرے اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

سوال: میقات کس جگہ کو کہتے ہیں؟ نیز میقات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔ ("الهداية"، کتاب الحج، ج۱، ص۱۳۳۔۱۳۴)

میقات پانچ ہیں:

(۱)۔۔۔ ذُو الْحُلَيْفَه: یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِ علی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

(۲)۔۔۔ذَاتِ عِرْق: یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

(۳)۔۔۔جُحْفَہ: یہ شامیوں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

(۴)۔۔۔قَرْنُ الْمَنَازِل: یہ نجد (موجودہ ریاض) والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ اب اس کا نام "السیل الکبیر" ہے۔

(۵)۔۔۔یَلَمْلَم: یہ اہلِ یمن کی میقات ہے اور پاک وہند والوں کیلئے میقات **یَلَمْلَم** کی مَحاذات ہے۔

پانچوں میقات کو اس نقشہ میں دیکھیں:

سوال: حرم کتنا بڑا ہے اور اس کی حدود کیا ہیں؟

جواب: حَرَم کی وَضاحَت: **عام بول چال میں لوگ "مسجدِ حرام" کو حَرَم شریف** کہتے ہیں، اِس میں کوئی شک نہیں کہ **مسجدِ حرام شریف حرم محترم ہی میں داخِل ہے** مگر حرم شریف مَکّہ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً سَمیت اُس کے

اِرد گرد مِیلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ہر طرف اس کی حَدیں بنی ہوئی ہیں۔ مَثَلًا جَدَّہ شریف سے آتے ہوئے **مَکَّہ مُعَظَّمہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً سے قبل ۲۳ کلو میٹر پہلے پولیس چوکی آتی ہے، یہاں سڑک کے اُوپر بورڈ پر جَلی حُروف میں لِلْمُسْلِمِیْنَ فَقَط (یعنی صِرف مسلمانوں کے لئے) لکھا ہوا ہے۔ اِسی سڑک پر جب مزید آگے بڑھتے ہیں تو بِیْرِشَمِیْس یعنی حُدَیْبِیہ کا مقام ہے، اِس سَمت پر **"حرم شریف"** کی حَد یہاں سے شُروع ہو جاتی ہے۔ "ایک مُؤَرِّخ کی جدید پیائش کے حساب سے **حرم** کے رَقبے کا دائرہ ۱۲۷ کلو میٹر ہے جبکہ کُل رقبہ ۵۵۰ مُرَبَّع کلو میٹر ہے۔"

(تاریخ مکہ مکرمہ ص ۱۵)

حدودِ حرم کو اس نقشے میں دیکھیں:

سوال: کون سی باتیں احرام میں حرام ہیں؟

جواب: مندرجہ ذیل چیزیں حالتِ احرام میں احرام باندھتے ہی حرام ہو جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔عورت سے صحبت کرنا۔ (۲)۔۔۔بوسہ لینا۔ (۳)۔۔۔مساس۔ (۴)۔۔۔گلے لگانا۔ (۵)۔۔۔اُس کی اندامِ نہانی (یعنی شرمگاہ) پر نگاہ کرنا۔ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔ (۶)۔۔۔عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔ (۷)۔۔۔فحش کے کام کرنا۔ (۸)۔۔۔گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔ (۹)۔۔۔کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔ (۱۰)۔۔۔جنگل کا شکار۔ (۱۱)۔۔۔اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲)۔۔۔یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳)۔۔۔بندوق یا بارود یا اُس کے ذبح کرنے کو چُھری دینا۔ (۱۴)۔۔۔اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵)۔۔۔پرندے کے

پَر اُکھیڑنا۔(۱۶)۔۔۔ پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷)۔۔۔اُس کا دودھ دوہنا۔(۱۸)۔۔۔ اُس کا گوشت ۔یا(۱۹)۔۔۔ انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰)۔۔۔ بیچنا۔ (۲۱)۔۔۔ خریدنا۔ (۲۲)۔۔۔ کھانا۔ (۲۳)۔۔۔ اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔ (۲۴)۔۔۔ سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔ (۲۵)۔۔۔ منہ، یا(۲۶)۔۔۔ سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔(۲۷)۔۔۔ بستہ یا کپڑے کی گٹھری سر پر رکھنا۔(۲۸)۔۔۔ عمامہ باندھنا۔ (۲۹)۔۔۔بُرقع پہننا۔ (۳۰)۔۔۔ دستانے پہننا۔ (۳۱)۔۔۔ موزے یا جُرابیں وغیرہ جو وسطِ قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔ (۳۲)۔۔۔ سِلا کپڑا پہننا۔ (۳۳)۔۔۔ خوشبو بالوں، یا(۳۴)۔۔۔بدن، یا(۳۵)۔۔۔ کپڑوں میں لگانا۔ (۳۶)۔۔۔ ملاگیری یا کسم، کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔ (۳۷)۔۔۔ خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دار چینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔ (۳۸)۔۔۔ ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مُشک، عنبر، زعفران۔ (۳۹)۔۔۔ سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبو دار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔ (۴۰)۔۔۔ وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ (۴۱)۔۔۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔ (۴۲)۔۔۔ زیتون، یا(۴۳)۔۔۔تِل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔(۴۴)۔۔۔ کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اُس کا احرام نہ ہو۔ (۴۵)۔۔۔ جُوں مارنا۔ (۴۶)۔۔۔ پھینکنا۔ (۴۷)۔۔۔ کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔(۴۸)۔۔۔ کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا(۴۹)۔۔۔ دھوپ میں ڈالنا۔ (۵۰)۔۔۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جُوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔ ("الفتاوی الرضویة"،ج۱۰، ص۷۳۲)

سوال: محرم (یعنی حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے) سے ذکر کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی سرزد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: محرم (یعنی حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے) سے مذکورہ چیزوں میں سے کوئی سرزد ہو جانے سے کبھی دم کبھی بدنہ اور کبھی صدقہ لازم آتا ہے۔ ان تینوں چیزوں کی مکمل تفصیل بہارِ شریعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: دم، بدنہ اور صدقہ کی کیا تعریف ہے؟

جواب: دم، بدنہ اور صدقہ کی تعریف درج ذیل ہے:

(۱)۔۔۔دَم یعنی ایک بکرا۔(اِس میں نَر،مادہ،دُنبہ،بَھیڑ،نیز گائے یا اُونٹ کا ساتواں حصّہ سب شامل ہیں) قربان کرنا۔

(۲)۔۔۔بدَنہ یعنی اُونٹ یا گائے۔(اِس میں بیل، بھینس وغیرہ شامل ہیں) قربان کرنا۔ گائے بکرا وغیرہ یہ تمام جانور اُن ہی شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔ نیز **دَم** اور **بدَنہ** کے جانور کا حَرَم میں ذَبح ہونا شَرط ہے۔

(۳)۔۔۔ صَدَقہ یعنی صَدَقۂ فِطر کی مِقدار ادا کرنا۔ **صَدَقہ** اور کھانا اگر حَرَم کے مَساکین کو پیش کر دیا جائے تو یہ افضل ہے۔

سوال: تلبیہ کسے کہتے ہیں؟ اور کتنی بار کہنا ہے؟

جواب: خواہ **عُمرے** کی نیّت کریں یا **حج** کی یا **حجِّ قِران** کی تینوں صورَتوں میں نیّت کے بعد کم اَز کم ایک بار لَبَّیْك کہنا لازِمی ہے اور تین بار کہنا افضل، اسی **لبّیک** کو تلبیہ کہتے ہیں۔ لَبَّیْك یہ ہے:

لَبَّیْكَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِیْكَ لَكَ

اِحرام اور نیتِ حج و عمرہ کرنے کے بعد، اب یہ لَبَّیْك ہی وَظیفہ اور وِرد ہے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اِس کا خوب وِرد کیجئے۔

سوال: تلبیہ کہنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: تلبیہ کہنے کی فضیلت پر **دو فرامینِ مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ جب لَبَّیْك کہنے والا لَبَّیْك کہتا ہے تو اسے **خوشخبری** دی جاتی ہے۔ عرض کی گئی: یَا رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا جنَّت کی خوشخبری دی جاتی ہے؟ اِرشاد فرمایا: "ہاں" (مُعْجَم اَوْسَط ج۵ ص۴۱۰ حدیث ۷۷۷۹)

(۲)۔۔۔ جب مسلمان "لَبَّیْك" **کہتا** ہے تو اُس کے دائیں اور بائیں زمین کے آخری سِرے تک جو بھی پتھر، دَرَخت اور ڈھیلا ہے وہ سب **لَبَّیْك** کہتے ہیں۔ (ترمذی ج۲ ص۲۲۶ حدیث ۸۲۹)

سوال: حجِ قِرَان میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: حجِ قِرَان میں ۱۳، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

حجِ قِرَان					
ش	عمل	حکم	ش	عمل	حکم
1	حج اور عمرہ کا احرام	شرط	8	جمرۂ عَقَبَہ کی رمی	واجب
2	عمرہ کا طواف	فرض	9	قربانی	واجب
3	عمرہ کی سعی (صفاومروہ)	واجب	10	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
4	رمل کے ساتھ طوافِ قدوم	سنّت	11	طوافِ زیارت	فرض
5	صفاومروہ کی سعی	واجب	12	رمیٔ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا)	واجب
6	وقوفِ عرفات	فرض	13	طوافِ وداع (طوافِ رخصت)	واجب
7	وقوفِ مزدلفہ	واجب			

سوال: حجِ تَمَتُّع میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: حجِ تَمَتُّع میں ۱۴، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

حجِ تَمَتُّع					
ش	عمل	حکم	ش	عمل	حکم
1	عمرہ کا احرام	شرط	8	جمرۂ عَقَبَہ کی رمی	واجب
2	عمرہ کا طواف	فرض	9	قربانی	واجب
3	عمرہ کی سعی (صفاومروہ)	واجب	10	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
4	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب	11	طوافِ زیارت	فرض
5	۸ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط	12	صفا اور مروہ کی سعی	واجب
6	وقوفِ عرفات	فرض	13	رمیٔ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا)	واجب
7	وقوفِ مزدلفہ	واجب	14	طوافِ وداع (طوافِ رخصت)	واجب

سوال: حجِ اِفْرَاد میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: حجِ اِفْرَاد میں ۱۱، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

حج افراد					
ش	عمل	حکم	ش	عمل	حکم
1	حج کا احرام	شرط	7	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
2	طوافِ قدوم	سنّت	8	طوافِ زیارت	فرض
3	وقوفِ عرفات	فرض	9	صفا اور مروہ کی سعی	واجب
4	وقوفِ مزدلفہ	واجب	10	رمیٔ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا)	واجب
5	جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب	11	طوافِ وداع (طوافِ رخصت)	واجب
6	قربانی	اختیاری			

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

تیسرا باب

معاملات کے 19 بیانات

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

1☆... نکاح کا بیان
2☆... مہر کا بیان
3☆... محرمات کا بیان
4☆... مصاہرت کا بیان
5☆... رضاعت کا بیان
6☆... حقوقِ زوجین کا بیان
7☆... نان ونفقہ کا بیان
8☆... شادی کی رسموں کا بیان
9☆... طلاق کا بیان
10☆... طلاق کے الفاظ کا بیان
11☆... ظہار کا بیان
12☆... عدت کا بیان
13☆... سوگ کا بیان
14☆... قسم کا بیان
15☆... حدود کا بیان
16☆... حدود کا بیان
17☆... تعزیر کا بیان
18☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان
19☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

نوٹ: یہ بیانات مکتبۃ دار السنہ دہلی کی مطبوعہ ”آسان فرض علوم“ سے نقل کئے گئے ہیں۔

کورس نمبر: (1) نکاح کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ (یعنی جمعرات کے غروبِ آفتاب سے لے کر جمعہ کا سورج ڈوبنے تک) مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کر لیا کرو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ بنوں گا۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۱۱۱ حدیث ۳۰۳۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نکاح کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ نکاح کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔ نکاح کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(3)۔۔۔ نکاح کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں؟

(4)۔۔۔ ایجاب و قبول میں کس زمانے کا لفظ ہونا چاہئے؟

(5)۔۔۔ کیا کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ ایک ہی جملے سے نکاح ہو جائے؟

(6)۔۔۔ نکاح کے کتنے اور کون کون سی شرائط ہیں؟

(7)۔۔۔ نکاح کے گواہ کیسے ہوں؟

(8)۔۔۔ کیا فاسق نکاح کا گواہ بن سکتا ہے؟

سوال 1: نکاح کسے کہتے ہیں؟

جواب: نکاح اُس عقد (یعنی سودے) کو کہتے ہیں جو اِس لئے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۴)

سوال 2: نکاح کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: بنیادی طور پر نکاح کے پانچ حکم ہیں جو کہ پیشِ خدمت ہیں:

(۱)۔۔۔ فرض: یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۲)

(۲)۔۔۔ واجب: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ **اندیشۂ زنا ہے** اور مہر و نفقہ کی **قدرت** رکھتا ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا (یعنی مشت زنی کرنی پڑے گی) تو نکاح واجب ہے۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۲)

(۳)۔۔۔ سنّتِ مؤکدہ: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (یعنی نہ ہی نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ (یعنی کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت (یعنی شہوت کو پورا کرنا) منظور ہو تو ثواب نہیں۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیراً ما یتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۳)

(۴)۔۔۔ مکروہ: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۴)

(۵)۔۔۔ حرام: اگر یقین ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۴)

سوال 3: نکاح کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں؟

جواب: نکاح کے دو رکن ہیں: (۱)۔۔۔ ایجاب۔ (۲)۔۔۔ قبول۔

یعنی مرد و عورت میں سے ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔

(''الدر المختار''و''رد المحتار''، کتاب النکاح، مطلب: کثیرًا مایتساهل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۸)

سوال 4: ایجاب و قبول میں کس زمانے کا لفظ ہونا چاہئے؟

جواب: ایجاب و قبول میں ماضی کا لفظ (یعنی ایسا لفظ جس میں زمانۂ ماضی کا معنی پایا جائے) ہونا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی مُوَکِّلَہ (وکیل بنانے والی) کا تجھ سے نکاح کیا یا اِن کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لئے یا اپنے بیٹے یا مؤکل (وکیل بنانے والے) کے لئے قبول کیا۔ یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو (یعنی ایسا لفظ جس میں حکم کا معنی پایا جائے) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا، نکاح ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو (یعنی ایسا لفظ جس میں زمانۂ حال کا معنی پایا جائے) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا، اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تُو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اُس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہو گا اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (''الدر المختار''، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۸)

سوال 5: کیا کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ ایک ہی جملے سے نکاح ہو جائے؟

جواب: بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی لفظ سے نکاح ہو جائے گا، مثلاً چچا کی نابالغہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ولی (یعنی سرپرست) یہی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ایک ہی شخص دونوں کا ولی ہے یا مرد و عورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا۔ اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو گیا۔ اِن سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔

(''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱)

سوال 6: نکاح کے کتنے اور کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: نکاح کے لئے چند شرطیں ہیں:

(۱)۔۔۔عاقل ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچے نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

(۲)۔۔۔بالغ ہونا۔ نابالغ اگر سمجھ دار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

(۳)۔۔۔گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

(۴)۔۔۔ایجاب و قبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۷)

(۵)۔۔۔قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دیا، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار روپے پر نکاح ہو گیا۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب الأول فی تفسیرہ شرعاً وصفتہ...إلخ، ج۱، ص۲۶۹)

(۶)۔۔۔لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے۔ ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۹)

سوال7: نکاح کے گواہ کیسے ہوں؟

جواب: گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، گونگے گواہ نہیں ہو سکتے کہ جو گونگا ہوتا ہے بہرا بھی ہوتا ہے، ہاں! اگر گونگا ہو اور بہرا نہ ہو تو ہو سکتا ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب الأول فی تفسیرہ شرعاً وصفتہ...إلخ، ج۱، ص۲۶۸) (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۔۱۲۔۱۳)

سوال8: کیا فاسق نکاح کا گواہ بن سکتا ہے؟

جواب: نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہو گا۔
("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر فی العلم...إلخ، ج۴، ص۱۰۰)

کورس نمبر: (2) مہر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ نامدار، دوعالَم کے مالک و مُختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: جب جُمعرات کا دن آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فِرِشتوں کو بھیجتا ہے، جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ جُمعرات اور شبِ جُمُعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ ... الخ، الجزء ۱، ۱/ ۲۵۰، رقم: ۲۱۷۴)

کیوں کہوں بیکَس ہوں میں کیوں کہوں بے بَس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فِدا تم پہ کروڑوں دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں مہر کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔مہر کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔مہر کی کم سے کم کتنی مقدار ہے؟

(3)۔۔۔کیا ہندوستانی ۷۸۶ روپے کا مہر باندھ سکتے ہیں؟

(4)۔۔۔اگر نکاح میں مہر نہ بیان کیا گیا یا دس درہم سے کم رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟

(5)۔۔۔مہرِ مثل کسے کہتے ہیں؟

(6)۔۔۔مہرِ مثل میں کن امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے؟

(7)۔۔۔مہر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(8)۔۔۔شرع پیغمبری کون کا مہر ہوتا ہے؟

(9)۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور شہزادیوں کا مہر کتنا تھا؟

سوال 1: مہر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شریعت میں مہر اس مال کو کہتے ہیں جو شوہر پر عقدِ نکاح کی وجہ سے بیوی کے جسم کے خاص عضو سے فائدہ اٹھانے کے بدلے واجب ہوتا ہے۔(عنایہ، ج۲، ص۴۳۳)

سوال 2: مہر کی کم سے کم کتنی مقدار ہے؟

جواب: مہر کم سے کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا، جس کی مقدار آج کل کے گرام کے حساب سے ۳۰ گرام اور 618 ملی گرام چاندی یا اُس کی قیمت ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۴)

سوال 3: کیاہندوستانی ۷۸۶ روپئے کا مہر باندھ سکتے ہیں؟

جواب: نہیں باندھ سکتے ہیں، کیونکہ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی ۳۰ گرام اور ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے، جس کی قیمت ۲۱ دسمبر ۲۰۲۲ء کو تقریباً ۲۳۰۰ روپئے بنتی ہے۔اب اگر کسی نے ۷۸۶ روپئے مہر مقرر کیا تو یہ دس درہم سے کم ہوا لہٰذا دس درہم ہی واجب ہو گا۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۶)

سوال 4: اگر نکاح میں مہر نہ بیان کیا گیا یا دس درہم سے کم رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہرِ مثل واجب ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۶)

اور اگر نکاح میں دس درہم سے کم مہر باندھا گیا، تو دس درہم واجب اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہی واجب ہے۔(''الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب النکاح، باب المھر، ج۴، ص۲۲۲)

سوال 5: مہرِ مثل کسے کہتے ہیں؟

جواب: عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لئے مہرِ مثل ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۷۱)

سوال6: مہرِ مثل میں کن امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے؟

جواب: مہر مثل میں درج ذیل امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

(۱)۔۔۔ دونوں عمر میں مشابہ ہوں۔ **(۲)۔۔۔** دونوں جمال میں مشابہ ہوں۔ **(۳)۔۔۔** دونوں مال داری میں مشابہ ہوں۔ **(۴)۔۔۔** دونوں ایک شہر میں ہوں۔ **(۵)۔۔۔** دونوں ایک زمانہ میں ہوں۔ **(۶)۔۔۔** دونوں عقل میں برابر ہوں۔ **(۷)۔۔۔** دونوں تمیز میں برابر ہوں۔ **(۸)۔۔۔** دونوں دیانت میں برابر ہوں۔ **(۹)۔۔۔** دونوں پارسائی میں برابر ہوں۔ **(۱۰)۔۔۔** دونوں علم میں برابر ہوں۔ **(۱۱)۔۔۔** دونوں ادب میں برابر ہوں۔ **(۱۲)۔۔۔** دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیبہ (یعنی جس سے ہم بستری کی جاچکی ہو) ہوں۔ **(۱۳)۔۔۔** دونوں اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں۔

مذکورہ چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے لہٰذا عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المہر، ج۴، ص ۲۷۳۔۲۷۶)

سوال7: مہر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: مہر کی تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔مُعَجَّل: کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہو۔

(۲)۔۔۔مُؤَجَّل: جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو۔

(۳)۔۔۔مُطْلَق: جس میں نہ وہ ہو، نہ یہ یعنی نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو، اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مدت مقرر ہو۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (۱) کچھ حصہ معجل ہو اور کچھ مؤجل۔ (۲) یا کچھ حصہ معجل ہو اور کچھ مطلق۔ (۳) یا کچھ مؤجل ہو اور کچھ مطلق۔ (۴) یا کچھ صحہ مؤجل ہو اور کچھ معجل۔ (۵) یا کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۷۵)

سوال8: شرعِ پیغمبری کون کا مہر ہوتا ہے؟

جواب: عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب کسی کے نکاح کا موقع آتا ہے اور نکاح پڑھانے والا پوچھتا ہے کہ "مہر کتنا رکھیں گے" تو کہہ دیتے ہیں کہ "شرع پیغمبری باندھ دو" اور جب مہر شرع پیغمبری کی مقدار پوچھو تو کہہ دیتے ہیں کہ "صاحب! ہمارے پرکھوں سے یہی چلا آرہا ہے، اس کی مقدار ہمیں نہیں معلوم" اس پر نکاح پڑھانے والا شرعی حکم بتائے تو باتیں بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی سوال اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے کیا گیا کہ "مہر شرع پیغمبری کی تعداد کیا ہے؟" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: "مہر شرعی کی کوئی تعداد مقرر نہیں، صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم سے کم نہ ہو اور زیادتی کی کوئی حد نہیں، جس قدر باندھا جائے لازم آئے گا۔"

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "مہر شرعی جو لوگ یہ سمجھ کر باندھتے ہیں کہ سب سے کم درجے کا مہر جو شریعت میں مقرر ہے تو اس صورت میں دس درہم دینا ہوگا، اور جو یہ سمجھ کر باندھتے ہوں کہ جو مہر حضرت خاتونِ جنّت کا تھا تو چار سو مثقال یعنی ایک سو پچاس تولے چاندی دینی ہوگی، اور جس کی سمجھ میں کچھ معنی نہیں خالی ایک لفظ بول دیتے ہیں تو وہاں مہر مثل لازم آنا چاہیئے"۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۱۶۵)

سوال 9: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا مہر کتنا تھا؟

جواب: حضرتِ سیّدُنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اُمّ المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و سلم (کی ازواج) کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: آپ کا مہر اپنی بیویوں کے متعلق بارہ اوقیہ اور نش تھا، فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: آدھا اوقیہ، تو یہ پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم، کتاب النکاح، ص ۷۴۰، حدیث: ۱۴۲۶)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہ سوال عام ازواج پاک کے مہر کے متعلق تھا ورنہ بی بی اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم تھا جو نجاشی، شاہِ حبشہ نے ادا کیا تھا۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۶۷)

ش	نام	مہر	موجودہ وزن
1	حضرتِ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا	10 درہم	30 گرام 618 ملی گرام چاندی
2	حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا	500 درہم	1531 گرام چاندی

3	حضرتِ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا	4000 درہم	
4	اکثر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	500 درہم	1531 گرام چاندی

سوال 9: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہزادیوں کا مہر کتنا تھا؟

جواب: حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مہر اقدس چار سو مثقال چاندی تھا جو ایک سو پچاس تولے چاندی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۱۲، ص۱۶۵)

ش	نام	مہر	موجودہ وزن
1	حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا	400 مثقال چاندی	1750 گرام چاندی
2	اکثر بناتِ مکرمات رضی اللہ عنہن	500 درہم	1531 گرام چاندی

کورس نمبر: (3) مَحَرَمَات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (ابنِ عساکر ج۴۳ ص۱۴۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں محرمات کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ مَحَرَمَات کن عورتوں کو کہا جاتا ہے؟

(2)۔۔۔ عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

(3)۔۔۔ نسب کی وجہ سے کتنی اور کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

(4)۔۔۔ زنا کی وجہ سے جو بیٹی، پوتی وغیرہ ہو تو کیا وہ بھی محرمات میں سے ہے؟

(5)۔۔۔ جمع بین المحارم سے کیا مراد ہے؟

(6)۔۔۔ حرمتِ مِلک سے کیا مراد ہے؟

(7)۔۔۔ حرمت بالشرک کی کیا وضاحت ہے؟

(8)۔۔۔ حرمت بوجہِ حقِ غیر کی کیا وضاحت ہے؟

(9)۔۔۔ حرمت متعلق بہ عدد کی کیا وضاحت ہے؟

سوال 1: مَحرَمَات کن عورتوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مَحرَمَات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱)

سوال 2: عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

جواب: عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو اسباب ہیں:

(۱)۔۔۔ نسب۔ **(۲)۔۔۔** جَمع بَیْنَ الْمَحَارِم۔ **(۳)۔۔۔** حرمتِ مِلک۔ **(۴)۔۔۔** حرمت بالشرک۔ **(۵)۔۔۔** آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔ **(۶)۔۔۔** حرمت بوجہِ حقِ غیر۔ **(۷)۔۔۔** حرمت متعلق بہ عدد۔ **(۸)۔۔۔** حرمتِ مُصَاھَرَت۔ **(۹)۔۔۔** حرمتِ رَضَاعَت۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱)

سوال 3: نسب کی وجہ سے کتنی اور کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

جواب: نسب کی وجہ سے سات عورتیں حرام ہو جاتی ہیں کہ ان سے نکاح نہیں ہو سکتا:

(۱)۔۔۔ ماں: ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ جیسے دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں۔

(۲)۔۔۔ بیٹی: بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہٰذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

(۳)۔۔۔ بہن: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو، سب حرام ہیں۔

(۴)۔۔۔ پھوپھی: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی پھوپھیاں اپنی پھوپھی کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔

(۵)۔۔۔ خالہ: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی خالائیں اپنی خالہ کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔

(۶)۔۔۔ بھتیجی: بھتیجی سے بھائی کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اِسی میں شمار ہیں۔

(۷)۔۔۔ بھانجی: بھانجی سے بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اِسی میں شمار ہیں۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱۔۲۲)

سوال 4: زنا کی وجہ سے جو بیٹی، پوتی وغیرہ ہو تو کیا وہ بھی محرمات میں سے ہے؟

جواب: جی ہاں! زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۲)

سوال 5: جمع بین المحارم سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لئے حرام ہو مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی، بہن کا رشتہ ہوا، یا پھوپھی، بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپھی، بھتیجے کا رشتہ ہوا، یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا، ایسی دو عورتوں کو مرد اپنے نکاح میں جمع نہیں کر سکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اُس سے وطی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کر لی تو دوسری سے وطی نہیں کر سکتا۔

(''الدرالمختار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۲۲)

سوال 6: حرمتِ مِلک سے کیا مراد ہے؟

جواب: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (''الدرالمختار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۳۱) آجکل یہ صورت نہیں پائی جاتی کیونکہ غلام و باندی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

سوال 7: حرمت بالشرک کی کیا وضاحت ہے؟

جواب: مسلمان کا نکاح مجوسیہ (یعنی آگ کی پوجا کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست (یعنی سورج کی پوجا کرنے والی)، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا خواہ یہ عورتیں حرّہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور کتابیہ سے نکاح کرنے کے بھی شرائط ہیں جو بہارِ شریعت جلد ۲، ص۳۱ پر مذکور ہیں۔

(''فتح القدیر''، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج۳، ص۱۳۶۔۱۳۸)

سوال 8: حرمت بوجہِ حقِ غیر کی کیا وضاحت ہے؟

جواب: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہو سکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس، ج۱، ص۲۸۰)

سوال 9: حرمت متعلق بہ عدد کی کیا وضاحت ہے؟

جواب: آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۱۳۷)

کورس نمبر: (4) مصاہرت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّيُوطی ج ۷ ص ۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مصاہرت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ حرمتِ مصاہرت سے کیا مراد ہے؟

(2)۔۔۔ کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

(3)۔۔۔ جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہیں کی تھی کہ جدائی ہو گئی تو کیا اس عورت کی لڑکی اس مرد پر حرام ہے؟

(4)۔۔۔ کیا زنا سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

(5)۔۔۔ کیا وطی کے علاوہ افعال سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

(6)۔۔۔ افعال قصداً نہ ہوں بلکہ بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً ہو گئے ہوں تو کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔ شہوت کا کیا معنی ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: حرمتِ مصاہرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: مصاہرت کا معنی ہے سسرالی رشتہ، کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے اس عورت کی کچھ رشتہ دار عورتیں مرد پر، اور مرد کے کچھ رشتہ دار مرد عورت پر حرام ہو جاتے ہیں، اسی کو حرمتِ مصاہرت کہتے ہیں یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہونا۔

سوال: کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

جواب: کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر چار قسم کی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔زوجۂ موطؤہ (یعنی وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو) کی لڑکیاں۔ **(۲)۔۔۔** زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں۔ **(۳)۔۔۔**زوجہ کے باپ، دادا وغیرہما اصول کی بیبیاں۔ **(۴)۔۔۔**زوجہ کے بیٹے، پوتے وغیرہما فروع کی بیبیاں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۲)

سوال: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہیں کی تھی کہ جدائی ہو گئی تو کیا اس عورت کی لڑکی اس مرد پر حرام ہے؟

جواب: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہو گئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں۔ ہاں! اگر خلوتِ صحیحہ عورت کے ساتھ ہو گئی، تو اس کی لڑکی حرام ہو گئی اگرچہ وطی نہ کی ہو کہ خلوتِ صحیحہ وطی ہی کے حکم میں ہے۔ (''ردالمحتار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۰) (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۲)

سوال: کیا زنا سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یو ہیں وہ زانیہ عورت اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب النکاح، الباب الثالث فی المحرمات، القسم الثانی، ج۱، ص۲۷۴)

سوال: کیا وطی کے علاوہ افعال سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب: حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یو ہیں بشہوت (یعنی شہوت کے ساتھ) چھونے اور بوسہ لینے اور فرجِ داخل (یعنی عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصے) کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور مباشرت، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنہیں چھونے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل

(یعنی درمیان میں آڑ) ہو مگر جب کہ اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو ثابت نہیں ہوگی۔ یوہیں بوسہ لینے میں بھی اگر باریک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ("ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۴)

سوال: مذکورہ افعال قصداً نہ ہوں بلکہ بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً ہو گئے ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ افعال قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لئے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ کسی مشتہاۃ لڑکی (یعنی قابلِ شہوت لڑکی جس کی عمر نو سال سے کم نہ ہو) پر ہاتھ پڑ گیا، تو اس لڑکی کی ماں ہمیشہ کے لئے اُس پر حرام ہو گئی۔ یوہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ شوہر کے لڑکے پر پڑ گیا، جو مراہق تھا تو یہ عورت ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہو گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۸)

سوال: شہوت کا کیا معنی ہے؟

جواب: شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشارِ آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لئے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لئے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے، محض میلانِ نفس کا نام شہوت نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۵)

کورس نمبر:(5) رضاعت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو شخص بروزِ جمعہ مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک پڑھے، جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہو گا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کِفایت کرے۔ (حِلیۃ الاولیاء ج۸ ص۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں رضاعت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ رضاعت کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔ بچہ کو کتنے عرصے تک عورت دودھ پلا سکتی ہے؟

(3)۔۔۔ کتنے عرصے تک دودھ پلانے سے نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

(4)۔۔۔ اگر دودھ پلانے کے بجائے بچے کے حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا تو کیا حکم ہے؟

(5)۔۔۔ بچہ کتنا دودھ پئے تو نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

(6)۔۔۔ کسی عورت کا دودھ پینے سے کون سے رشتے ثابت ہو جاتے ہیں؟

(7)۔۔۔ دودھ کے کون سے رشتے حرام ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: رضاعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: رضاعت عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی دودھ پلانے کے ہیں۔

سوال: بچہ کو کتنے عرصے تک عورت دودھ پلا سکتی ہے؟

جواب: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۳۶)

سوال: کتنے عرصے تک دودھ پلانے سے نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

جواب: نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمتِ نکاح (یعنی نکاح کا حرام ہونا) ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۳۶)

سوال: اگر دودھ پلانے کے بجائے بچے کے حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (''الھدایۃ''، کتاب الرضاع، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: بچہ کتنا دودھ پئے تو نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

جواب: تھوڑا پیا یا زیادہ بہر حال حرمت ثابت ہو گی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (''الھدایۃ''، کتاب الرضاع، ج۱، ص۲۱۷)

سوال: کسی عورت کا دودھ پینے سے کون سے رشتے ثابت ہو جاتے ہیں؟

جواب: بچے نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ یو ہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی

اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔ (''الفتاوی الهندیة''، کتاب الرضاع، ج۱، ص ۳۴۳)

سوال: دودھ کے کون سے رشتے حرام ہیں؟

جواب: جو رشتے نسب میں حرام ہے کہ ان سے نکاح نہیں ہو سکتا وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الرضاع، ج۱، ص۳۴۳)

کورس نمبر:(6) حقوقِ زوجین کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ سو بار دُرُود شریف پڑھے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص ۱۱۱ حدیث ۳۰۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں میاں بیوی کے حقوق کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی خرابیاں اور اس کے اسباب کیا ہیں؟

(2)۔۔۔شوہر کے حقوق پر مشتمل احادیث۔

(3)۔۔۔بیوی کے حقوق پر مشتمل احادیث۔

(4)۔۔۔بہترین شوہر کون ہے؟

(5)۔۔۔شوہر پر بیوی کے احسانات کیا ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی خرابیاں اور اس کے اسباب کیا ہیں؟

جواب: آج کل عام شکایت ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لئے بَلائے جان (یعنی مصیبت) ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ (یعنی مشکل و تکلیف دہ) اور

نہایت خراب ہو جاتی ہے۔ آپس کی نااتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دِین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نااتفاقی کا اثرِ بد (یعنی برا اثر) اِنہیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت اس نااتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (یعنی میاں بیوی) میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کرکے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ بھی ہو جائے، مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو گھر میں امن و سکون کیسے پیدا ہو گا۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی نااتفاقی کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (پ۵، النساء: ۳۴) ترجمہ: مرد افسر ہیں عورتوں پر۔ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۴، النساء: ۱۹) جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۹۹۔۱۰۰)

سوال: میاں بیوی کے حقوق پر مشتمل کچھ احادیث بیان کیجئے۔

جواب: ہم کچھ حدیثیں ذکر کرتے ہیں جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہو جائے گی ان شاء اللہ! مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا کیا حقوق ہیں؟ لہٰذا انہیں ادا کرے اور عورت شوہر کے حقوق دیکھے اور پورا کرے، یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بیجا باتوں کو برداشت کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد (یعنی لڑائی جھگڑے کے لئے تیار) نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سُلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔

شوہر کے حقوق پر مشتمل احادیث

حدیث ۱: حاکم نے امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔"

("المستدرک"، للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب اعظم الناس حقا... إلخ، الحدیث: ۷۴۱۸، ج۵، ص۲۴۴. و"کنز العمال"، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۷۷۴، ج۱۶، ص۱۴۱)

حدیث ۲۔۔۔: امامِ نَسائی حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ سے اور امام حاکم حضرتِ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

(''المستدرک''، للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب حق الزوجۃ، الحدیث: ۷۴۰۶، ج۵، ص۲۴۰)

حدیث ۳۔۔۔: امام احمد بن حنبل اور امام ابن ماجہ و ابن حبان حضرتِ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کُل حق ادا نہ کرے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۰۱)

حدیث ۴۔۔۔: امام احمد بن حنبل حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اگر آدمی کا آدمی کے لئے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو (یعنی پیپ ملا ہوا خون) بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تو حقِ شوہر ادا نہ کیا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۰۱)

حدیث ۵۔۔۔: صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "شوہر نے عورت کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔" (''صحیح البخاری''، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین، الحدیث: ۳۲۳۷، ج۲، ص۳۸۸)

اور دوسری روایت میں ہے کہ: "جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللہ عزوجل اُس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، الحدیث: ۱۲۱۔ ص ۷۵۳)

حدیث ۶۔۔۔: امام احمد بن حنبل اور امام ترمذی و ابن ماجہ حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورِ عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔"

(''جامع الترمذی''، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، الحدیث: ۱۱۷۷، ج۲، ص۳۹۲)

حدیث ۸۔۔۔: امام طبرانی حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حقِ شوہر ادا نہ کرے۔" ("المعجم الکبیر"، الحدیث: ۹۰، ج۲۰، ص۵۲)

حدیث ۹۔۔۔: امام طبرانی حضرتِ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرمایا: "جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہو گا، پھر اس کا شوہر باایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہو گا۔" ("المعجم الکبیر"، الحدیث: ۲۸، ج۲۴، ص۱۶)

حدیث ۱۰۔۔۔: ابوداود وطیالسی و ابن عساکر حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت (یعنی بغیر اجازت) اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔" ("کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۱، ج۱۶، ص۱۴۴)

حدیث ۱۱۔۔۔: امام طبرانی حضرتِ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔"
("المعجم الکبیر"، باب التاء، الحدیث: ۱۲۵۸، ج۲، ص۵۲)

حدیث ۱۲۔۔۔: ابونعیم حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: "اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لئے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔" ("کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۹، ج۱۶، ص۱۴۵)

حدیث ۱۳۔۔۔: ابونعیم حلیہ میں حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفّت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔" ("حلیۃ الاولیاء"، الحدیث: ۸۸۳۰، ج۶، ص۳۳۶)

حدیث ۱۴۔۔: امام ترمذی ام المومنین حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔"
(''جامع الترمذی''، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، الحدیث: ۱۱۶۴، ج۲، ص۳۸۶)

حدیث ۱۵۔۔: امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (''شعب الایمان''، باب فی حقوق الاولاد والأہلین، الحدیث: ۸۷۲۷، ج۶، ص۴۱۷)

یہ چند حدیثیں حقوقِ شوہر کی ذکر کی گئیں لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ حقوقِ شوہر کا تحفظ کریں اور شوہر کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

بیوی کے حقوق پر مشتمل احادیث

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضروری ہے کہ ان کا لحاظ کریں اور ان ارشاداتِ عالیہ کی پابندی کریں۔

حدیث ۱۔۔: امام بخاری و مسلم حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔" (''صحیح البخاری''، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، الحدیث: ۵۱۸۶، ج۳، ص۴۵۷)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے، کہ "عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔"
(''صحیح مسلم''، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۶۱۔(۱۴۶۸)، ص۷۷۵)

حدیث ۲۔۔۔: صحیح مسلم میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان مرد مؤمنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہو گی۔" (''صحیح مسلم''، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۶۳۔ (۱۴۶۹)، ص۷۷۵)

یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی جب اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

حدیث ۳۔۔۔: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں"۔ (''سنن ابن ماجہ''، ابواب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، الحدیث: ۱۹۷۸، ج۲، ص۴۷۸)

حدیث ۴۔۔۔: صحیحین میں حضرتِ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔" (''صحیح البخاری''، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، الحدیث: ۵۲۰۴، ج۳، ص۴۶۵)

حدیث ۵۔۔۔: دوسری روایت میں ہے، "عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قصد کرتا ہے (یعنی ایسا نہ کرے) کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب کرے۔" یعنی زوجیت کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم ایسے مراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہٰذا جو ان باتوں کا خیال کرے گا مارنے کا ہرگز قصد نہ کرے گا۔
("صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، سورۃ (والشمس وضحٰها)، الحدیث: ۴۹۴۲، ج۳، ص۳۷۸)

حدیث ۶۔۔۔: حضور نبیِّ اَکرَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (سُنَنِ اِبنِ مَاجَۃ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ص۳۱۶، الحدیث: ۱۹۷۸)

سوال: بہترین شوہر کون ہے؟

جواب: شیخ الحدیث حضرت علامہ **عبدالمصطفٰی اعظمی** مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف **"جنتی زیور"** میں لکھتے ہیں:

(۱)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی' خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!

(۲)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!

(۳)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۴)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

(۵)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

(۶)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بد اخلاقی پر صبر کرے۔

(۷)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

(۸)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

(۹)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

(۱۰)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

(۱۱)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

(۱۲)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے مَیکا والوں اور اسکی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

(۱۳)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔

(۱۴)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

(۱۵)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔ (جنتی زیور ص ۸۴۔۸۵)

لہذا میاں بیوی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی بُرائیوں اور خامیوں پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ اچھائیوں اور خُوبیوں کو بھی پیشِ نظر رکھیں۔ مثلاً: جب بیوی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو شوہر کے غصے کا سبب بنے تو شوہر اسے مارنے پیٹنے کے بجائے سوچے کہ وہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن، رشتے دار، سہیلیوں اور اپنے گھر کو چھوڑ کر صرف میرے لئے یہاں آئی ہے، وہ میری دن رات خدمت کرتی ہے، میرے بچّوں کی دیکھ بھال کرتی ہے، میرے مال کی حفاظت کرتی ہے، میرے گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہے، میرے لئے کھانا پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی اور استری کرتی ہے، بیمار ہونے پر تیمار داری کرتی ہے، دیگر گھر کے اَفراد کی بھی کام میں مدد و خیر خواہی کرتی ہے، لہٰذا مجھے اس سے انتقام نہیں لینا چاہئے بلکہ اسے

معاف کر دینا چاہئے اور غُصّہ ختم ہونے کے بعد اسے اچھے طریقے سے سمجھانا چاہئے۔ اسی طرح اگر شوہر سے کبھی کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو بیوی کو غصے میں مُبتلا کرنے کا سبب بنے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کے ساتھ بدزبانی اور لڑائی جھگڑا کرنے کے بجائے خاموش رہے اور سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر حاکم بنایا ہے، یہ میرا محافظ ہے، اس کے ہوتے کوئی میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا، یہ غموں کی دھوپ میں میرے لئے سائبان ہے، یہ میرے لئے کھانے پینے اور لباس کا انتظام کرتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے لئے خون پسینہ ایک کرکے حلال روزی کماتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے بیمار پڑ جانے پر دوا کا انتظام کرتا ہے، میرے بچّوں کے تعلیمی اَخراجات اٹھاتا ہے لہٰذا مجھے مثبت انداز سے اس کے ساتھ پیش آنا چاہئے، اس کی باتوں کو برداشت کرنا چاہئے، اس کیلئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھنا چاہئے اور ناراضی کے وقت اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے مَنا کر اس کا غُصّہ ٹھنڈا کرنا چاہئے۔

شوہر پر بیوی کے احسانات

ایک شخص امیرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ جب دروازے پر پہنچا تو ان کی زَوجہ حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی (غصے کی حالت میں) بلند آواز سے گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی۔ جب اس شخص نے یہ ماجرا دیکھا تو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا تھا لیکن یہاں تو خود امیرُ المومنین بھی اسی مسئلے سے دوچار ہیں۔ بعد میں حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو بُلوا کر آنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کی: حضور! میں تو آپ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا مگر جب دروازے پر آپ کی زَوجہ محترمہ کی گفتگو سنی تو میں واپس لوٹ گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میری بیوی کے مجھ پر چند حُقوق ہیں جن کی بناء پر میں اس سے درگزر کرتا ہوں:

☆---وہ مجھے جہنّم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ سے میرا دل حرام کی خواہش سے بچا رہتا ہے۔

☆---جب میں گھر سے باہر ہوتا ہوں تو وہ میرے مال کی حفاظت کرتی ہے۔

☆---میرے کپڑے دھوتی ہے۔

☆---میرے بچّے کی پَرْوَرِش کرتی ہے۔

☆---میرے لئے کھانا پکاتی ہے۔ یہ سُن کر وہ شخص بے ساختہ بول اُٹھا کہ یہ تمام فوائد تو مجھے بھی اپنی بیوی سے حاصل ہوتے ہیں، مگر افسوس! میں نے اُس کی اِن خدمات اور احسانات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کبھی اُس کی کوتاہیوں سے درگزر نہیں کیا، آج کے بعد میں بھی درگزر سے کام لوں گا۔(تنبیہ الغافلین، باب حق المراۃ علی الزوج، ص۲۸۰)

اس واقعہ میں حضرت سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی گفتار اور اپنے عملی کردار کے ذریعے بیوی کی شکایت لے کر آنے والے شخص کو جو مدنی پھول عطا فرمائے ان سے یہی درس ملتا ہے کہ صرف بیوی کو ہی نہیں بلکہ شوہر کو بھی بُردباری، تحمل مِزاجی اور وسیع ظرفی کا مُظاہَرہ کرنا چاہئے۔

کورس نمبر: (7) نان و نفقہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرْمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُودِ پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نان و نفقہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ نفقہ سے کیا مراد ہے؟

(2)۔۔۔ نفقہ واجب ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

(3)۔۔۔ کس قسم کی بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے؟

(4)۔۔۔ عورت بالغہ ہے، نکاح ہو چکا ہے، لیکن رخصتی نہیں ہوئی تو کیا وہ نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

(5)۔۔۔ عورت بیمار ہو گئی تو کیا نفقہ پائے گی؟

(6)۔۔۔ عورت شوہر کے گھر سے اپنے میکے چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔ عورت کو نفقہ میں کیسا کھانا ملے گا "مالداروں والا یا متوسط درجہ کا"؟

(8)۔۔۔ شوہر پر بیوی کو سال بھر میں کتنے کپڑے دینا واجب ہے؟

(9)۔۔۔ شوہر اپنی بیوی کو کس طرح کے کپڑے دے گا؟

(10)۔۔۔ سکنی سے کیا مراد ہے؟

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال 1: نفقہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نفقہ سے مراد تین چیزیں ہیں: **(۱)۔۔۔** کھانا۔ **(۲)۔۔۔** کپڑا۔ **(۳)۔۔۔** رہنے کا مکان۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۲۶۰)

سوال 2: نفقہ واجب ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

جواب: نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں:

(۱)۔۔۔ زوجیت: یعنی کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر اس کا نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔

(۲)۔۔۔ نَسب: یعنی باپ پر اپنی اولاد کو اور بیٹوں پر اپنے ماں باپ کو نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔

(۳)۔۔۔ مِلک: یعنی آقا پر اپنے غلام یا باندی کو نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔

("الجوہرة النیرة"، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۰۸)

سوال 3: کس قسم کی بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے؟

جواب: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السِن (کم عمر) ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں! اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت لی ہو تو باپ پر واجب ہے۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقة الزوجة، ج۱، ص۵۴۴)

سوال 4: عورت بالغہ ہے، نکاح ہو چکا ہے، لیکن رخصتی نہیں ہوئی تو کیا وہ نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: بالغہ عورت کا نکاح ہو چکا ہے لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے تو اُس کا نفقے کا مطالبہ کرنا درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اُس سے نہ کہا ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ

کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتی ہے جب تک مہرِ معجل نہ دو گے نہیں جاؤں گی جب بھی نفقہ پائے گی کہ اُس کا انکار ناحق نہیں اور اگر انکار ناحق ہے مثلاً مہرِ معجل ادا کر چکا ہے یا مہرِ معجل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے تو اب نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے مکان پر نہ آئے۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الاول، ج١، ص٥٤٥)

سوال 5: عورت بیمار ہو گئی تو کیا نفقہ پائے گی؟

جواب: عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا بیمار ہو کر اُس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آئی تو نہیں۔ ("الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٢٨٧)

سوال 6: عورت شوہر کے گھر سے اپنے میکے چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب على الاب...إلخ، ج٥، ص٢٨٩)

سوال 7: عورت کو نفقہ میں کیسا کھانا ملے گا "مالداروں والا یا متوسط درجہ کا"؟

جواب: **کھانا نفقہ کا پہلا جزہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ:** اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہو گا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔ ("الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٢٨٦)

سوال 8: شوہر پر بیوی کو سال بھر میں کتنے کپڑے دینا واجب ہے؟

جواب: **کپڑا نفقہ کا دوسرا جزہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ:** سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دے دیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادۃً جس طرح پہنا جاتا ہے اُس طرح پہنتی تو نہیں پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس ششماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہو گئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اُس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس

وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۰۹)

سوال 9: شوہر اپنی بیوی کو کس طرح کے کپڑے دے گا؟

جواب: جاڑوں میں (یعنی سردیوں میں) جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے، مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔
("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب علی الاب...إلخ، ج۵، ص۲۹۴)

سوال 10: سکنٰی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **نفقہ کا تیسرا جز سُکنٰی ہے یعنی رہنے کا مکان:** شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لئے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں، ہاں! اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع سے آگاہ نہیں تو وہ مانع نہیں۔ یونہی شوہر کی کنیز یا ام ولد کا رہنا بھی کچھ مضر نہیں اور اگر اُس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا کہ سب کے ساتھ رہے گی تو شوہر کے متعلقین سے گھر کا خالی ہونا شرط نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اُسے وہاں رکھے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۲۴)
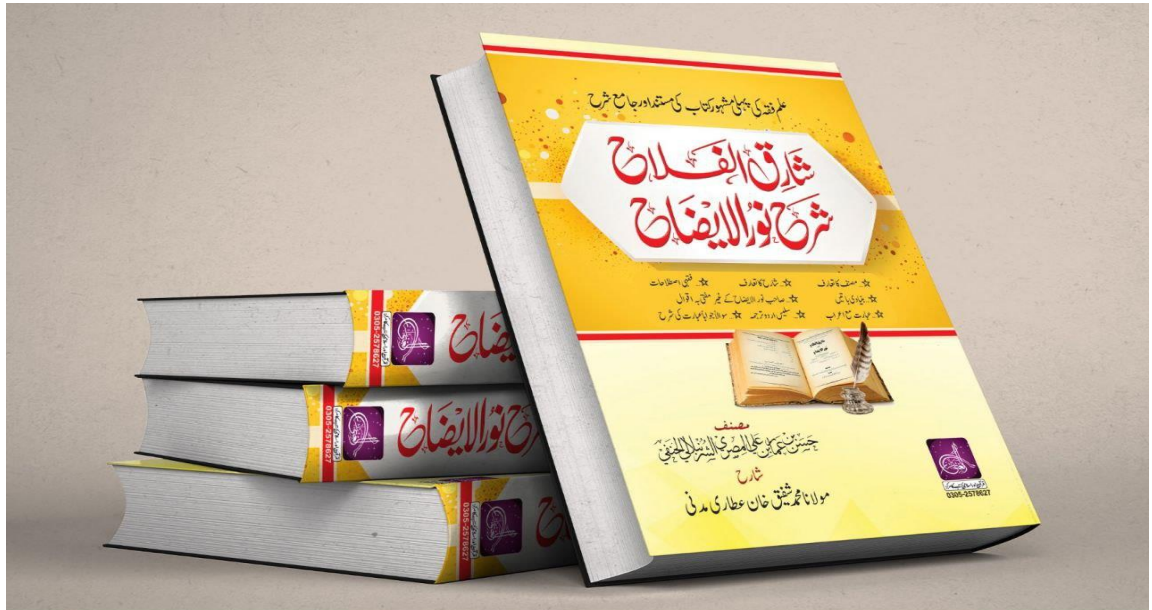
کورس نمبر:(8)شادی کی رسموں کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں شادی کی رسموں کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔شادی کی رسموں کے متعلق احکامات۔

(2)۔۔۔شادی کی ناجائز رسموں کا بیان۔

(3)۔۔۔شادی کی جائز رسموں کا بیان۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں، ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جدا گانہ ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے جس حد تک کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

بعض لوگ اِس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سبکدوش ہوں (یعنی بری الذمہ) اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ مگر آجکل حالات ایسے ہیں کہ شاید رسوم کو پورا کئے بغیر شادی ہی نہیں ہوتی اور ان رسموں کو پورا کرنے کے لئے اگرچہ بھیک مانگنا پڑے، مانگ لیں گے مگر رسمیں نہ چھوٹیں، اور ان رسموں کی وجہ سے برسیں (یعنی کئی سال) گزار دیتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں (یعنی ہندو تاجروں) کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی، اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسمیں چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے تو اُسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہالے گیا۔ جائداد نیلام ہو گئی مکان بنیے کے قبضہ میں گیا دربدر مارے مارے پھرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ اس کی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہو گئیں، پھر قرض خواہ کے تقاضے اور اُس کے تشدد آمیز (یعنی سخت) لہجہ سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے، یہی نہیں کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سوال: کچھ رسموں کے بارے میں تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: شادیوں میں منائی جانے والی چند رسمیں درج ذیل ہیں:

(ا)۔۔۔ گانا بجانا کرنا: اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چِلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی

ہی دُور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق وعادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

(۲)۔۔۔رات بھر جاگنا: شادی کی رسموں میں رت جگا (یعنی ایک رسم جس میں رات بھر جاگتے ہیں) بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گُلگُلِے (آٹا گوندھ کر تیل میں تلا جانے والا پکوان) پکتے ہیں، صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت، پھر اگر اس رسم کی ادا کے لئے عورت ہی ہو نا ضروری ہو تو اس جمگھٹے (یعنی ہجوم، ٹولی) کی کیا حاجت، پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے، پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چراغ ہوتا ہے یہ سب ناجائز، کہ جب صبح ہو گئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔

(۳)۔۔۔اُبٹن لگانا: دولھا، دلھن کو اُبٹن لگانا (یعنی شادی بیاہ کی ایک رسم جس میں ایک خوشبودار مسالہ دولہا اور دلہن کے جسم کو صاف اور ملائم کرنے کے لئے مَلا جاتا ہے)۔ پھر یہ ابٹن بھابھیوں یا غیر محرم عورتوں سے لگوایا جاتا ہے جس میں تعداد بھی مقرر ہوتی ہے کہیں پانچ، تو کہیں سات، تو کہیں نو۔

(۴)۔۔۔دولھا کو مہندی لگانا: عورت کو مہندی لگانا جائز اور مرد کو ناجائز ہے۔

(۵)۔۔۔کنگنا باندھنا: دولھا کے ہاتھ میں کہیں چاندی کا اور کہیں سونے کا کنگن پہنائے جاتے ہیں جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

(۶)۔۔۔خالص پھولوں کا سہرا جائز بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

(۷)۔۔۔برات میں ناچ گانا اور آتش بازی کرنا: ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں۔ کون اس کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی، بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ ممنوعات شرعیہ چیز نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ

ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا ہے، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل بھی جاتا ہے۔

(۸)۔۔۔ناچ گانے کے لئے رنڈیوں کا بلانا: ناچ میں جن فواحش و بدکاریوں اور اخلاق بگاڑنے والی باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں، ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں، دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیسے بُرے بُرے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ حیا و غیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے۔ بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں۔ ایسی بد تہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیا و غیرت کا پتا دیتا ہے۔

شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ منگنی کے وقت ہی طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہو گا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا۔ ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی، یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ۔ اور اگر کوئی دیندار شخص سمجھانا بھی چاہے تو کہہ دیتے ہیں: ''صاحب! خوشی کا موقع ہے بار بار تھوڑے ہی آتا ہے'' ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور ایک مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔

شادی کی جائز رسمیں

(۱)۔۔۔ولیمہ کرنا: ولیمہ سنت ہے بنیت اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرو دوست و احباب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے، اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

کورس نمبر: (9) طلاق کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔(مُعْجَم کبیر ج۳ص۱۲۸حدیث۲۸۸۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں طلاق کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔طلاق کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔طلاق دینے کا حق شوہر کو کیوں دیا گیا؟

(3)۔۔۔طلاق دینا کیسا ہے؟

(4)۔۔۔دینے کے اعتبار سے طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

سوال: طلاق کسے کہتے ہیں؟

جواب: نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہو گی، اسے رجعی کہتے ہیں۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

سوال: طلاق دینے کا حق شوہر کو کیوں دیا گیا؟

جواب: طلاق سے متعلق اسلام کے اس معتدل اور عدل و انصاف پر مبنی فطری نظام میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں دیا گیا، عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟ اس لئے کہ اس سوال کا منشا یہ ہے کہ **نعوذ باللہ** اسلام نے طلاق کا حق صرف مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہے، حالانکہ اسلام میں طلاق کا نظام عین عدل اور انصاف کے مطابق ہے، اُس نظام کو اگر اسی طرح برتا جائے، جیسا شریعت کا منشاء ہے، تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوگا۔ تاہم اُن لوگوں کے لئے جو احکامِ اسلام کے مصالح اور حکمتوں کو ناقص عقلِ انسانی کے زاویہ سے دیکھنا چاہتے ہیں، نیز بعض اُن لوگوں کے لئے بھی، جن کو شریعت کے ہر حکم پر مکمل بصیرت اور انشراح ہے، لیکن وہ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ ہم اس کی ایک اہم حکمت پیش کرتے ہیں۔

طلاق کا حق مرد کو دیا جانا مرد کے مزاج و طبیعت کے موافق ہے، اس کے برخلاف عورت کو یہ حق ملنا خود اُس کی فطری شرم و حیا اور مزاج و طبیعت کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس حق کا صحیح استعمال کرنے کے لئے بہت سی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جن صفات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں ایک گونہ فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: طاقت و قوت، جرأت و ہمت، خود اعتمادی، دوسروں سے متاثر نہ ہونا، زبان پر قابو رکھنا، دور اندیشی، جلد بازی اور جذباتیت سے بچنا، یہ اور ان کے علاوہ بہت سی صفات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں عام طور پر فوقیت عطا فرمائی ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مردوں پر بہت سی صفات اور خوبیوں میں فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: الفت و محبت، رحم دلی اور نرمی، تحمل و برداشت۔ مرد اور عورت کے اِس طبعی فرق کو ساری دنیا کے سمجھدار لوگ تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ نظامِ عالم کے متوازن طریقہ پر چلنے کے لیے مرد اور عورت کے درمیان اس فطری فرق کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

حقِ طلاق بھی اسی لئے مردوں کو دیا گیا کہ اُن کے اندر اللہ کی طرف سے ودیعت کی جانے والی مذکورہ بعض خصوصی صفات کی بنا پر عورتوں کی بہ نسبت اس حق کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اور اہلیت زیادہ ہے، اسی لئے اگر کوئی مرد اس حق کا غلط استعمال کرتا ہے، تو شریعتِ اسلامی کی نگاہ میں وہ سخت مجرم اور نافرمان سمجھا جاتا ہے کیونکہ اُس نے صلاحیت اور اہلیت کے باوجود جان بوجھ کر اپنے حق سے غلط فائدہ اٹھایا۔ یہ حکمت ہم نے مثال کے طور پر پیش کر دی ہے، علمائے کرام نے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے بلکہ یہاں پر ہم خاص

طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی اللہ کا وہ پسندیدہ مذہب ہے، جو ہر اعتبار سے کامل و مکمل کر دیا گیا ہے اور اس مذہب کا ہر حکم اپنے اندر ہزار ہا ہزار حکمتوں اور مصلحتوں کو لئے ہوئے ہے، ایک مسلمان کی بندگی اور عبدیت کی اصل شان یہ ہے کہ وہ ہر حکم الٰہی کو فکری اور عملی طور پر محض اس بنیاد پر تسلیم کرے کہ یہ ساری دنیا کے مالک و خالق، بندوں کے مشفق و محسن، بندوں کی مصلحتوں اور فائدوں کو اُن سے زیادہ جاننے والے، غیب کے بھیدوں سے واقف اور کائنات کے نظام کو چلانے والے ایک معبود حقیقی کا حکم ہے۔ حکمِ الٰہی کی گہرائیوں اور اُس کی حقیقی حکمتوں کا انسان کی ناقص عقل کے ذریعہ پورے طور پر ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ بندگی کی یہ شان ایک مسلمان کے ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔

سوال: طلاق دینا کیسا ہے؟

جواب: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے (یعنی جب تک کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو طلاق دینا منع ہے) اور وجہ شرعی ہو تو مباح (یعنی جائز) بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا عورت کو سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، ج۴، ص۴۱۴۔۴۱۷)

سوال: دینے کے اعتبار سے طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: طلاق کی تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ حسن۔ **(۲)۔۔۔** اَحسن۔ **(۳)۔۔۔** بِدعی۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

سوال: طلاقِ احسن کیا ہے؟

جواب: جس طہر (یعنی پاکی کے ایام) میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے یعنی بہت اچھا طریقہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

سوال: طلاقِ حسن کیا ہے؟

جواب: طلاقِ حسن کی چند صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ غیر موطؤہ (یعنی ایسی عورت جس سے صحبت نہ کی گئی ہو) کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو۔

(۲)۔۔۔ موطؤہ (یعنی ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں۔

(۳)۔۔۔ تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں یعنی اچھی ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

سوال: طلاقِ بدعی کیا ہے؟

جواب: طلاقِ بدعی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں۔

(۲)۔۔۔ ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کرچکا ہے۔

(۳)۔۔۔ موطؤہ کو حیض میں طلاق دی۔

(۴)۔۔۔ طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی۔

(۵)۔۔۔ یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، ج۴، ص۴۱۹۔۴۲۴)

کورس نمبر:(10) طلاق کے الفاظ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی بے شک دُعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اُوپر کی طرف نہیں جاتی، جب تک تم اپنے نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھ لو۔ (ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجآء فی فضل الصلوۃ۔۔۔الخ، ۲/۲۸، حدیث: ۴۸۶)

میری زبان تر رہے ذِکر و دُرُود سے
بے جا ہنسوں کبھی نہ کروں گفتگو فُضُول

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں طلاق کے الفاظ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔طلاق دینے کے الفاظ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(2)۔۔۔طلاق کے صریح الفاظ کون سے ہیں؟

(3)۔۔۔صریح الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

(4)۔۔۔صریح طلاق کے اور کون سے الفاظ ہیں؟

(5)۔۔۔طلاق کے کنایہ الفاظ کون سے ہیں؟

(6)۔۔۔کنایہ الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔کنایہ کے اور کون کون سے الفاظ ہیں؟

(8)۔۔۔حکم کے اعتبار سے طلاق کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(9)۔۔۔غصے، مذاق اور نشے میں دی جانے والی طلاق کا حکم۔

(10)۔۔۔ڈرانے دھمکانے کے لئے دی جانے والی طلاق کا حکم۔

(11)۔۔۔لکھ کر طلاق دینے سے کیا طلاق ہو جائے گی؟

(12)۔۔۔گونگا شخص کیسے طلاق دے گا؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: طلاق دینے کے الفاظ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: طلاق کے الفاظ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ صریح الفاظ۔ **(۲)۔۔۔** کنایہ الفاظ۔

سوال: طلاق کے صریح الفاظ کون سے ہیں؟

جواب: طلاق کے صریح الفاظ وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو، جیسے لفظِ "طلاق" مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تم کو طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے وغیرہ۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۴۲)

سوال: صریح الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: صریح الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۳۔۴۴۸)

سوال: صریح طلاق کے اور کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: صریح طلاق کے الفاظ یہ بھی ہیں:

☆ طلاغ، ☆ تلاغ، ☆ طلاک، ☆ تلاک، ☆ تلاکھ، ☆ تلّاکھ، ☆ تلاخ، ☆ تلاح، ☆ تلاق، ☆ طِلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، تلات بھی۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۶) (''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۴۔۴۴۸)

لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی۔

(''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۶)

سوال: طلاق کے کنایہ الفاظ کون سے ہیں؟

جواب: طلاق کے کنایہ الفاظ وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو بلکہ طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۸)

سوال: کنایہ الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق دینے کی ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۸۔۱۲۹)

کنایہ کے الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نیت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نیت نہ ہو اور دو کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زوجہ باندی ہو تو دو کی نیت صحیح ہے اور تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔

(''الدر المختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: لا اعتبار بالاعراب ھنا، ج۴، ص۵۲۴)

سوال: کنایہ کے اور کون کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: کنایہ کے درج ذیل الفاظ ہیں:

☆ جا، ☆ نکل، ☆ چل، ☆ روانہ ہو، ☆ اُٹھ، ☆ کھڑی ہو، ☆ پردہ کر، ☆ دوپٹہ اوڑھ، ☆ نقاب ڈال، ☆ جگہ چھوڑ، ☆ گھر خالی کر، ☆ دُور ہو، ☆ چل دُور، ☆ اے جُدا، ☆ تو جُدا ہے، ☆ تو مجھ سے جُدا ہے، ☆ میں نے تجھے بے قید کیا، ☆ میں نے تجھ سے مُفارقت (یعنی جدائی) کی، ☆ اپنا رستہ ناپ، ☆ اپنی راہ لے، ☆ کالا منہ کر، ☆ چلتی بن، ☆ چلتی نظر آ، ☆ دفع ہو، ☆ رفوچکر ہو، ☆ پنجرا خالی کر، ☆ بستر اُٹھا، ☆ اپنی گٹھری باندھ، ☆ اپنی نجاست الگ پھیلا، ☆ تشریف لے جایئے، ☆ تشریف کا ٹوکرا لے جایئے، ☆ بہت ہو چکی اب مہربانی فرمایئے، ☆ اے بے عَلاقہ، ☆ منہ چھپا، ☆ جہنم میں جا، ☆ چولھے میں جا، ☆ بھاڑ میں پڑ، ☆ میرے پاس سے چل، ☆ میں نے نکاح فسخ کیا، ☆ تو مجھ پر مثل

مُردار ہے، ☆تو مثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے (اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں)، ☆تو میرے ساتھ حرام میں ہے، ☆میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا، (اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگرچہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے خریدا)، ☆میں تجھ سے باز آیا، ☆تو میرے کام کی نہیں، ☆میرے مطلب کی نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۹)

سوال: حکم کے اعتبار سے طلاق کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: حکم کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں: **(۱)۔۔۔**طلاقِ رجعی۔ **(۲)۔۔۔**طلاقِ بائن۔ **(۳)۔۔۔**طلاقِ مُغَلَّظَہ۔

سوال: طلاقِ رجعی کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

جواب: صریح الفاظ کے ذریعے دی جانے والی طلاق سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۳۔ ۴۴۸)

طلاقِ رجعی دینے کے بعد عورت کو واپس لانے کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے اندر عورت کو اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھتے ہوئے رجعت کرلے۔ اور رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کے سامنے کہے۔ "میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا میں نے اُسے واپس لیا یا روک لیا" اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو بھی رجوع ہو جاتا ہے۔ رجوع کا دوسرا طریقہ یہ ہے۔ مرد بیوی سے جماع کرلے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے یا شہوت سے بدن کو چھُولے وغیرھا۔

رجوع میں عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں اگرچہ وہ انکار بھی کرے تب بھی شوہر کے رجوع کرلینے سے رجوع ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۷۰)

سوال: طلاقِ بائن کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

جواب: تین صورتوں میں طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے:

(۱)۔۔۔اگر شوہر نے کنایہ الفاظ کے ذریعے طلاق دی مثلاً یوں کہے: ☆تو مجھ پر حرام ہے، یا طلاق کی نیت سے کہے: ☆میں نے تجھے آزاد کیا، ☆نکل، ☆چل، ☆جا، ☆دفع ہو، ☆اور شوہر تلاش کر، ☆چلتی نظر آ، ☆بستر اٹھا ، وغیرھا الفاظ کہے تو طلاقِ بائن واقع ہوگی۔

(۲)۔۔۔یا صریح الفاظ سے طلاق دی مگر ان صریح الفاظ میں شدت پیدا کی مثلاً یوں کہے "تجھے سب سے گندی طلاق یا سب سے سخت طلاق" اس قسم کے الفاظ کہے تو اس صورت میں طلاق بائن واقع ہو گی۔

(۳)۔۔۔طلاق تو رجعی دی تھی مگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا بلکہ عدت پوری ہو گئی تو اب وہ طلاقِ رجعی بائن ہو گئی۔

طلاقِ بائن واقع ہونے کے بعد عورت کو واپس لانے کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں صورتوں میں اگر مرد و عورت دونوں نکاح کر لیں تو رجوع ہو جائے گا یعنی عورت مرد کے نکاح میں آ جائے گی۔ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس صورت میں عورت سے نکاح کے لئے اس کی اجازت و رضامندی ضروری ہے اگر وہ راضی نہ ہو تو نکاح نہیں ہو سکتا۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۹۔۲۰)

سوال: طلاقِ مغلظہ کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

جواب: تین طلاقوں کا عدد جب بھی پورہ ہو گا تو طلاقِ مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ اور طلاقِ مغلظہ واقع ہونے کی صورت میں بغیر حلالہ کے عورت واپس نہیں آتی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۰)

سوال: حلالہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے (یعنی جس سے جماع یا دخول کیا گیا ہو) تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور مرد سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی (یعنی دوسرا شوہر) اُس عورت سے وطی بھی کر لے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر وہ عورت شوہرِ اول سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس کے لئے عدت نہیں۔ (''البحرالرائق''، کتاب الطلاق، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، ج۴، ص۹۸،۹۷)

سوال: شوہر اگر عورت سے رجوع کرے تو اب اُسے کتنی طلاقوں کا حق حاصل ہو گا؟

جواب: اگر شوہر نے ایک طلاق کے بعد رجوع کیا تو دو طلاقوں کا اختیار ہے اور اگر دو طلاقوں کے بعد رجوع کیا تو ایک طلاق کا اختیار ہے۔ یعنی زندگی میں اُسے تین طلاقوں کا اختیار ہے اگر ایک طلاق چالیس سال پہلے بھی دی تو وہ بالکل ختم نہ ہو جائے گی دوبارہ اگر طلاق دی تو وہ دوسری شمار کی جائے گی پھر اگر چہ ستر سال بعد طلاق دے وہ تیسری شمار

کی جائے گی اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی بغیر حلالہ دوبارہ واپس نہیں آ سکتی۔ البتہ اگر بالفرض ایک یا دو طلاقوں کے بعد عورت نے کسی اور مرد سے شادی کرلی پھر اُس مرد نے بھی جماع کے بعد طلاق دے دی تو اب اگر وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کرے تو اُسے نئے سِرے سے تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۲۰)

سوال: کیا غصے کی حالت میں دی جانے والی طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: جب تک عقل سلامت ہے غصے کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلے سے یہ فتویٰ لینا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہئے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصے میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔ (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۱۱۳)

سوال: اگر دوستوں سے یا بیوی سے مذاق کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دے دی تو کیا طلاق ہو جائے گی؟

جواب: طلاق کا مُعاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف ہے: "تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے (یعنی مذاق میں بھی وہی حکم ہے جو سنجیدگی میں ہے) (۱)۔۔۔ نکاح۔ (۲)۔۔۔ طلاق۔ (۳)۔۔۔ (طلاق کے بعد) رجوع کرنا"۔ (مشکوۃ ص ۲۸۴)

لہٰذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق یا فلم یا ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۳)

سوال: اگر نشے یا نیند میں طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: اگر کسی نے نشہ پی کر طلاق دی تو طلاق ہو جائے گی۔ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ یا افیون یا چرس یا کسی اور چیز سے۔ بہر صورت طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ البتہ اگر کسی نے اُسے مجبور کرکے یعنی قتل یا عضو کاٹ دینے کی دھمکی یا دھوکے سے نشہ پلا دیا یا حالتِ اضطرار میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور کوئی حلال شے پینے کو نہ تھی تو ایسی حالت میں شراب وغیرہ نشہ کی چیز پی اور اس کے نشے میں طلاق دی تو واقع نہ ہو گی اور نیند میں دی جانے والی طلاق بھی واقع نہ ہو گی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۲۷۔ ۴۳۸)

سوال: اگر محض ڈرانے، دھمکانے کی نیت سے طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق دینے میں طلاق کی نیت کرنا ضروری نہیں۔ زبان سے طلاق کے الفاظ ادا ہو گئے تو طلاق ہو جائے گی۔ خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق سے یاڈرانے دھمکانے کی نیت سے حتی کہ اگر زبان سے کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہو اور طلاق کے الفاظ نکل جائیں یا لفظِ طلاق بولا مگر اُس کے معنی نہیں جانتا یا بھول کر یا غفلت میں طلاق دی ہر صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ لہذا عام طور پر لوگ جو عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ صرف ڈرانا مقصود تھا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۵-۱۶)

سوال: کیا لکھ کر طلاق دینے سے طلاق ہو جائے گی؟

جواب: زبان سے الفاظِ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز (یعنی نمایہ) نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہو گی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی۔ (''الدر المختار''، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۴۲) (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۱۱۴)

سوال: گونگا شخص کیسے طلاق دے گا؟

جواب: گونگے نے اشارہ سے طلاق دی ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہو گی بلکہ لکھنے سے ہو گی۔ ("فتح القدیر"، کتاب الطلاق، فصل، ج ۳، ص ۳۴۸)

کورس نمبر: (11) ظہار کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرْمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔ (ترمذی ج۵ ص۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں ظہار کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ظہار کے کیا معنی ہیں؟

(2)۔۔۔ظہار کا کیا حکم ہے؟

(3)۔۔۔ظہار کے صحیح ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(4)۔۔۔ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اور اس حالت میں ظہار کیا تو کیا حکم ہے؟

(5)۔۔۔ظہار کا کیا کفارہ ہے؟

(6)۔۔۔اپنی بیوی سے چند بار ظہار کیا تو کتنے کفارے لازم ہوں گے؟

(7)۔۔۔کیا الفاظِ ظہار کہتے وقت نیّت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے؟

(8)۔۔۔ایلا کسے کہتے ہیں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: ظہار کے کیا معنی ہیں؟

جواب: ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔

(''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج۵، ص۱۲۹،۱۲۵)

سوال: ظہار کا کیا حکم ہے؟

جواب: ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ ادا کر دے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔

(''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص۸۲ و''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج۵، ص۱۳۰)

سوال: ظہار کے صحیح ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

جواب: ظہار کے لئے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں۔ یونہی نابالغ و مجنون، بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا۔

(''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج۵، ص۱۲۶)

سوال: ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اور اس حالت میں ظہار کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔ (''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج۵، ص۱۲۶)

سوال: ظہار کا کیا کفارہ ہے؟

جواب: ظہار کرنے والا اگر جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اور ظہار کا کفارہ تین طرح سے ادا کیا جاسکتا ہے:

(۱)۔۔۔ ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے، غلام مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارۃ، ج۱، ص۵۰۹۔۵۱۰)

(۲)۔۔۔ اوراگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اس کے پاس اس کی قیمت نہیں تو کفارہ میں مسلسل دومہینے کے روزے رکھے۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱۳۹)

(۳)۔۔۔ اور اگر روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہو گا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہوں گے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ ("الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: إی حر لیس لہ...إلخ، ج۵، ص۱۴۴)

اور یہ بھی شرط ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں! اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ ("الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: إی حر لیس لہ...إلخ، ج۵، ص۱۴۴)

سوال: کیا کھانا کھلانے کے علاوہ کوئی اور بھی صورت ہے؟

جواب: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے اور یہ قیمت اُنہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقۂ فطر اور زکوۃ دے سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱۵)

سوال: اپنی بیوی سے چند بار ظہار کیا تو کتنے کفارے لازم ہوں گے؟

جواب: ایک عورت سے چند بار ظہار کیا تو اُتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظِ ظہار کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا مان لیں گے ورنہ نہیں۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج۵، ص۱۳۴)

سوال: کیا الفاظِ ظہار کہتے وقت نیّت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! الفاظِ ظہار کہتے وقت اگر طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہو گی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم (یعنی حرام کرنے) کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص۸۴)

سوال: ایلا کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایلا شوہر کا یہ قسم کھانا کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا چار مہینے قربت نہ کرے گا۔اس کی تفصیلی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد دوم سے ایلا کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔(بہار شریعت،ج۲، حصہ ۸،ص ۱۸۲)

کورس نمبر: (12) عدت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی، اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (ایضاً ج۳ ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں عدت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔عدت سے کیا مراد ہے؟

(2)۔۔۔عورت پر عدت کن وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے؟

(3)۔۔۔اگر طلاق کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

(4)۔۔۔اگر شوہر کے انتقال کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

(5)۔۔۔اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی کتنی عدت ہے؟

(6)۔۔۔طلاق کی عدت کس وقت سے شمار ہو گی؟

(7)۔۔۔شوہر نے عورت کو طلاق دی تھی اور عورت ابھی عدت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب عورت کون سی عدت گزارے گی؟

(8)۔۔۔عورت عدت کہاں گزارے گی؟

(9)۔۔۔جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے کیا اس کو بدل سکتی ہے؟

(10)۔۔۔عدت میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: عدت سے کیا مراد ہے؟

جواب: نکاح زائل ہونے یا شبہہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص۵۲۶)

سوال: عورت پر عدت کن وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے؟

جواب: نکاح زائل ہونے کے بعد عورت پر عدت ہوتی ہے، اب نکاح کا زائل ہونا چاہے تو شوہر کا انتقال ہونے سے ہوا ہو یا طلاق دینے سے ہوا ہو۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص۵۲۶)

سوال: اگر طلاق کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

جواب: شوہر نے عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی اور اِن صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت عورت کو حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۵، ص۱۹۱)

اور اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سِن کو نہیں پہنچی یا سِن ایاس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حساب سے بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۵، ص۱۸۶۔۱۹۲)

سوال: اگر شوہر کے انتقال کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

جواب: اگر عورت کو حمل نہ ہو اور اس کا شوہر انتقال کر گیا تو موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص۹۷)

سوال: اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی کتنی عدت ہے؟

جواب: عورت اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے، عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔

("الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۵، ص۱۹۲)

وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا۔ اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو آخری بچے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہو گی۔ ("الجوہرة النيرة"، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص٩٦)

سوال: طلاق کی عدت کس وقت سے شمار ہو گی؟

جواب: طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو عورت اُس کی تصدیق کرے یا تکذیب، عدت وقت اقرار سے شمار ہو گی۔ ("الجوہرة النيرة"، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص١٠١۔١٠٢)

سوال: شوہر نے عورت کو طلاق دی تھی اور عورت ابھی عدت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب عورت کون سی عدت گزارے گی؟

جواب: شوہر نے عورت کو طلاقِ رجعی دی تھی اور شوہر عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی خواہ صحت کی حالت میں طلاق دی ہو یا مرض میں۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین طلاق دی تھی تو طلاق کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی ہو تو دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینے دس دن پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہ ہوئے تو حیض کے پورے ہونے کا انتظار کرے۔ ("الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج١، ص٥٣٠)

سوال: عورت عدت کہاں گزارے گی؟

جواب: موت یا فرقت (یعنی علیحدگی) کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت (یعنی رہائش) تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے۔ یہاں تک کہ اگر عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لئے کہیں اور گئی تھی اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔ (بہارِ شریعت ج٢، ص٢٤٥)

سوال: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے کیا اس کو بدل سکتی ہے؟

جواب: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت کہ اسے کوئی نکال دے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا، یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت عدتِ وفات ہے اور مکان کا مالک کہتا ہے کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان شوہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا ملا وہ قابلِ سکونت نہیں اور ورثہ اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا مکان گر رہا ہو یا گرنے کا خوف ہو یا چوروں کا خوف ہو، یا مال تلف (یعنی ضائع) ہو جانے کا اندیشہ ہے یا آبادی کے کنارے مکان ہے اور مال وغیرہ کے چوری ہونے کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے یا ورثہ کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اُسی میں رہنا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص ۲۴۵۔۲۴۶)

اور وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اُس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آسکے اُسے لے اور عدت طلاق کی ہو تو جس مکان میں شوہر اُسے رکھنا چاہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۵)

سوال: عدت میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

جواب: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا کسی وجہ سے فرقت ہوئی تو اس کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں، نہ دن میں، نہ رات میں، اگرچہ شوہر نے اُسے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہو۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص ۵۳۴)

سوال: کیا ضرورت کی وجہ سے بھی باہر نہیں جا سکتی؟

جواب: موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو مثلاً عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائے گی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لئے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہو گا۔ یونہی کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لئے بھی جا سکتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۴۵)

کورس نمبر: (13) سوگ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُود پاک پڑھے۔ (مُعْجَم اَوسط ج۱ ص۲۱۱ حدیث ۷۲۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں سوگ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ سوگ کے کیا معنی ہیں؟

(2)۔۔۔ سوگ کس عورت پر ہے؟ نیز سوگ منانے کا کیا حکم ہے؟

(3)۔۔۔ سوگ میں کون کون سی زینت کا ترک کرنا واجب ہے؟

(4)۔۔۔ کیا عورت عذر کی وجہ سے ممنوعہ چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے؟

(5)۔۔۔ کیا عورت شوہر کے علاوہ کسی قریبی رشتہ دار کے مرنے پر سوگ کر سکتی ہے؟

(6)۔۔۔ کیا عدت کے اندر عورت چارپائی پر سو سکتی ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: سوگ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: سوگ کے معنی زینت کو ترک کرنا ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۴۲)

سوال: سوگ کس عورت پر ہے؟ نیز سوگ منانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سوگ اُس عورت پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاقِ بائن کی عدت میں ہو اگرچہ عورت باندی ہو۔ شوہر کے عنّین (یعنی نامرد) ہونے یا عضوِ تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱)

سوال: سوگ میں کون کون سی زینت کا ترک کرنا واجب ہے؟

جواب: سوگ میں جن زینتوں کا ترک کرنا واجب ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)۔۔۔ ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے نہ پہنے۔

(۲)۔۔۔ ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے۔ زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا سادہ کپڑا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے۔ یونہی پڑیا کا گلابی رنگ۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین (یعنی بناؤ سنگار) ہوتا ہے سب کو ترک کر دے۔

(۳)۔۔۔ خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے۔

(۴)۔۔۔ تیل کا استعمال نہ کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے زیتون کا تیل۔

(۵)۔۔۔ کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سرمہ لگانا منع ہے۔

(۶)۔۔۔ مہندی لگانا منع ہے۔

ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ ہاں! جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یونہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔
("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱)("الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۳)

سوال: کیا عورت عذر کی وجہ سے ممنوعہ چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: عذر کی وجہ سے اِن چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُس کا استعمال زینت کے قصد (یعنی ارادہ) سے نہ ہو مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے۔ نیز دردِ سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ یا سُرمہ لگانے کی ضرورت ہے کہ آنکھوں

میں درد ہے۔ یا خارش (یعنی کھجلی) ہے تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے۔ یا اُس کے پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضروری ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہٰذا بقدر ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔

("الفتاوی الهندية"،كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج١، ص٥٣٣)

سوال: کیا عورت شوہر کے علاوہ کسی قریبی رشتہ دار کے مرنے پر سوگ کر سکتی ہے؟

جواب: کسی قریبی رشتہ دار کے مرجانے پر عورت کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی منع کر سکتا ہے۔ ("ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٢٣)

اور کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک اپنے شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لئے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔

("الدرالمختار"و"ردالمحتار"،كتاب الطلاق، فصل في الحداد،ج٥، ص٢٢٤)

سوال: کیا عدت کے اندر عورت چارپائی پر سو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! عدت کے اندر چارپائی پر سو سکتی ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔ (بہارِ شریعت ج٢، ص٢٤٤)

کورس نمبر: (14) قسم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرْمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بد بخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الْیَوْمِ وَ اللَّیْلَۃِ لابن السُّنِّیس ۳۳۶ حدیث ۳۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں قَسَم کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ قسم کسے کہتے ہیں؟

(2)۔۔۔ کیا قسم کھانا جائز ہے؟

(3)۔۔۔ قسم کے الفاظ کون کون سے ہیں؟

(4)۔۔۔ قسم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(5)۔۔۔ جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

(6)۔۔۔ کسی کا حق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

(7)۔۔۔ جھوٹی قسم کھانے کے کیا نقصانات ہیں؟

(8)۔۔۔ قرآن اٹھانا قسم ہے یا نہیں؟

(9)۔۔۔ اگر غلطی سے قسم کے کلمات نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

(10)۔۔۔کسی کے مجبور کرنے پر قسم توڑا تو کیا حکم ہے؟

(11)۔۔۔وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے قسم نہیں ہوتی؟

(12)۔۔۔کیا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے قسم ہو جاتی ہے؟

(13)۔۔۔کیا غیر خدا کے نام پر کھائی جانے والی قسم، قسم ہوتی ہے؟

(14)۔۔۔کیا قسم میں نیّت و غرض (یعنی مقصد) کا اعتبار ہوتا ہے؟

(15)۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کن الفاظ سے قسم ارشاد فرمایا کرتے تھے؟

(16)۔۔۔قسم میں ان شاء اللہ عزوجل کہا تو قَسم ہو گی یا نہیں؟

(17)۔۔۔قسم کے کفارے کی کون کون سی شرائط ہیں؟

(18)۔۔۔قسم کا کفارہ کیا ہے؟

(19)۔۔۔قسم کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

(20)۔۔۔کیا کفارہ ادا کرنے کے لئے نیّت شرط ہے؟

(21)۔۔۔قسم کا کفارہ کس کو دیا جائے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: قسم کسے کہتے ہیں؟

جواب: قسم کو عَرَبی زَبان میں یَمِیْن کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: "داہنی (یعنی سیدھی) جانِب"، چُونکہ اہلِ عَرَب عُمُوماً قسم کھاتے یا قسم لیتے وَقت ایک دوسرے سے داہنا (یعنی سیدھا) ہاتھ مِلاتے تھے اِس لئے قسم کو "یمین" کہنے لگے، یا پھر یَمِین "یُمْن" سے بنا ہے جس کے معنٰی ہیں "بَرَکت و قُوَّت"، چُونکہ قسم میں اللہ تعالیٰ کا بابَرَکت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قُوَّت دیتے ہیں اِس لئے اِسے یَمِین کہتے ہیں یعنی بَرَکت و قُوَّت والی گفتگو۔

(مُلَخَّص از مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۱۹۴)

اور شَرعی اِعتِبار سے قسم اُس عَقد (یعنی عَہد وپَیماں) کو کہتے ہیں جس کے ذَرِیعے قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پُختہ (یعنی پکّا) اِرادہ کرتا ہے۔ (دُرِّمُختار ج ۵ ص ۴۸۸) مَثَلًا کسی نے یوں کہا: "اللہ عزوجل کی قسم! میں کل تمہارا سارا قَرض ادا کر دوں گا "تو یہ قسم ہے۔

سوال: کیا قسم کھانا جائز ہے؟

جواب: قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہئے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے (یعنی دورانِ گفتگو بار بار قسم کھانے کی عادت بنا رکھی ہے) کہ قَصد و بے قصد (یعنی اِرادتًا اور بِغیر ارادے کے) زَبان سے قسم جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچّی ہے یا جھوٹی! یہ سخت مَعیوب (یعنی بَہت بُری بات) ہے اور غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شَرعًا قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفّارہ لازِم نہیں۔

سوال: قسم کے الفاظ کون کون سے ہیں؟

جواب: اگر ☆ **وَاللہ**، ☆ **بِاللہ**، ☆ **تَاللہ**، ☆ **بخدا**، ☆ **قسم سے۔ بَحلفِ شَرعی کہتا ہوں**، ☆ **اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں**، ☆ **اللہ کو سمیع بصیر جان کر کہتا ہوں۔** یہ سب قسم کے الفاظ ہیں۔ "اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں " اِس طرح کہنے سے قسم تو ہو جائے گی مگر اللہ عزوجل کو حاضِر ناظر کہنا ممنوع ہے۔ (نیکی کی دعوت حصہ اول، ص ۱۷۹)

سوال: قسم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (۱)۔۔۔ لَغو۔ (۲)۔۔۔ غَمُوس۔ (۳)۔۔۔ مُنعَقِدہ۔

(۱)۔۔۔ لَغو: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی مُعاملے) پر اپنے خیال میں (یعنی غَلَط فہمی کی وجہ سے) صحیح جان کر قسم کھائے اور در حقیقت وہ بات اس کے خلاف (یعنی اُلَٹ) ہو، مَثَلًا کسی نے قسم کھائی: "اللہ عزوجل کی قسم! زَید گھر پر نہیں ہے "اور اس کی معلومات میں یہی تھا کہ زید گھر پر نہیں ہے اور اِس نے اپنے گُمان میں سچّی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں زید گھر پر تھا تو یہ قسم "لَغو" کہلائے گی، یہ مُعاف ہے اور اس پر کفّارہ نہیں۔

(۲)۔۔۔غَمُوس: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی مُعامَلے) پر دانِستہ (یعنی جان بوجھ کر) جھوٹی قسم کھائے مَثَلًا کسی نے قسم کھائی: "اللہ عزوجل کی قسم! زید گھر پر ہے، " اور وہ جانتا ہے کہ حقیقت میں زَید گھر پر نہیں ہے تو یہ قسم "غَمُوس" کہلائے گی اور قسم کھانے والا سخت گنہگار ہوا، اِستِغفار و توبہ فرض ہے مگر کفّارہ لازِم نہیں۔

(۳)۔۔۔مُنْعَقِدہ: یہ ہے کہ آئندہ کے لئے قسم کھائی مَثَلًا یوں کہا: "ربّ عزوجل کی قسم! میں کل تمہارے گھر ضَرور آؤں گا۔ " مگر دوسرے دن نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی، اسے کفّارہ دینا پڑے گا اور بعض صورَتوں میں گنہگار بھی ہو گا۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۲ ص ۵۲)

خُلاصہ یہ ہوا کہ قَسَم کھانے والا کسی گزری ہوئی یا موجودہ بات کے بارے میں قسم کھائے گا تو وہ یا تو سچّا ہو گا یا پھر جھوٹا، اگر سچّا ہو گا تو کوئی حَرَج نہیں اور اگر جُھوٹا ہو گا تو اُس نے وہ قسم اپنے خیال کے مطابِق اگر سچّی کھائی تھی تو اب بھی حرج نہیں یعنی گناہ بھی نہیں اور کفّارہ بھی نہیں، ہاں! اگر اسے پتا تھا کہ میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو گنہگار ہو گا مگر کفّارہ نہیں ہے، اور اگر اس نے آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قَسَم کھائی تو اگر وہ قسم پوری کر دیتا ہے فَبِھا (یعنی خوب بہتر) ورنہ کفّارہ دینا ہو گا اور بعض صورَتوں میں قسم توڑنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہو گا۔ (ان صورَتوں کی تفصیل آگے آرہی ہے)

سوال: جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: "اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والِدَین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جُھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔ " (بُخاری ج۴ ص۲۹۵ حدیث ۶۶۷۵)

سوال: کسی کا حق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمانِ عظیم ہے: جو قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارلے اللہ عزوجل اُس کے لئے جہنَّم واجِب کر دیتا اور اُس پر جنّت حرام فرما دیتا ہے۔ عَرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! اگرچِہ وہ تھوڑی سی چیز ہی ہو؟ ارشاد فرمایا: "اگرچِہ پِیلُو کی شاخ ہی ہو۔ " (مُسلِم ص ۸۲ حدیث ۲۱۸۔(۱۳۷)) پِیلُو ایک درخت ہے جس کی شاخ اور جڑ سے مِسواک بناتے ہیں۔

سوال: جھوٹی قسم کھانے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جھوٹی قسم گھروں کو وِیران کر چھوڑتی ہے (فتاوی رضویہ مُخرجَّہ ج ۶ ص ۶۰۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جھوٹی قسم گزَشتہ بات پر دانِستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچِہ) اس کا کوئی کفّارہ نہیں، (مگر) اس کی سزا یہ ہے کہ جہنَّم کے کَھولتے دریا میں غَوطے دیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۱)

سوال: قرآن اٹھانا قسم ہے یا نہیں؟

جواب: قراٰنِ کریم کی قسم کھانا، قَسَم ہے، البتّہ صِرف قراٰنِ کریم اُٹھا کر یا بیچ میں رکھ کر یا اُس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کرنی قسم نہیں۔ "فتاوٰی رضویہ" جلد ۱۳ صَفْحَہ ۵۷۴ پر ہے: جھوٹی بات پر قراٰنِ مجید کی قسم اُٹھانا سخت عظیم گناہِ کبیرہ ہے اور سچّی بات پر قراٰنِ عظیم کی قسم کھانے میں حَرَج نہیں اور ضَرورت ہو تو اُٹھا بھی سکتا ہے مگر یہ قَسم کو بَہُت سخت کرتا ہے، بِلاضَرورتِ خاصّہ نہ چاہئے۔ نیز صَفْحَہ ۵۷۵ پر ہے: قراٰنِ کریم کو صِرف اُٹھانے یا اُس پر ہاتھ رکھنے یا اُسے بیچ میں رکھنے کو شرعًا قَسَم قرار نہ دیا جائے گا) مثلًا کہے کہ میں قراٰنِ مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا تو (چونکہ قسم ہی نہیں ہوئی تھی اس لئے) کفّارہ نہ آئے گا۔ واللہُ تعالٰی اَعلم۔

سوال: اگر غلطی سے قسم کے کلمات نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: غلطی سے قسم کھا بیٹھا مَثَلًا کہنا چاہتا تھا کہ پانی لاؤ یا پانی پیوں گا اور زَبان سے نکل گیا کہ "خدا کی قسم پانی نہیں پیوں گا "تو یہ بھی قسم ہے اگر توڑے گا کفَّارہ دینا ہو گا۔ (بہارِ شریعت ج ۲ ص ۳۰۰)

سوال: کسی کے مجبور کرنے پر قسم توڑا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قسم توڑنا اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے، قَصدًا (یعنی جان بوجھ کر) ہو یا بھول چوک سے ہر صورت میں کفّارہ ہے بلکہ اگر بیہوشی یا جُنُون میں قسم توڑنا ہوا جب بھی کفَّارہ واجِب ہے جب کہ ہوش میں قسم کھائی ہو اور اگر بے ہوشی یا جُنُون (یعنی پاگل پن) میں قسم کھائی تو قسم نہیں کہ عاقِل ہونا شَرط ہے اور یہ عاقِل نہیں۔
(تَبیینُ الحقائق ج ۳ ص ۴۲۳)

سوال: وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے قسم نہیں ہوتی؟

جواب: یہ الفاظ قسم نہیں اگرچہ ان کے بولنے سے گنہگار ہو گا جبکہ اپنی بات میں جھوٹا ہے: ☆اگر ایسا کروں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کا غَضَب ہو۔ ☆اُس کی لعنت ہو۔ ☆اُس کا عذاب ہو۔ ☆خُدا کا قہر ٹوٹے۔ ☆مجھ پر آسمان پھٹ پڑے۔ ☆مجھے زمین نگل جائے۔ ☆مجھ پر خدا کی مار ہو۔ ☆خدا کی پھٹکار ہو۔ ☆رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی شَفاعت نہ ملے۔ ☆مجھے خدا کا دیدار نہ نصیب ہو۔ ☆مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۴)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے قسم ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں اُن میں سے جس نام کے ساتھ قسم کھائے گا قسم ہو جائے گی خواہ بول چال میں اُس نام کے ساتھ قسم کھاتے ہوں یا نہیں۔ مثلًا: ☆ اللہ عزوجل کی قسم، ☆خدا کی قسم، ☆رحمن کی قسم، ☆رحیم کی قسم، ☆پَروَردگار کی قسم۔ یونہی خدا کی جس صِفَت کی قسم کھائی جاتی ہو اُس کی قسم کھائی، ہو گئی مثلًا: ☆خدا کی عزّت و جلال کی قسم، ☆اُس کی کبریائی (عَظَمت، بڑائی) کی قسم، ☆اُس کی بُزرگی یا بڑائی کی قسم، ☆اُس کی عَظَمت کی قسم، ☆اُس کی قدرت و قوّت کی قسم، ☆قرآن کی قسم، ☆کلامُ اللہ کی قسم۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۲)

سوال: اور کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

جواب: ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے: ☆حَلف کرتا ہوں۔ ☆ قسم کھاتا ہوں۔ ☆میں شہادت دیتا ہوں۔ ☆ خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں۔ ☆ مجھ پر قسم ہے۔ ☆لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ میں یہ کام نہ کروں گا۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۲)

سوال: کیا غیر خدا کے نام پر کھائی جانے والی قسم، قسم ہوتی ہے؟

جواب: غیر خدا کی قسم، "قسم" نہیں مثلًا: ☆تمہاری قسم، ☆اپنی قسم، ☆تمہاری جان کی قسم، ☆اپنی جان کی قسم، ☆تمہارے سر کی قسم، ☆اپنے سر کی قسم، ☆آنکھوں کی قسم، ☆جوانی کی قسم، ☆ماں باپ کی قسم، ☆اولاد کی قسم، ☆مذہب کی قسم، ☆ دین کی قسم، ☆علم کی قسم، ☆کعبے کی قسم، ☆عرشِ اِلٰہی کی قسم، ☆رسول اللہ کی قسم۔ ☆ یونہی خدا اور رسول کی قسم یہ کام نہ کروں گا یہ قسم نہیں۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲، ص ۵۸، ۵۷، ۵۱)

اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرتِ سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سُواری پر چلتے ہوئے مُلاحَظہ فرمایا جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کی قسم

کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل تم کو باپ کی قسم کھانے سے مَنع کرتا ہے، جو شخص قَسم کھائے تو اللہ عزوجل کی قَسم کھائے یا چُپ رہے۔" (صحیح بُخاری ج۴ ص۲۸۶ حدیث ۶۶۴۶)

سوال: کیا قسم میں نیّت وغرض (یعنی مقصد) کا اعتبار ہوتا ہے؟

جواب: قسم میں الفاظ کا لحاظ ہوگا، اِس کا لحاظ نہ ہوگا کہ اِس قسم سے غَرَض کیا ہے یعنی ان لفظوں کے بول چال میں جو معنی ہیں وہ مُراد لئے جائیں گے قسم کھانے والے کی نیّت اور مقصد کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً قسم کھائی کہ "فُلاں کے لئے ایک پیسے کی کوئی چیز نہیں خریدوں گا" اور ایک رُوپے کی خریدی تو قسم نہیں ٹوٹی حالانکہ اِس کلام سے مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ نہ پیسے کی خریدوں گا نہ رُوپے کی مگر چُونکہ لَفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا لہٰذا اس کا اعتبار نہیں یا قسم کھائی کہ " دروازے سے باہَر نہ جاؤں گا " اور دیوار کُود کر یا سیڑھی لگا کر باہَر چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچِہ اِس سے مُراد یہ ہے کہ گھر سے باہَر نہ جاؤں گا۔ (دُرِّمختار ورَدُّالمحتار ج۵ ص۵۵۰)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کن الفاظ سے قسم ارشاد فرمایا کرتے تھے؟

جواب: نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اکثر☆ "وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب" (یعنی قسم ہے دلوں کے بدلنے والے کی) یا☆ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" (یعنی قسم اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے) کے الفاظ کے ساتھ قسم ارشاد فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ تر جو قسم ارشاد فرماتے تھے وہ یہ تھی: وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب یعنی قسم ہے دلوں کو بدلنے والے کی۔
(بُخاری ج۴ ص۲۷۸ حدیث ۶۶۱۷)

سوال: قسم میں ان شاء اللہ عزوجل کہا تو قَسم ہوگی یا نہیں؟

جواب: فُقَہائے کرام رحمھم اللہ السلام فرماتے ہیں: قسم میں ان شاء اللہ عزوجل کہا تو اُس کا پورا کرنا واجِب نہیں بشرطیکہ ان شاء اللہ عزوجل کا لفظ اِس کلام سے مُتَّصِل (یعنی ملا ہوا) ہو اور اگر فاصِلہ ہوگیا مَثَلاً قسم کھا کر چُپ ہوگیا یا درمیان میں کچھ اور بات کی پھر ان شاء اللہ عزوجل کہا تو قَسم باطِل نہ ہوئی۔ (دُرِّمختار ورَدُّالمحتار ج۵ ص۵۴۸)

سوال: قسم کے کفارے کی کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: قسم کے لئے چند شَرطیں ہیں، کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفّارہ نہیں۔ قسم کھانے والا:

(۱)۔۔۔ مسلمان ہو۔ (۲)۔۔۔ عاقِل ہو۔ (۳)۔۔۔ بالغ ہو۔ (۴)۔۔۔ قسم میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عَقلاً ممکن ہو یعنی ہو سکتی ہو، اگرچِہ مُحالِ عادی ہو۔ (۵)۔۔۔ یہ بھی شرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصِلہ ہو گا تو قسم نہ ہو گی مَثَلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ، خدا کی قسم! اِس نے کہا: خدا کی قسم! اُس نے کہا: کہہ، فُلاں کام کروں گا، اِس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۱)

سوال: قسم کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: قسم کا کفارہ چار طریقے سے ادا کر سکتے ہیں: (۱)۔۔۔ غلام آزاد کرنا۔ (۲)۔۔۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ (۳)۔۔۔ اُن کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ (تَبیینُ الحقائق ج ۳ ص ۴۳۰)

(۴)۔۔۔ اگر غلام آزاد کرنے یا ۱۰ مِسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادِر نہ ہو تو پے دَرپے (یعنی لگا تار) تین روزے رکھے۔ (الجوھرۃ النیرہ ص ۲۵۳)

سوال: قسم کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: (دس) مَساکین کو دونوں وَقت پیٹ بھر کر کھلانا ہو گا اور جن مَساکین کو صبح کے وَقت کھلایا اُنہیں کو شام کے وَقت بھی کِھلائے، دوسرے دس مساکین کو کِھلانے سے (کفّارہ) ادا نہ ہو گا۔

یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وَقت کھلائے۔ اور مَساکین جن کو کھلایا ان میں کوئی بچّہ نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عِوَض (یعنی بجائے) ہر مِسکین کو آدھا صاع گیہوں (یعنی ۲ کلو ۴۵ گرام) یا ایک صاع جَو (یعنی ۴ کلو ۹۰ گرام) یا ان کی قیمت کا مالِک کر دے یا دس روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بَقدرِ صَدَقۂ فِطر دے دیا کرے یا بعض کو کِھلائے اور بعض کو دیدے۔ (دُرِّ مختار و رَدُّالمُحتار ج ۵ ص ۵۲۳)

سوال: کیا کفارہ ادا کرنے کے لئے نیّت شرط ہے؟

جواب: کَفَّارہ ادا ہونے کے لئے نیّت شرط ہے بِغیر نیّت ادا نہ ہو گا ہاں! اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وَقت نیّت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مِسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیَّت کر لی تو ادا ہو گیا جیسا کہ زکوٰۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیّت کرنے میں یِہی شَرط ہے کہ ہُنُوز (یعنی ابھی تک) وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیّت کام کرے گی ورنہ نہیں۔
(حاشیۃُ الطَّحطاوی علی الدّرّ المختار ج ۲ ص ۱۹۸)

سوال: قسم کا کفارہ کس کو دیا جائے؟

جواب: قسم کا کفّارہ اُنہیں مساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۶۲)

نوٹ: (قسم اور کفّارے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۱۱۸۲ صَفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد ۲ صَفُحَہ ۲۹۸ تا ۳۱۱ کا مُطالَعہ ضَروری ہے)

اعلی حضرت کا تذکرہ دلنواز قرآن و حدیث اور میتھ کی روشنی میں خطبات شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ، دہلی
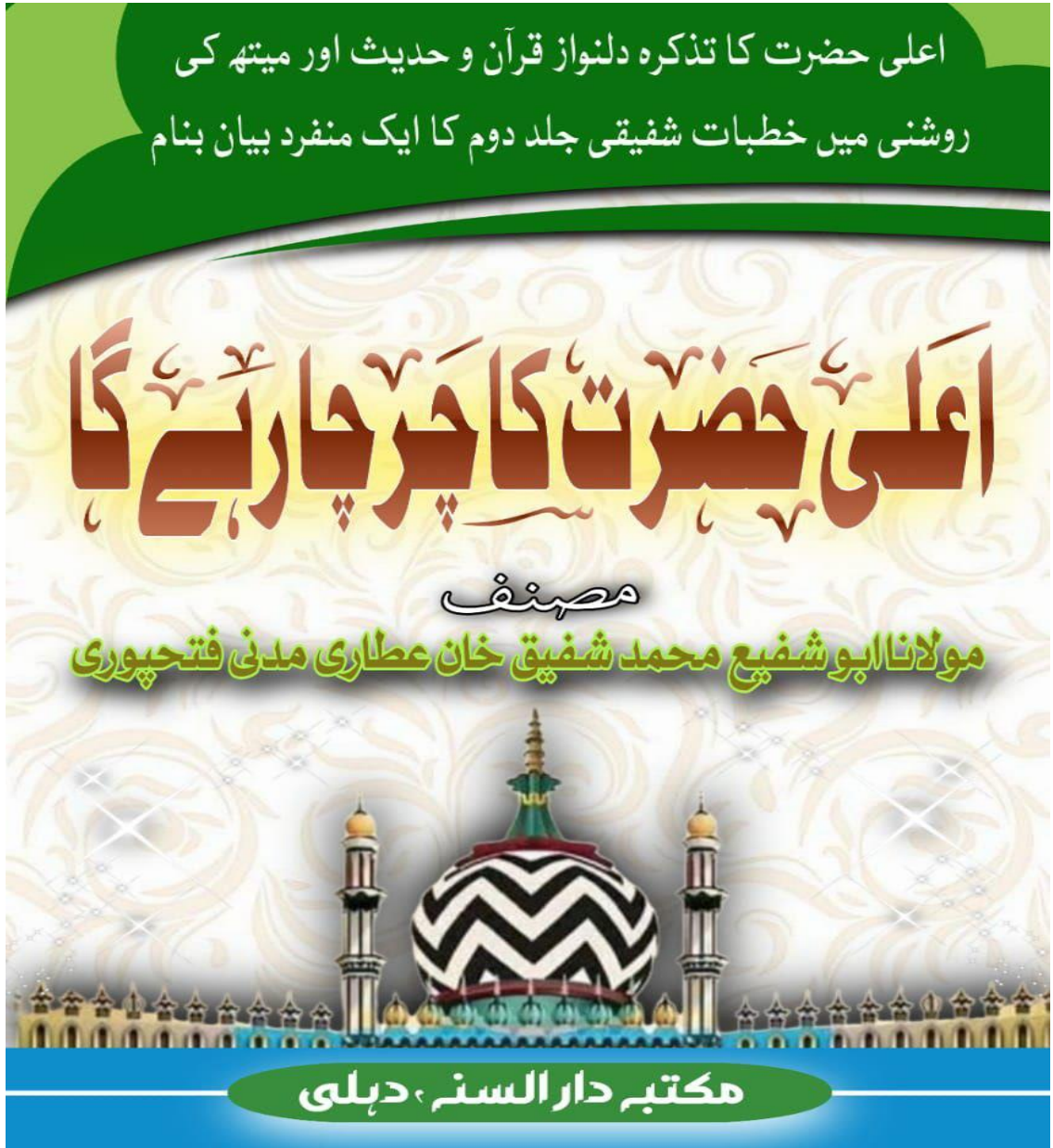
کورس نمبر: (15) حدود کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث۳۳۹۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حدود کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

(2)۔۔۔حد قائم کرنا کس کا کام ہے؟

(3)۔۔۔جس پر حد قائم کی جائے اس کی کیا شرط ہے؟

(4)۔۔۔حد کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

(5)۔۔۔زنا کی حد کی کیا شرطیں ہیں؟

(6)۔۔۔زنا کی حد کیا ہے؟

(7)۔۔۔رجم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

(8)۔۔۔دُرّے (یعنی کوڑے) مارنے کا کیا طریقہ ہے؟

(9)۔۔۔قَذْف کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا حد ہے؟

(10)۔۔۔کن الفاظ سے تہمت ثابت ہوتی ہے؟

(11)۔۔۔بدفعلی (یعنی لواطت) کیا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟

(12)۔۔۔جو بدفِعلی کو جائز سمجھے یا جائز کہے کیا وہ مسلمان ہی رہے گا؟

(13)۔۔۔شراب کی حد کب ثابت ہوگی؟

(14)۔۔۔کیا خمر کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد ثابت ہوگی؟

(15)۔۔۔شراب پینے کی حد کیا ہے؟

سوال: حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اور حد قائم کرنے کی حکمت لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحدود ج۶، ص۵)

سوال: حد قائم کرنا کس کا کام ہے؟

جواب: حد قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کرسکتا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ... الخ، ج۲، ص۱۴۳)

سوال: جس پر حد قائم کی جائے اس کی کیا شرط ہے؟

جواب: جس پر حد قائم کی جائے اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت ہو لہٰذا پاگل اور نشہ والے اور مریض اور ضعیف الخلقۃ پر قائم نہ کریں گے بلکہ پاگل اور نشہ والا جب ہوش میں آئے اور بیمار جب تندرست ہوجائے اس وقت حد قائم کریں گے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ... الخ، ج۲، ص۱۴۳)

سوال: حد کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: حد کی چند صورتیں ہیں مثلاً: زنا کی حد، تہمتِ زنا کی حد، لواطت کی حد، شراب پینے کی حد، چوری کرنے کی حد، ڈاکہ ڈالنے کی حد۔

سوال: زنا کی حد کی کیا شرطیں ہیں؟

جواب: وہ زنا جس میں حد واجب ہوتی ہے یہ ہے کہ مرد کا عورت مشتہاۃ (قابلِ شہوت) کے آگے کے مقام میں بطور حرام بقدر حشفہ (یعنی سرِ ذَکر کے برابر) دخول کرنا اور وہ عورت نہ اس کی زوجہ ہو نہ باندی نہ ان دونوں کا شبہہ ہو نہ شبہہ اشتباہ ہو اور وہ وطی کرنے والا مکلف ہو اور گونگا نہ ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو۔ (''الدر المختار''، کتاب الحدود، ج٦، ص٧.)

سوال: زنا کی حد کیا ہے؟

جواب: اگر زانی محصن (یعنی شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم کرنا ہے اور اگر غیر محصن (یعنی غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد سو دُرّے (یعنی کوڑے) مارنا ہے۔

سوال: رجم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: رجم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زانی (مرد ہو یا عورت) کو میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر ماریں کہ مر جائے اور رجم کے لئے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب اور لوگ ماریں۔ اگر رجم میں ہر شخص یہ قصد کرے کہ ایسا ماروں کہ مر جائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔ ہاں! اگر یہ اس کا ذی رحم محرم ہے تو ایسا قصد کرنے کی اجازت نہیں اور اگر ایسے شخص کو جس پر رجم کا حکم ہو چکا ہے کسی نے قتل کر ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر نہ قصاص ہے نہ دیت مگر سزا دیں گے کہ اس نے کیوں پیش قدمی کی۔ ہاں! اگر حکمِ رجم سے پہلے ایسا کیا تو قصاص یا دیت واجب ہو گی۔ (''الدر المختار''، کتاب الحدود، ج٦، ص١٧)

سوال: دُرّے مارنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا محصن نہ ہو (یعنی غیر شادی شدہ کنوارا یا کنواری ہو) تو اسے دُرّے مارے جائیں، اگر آزاد ہے تو سو ١٠٠ دُرّے اور غلام یا باندی ہے تو پچاس، اور دُرّہ اس قسم کا ہو جس کے کنارہ پر گرہ (یعنی گانٹھ) نہ ہو نہ اُس کا کنارہ سخت ہو اگر ایسا ہو تو اس کو کوٹ کر ملائم کر لیں اور متوسط طور پر ماریں، نہ آہستہ نہ بہت زور سے۔ نہ دُرّے کو سر سے اُونچا اٹھا کر مارے نہ بدن پر پڑنے کے بعد اسے کھینچے بلکہ اُوپر کو اٹھا لے اور بدن پر ایک ہی جگہ نہ مارے، بلکہ مختلف جگہوں پر مگر چہرہ اور سر اور شرمگاہ پر نہ مارے۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعا...الخ، ج٦، ص٢٠)

دُرّہ مارنے کے وقت مرد کے کپڑے اتار لئے جائیں مگر تہبند یا پاجامہ نہ اتاریں کہ ستر ضروری ہے اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں۔ (بہارِ شریعت ج۲،ص ۳۷۵)

سوال: کذف کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا حد ہے؟

جواب: کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یونہی لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ اور قذف (یعنی زنا کی تہمت لگانے) کی حد آزاد پر ۸۰ کوڑے ہیں اور غلام پر چالیس کوڑے۔ (''الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶، ص۷۹)

سوال: کن الفاظ سے تہمت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: کسی عفیفہ (یعنی پاکدامن) عورت کو رنڈی (یعنی بدکار عورت) یا کسبی (یعنی فاحشہ، بازاری عورت) کہا تو یہ قذف ہے اور حد کا مستحق ہے کہ یہ لفظ اُنہیں کے لئے ہے جنہوں نے زنا کو پیشہ کر لیا ہے۔ یونہی کسی کو ولد الزنا (یعنی زنا سے پیدا ہونے والا) یا زنا کا بچہ کہا یا عورت کو زانی کہا تو حد ہے۔ اور اگر کسی کو حرام زادہ کہا تو حد نہیں، اس میں حد نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ عرف میں بعض لوگ شریر کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲،ص۳۹۸)

سوال: بدفعلی (یعنی لواطت) کیا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: بدفعلی (یعنی لواطت) یہ ہے کہ خوبصورت امردوں (یعنی لڑکوں) کے ساتھ گندہ کام (یعنی شہوت پورا) کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔ اور حنفی مذہب میں اِغلام باز (یعنی بدفعلی کرنے والے) کی سزا یہ ہے کہ اُس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اُس کو اَوندھا کر کے گرائیں اور اُس پر پتّھر برسائیں یا اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کے مر جائے یا توبہ کرلے۔ یا چند بار یہ فعل بد کیا ہو تو بادشاہِ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔ (دُرِّمُختار و رَدُّالْمُحتار ج ۶ ص ۴۳، ۴۴) عوام کے لئے اجازت نہیں کہ بیان کردہ سزائیں دیں، صِرف حاکمِ اسلام دے گا۔

سوال: جو بدفِعلی کو جائز سمجھے یا جائز کہے کیا وہ مسلمان ہی رہے گا؟

جواب: نہیں، وہ کافر ہو جائے گا۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس نے **حرامِ اِجماعی** کی حُرمَت کا انکار کیا یا اُس کے حرام ہونے میں شک کیا وہ **کافر** ہے جیسے شراب (خَمر)، زِنا، **لِواطت**، سُود وغیرہا۔
(مِنَحُ الرَّوض ص ۵۰۳)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن، **لِواطت** کے حلال ہونے کے قائل کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: حِلِّ لِواطت کا قائل کافِر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۶۹۴)

سوال: شراب کی حد کب ثابت ہوگی؟

جواب: مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر (یعنی انتہائی مجبور نہ ہو) بلا اکراہِ شرعی (یعنی اکراہ شرعی کے بغیر) خمر (یعنی شراب) کا ایک قطرہ بھی پیئے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ یونہی اگر پیاس سے مرا جاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی شراب پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ یونہی اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہِ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱)۔۔۔ ایک یہ کہ واقعی میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے۔ (۲)۔۔۔ دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو، حکم یہی دیا جائے گا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ دارالاسلام میں جہل (یعنی لاعلمی) عذر نہیں لہٰذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آکر مشرف باسلام ہوا (یعنی اسلام لایا) اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں۔ (''الدرالمختار''، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، ج۶، ص۵۸۔۶۱)

سوال: کیا خمر کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد ثابت ہوگی؟

جواب: خمر (یعنی شراب) کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد اس وقت ہے کہ نشہ آجائے۔
(''الدرالمختار''، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، ج۶، ص۶۰)

سوال: شراب پینے کی حد کیا ہے؟

جواب: شراب کی حد میں اَسی کوڑے مارے جائیں گے اور غلام کو چالیس اور بدن کے متفرق حصوں میں ماریں گے، جس طرح زنا کی حد میں بیان ہوا۔ (''ردالمحتار''، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، مطلب: فی نجاسۃالعرق...إلخ، ج۶، ص۶۴)

امام مالک نے ثور بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حدِ خمر (یعنی شراب کی سزا) کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میری رائے یہ ہے کہ اسے اَسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں کیونکہ جب پیئے گا نشہ ہو گا اور جب نشہ ہو گا، بیہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا، افترا کرے گا، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَسی ۸۰ کوڑوں کا حکم دیا۔ (''الموطأ''، لإمام مالک، کتاب الأشربۃ، باب الحد فی الخمر، الحدیث: ۱۶۱۵، ج۲، ص۳۵۱)

کورس نمبر: (16) حدود کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(تِرمِذی ج ۵ ص ۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حدود کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(16)۔۔۔چوری کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟

(17)۔۔۔ہاتھ کاٹنے کی کیا شرطیں ہیں؟

(18)۔۔۔دس درہم کی مقدار کیا ہے؟

(19)۔۔۔چور کے ہاتھ کاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

(20)۔۔۔اگر چند لوگوں نے چوری کی تو کیا حکم ہے؟

(21)۔۔۔کیا چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے؟

(22)۔۔۔ڈاکہ کا کیا معنی ہے؟

(23)۔۔۔کیا ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: چوری کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟

جواب: چوری یہ ہے کہ دوسرے کا مال چھپا کر، ناحق لے لیا جائے اور اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔

سوال: ہاتھ کاٹنے کی کیا شرطیں ہیں؟

جواب: ہاتھ کاٹنے کے لئے چند شرطیں ہیں:

(۱)۔۔۔ چورانے والا مکلف ہو: یعنی بچہ یا مجنون نہ ہو اب خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر اور اگر چوری کرتے وقت مجنون نہ تھا پھر مجنون ہو گیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(۲)۔۔۔ گونگا نہ ہو: اگر چوری کرنے والا گونگا ہو تو حد نہیں قائم کی جائے گی کہ ہو سکتا ہے اپنا مال سمجھ کر لیا ہو۔

(۳)۔۔۔ انکھیارا (درست آنکھوں والا، بینا) ہو: اگر اندھے نے چوری کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کہ شاید اس نے اپنا مال جان کر لیا ہو۔

(۴)۔۔۔ چرائی جانے والی چیز کی قیمت دس درہم ہو: دس درہم چرائے یا اس قیمت کا سونا یا اور کوئی چیز چرائے، کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۵)۔۔۔ دس درہم کی قیمت چرانے کے وقت بھی ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت بھی۔

(۶)۔۔۔ اور اتنی قیمت اس جگہ ہو جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہٰذا اگر چرانے کے وقت وہ چیز دس درہم قیمت کی تھی مگر ہاتھ کاٹنے کے وقت اس سے کم کی ہو گئی یا جہاں چرایا ہے وہاں تو اب بھی دس درہم قیمت کی ہے مگر جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا وہاں کم کی ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ہاں! اگر کسی عیب کی وجہ سے قیمت کم ہو گئی یا اس میں سے کچھ ضائع ہو گئی کہ دس درہم کی نہ رہی تو دونوں صورتوں میں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

(۷)۔۔۔ اور چورانے میں خود اس شے کا چرانا مقصود ہو لہٰذا اگر اچکن (ایک قسم کا لباس جو کوٹ کی طرح ہوتا ہے) وغیرہ کوئی کپڑا چرایا اور کپڑے کی قیمت دس درہم سے کم ہے مگر اس میں دینار نکلا تو جس کو بالقصد چرایا وہ دس درہم کا نہیں لہٰذا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہاں! اگر وہ کپڑا ان درموں کے لئے ظرف ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا کہ مقصود کپڑا چرانا

نہیں بلکہ اس شے کا چرانا ہے یا کپڑا چرایا اور جانتا تھا کہ اس میں روپے بھی ہیں تو دونوں کو قصداً چرانا قرار دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ میرا مقصود صرف کپڑا چرانا تھا۔ یونہی اگر روپے کی تھیلی چرائی تو اگرچہ کہے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں روپے ہیں اور نہ میں نے روپے کے قصد سے چرائی بلکہ میرا مقصود صرف تھیلی کا چرانا تھا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

(۸)۔۔۔ اس مال کو اس طرح لے گیا ہو کہ اُس کا نکالنا ظاہر ہو(یعنی چور سے لینا ممکن ہو) لہٰذا اگر مکان کے اندر جہاں سے چوری کی ہے وہاں اشرفی منہ میں رکھ کر نگل لیا تو اب اس کے پیٹ سے نکالنا ممکن نہیں ہے لہذا اب ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اب اس سے تاوان لیا جائے گا۔

(۹)۔۔۔ خُفْیَۃً(یعنی چھپا کر) لیا ہو یعنی اگر دن میں چوری کی تو مکان میں جانا اور وہاں سے مال لینا دونوں چھپ کر ہوں اور اگر گیا چھپ کر مگر مال کا لینا علانیہ(یعنی ظاہراً، سب کے سامنے) ہو جیسا ڈاکو کرتے ہیں تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔ مغرب وعشا کے درمیان کا وقت دن کے حکم میں ہے۔ اور اگر رات میں چوری کی اور جانا خُفْیَۃً ہو، اگرچہ مال لینا علانیۃً یا لڑ جھگڑ کر ہو ہاتھ کاٹا جائے۔

(۱۰)۔۔۔ جس کے یہاں سے چوری کی اس کا قبضہ صحیح ہو خواہ وہ مال کا مالک ہو یا امین(یعنی اس کے پاس مال بطورِ امانت ہو) اور اگر چور کے یہاں سے چرا لیا(یعنی چور جو مال چوری کر کے لایا تھا اسے کسی اور نے چرایا) تو دوسرے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جبکہ پہلے چور کا ہاتھ کاٹا جا چکا ہو، ورنہ اس کا کاٹا جائے۔

(۱۱)۔۔۔ ایسی چیز نہ چرائی ہو جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے گوشت اور ترکاریاں،

(۱۲)۔۔۔ وہ چوری دارالحرب میں نہ ہو۔

(۱۳)۔۔۔ مال محفوظ ہو اور حفاظت کی دو صورتیں ہیں:(۱)۔۔۔ ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو جو حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو جیسے مکان، دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق۔(۲)۔۔۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ ایسی نہیں مگر وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو جیسے مسجد، راستہ، میدان۔

(۱۴)۔۔۔ بقدر دس درہم کے ایک بار مکان سے باہر لے گیا ہو اور اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے، مگر ہر بار دس سے کم کم لے گیا تو قطع نہیں کہ یہ ایک چوری نہیں بلکہ متعدد(یعنی زیادہ) ہیں، اب اگر

دس درہم ایک بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا کئی شخصوں کے مثلاً ایک مکان میں چند شخص رہتے ہیں اور کچھ کچھ ہر ایک کا چرایا جن کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے اگرچہ ہر ایک کا اس سے کم ہے دونوں صورتوں میں قطع ہے (یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا)۔

(۱۵)۔۔۔ شبہہ یا تاویل کی گنجائش نہ ہو، لہٰذا اگر باپ کا مال چرایا یا قرآنِ مجید کی چوری کی تو قطع نہیں کہ پہلے میں شبہہ ہے اور دوسرے میں یہ تاویل ہے کہ پڑھنے کے لئے لیا ہے۔

(''الدرالمختار''، کتاب السرقۃ، ج۶، ص۱۳۲۔۱۳۸. و''البحرالرائق''، کتاب السرقۃ، ج۶، ص۸۴۔۸۶.)

سوال: دس درہم کی مقدار کیا ہے؟

جواب: دس درہم کی مقدار دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے جو موجودہ کلو گرام کے اعتبار سے ۳۰ گرام اور ۶۱۸ ملی گرام چاندی یا اُس کی قیمت ہے۔ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو ۳۰ گرام، ۶۱۸ ملی گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۲۲۹۴ روپئے ہیں۔ پس جس نے دو ہزار دو سو چورانوے روپئے کی چوری کی اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

سوال: چور کے ہاتھ کاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: چور کا دہنا ہاتھ گٹے (یعنی کلائی) سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغ دیں گے (یعنی ہاتھ کے کٹے ہوئے حصے کو کھولتے تیل سے جلا دیں گے) اور اگر موسم سخت گرمی یا سخت سردی کا ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ اُسے قید میں رکھیں۔ گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹیں۔ تیل کی قیمت اور کاٹنے والے اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے کے اخراجات سب چور کے ذمہ ہیں اور اس کے بعد اگر پھر چوری کرے تو اب بایاں پاؤں گٹے سے کاٹ دیں گے، اس کے بعد پھر اگر چوری کرے تو اب نہیں کاٹیں گے بلکہ بطور تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے یہاں تک کہ توبہ کر لے یعنی اُس کے چہرے سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔

(''الدرالمختار''، کتاب السرقۃ، باب کیفیۃ القطع... إلخ، ج۶ ص، ۱۶۶، ۱۶۷)

سوال: اگر چند لوگوں نے چوری کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: چند شخصوں نے مل کر چوری کی اگر ہر ایک کو بقدر دس درہم کے حصہ ملا تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں خواہ سب نے مال چوری کیا ہو یا بعضوں نے چوری کی اور بعض نگہبانی کرتے رہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب السرقۃ، الباب الأول فی بیان السرقۃ... إلخ، ج۲، ص۱۷۰. و''البحرالرائق''، کتاب السرقۃ، ج۵، ص۸۹.)

سوال: کیا چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے؟

جواب: چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے کہ یہ صورت نہ ہو تو گواہوں سے چوری کا ثبوت بہت مشکل ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب السرقۃ، ج٦، ص١٤١)

سوال: ڈاکہ کا کیا معنی ہے؟

جواب: کسی فرد یا گروہ کا ہتھیار کے زور پر لوگوں کو خوف زدہ کر کے ان کے مال کو علی الاعلان (یعنی کھلے عام) لوٹ لینے کو ڈاکہ کہتے ہیں جس میں جان کی پرواہ بھی نہ کی جائے۔

سوال: کیا ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے؟

جواب: جی ہاں! ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے۔ ڈاکہ پڑا مگر جان و مال تلف (یعنی ضائع) نہ ہوا اور ڈاکو گرفتار ہو گیا تو تعزیزاً اسے زدوکوب (یعنی مار پیٹ) کرنے کے بعد قید کریں یہاں تک کہ توبہ کر لے اور اُس کی حالت قابل اطمینان ہو جائے اب چھوڑ دیں اور فقط زبانی توبہ کافی نہیں، جب تک حالت درست نہ ہو نہ چھوڑیں اور اگر حالت درست نہ ہو تو قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے اور اگر مال لے لیا ہو تو اُس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹیں۔ یونہی اگر چند شخص ہوں اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصہ میں دس درہم یا اس قیمت کی چیز آئے تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دیے جائیں اور اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کئے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ:

(۱)۔۔۔ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے یا **(۲)**۔۔۔سولی دیدے یا **(۳)**۔۔۔ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھا دے یا **(۴)**۔۔۔صرف قتل کر دے یا **(۵)**۔۔۔قتل کر کے سولی پر چڑھا دے یا **(٦)**۔۔۔فقط سولی دیدے۔

یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں (یعنی نیزہ ماریں) پھر جب مر جائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اُس کی لاش سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں کہ اُس کے ورثہ دفن کر دیں اور ڈاکو کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ("الفتاوی الھندیة"،کتاب السرقة،الباب الرابع فی قطاع الطریق،ج٢،ص١٨٦)

کورس نمبر: (17) تعزیر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہوگی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمِذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”معاملات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں تعزیر کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔تعزیر کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا اختیار کس کو ہے؟

(2)۔۔۔تعزیر کی کیا کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

(3)۔۔۔کن کن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے؟

(4)۔۔۔تعزیر اور حد کے کوڑے مارنے کی کیفیت کیا ہوگی؟

(5)۔۔۔کیا تعزیر کے متعلق کوئی احادیث بھی ہیں؟

(6)۔۔۔کیا اس زمانے میں عام آدمی کسی کو تعزیر کے طور پر سزا دے سکتا ہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سوال: تعزیر کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا اختیار کس کو ہے؟

جواب: کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شریعت نے اس کے لئے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف بادشاہِ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو، آقا غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، اُستاذ شاگرد کو، تعزیر کر سکتا ہے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦، ص٩٥، وغیرہ.)

سوال: تعزیر کی کیا کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: تعزیر کی بعض صورتیں یہ ہیں۔ قید کرنا، کوڑے مارنا، گوشمالی کرنا (یعنی بطور سزا کان مروڑنا، تنبیہ کرنا)، ڈانٹنا، ترش روئی (یعنی سخت اور نفرت کے انداز) سے اس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔

('' تبیین الحقائق''، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج٣، ص٦٣٣)

اگر تعزیر مار سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ اونتالیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت ج٢، ص٤٠٥)

سوال: کن کن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے؟

جواب: جن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ دو شخصوں نے باہم مار پیٹ کی تو دونوں مستحق تعزیر ہیں اور پہلے اسے سزا دیں گے جس نے ابتدا کی۔

(''الدرالمختار''، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦، ص١٠٥)

(۲)۔۔۔ چوپایہ کے ساتھ برا کام کیا یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار میں اس کے سر سے پگڑی اوتار لی تو مستحق تعزیر ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج٢، ص١٦٩)

(۳)۔۔۔ جو شخص مسلمان کو کسی فعل یا قول سے ایذا پہنچائے اگرچہ آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے ہو وہ مستحق تعزیر ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦، ص١٠٦)

(۴)۔۔۔ کسی مسلمان کو فاسق، فاجر، خبیث، لوطی (یعنی لواطت کرنے والا)، سود خوار، شراب خوار، خائن (یعنی خیانت کرنے والا)، دیوث، مخنث (یعنی ہیجڑا)، بھڑوا، چور، حرام زادہ، ولدالحرام (یعنی وطیٔ حرام سے پیدا ہونے والا)، پلید، سُفلہ (یعنی گھٹیا نالائق)، کمینہ (یعنی نیچی ذات، گھٹیا)، جواری کہنے پر تعزیر کی جائے یعنی جبکہ وہ شخص ایسا نہ

ہو جیسا اس نے کہا اور اگر واقعی میں یہ عیوب (یعنی برائیاں) اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے کو عیبی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اسے کیا عیب لگا۔ ("البحر الرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج۵، ص۶۹)

(۵)۔۔۔ کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۸)

(۶)۔۔۔ اگر کسی سنی نے کسی سنی کو رافضی، بد مذہب، منافق، زندیق (یعنی وہ شخص جس کا کوئی دِین نہ ہو)، یہودی، نصرانی، نصرانی کا بچہ، کافر کا بچہ کہنے پر بھی تعزیر ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۱۲)

(۷)۔۔۔ سوئر، کتا، گدھا، بکرا، بیل، بندر، اُلّو کہنے پر بھی تعزیر ہے جبکہ ایسے الفاظ علما و سادات یا اچھے لوگوں کی شان میں استعمال کئے ہوں۔ ("الھدایۃ"، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ج۱، ص۳۶۰)

(۸)۔۔۔ جس مسلمان نے شراب بیچی اس کو سزا دی جائے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۵)

(۹)۔۔۔ گویّا اور ناچنے والے اور مخنث اور نوحہ کرنے والی بھی مستحق تعزیر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۵)

(۱۰)۔۔۔ مقیم بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ نہ رکھے تو مستحق تعزیر ہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اب بھی نہیں رکھے گا تو قید کیا جائے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۶۹)

(۱۱)۔۔۔ کوئی شخص کسی کی عورت یا چھوٹی لڑکی کو بھگا لے گیا اور اس کا کسی سے نکاح کر دیا تو اس پر تعزیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قید کیا جائے، یہاں تک کہ مر جائے یا اسے واپس کرے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۷۰)

سوال: تعزیر اور حد کے کوڑے مارنے کی کیفیت کیا ہو گی؟

جواب: تعزیر کے دُرّے سختی سے مارے جائیں اور زنا کی حد میں اس سے نرم اور شراب کی حد میں اور نرم اور حد قذف میں سب سے نرم۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۷)

سوال: کیا تعزیر کے متعلق کوئی احادیث بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! تعزیر کے متعلق احادیث بھی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ امامِ ترمذی نے حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اسے ۲۰ کوڑے مارو، اور مخنث کہہ کر پکارے تو ۲۰ مارو، اور اگر کوئی اپنے محارم سے زنا کرے تو اسے قتل کر ڈالو۔"

("جامع الترمذي"، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن یقول لآخر یا مخنّث، الحدیث:۱۴۶۷، ج۳، ص۱۴۱)

(۲)۔۔۔امامِ بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے: "اے کافر!، اے خبیث!، اے فاسق!، اے گدھے!" تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔ ("السنن الکبرٰی" للبیھقی، کتاب الحدود، باب من حد فی التعریض، الحدیث ۱۷۱۵۰، ۱۷۱۴۹، ج۸، ص۴۴۰)

سوال: کیا اس زمانے میں عام آدمی کسی کو تعزیر کے طور پر سزا دے سکتا ہے؟

جواب: اس سوال کے متعلق صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت جلد ۲ کے صفحہ نمبر ۴۰۳ میں فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں ہمارے ملک ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں اور لوگ بے دھڑک بلا خوف و خطر معاصی (یعنی گناہ) کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے۔ اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور یہ بیباکی اور جرأت (یعنی سرِ عام گناہ کرنے اور ان پر دلیر ہونے) کا سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب و اَنسب (یعنی بہت زیادہ مناسب) ہو گا۔ بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً حقہ پانی (یعنی بول چال، لین دین، ملنا جلنا) اس کا بند کر دیتے اور نہ اس کے یہاں کھاتے نہ اپنے یہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر ان کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے مگر کاش! وہ تمام معاصی کے انسداد (یعنی روک تھام) میں ایسی ہی کوشش کرتے اور اپنے پنچائتی قانون (یعنی کسی قوم یا گاؤں کی انتظامی مجلس کے قوانین) کو چھوڑ کر شرع مطہر (یعنی اسلامی قانون) کے موافق فیصلے دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا۔ نیز دوسری قومیں بھی اگر ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور یہ بھی اپنے اپنے مواقع اقتدار میں ایسا ہی کریں تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حالت درست ہو جائے بلکہ ایک یہی کیا اگر اپنے دیگر معاملات و منازعات (یعنی لڑائی جھگڑے وغیرہ) میں بھی شرع مطہر کا دامن پکڑیں اور روزمرہ کی تباہ کن مقدمہ بازیوں سے دست برداری کریں تو دینی فائدہ کے علاوہ ان کی دُنیوی حالت بھی سنبھل جائے اور بڑے بڑے فوائد حاصل کریں۔ مقدمہ بازی کے مصارف سے زیر بار بھی نہ ہوں (یعنی مقدمہ بازی کے اخراجات بھی نہ اٹھانے پڑیں) اور اس سلسلہ کے دراز ہونے سے بغض و عداوت جو دلوں میں گھر کر جاتی ہے (یعنی دلوں میں بس جاتی ہے) اس سے بھی محفوظ رہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲ ص۴۰۳۔۴۰۴)

کورس نمبر: (18) حلال طریقے سے کمانے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم پر دُرُودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اِس قَدَر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اُتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنا گردنیں (یعنی غلاموں کو) آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (تاریخِ بغداد ج۷ ص ۱۷۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حلال طریقے سے کمانے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

سوال: حلال روزی کمانے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حلال روزی کی فضیلت کے متعلق پانچ فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔ سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (ترمذی ج۳ ص۷۶ حدیث ۱۳۶۳)

(۲)۔۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (مُعْجَم اَوسَط ج۶ ص۳۲۷ حدیث ۸۹۳۴)

(۳)۔۔۔ جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اُس کی وہ شام، شامِ مغفِرت ہو۔ (مُعْجَم اَوسَط، ج۵ ص۳۳۷ حدیث ۷۵۲۰)

(۴)۔۔۔ پاک کمائی والے کے لئے جنّت ہے۔ (معجم کبیر ج۵ ص۷۲ حدیث ۴۶۱۶)

(۵)۔۔۔ کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفّارہ نہ نماز ہو نہ روزے نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفّارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ مَعاشِ حلال میں پہنچتی ہیں۔ (معجم کبیر، ج۱ ص۴۲ حدیث ۱۰۲، فتاویٰ رضویہ ج۲۹ ص۳۱۴ تا ۳۱۷)

سوال: حرام روزی کی کیا نحوست ہے؟

جواب: حرام روزی کی نحوست کے متعلق چار فرامینِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان (یعنی بکھرے ہوئے) ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یاربّ! یاربّ! کہتا ہے (یعنی دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول ہو! (یعنی اگر قبولِ دعا کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو)۔ (مسلم ص۵۰۶ حدیث ۶۵۔ ص۱۰۱۵)

(۲)۔۔۔ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔ (بخاری ج۲ ص۷ حدیث ۲۰۵۹)

(۳)۔۔۔ جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صَدَقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لئے اُس میں بَرَکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنّم کو جانے کا سامان ہے۔ اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں! نیکی سے برائی کو مٹاتا ہے، بے شک خبیث (یعنی ناپاک) کو خبیث نہیں مٹاتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج۲ ص۳۴ حدیث ۳۶۷۲)

(۴)۔۔۔ جس نے عیب والی چیز بیع کی (یعنی بیچی) اور اُس (عیب) کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ تعالٰی کی ناراضی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ ج۳ ص۵۹ حدیث ۲۲۴۷، بہارِ شریعت ج۲ ص۷۱۰، ۷۱۱، ۶۷۲)

مُکاشَفَةُ الْقُلوب میں ہے: آدمی کے پیٹ میں جب لقمۂ حرام پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اُس پر لعنت کرے گا جب تک اس کے پیٹ میں رہے گا اور اگر اسی حالت میں (یعنی پیٹ میں حرام لقمے کی موجودگی میں) موت آگئی تو داخِلِ جہنّم ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب ص۱۰)

سوال: حلال طریقے سے کمانے کے کچھ مدنی پھول بیان کریں۔

جواب: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَشَرَفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ کے رسالے "حلال طریقے سے کمانے کے ۵۰ مدنی پھول" سے ۵۰ مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں:

(۱)۔۔۔ سیٹھ اور نوکر دونوں کے لئے حسب ضرورت **اِجارے** کے شرعی احکام سیکھنا **فرض** ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ (عاشقانِ رسول کی دینی تحریک **دعوت اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ

شریعت جلد ۳ حصّہ ۱۴ صَفْحَہ ۱۰۴ تا ۱۸۴ میں اِجارے کے تفصیلی احکام درج ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔)

(۲)۔۔۔نوکر رکھتے وقت، ملازمت کی مدّت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تَعَیُّن ہونا ضروری ہے۔

(۳)۔۔۔میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کام کی تین حالتیں ہیں (۱) سُست (۲) معتدل (یعنی درمِیانہ اور) (۳) نہایت تیز۔ اگر مزدوری میں (کم از کم معتدل بھی نہیں محض) سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے اور اِس پر پوری مزدوری لینی حرام۔ اُتنے کام (یعنی جتنا اس نے کیا ہے) کے لائق (یعنی مطابِق) جتنی اُجرت ہے لے، اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ کیا ہے اُس) کو واپس دے۔
(فتاوٰی رضویہ ج۱۹ ص۴۰۷)

(۴)۔۔۔کبھی کام میں سست پڑ گیا تو غور کرے کہ "مُعتدل" یعنی درمِیانہ انداز میں کتنا کام کیا جا سکتا ہے مَثَلًا کمپیوٹر آپریٹر ہے اور روز کی ۱۰۰ روپیہ اُجرت ملتی ہے، درمیانہ انداز میں کام کرنے میں روزانہ ۱۰۰ سطریں کمپوز کر لیتا ہے مگر آج محض سستی یا غیر ضروری باتیں کرنے کے باعث ۹۰ سطریں تیّار ہوئیں تو ۱۰ سطروں کی کمی کے ۱۰ روپے کٹوتی کروا لے کہ یہ ۱۰ روپے لینا حرام ہے، اگر کٹوتی نہ کروائی تو گنہگار اور نارِ جہنَّم کا حقدار ہے۔

(۵)۔۔۔چاہے گورنمنٹ کا ادارہ ہو یا پرائیویٹ **ملازِم** اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عُرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کرے گا یا جلدی چلا جائے گا یا چُھٹّیاں کرے گا تو اس نے معاہدے کی قَصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔ فرمانِ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن: "جو جائز پابندیاں مشروط (یعنی طے کی گئی) تھیں ان کا خلاف **حرام** ہے اور بِکے ہوئے وقت میں اپنا کام کرنا بھی **حرام** ہے اور ناقص کام کر کے پوری تنخواہ لینا بھی **حرام** ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج۱۹ ص۵۲۱)

(۶)۔۔۔گورنمنٹ کے اِدارے کا افسر دیر سے آتا ہو اور اس کی کوتاہی کے سبب دفتر دیر سے کھلتا ہو تب بھی ہر ملازِم پر لازم ہے کہ طے شدہ وقت پر پہنچ جائے اگرچہ باہر بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ غیر مختار افسر کا ملازِم کو دیر سے آنے یا جلدی چلے جانے کا کہنا یا اجازت دے دینا بھی ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وقت کی پابندی سبھی پر ضروری ہی رہے گی۔

(۷)۔۔۔ گورنمنٹ اداروں میں افسر اور عام ملازِم سبھی کا مخصوص وقت کا اجارہ ہوتا ہے اور ہر ایک کو پوری ڈیوٹی دینا لازِم ہوتا ہے۔ بعض اوقات افسر وقت سے پہلے چلا جاتا ہے اور اپنے ماتحت ملازِم سے بھی کہتا ہے کہ تم بھی جاؤ! چلے جانے والا افسر تو گنہگار ہے ہی اگر ملازِم بھی چلا گیا تو وہ بھی گنہگار ہوگا لہٰذا واجب ہے کہ کام ہو یا نہ ہو وہیں دفتر میں اِجارے کا وقت پورا کرے۔ جو بھی اِس طرح چلا جائے گا اُسے تنخواہ میں سے کٹوتی کروانی ہوگی۔

اجیر کی اجرت کا مسئلہ

سُوال: مُلازِم وَقت پر پہنچ گیا مگر دفتر کی چابی جس کے پاس تھی وہ تاخیر سے آیا یا غیر حاضر رہا اور دفتر نہ کھل سکا، ایسی صورت میں جو ملازِم آچکا ہے اُس کی کٹوتی ہوگی یا پوری تنخواہ پائے گا؟

جواب: اجیر خاص دو طرح کے ہیں: مستقل ملازِم (مَثَلاً تنخواہ دار نوکر) اور یومیہ ملازِم یعنی دِہاڑی (Daily wages) پر کام کرنے والا۔ دونوں کو صورت مسئولہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں اُجرت دینے یا نہ دینے کا دارومدار عرف یا صراحت (یعنی صاف الفاظ میں طے شُدہ صورت) پر ہے جیسے اِجارے کے دیگر بہُت سے مسائل کا دارو مدار عرف یا صراحت پر ہے اور ہمارے یہاں کا عرف یہ ہے کہ مستقل ملازِم کو تو صورت مسئولہ میں اُجرت دی جاتی ہے جبکہ دِہاڑی (ڈیلی ویجز، Daily wages) پر کام کرنے والے کو نہیں دی جاتی البتہ اگر کسی جگہ کا عرف اس سے ہٹ کر ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ یونہی عرف اگرچہ جو بھی ہو لیکن اگر کسی قسم کی صراحت موجود ہو تو پھر اُسی کا اعتبار ہوگا۔ (فتاوٰی اہلسنّت غیر مطبوعہ)

(۸)۔۔۔ ملازِم دفتر یا دکان پر آنے جانے کا وقت رجسٹر وغیرہ میں درست لکھے، اگر غلط بیانی سے کام لیا اور ڈیوٹی کم دینے کے باوجود پورے وقت کی تنخواہ لی تو گنہگار و عذابِ نار کا حقدار ہے۔

(۹)۔۔۔ وقت کے اِجارے میں چاہے کام ہو یا نہ ہو یا جلدی کام ختم کر لینے کی صورت میں اگر وقت سے پہلے چلا گیا تو مالِ وقف سے اسے پوری تنخواہ لینا یا دینا جائز نہیں بلکہ جتنے گھنٹے مَثَلاً تین گھنٹے پہلے چلا گیا تو اُس قدر اُس کی اُجرت میں سے کمی کی جائے گی۔ البتہ نجی (یعنی پرائیوٹ) اِدارے کا مالک جانتے ہوئے رِضامندی کے ساتھ پوری تنخواہ دیدے تو جائز ہے۔

(۱۰)۔۔۔ جن اداروں میں بیماریوں کی چھٹیاں دی جاتی ہیں وہاں بیمار نہ ہونے کے باوجود جھوٹ بول کر یا ڈاکٹر

کی جعلی (یعنی نقلی) چِٹّھی دکھا کر چُھٹّی کرنا گناہ ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹی چِٹّھی لکھ کر دینے والا ڈاکٹر بھی گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہے۔

(۱۱)۔۔۔ جن اداروں میں ملازِمین کو علاج کی مفت سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، اِن میں جھوٹے بہانوں سے دوا حاصل کرنا، اپنا نام لکھوا یا بتا کر کسی دوسرے کے لئے دوا نکلوا لینا وغیرہ حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسوں کے ساتھ جان بوجھ کر تعاون کرنے والا بھی گنہگار ہے۔

(۱۲)۔۔۔ تنخواہ زیادہ کرانے اور عہدے وغیرہ میں ترقی کروانے کے لئے جعلی (یعنی نقلی) سند لینا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکے پر مبنی ہے۔

(۱۳)۔۔۔ ملازِم کو چاہئے دورانِ ڈیوٹی چاق چوبند رہے، سستی پیدا کرنے والے اسباب سے بچے مثلاً **رات دیر سے سونے** کے سبب بلکہ **نفلی روزہ** رکھنے کے باعث اگر کام میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو ان اَفعال سے باز رہے کہ قَصداً کام میں سستی کرنے والا اگرچہ کٹوتی کروادے مگر اب بھی ایک طرح سے گنہگار ہے، کیوں کہ اِس نے کام کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اس معاہدے کی رُو سے کم از کم معتدل یعنی درمیانہ انداز میں اِس کو کام کرنا ضروری ہے۔ ابھی "**فتاوٰی رضویہ**" جلد ۱۹ صَفْحَہ ۴۰۷ کے حوالے سے گزرا کہ "اگر مزدوری میں سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے۔" ظاہِر ہے ملازِم کی بے جا سُستیوں اور چُھٹّیوں سے سیٹھ کے کام کا نقصان ہوتا ہے بہر حال کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو سستی کے باعِث کام میں جتنی کمی ہوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہوئے تنخواہ میں اُتنی کٹوتی کروائے، توبہ بھی کرے اور مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے) اُس سے مُعافی بھی مانگے۔ ہاں! نجی (Private) ادارہ ہے اور سیٹھ کٹوتی کی رقم بھی معاف کر دے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خلاصی (یعنی نجات) ہو جائے گی۔

(۱۴)۔۔۔ اجیر خاص (یعنی جو مخصوص وقت میں کسی ایک ہی سیٹھ یا اِدارے کے کام کا پابند ہو) اُس مدت مقررہ میں (یعنی دورانِ ڈیوٹی) اپنا ذاتی کام بھی نہیں کر سکتا اور اوقاتِ نماز میں **فرض** اور سُنَّتِ مُؤَکَّدہ پڑھ سکتا ہے **نفل** نَماز پڑھنا اس کے لئے اوقاتِ اِجارہ میں جائز نہیں (جبکہ صراحتاً یا عرفاً اجازت نہ ہو) اور جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھنے کے لئے جائے گا مگر جامع مسجد اگر دُور ہے کہ وَقت زِیادہ صرف ہو گا تو اُتنے وقت کی اجرت کم کر دی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اجرت پوری پائے گا۔ (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۱۶۱، رَدُّالْمُحتار ج ۹ ص ۱۱۸) (اگر ڈیوٹی کے دوران نمازِ عشاء آئی

تو وِتر پڑھ سکتا ہے)

(۱۵)۔۔۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے اَجیر خاص کام نہ کر سکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا (یعنی اُس دن کی تنخواہ نہیں ملے گی)۔ (رَدُّالمُحتار ج۹ ص۱۱۷) البتہ اگر اِس کی تنخواہ کا بھی عُرف ہے تو ملے گی کہ تعطیلات معہودہ (یعنی جن چھٹیوں کا معمول ہوتا ہے اُن) کی تنخواہ ملتی ہے۔

(۱۶)۔۔۔ ہر ملازِم اپنے روزانہ کے کام کا احتساب (یعنی حساب کتاب) کرے کہ آج ڈیوٹی کے اوقات میں غیر ضروری باتوں یا بے جا کاموں وغیرہ میں کتنا وقت خَرچ ہوا؟ آنے میں کتنی تاخیر ہوئی؟ وغیرہ نیز غیر واجبی چُھٹّیوں کا شمار کر کے خود ہی حساب لگا کر ہر ماہ تنخواہ میں **کٹوتی** کروالے۔ دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ اور دیگر شعبوں میں بعض اَجیر محتاطین دیکھے ہیں جو اپنے مشاہرے (یعنی تنخواہ) میں سے ہر ماہ احتیاطاً کچھ نہ کچھ **کٹوتی** کروالیتے ہیں۔ ان کا جذبہ صد کروڑ مرحبا! ہر ایک کو ان اچّھوں کی نَقل کرنی چاہئے۔ اپنا آتا اگر ادارے کے پاس رہ گیا تو کوئی نقصان نہیں مگر ایک روپیہ بھی قَصداً **ناجائز** لے لیا تو آخرت کے عذاب کی تاب کسی میں نہیں۔

(۱۷)۔۔۔ مراقب (یعنی سپر وائزر) یا مقررہ ذِمے دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے۔ وقت اور کام میں کوتاہی اور سستیاں کرنے والوں کی مکمَّل کار کردَگی (یعنی رَپورٹ) کمپنی یا ادارے کے مُتَعَلِّقہ افسر تک پہنچائے۔ **مراقب** (یعنی سپر وائزر) اگر ہمدردی یا مُرَوَّت یا کسی بھی سبب سے جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔

(۱۸)۔۔۔ مذہبی یا سماجی اِدارے کے مقررہ **ذمے داران** و **مُفَتِّشِین** اگر ادارے کے ملازِمین کی کوتاہیوں اور غیر قانونی چُھٹّیوں سے واقف ہونے کے باوجود **آنکھ آڑے کان** کریں (یعنی جان بوجھ کر انجان بنیں) گے اور اِس وجہ سے ان مُلازِمین کو وَقْف کی رقم سے مکمَّل تنخواہ دی جائے گی تو لینے والوں کے ساتھ ساتھ مُتَعَلِّقہ ذمّے دار بھی خائن و گنہگار اور عذابِ نار کے حقدار ہوں گے۔

(۱۹)۔۔۔ کسی مذہبی ادارے میں **اِجارے** کے شَرعی مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اِس وجہ سے مستعفی ہو کر (یعنی استعفا دے کر) ایسی جگہ ملازَمت اختیار کر لینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسِب ہے۔ ذِہن یہ بنانا چاہئے کہ جہاں **اِجارے** کے شَرعی اَحکام پر سختی سے عمل ہو وَہیں کام کروں تا کہ اِس کی بَرَکت سے

مَعصِیَت کی نحوست سے بچوں اور حلال اور ستھری روزی بھی کما سکوں۔

(۲۰)۔۔۔ جو اِجارے کے مطابِق کام نہیں کر پاتا مَثَلاً مدرِّس ہے مگر صحیح پڑھا نہیں پا رہا تو اُسے چاہئے کہ فوراً مُستاجِر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو مُطَّلع کرے۔

(۲۱)۔۔۔ اگر وقف کے ادارے کا کوئی مدرِّس درست نہیں پڑھا پا رہا اسی طرح ناظم یا کسی طرح کا اَجیر عُرف و عادت سے ہٹ کر کوتاہیاں کر رہا ہے تو متعلقہ ذمے دار پر واجب ہے کہ اُس کو معزول کر دے (یعنی ہٹا دے)۔

(۲۲)۔۔۔ اگر مخصوص مدّت مَثَلاً بارہ ماہ کے لئے ملازَمت کا اِجارہ ہو تو اب فریقین کی رِضا مندی کے بغیر اِجارہ ختم نہیں ہو سکتا، سیٹھ کا خواہ مخواہ دھمکیاں دینا کہ وَقت سے پہلے ہی فارغ کر دوں گا نیز اسی طرح ضرورت مند سیٹھ کو نوکر کا ڈراتے رہنا کہ نوکری چھوڑ کر چلا جاؤں گا، درست نہیں۔ ہاں! جن مجبوریوں کو شریعت تسلیم کرتی ہے اِس صورت میں دونوں میں سے کوئی بھی وقت سے پہلے اجارہ ختم کر سکتا ہے۔

(۲۳)۔۔۔ اگر کسی سے کہہ دیا کہ پہلی تاریخ سے نوکری یا کام پر آجانا اور اُجرت طے کر لی مگر مدّت طے نہیں کی تو عُرف دیکھا جائے گا اگر دِہاڑی پر رکھتے ہیں تو ایک دن کا، ہفتے کے لئے رکھتے ہوں تو ایک ہفتے کا اور اگر مہینے کے لئے رکھتے ہوں تو ایک مہینے کا اَجیر قرار پائے گا۔ مَثَلاً اُس کام کاج میں ایک مہینے کا عُرف (یعنی معمول) ہو تو سیٹھ اور نوکر دونوں کو اختیار ہے کہ مہینا پورا ہو جانے پر اجارہ ختم کر دیں، اگر اجارہ ختم نہ کیا اور دوسرے مہینے کی ایک رات اور ایک دن گزر گیا تو اب یہ مہینا پورا ہونے سے قبل اجارہ ختم کرنے کی اجازت نہیں، جب بھی اجارہ ختم کرنا ہو مہینے کے پہلے دن ہی ختم کرنا ہو گا، ہاں! مہینا پورا ہونے سے قبل اَجیر و مُستاجر ایک دوسرے کو مطَّلع کر سکتے ہیں کہ آنے والے ماہ کی پہلی تاریخ سے اِجارہ ختم ہو جائے گا۔ **فتاوٰی رضویہ** جلد ۱۶ صَفْحَہ ۳۴۶ پر ایک سُوال کے جواب میں لکھا ہے: عام رواج یہی ہے کہ کوئی مدّتِ اِجارہ مُعَیَّن (یعنی fix) نہیں کی جاتی کہ (مَثَلاً) سال بھر کے لئے تجھے امام کیا یا چھ مہینے کے لئے بلکہ صرف امامت اور اس کے مقابل ماہوار اتنا (مُشاہَرہ۔ تنخواہ طے) پانے کا بیان ہوتا ہے، تو (اس طرح کا) اجارہ صرف پہلے مہینے کے لئے صحیح ہوا اور ہر سرِ ماہ (یعنی ہر مہینے کی ابتدا ہوتے ہی) اجیر و مستاجر ہر ایک کو دوسرے کے سامنے اس کے فَسخ (یعنی منسوخ) کر دینے کا اختیار ہوتا ہے۔ ''دُرِّمُختار'' میں ہے: دُکان کرائے پر دی کہ ہر ماہ اِتنا کرایہ ہو گا تو فقط ایک ماہ کے لئے اِجارہ صحیح ہوا، باقی مہینوں میں بسبب جہالت کے (یعنی مُدّت کا تعیُّن واضح نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ) فاسد ہے

اور جب مہینا پورا ہو گیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی موجودگی میں اِجارہ فسخ (یعنی منسوخ) کرنے کا اختیار ہے کیونکہ عقدِ صحیح ختم ہو گیا۔ (دُرِّ مُختار ج۹ ص۸۴)

(۲۴)۔۔۔ مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے **اجارہ نہ** کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو (کہ ایسا اجارہ جائز نہیں)۔ (عالمگیری ج۴ ص۴۳۵) عمومی طور پر یہ کام یعنی کافر کے پاؤں دبانا، اُس کے بچوں کی گندگیاں اُٹھانا، گھر یا دفتر کا جھاڑو پوچا کرنا، گند کچرا اٹھانا، لیٹرین اور گندی نالیوں کی صفائی، اُس کی گاڑی کی دُھلائی کرنا وغیرہ ذِلّت میں شامل ہے۔ البتہ ایسی نوکری جس میں مسلمان کی ذلت نہ ہو وہ کافر کے یہاں جائز ہے۔

(۲۵)۔۔۔ سیِّدزادے کو بھی ذلت کے کاموں پر مُلازِم رکھنا جائز نہیں۔ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۶۹۲ صَفْحات پر مشتمل کتاب، **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** صَفْحہ ۲۸۴ تا ۲۸۵ پر ہے: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا **شاہ امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں **سُوال** ہوا: **سیِّد** کے لڑکے سے جب کہ وہ شاگرد ہو یا ملازِم ہو، دینی یا دُنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب:** ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں، نہ ایسی خدمت پر اُسے ملازِم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذِلّت نہیں اس پر ملازِم رکھ سکتا ہے، بَحالِ شاگرد بھی جہاں تک عُرف اور معروف ہو (خدمت لینا) شرعاً جائز ہے، لے سکتا ہے اور اسے (یعنی سیِّد کو) مارنے سے مُطلَق اِحتِراز (یعنی بالکل پرہیز) کرے۔ وَاللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی رضویہ ج۲۲ ص۵۶۸)

کورس نمبر: (19) حلال طریقے سے کمانے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمذی ج ۵ ص ۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "معاملات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حلال طریقے سے کمانے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(۲۶)۔۔۔ملازِم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے **ذاتی** کاموں میں صَرف کرنے سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرے۔

(۲۷)۔۔۔ اگر اِدارے کی طرف سے ذاتی کام میں ٹیلیفون استعمال کرنے کی اجازت ہو تو اجازت کی حد تک استعمال کر سکتے ہیں اگر اجازت نہیں تو ذاتی کام کے لئے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

(۲۸)۔۔۔ اجارے کے وقت میں کبھی کبھار بہُت قلیل (یعنی تھوڑے سے) وقت کے لئے ذاتی فون سننے کی عُرفاً اجازت ہوتی ہے۔ البتّہ اگر کوئی اِجارے کے اَوقات میں بار بار فون سنتا ہے اور پھر بات چیت بھی دس پندرہ منٹ سے کم نہیں ہوتی اس طرح کے ذاتی فون سننا جائز نہیں کہ اس طرح کام اور مُستاجر (یعنی اجارے پر لینے والے) کا بھی نقصان ہو گا۔

(۲۹)۔۔۔ ملازِم کو اِجارے کی مدّت کے دَوران بات بات پر دھمکی دینا کہ مدّت پوری ہونے سے پہلے ہی نوکری سے نکال دوں گا دُرُست نہیں بلکہ بعض اوقات کسی چھوٹی سی بات پر غصّہ آ جانے پر نکال بھی دیتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں، ہاں! کوئی بَہُت بڑا مُعامَلہ درپیش ہوا جو شرعاً یکطرفہ اجازت سے فسخ کرنے کا عذر ہو تو دونوں میں سے کوئی بھی اِجارہ ختم کر سکتا ہے مَثَلاً دوسرے ملک میں گیا اور دو سال کا اِجارہ طے ہوا مگر ایک سال پورا ہوتے ہی Visa کی مدّت ختم ہو گئی اور مزید نہ ملا تو ملازِم اِجارہ ختم کر دے کیوں کہ قانونی جُرم ہونے کی وجہ سے بِغیر Visa اُسے وہاں رہنا جائز نہیں۔

(۳۰)۔۔۔ اگر نوکری (یا کرائے پر لی ہوئی دکان وغیرہ) چھوڑنا ہو تو ایک ماہ پہلے بتانا ہو گا ورنہ ایک مہینے کی تنخواہ کاٹی جائے گی (یا کرایہ وصول کیا جائے گا)، ملازم (یا کرایہ دار) سے اس طرح کا کیا ہوا معاہدہ باطل ہے۔ اگر اُس نے ایک ماہ پہلے بتائے بغیر نوکری ختم کر دی (یا کرائے پر لی ہوئی جگہ خالی کر دی) تب بھی تنخواہ کاٹنا (یا زائد کرایہ وصول کرنا) ظلم ہو گا، ایسے موقع پر ایک مہینا تو کیا ایک گھنٹے کی بھی تنخواہ کاٹی (یا زائد کرایہ وصول کیا) تو گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔

(۳۱)۔۔۔ ملازم نے اگر مَرَض کی وجہ سے چھٹّی کر لی یا کام کم کیا تو مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو تنخواہ میں سے **کٹوتی** کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اِس کی صورت یہ ہے کہ جتنا کام کم کیا صرف اُتنی ہی کٹوتی کی جائے مَثَلاً ۸ گھنٹے کی ڈیوٹی تھی اور تین گھنٹے کام نہ کیا تو صرف تین گھنٹے کی اُجرت کاٹی جائے، پورے دن بلکہ آدھے دن کی اُجرت کاٹ لینا بھی ظلم ہے۔ (تفصیل کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۱۵ تا ۵۱۶ دیکھ لیجئے)

(۳۲)۔۔۔ امام ومُؤَذِّن عُرف و عادت کی چُھٹّیوں کے علاوہ اگر غَیر حاضِری کریں تو تنخواہ میں **کٹوتی** کروالیا کریں۔ مَثَلاً امام کی تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے تو مَثَلاً ۳۰ کے مہینے اپریل میں چُھٹّیاں کرنے پر فی نماز ۲۰ روپے کٹوا لیں، اِسی طرح مُؤَذِّن صاحب بھی حساب لگا لیں۔ (بلا عذر صحیح قصداً معاہدے کی خلاف ورزی کی اور چھٹیاں کرتا رہا تو کٹوتیاں کروانے کے باوجود گناہ ذمّے باقی رہیں گے، لہٰذا سچی توبہ کرے اور اس طرح کی من مانی چھٹیوں سے باز رہے)

(۳۳)۔۔۔ امام و مُؤَذِّن، خادمِ مسجِد اور (دینی و دُنیوی) ہر طرح کی ملازَمتوں میں عُرف و عادت (یعنی جاری معمول) کے مطابِق کی جانے والی چُھٹّیوں میں تنخواہ کی کٹوتی نہیں کی جاسکتی، البتّہ عُرف (یعنی رائج طریقے) سے ہٹ کر جو چُھٹّیاں کی جائیں اُن پر تنخواہ کاٹی جائے۔

(۳۴)۔۔۔ جو اپنے پلّے سے تنخواہ دیتا ہو اُسے امام یا مُؤَذِّن وغیرہ کے عُرف سے زائد چھٹی کرنے پر کٹوتی کرنے، نہ کرنے کا اختیار ہے۔ اِسی طرح سیٹھ اپنے نوکر کے معاملے میں بااختیار ہے۔

(۳۵)۔۔۔ ہمارے عُرف میں اِمام و مُؤَذِّن کو مہینے میں ایک یا دو چُھٹّیاں کرنے کی اجازت ہوتی ہے، وہ ان چُھٹّیوں کی تنخواہ پائیں گے۔ البتّہ مختلف علاقوں کے اعتبار سے عُرف مختلف ہو سکتا ہے۔

(۳۶)۔۔۔ اگر امام یا مُؤَذِّن دعوتِ اسلامی کے تین دن کے مَدَنی قافلے میں سفر کریں تو کم از کم ایک دن کی تنخواہ ضَرور کٹوائیں اور ایک دن کی بھی صِرف اِسی صورت میں جبکہ اُس مہینے میں کسی اور دن کی چھٹی نہ کریں۔ اَلغرض ماہانہ دو چُھٹّیوں کے علاوہ زائد چُھٹّیوں کی تنخواہ کٹوا دیں جب کہ عُرف میں صرف دو چھٹّیاں ہوں۔

(۳۷)۔۔۔ کبھی کبھی امام نماز کی اور مُؤَذِّن اذان کی چُھٹّی کر لیا کرتے ہیں، ایسے مواقع پر وہاں کا عُرف (یعنی معمول) دیکھا جائے گا۔ اگر اِس طرح کی چُھٹّیوں پر وہاں کٹوتی نہیں کی جاتی تو نہ کی جائے ورنہ کرلی جائے۔

(۳۸)۔۔۔ متولیانِ مسجد کی رِضامندی کی صورت میں امام و مُؤَذِّن عُرف سے زائد چُھٹّیوں میں اپنا نائب دے دیا کریں تو تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی۔

(۳۹)۔۔۔ ہمارے یہاں عُموماً مُؤَذِّن سے صراحۃً (یعنی واضح طور پر) یا دلالۃً طے (یعنی understood) ہوتا ہے کہ وہ امام کی غیر حاضری میں نماز پڑھائے گا، ایسی صورت میں امام اُس کو اپنا نائب نہیں بنا سکتا کسی اور کو بنائے۔ دوسرے کو نائب بنانے سے مُؤَذِّن یا انتظامیہ خوش نہ ہوں تو ضروری ہے کہ نائب کے تقرر کے بجائے کٹوتی کروائے، البتّہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مُؤَذِّن صاحب اور انتظامیہ سے مُشَاوَرَت کے بعد کسی کا بطور نائب تقرر کر لے۔

(۴۰)۔۔۔ امام و مُؤَذِّن سالانہ کم و بیش ایک ہفتے کے لئے اپنے عزیز و اَقرِبا (اَق۔رِ۔با) سے ملنے بیرونِ شہر جا سکتے ہیں ان دنوں کی تنخواہ کے حقدار رہیں گے۔

(۴۱)۔۔۔ امام، مُؤَذِّن یا کسی بھی دکان وغیرہ کا ملازِم سخت بیمار ہو جائے یا اُس کے یہاں کوئی انتقال کر جائے تو اِن صورَتوں میں ہونے والی چُھٹّیوں میں وہاں کا عُرف دیکھا جائے گا اگر تنخواہ کاٹنے کا عُرف (یعنی معمول) ہے تو کاٹ لی جائے ورنہ نہ کاٹی جائے۔

(۴۲)۔۔۔ امام یا مُؤَذِّن یا مدرِّس یا کسی ملازِم کا گھر دُور ہے، "پیّا جام ہڑتال" کی وجہ سے سواری نہ ملی یا ہنگاموں

کے صحیح خوف کے سبب چھٹی ہو گئی تو اگر پہلے سے طے ہو گیا تھا کہ ایسے مواقع پر تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی یا وہاں کا عُرف (یعنی معمول) ہی ایسا ہو کہ ایسے مواقع پر کٹوتی نہیں ہوتی تو اس طرح کی چھٹی کی تنخواہ پائے گا۔ یاد رہے! معمولی ہڑتال چھٹی کے لئے عذر نہیں۔

(۴۳)--- حج یا عمرے کی وجہ سے ہونے والی چُھٹّیوں کی تنخواہ کٹوانی ہو گی۔

(دیکھئے: فتاوٰی رضویہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹)

(۴۴)--- اگر ۲۸ تاریخ کو ترکِ ملازَمت کی تو (ہجری سن کے ماہ کے اعتبار سے نوکری ہو تو) بقیہ ایّام مَثَلًا ایک دو دن یا (عیسوی سن کے ماہ کے اعتبار سے نوکری ہو تو) بقیّہ تین دن کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔

(۴۵)--- **نجی** ادارے کے سیٹھ یا اُس کے نائب کی اجازت سے کام کاج کے اَوقات میں ملازِم **سُنَّتِ غیر مُؤَکَّدہ**، **نوافل** اور دیگر **اَذکار** پڑھ سکتا نیز اجازت کے ساتھ ہی دَرْس، سنّتوں بھرے اجتماع وغیرہ مُستحب کاموں میں شرکت کر سکتا ہے۔

(۴۶)--- **چوکیدار**، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرا دینا ہوتا ہے اگر ڈیوٹی کے اوقات میں اِرادۃً سو گئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصداً یا بِلا قَصْد) جتنی دیر سوئے یا غافِل ہوئے اُتنی دیر کی **اُجرت** کٹوانی ہو گی۔

(۴۷)--- ملازِمین کا مطالبات منظور کروانے یا کچھ حالات بہتر کروانے کے لئے کام کرنے سے انکار کرتے ہوئے ہڑتال کرنا (یعنی کام سے رکنا)، ملازِم اور مالک کے مابین مُعاہدے کی خلاف ورزی ہے ایسا کرنا مَنْع ہے۔

(۴۸)--- ایک ہی وقت کے اندر دو جگہ نوکری کرنا یعنی اجارے پر اجارہ کرنا **ناجائز** ہے۔ البتّہ اگر وہ پہلے ہی سے کہیں نوکری پر لگا ہوا ہے تو اب اپنے سیٹھ کی اجازت سے دوسری جگہ کام کر سکتا ہے، جب کہ پہلی جگہ کے سبب دوسری جگہ کے کام میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوتی ہو۔

(۴۹)--- **عُرف** کے مطابِق جو چھٹّی ہوتی ہے اُس میں مُستاجِر (یعنی سیٹھ) اپنے ملازِم سے کام نہیں لے سکتا اگر جبراً لے گا تو گنہگار ہو گا۔ ہاں! حُکمیہ لہجے میں نہیں فَقَط درخواست کرنے پر ملازِم خوش دلی سے کام کر دے یا چُھٹّی کے اوقات میں کئے جانے والے کام کی باہم الگ سے اُجرت طے کر لی جائے تو پھر **جائز** ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھئے! جہاں دَلالۃً (یعنی علامت سے معلوم۔understood) یا صَراحۃً (یعنی کھلّم کھلا، ظاہِراً) اُجرت ثابت ہو وہاں طے کرنا **واجب**

ہے۔ ایسے موقع پر طے کرنے کے بجائے اِس طرح کہہ دینا، کام پر آجاؤ، دیکھ لیں گے، جو مناسب ہو گا دے دیں گے، خوش کر دیں گے، خرچی ملے گی وغیرہ الفاظ قطعاً ناکافی ہیں۔ بغیر طے کئے اُجرت لینا دینا گناہ ہے، طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی **ممنوع** ہے۔ یہ قاعِدہ رکشہ ٹیکسی کے ڈرائیوروں، ہر طرح کے کاریگروں وغیرہ اور ان سے کام کروانے والوں کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ البتّہ جہاں فریقین کو لگی بندھی (یعنی fix) اُجرت یا کرائے کا **معلوم** ہو وہاں طے کرنے کی حاجت نہیں نیز جہاں ایسا معاملہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا: کچھ نہیں دوں گا، اِس نے بھی کہہ دیا کچھ نہیں لوں گا اور پھر اپنی مرضی سے دے دیا تو اِس لین دین میں کوئی حَرَج نہیں۔

(۵۰)۔۔۔ مزدوری یا ڈیوٹی میں سستی اور چُھٹّیوں کے باوجود جو **مکمّل** اُجرت یا تنخواہ لیتا رہا اور اب نادِم ہے تو اُس کے لئے صِرف زَبانی توبہ کافی نہیں، توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ آج تک **جتنی** اُجرت یا تنخواہ زائد حاصل کی ہے اُس کی بھی شَرْعی ترکیب کرنی ہو گی۔ چنانچِہ اِس مسئلے کا حل بیان کرتے ہوئے میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (جتنا کام کیا) اُس سے جو کچھ زیادہ مِلا (ہو وہ) مُستاجِر (یعنی جس نے اُجرت پر رکھا اُسی) کو واپس (لوٹا) دے، وہ نہ رہا ہو (تو) اُس کے وارِثوں کو دے، اُن کا بھی پتا نہ چلے (تو) مسلمان محتاج (یعنی مسلمان فقیر یا مسکین) پر تصدُّق (یعنی خیرات) کرے۔ اپنے صرف (یعنی استعمال) میں لانا یا غیر صدقہ میں صرف (یعنی خَرْچ) کرنا **حرام** ہے۔
(فتاوٰی رضویہ ج۱۹ص۴۰۷)

وقف کے ادارے میں بہر حال واپس ہی کرنی ہو گی اگر رقم یاد نہیں تو ظنِّ غالب کے حساب سے مالیت طے کر کے بیان کردہ حکمِ شَرْعی پر عمل کیجئے۔ یاد رکھئے! پرایا مال ناجائز طریقے پر کھاڈالنا محشر میں پھنسا سکتا ہے چُنانچِہ **فَرمانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: "جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔" (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیرج ۱ص۲۳۳حدیث ۶۳۷)

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

چوتھا باب

مُنجِیَات کے 19 بیانات

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

1☆... نیت کا بیان

2☆... اخلاص کا بیان

3☆... شکر کا بیان

4☆... صبر کا بیان

5☆... حسنِ اخلاق کا بیان

6☆... محاسبۂ نفس کا بیان

7☆... مراقبہ کا بیان

8☆... مجاہدہ کا بیان

9☆... قناعت کا بیان

10☆... عاجزی و انکساری کا بیان

11☆... تذکرۂ موت کا بیان

12☆... حسنِ ظن کا بیان

13☆... توبہ کا بیان

14☆... اللہ و رسول کی اطاعت کا بیان

15☆... توکل کا بیان

16☆... ذکر اللہ کا بیان

17☆... اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے کا بیان

18☆... زہد کا بیان

19☆... اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا بیان

نوٹ: یہ بیانات دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''نجات دلانے والے اعمال کی معلومات'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

کورس نمبر:(1)نیت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔(فِردُوس الاخبارج ۱ ص ۴۲۲ حدیث ۳۱۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”منجیات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں نیت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

نیت کی تعریف

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف **”نیکی کی دعوت“** صفحہ ۹۲ پر نیت کی تعریف کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: ”نیت لغوی طور پر دل کے پُختہ (پکے) اِرادے کو کہتے ہیں اور شَرعاً عبادت کے اِرادے کو نیت کہا جاتا ہے۔“(نزہۃ القاری، ۱/ ۲۲۴ ملتقطاً)

آیتِ مبارکہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن میں اِرشاد فرماتا ہے:(وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا(۹)) (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۹) ترجمۂ کنز الایمان: ”اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انھیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔“ اس آیت کے تحت صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لئے تین چیزیں درکار

ہیں: **ایک** تو طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک، **دوسرے** سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا، **تیسری** ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔" (خزائن العرفان، پ۱۵، الاسراء، تحت الآیۃ:۱۹)

اَحادیث مبارکہ

(۱) "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔"

(بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی۔۔۔ الخ، ۱/ ۶، حدیث:۱)

(۲) "مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔" (معجم کبیر، یحیٰ بن قیس، ۶/ ۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲)

(۳) "اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔" (مسند الفردوس، باب المیم، ۴/ ۳۰۵، حدیث:۶۸۹۵)

نیت کے متفرق احکام

نیت کے بہت سے اَحکام ہیں: **(۱)** عباداتِ مقصودہ یعنی وہ عبادات جو خود بالذات مقصود ہوں کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہوں۔ (بہار شریعت، ۱/ ۱۰۱۵، حصہ پنجم)

ان میں نیت ہونا ضروری ہے کہ بغیر نیت کے وہ عبادت ہی نہ پائی جائے گی جیسا کہ نماز کہ اگر کوئی شخص نماز جیسے افعال کرے مگر مطلق نماز کی نیت نہ ہو تو اسے نماز ہی نہ کہا جائے گا۔ پھر فرض نماز میں فرض کی نیت بھی ضروری ہے۔ مثلاً دل میں یہ نیت ہو کہ آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں۔ اصح (یعنی درست ترین) یہ ہے کہ نفل، سنت اور تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی متابعت (یعنی پیروی) کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اِن میں مطلق نماز کی نیت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔ (نماز کے احکام، ص۱۹۹)

(۲) عباداتِ غیر مقصودہ یعنی وہ عبادات جو خود بالذات مقصود نہ ہوں بلکہ کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ ہوں۔ ان میں نیت کرنا ضروری نہیں کہ بغیر نیت کے بھی وہ عبادت پائی جائے گی البتہ اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ مثلاً وضو کہ اس میں نیت کرنا سنت ہے، اگر کوئی شخص بغیر نیت کے اعضائے وضو کو دھولے یا دھل گئے تو اس کا وضو تو ہو جائے گا لیکن نیت نہ ہونے کی وجہ سے اسے ثواب نہیں ملے گا۔ (بہار شریعت، ۱/ ۲۹۲، حصہ دوم، ماخوذا)

(۳) مباح کام اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے۔ یعنی ہر وہ جائز عمل یا فعل جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو کہ ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملے نہ گناہ۔ مثلاً کھانا پینا، سونا، ٹہلنا، دولت اِکٹھی کرنا، تحفہ دینا، عمدہ یا زائد لباس پہننا وغیرہ۔ اعلیٰ

حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِ دِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''ہر مباح نیت حسن (یعنی اچھی نیّت) سے مستحب ہو جاتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۸/ ۴۵۲)

فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مباحات (یعنی ایسے جائز کام جن پر نہ ثواب ہو نہ گناہ ان) کا حکم الگ الگ نیتوں کے اِعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، اس لئے جب مباح سے عبادات پر قوت حاصل کرنا یا عبادات تک پہنچنا مقصود ہو تو یہ مُباحات یعنی جائز چیزیں بھی عبادات ہوں گی۔ مثلاً کھانا پینا، سونا، حُصولِ مال اور وَطی کرنا۔'' (فتاوی، رضویہ، ۷/ ۱۸۹)

(۴) مناسب یہی ہے کہ بندہ ہر چیز میں کچھ نہ کچھ نیت کرے حتی کہ کھانے، پینے، پہننے، سونے اور نکاح میں بھی نیت کرے کیوں کہ ان تمام کا تعلق ان اعمال سے ہے کہ جن کے بارے میں بروزِ قیامت پوچھا جائے گا۔ اگر نیت رِضائے الٰہی کی ہو تو یہ ہی عمل نیکیوں کے میزان میں وزنی ہو گا۔ (قوت القلوب، الفصل الثامن فی الاخلاص۔۔۔ الخ، ۲/ ۲۶۷)

(حکایت) اچھی نیت کی وجہ سے بخشش ہوگئی

خلیفہ ہارون الرشید کی زوجہ زبیدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللہُ بِکِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔'' پوچھا: ''کیا مغفرت کا سبب وہ راستہ بنا جسے آپ نے بہت زیادہ مال خرچ کر کے مکہ مکرمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف بنوایا تھا؟'' کہا: ''نہیں، اس راستے کا ثواب تو کام کرنے والوں کو ملا، مجھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اچھی نیت کی وجہ سے بخش دیا۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، باب رؤیا القوم، ص ۴۲۲)

''عامل نیت'' بننے کے آٹھ (۸) طریقے

(۱) اچھی نیتیں کرنے کی نیت کر لیجیے: جس کام کی عادت نہ ہو تو اس کو معمولاتِ زندگی میں شامل کرنا اَوّلاً دشوار ضرور ہوتا ہے لیکن ناممکن نہیں، یہی معاملہ جائز کاموں سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کا بھی ہے، لیکن بندہ اگر کسی جائز کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا پختہ عزم کر لے تو پھر اس کے اِرادوں کو کمزور کرنا بہت مشکل ہے، لہٰذا اپنے جائز اعمال کو اچھی اچھی نیتوں کے ذریعے عبادات بنانے اور اس پر رحمت الٰہی سے اجر و ثواب پانے کی یوں نیت کر لیجئے کہ

''آئندہ ہر جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کروں گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ''

(۲) نیت کی اہمیت ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیے: کہ کسی بھی چیز کی اہمیت اور فوائد اگر پیش نظر ہوں تو اس پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اچھی نیت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا یحییٰ بن کثیر عَلَیْہِ

رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیز فرماتے ہیں: ''علم نیت حاصل کرو کیوں کہ نیت کی اہمیت عمل سے کئی گنا زیادہ ہے۔''
(حلیۃ الاولیاء، یحیی بن کثیر، ۳/ ۸۲، رقم:۳۲۵۷)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اچھی نیت کے بغیر گفتگو بھی نہ کرو۔''
(قوت القلوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر۔۔۔الخ، ۲/ ۲۵۶)

حضرت سیدنا داود طائی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے تمام بھلائیوں پر غور کیا، صرف اچھی نیت کو ان کا جامِع پایا۔'' (جامع العلوم والحکم، الحدیث الاول، ص۲۳)

(۳) دن کی ابتداء اچھی اچھی نیتوں سے کیجئے: شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''ہر صبح یہ نیت کر لیجئے: آج کا دن آنکھ، کان، زبان اور ہر عضو کو گناہوں اور فضولیات سے بچاتے ہوئے، نیکیوں میں گزاروں گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ''

(۴) عاملین نیت کی صحبت اختیار کیجیے: کہ صحبت اثر رکھتی ہے، اچھوں کی صحبت اچھا اور بروں کی صحبت برا بنا دیتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کو دیکھا گیا ہے کہ آپ ہر جائز اور نیک کام سے قبل اچھی اچھی نیتیں کرنے کے نہ صرف خود عامل ہیں بلکہ دیگر اسلامی بھائیوں کو ترغیب بھی دلاتے رہتے ہیں، لہٰذا عامل نیت بننے میں آپ کی صحبت اختیار کرنا بہت معاون ہے۔

(۵) نیت سے متعلقہ کتب ورسائل کا مطالعہ کیجئے: اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف **''احیاء العلوم''**، علامہ ابن حاج مکی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی کتاب **''المدخل''** اور امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی کتب ورسائل، خصوصاً رسالہ **''ثواب بڑھانے کے نسخے''** کا مطالعہ بہت مفید ہے کہ اس میں نیت کی دیگر معلومات کے ساتھ ساتھ کم وبیش ۷۲ جائز کاموں کی اچھی اچھی نیتوں کا تفصیلی بیان موجود ہے، اس کے علاوہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے مدنی مذاکروں کو سننا بھی بہت مفید ہے۔

(۶) نیتیں لکھنے کی عادت بنالیجے: کئی جائز کام ایسے بھی ہیں جنہیں روزانہ کیا جاتا ہے، بعض کام ایسے بھی ہیں جنہیں کبھی کبھی سرانجام دیا جاتا ہے، اگر دونوں طرح کے کاموں کی کچھ نہ کچھ نیتیں لکھنے کی عادت بنالی جائے تو یہ امر بھی عامِلِ نیت بننے میں بہترین معاون ہو سکتا ہے، شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کو بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی

جائز کاموں کی اچھی اچھی نیتیں کرنے کے بعد آپ نے انہیں لکھ کر محفوظ فرمالیاہے اور دوبارہ انہیں پڑھ کر نیتیں فرماتے رہتے ہیں۔

(۷)ہر جائز اور نیک کام سے پہلے نیتوں پر غور کرلیجئے: کہ اس کام میں کوئی اچھی نیت ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہوسکتی ہے تو پہلے نیت کرلیجئے اور پھر اس کام کو کیجئے، یہ عمل بھی عامل نیت بننے میں بہت معاون ہے بلکہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنے بالوں میں کنگھی کرنا چاہتے تھے، اپنی اہلیہ کو آواز دی اور فرمایا: ''کنگھی لے آؤ۔ ''انہوں نے پوچھا: ''عالی جاہ! شیشہ بھی لاؤں؟ ''اس پر وہ بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ''ہاں لے آؤ۔ ''اس تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ ''کنگھی کے لئے تو میری نیت موجود تھی لیکن شیشے کے بارے میں اُس وقت کوئی اچھی نیت موجود نہیں تھی، چنانچہ میں شیشہ منگوانے سے باز رہا پھر جب الله عَزَّوَجَلَّ نے شیشے کیلئے میری اچھی نیت کو حاضر فرمادیا تو میں نے منگوالیا۔'' (فیضانِ احیاء العلوم، ص۷۳ملخصًا)

(۸)بدنیتی کی ہلاکتوں پر غور کیجیے: کہ جس طرح اچھی نیت کا پھل اچھا ہوتا ہے اسی طرح بری نیت کا انجام بھی برا ہوتا ہے، اچھی نیت دنیاو آخرت میں ذریعۂ نجات ہے تو بری نیت سبب ہلاکت و آفات بن سکتی ہے۔ منقول ہے کہ اِبنِ مُقْلَہ نامی ایک خطاط اپنے فن میں مہارت کی وجہ سے کافی مشہور تھا، بادشاہِ وقت بھی اُس کے فن کو دیکھ کر متاثر ہوا تو اسے اپناوزیر مقرر کرلیا، کچھ عرصے کے بعد تاج و تخت کے معاملے میں اس کی نیت خراب ہونے لگی، جو اسے تاج و تخت کے حصول کے لیے سازشوں پر اُکساتی، کسی طرح ان سازشی منصوبوں کی بھنک بادشاہ کو پڑ گئی فوراً اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور قید کروادیا۔ کچھ عرصے بعد بادشاہ نے رحم دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے قید سے آزاد کرکے منصب پر دوبارہ بحال بھی کردیا لیکن پھر اس کی **بدنیتی** نے اسے منصب کے حصول کے لیے سازشوں پر مجبور کردیا، اس بار بھی بادشاہ کو پتہ چل گیا اور اس نے بطورِ سزا اس کا ہاتھ اور زبان کاٹ دی اور ہزاروں دینار کا جرمانہ عائد کرکے دوبارہ جیل میں قید کروادیا۔ آخر کار ایک تاریک جیل میں یہ ماہر خطاط **فسادِ نیت** کی آفت میں گرفتار ہوکر **عبرت ناک موت** کا شکار ہوگیا۔ (الکامل فی التاریخ، سنۃ۳۲۶، ۷/ ۱۳۷، ۱۳۸)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(2)اخلاص کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّم جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (ابنِ عساکر ج۴۳ص۱۴۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　**صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''منجیات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں اخلاص کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اِخلاص کی تعریف

''کسی بھی نیک عمل میں محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کا اِرادہ کرنا اِخلاص کہلاتا ہے۔''

(احیاء العلوم، الباب الثانی فی الاخلاص۔۔۔الخ، بیان حقیقۃ الاخلاص، ۵/۱۰۷)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ۔(پ۳۰، البینۃ:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔''

اِس آیت مبارکہ میں اِخلاص کے ساتھ شرک و نفاق سے دور رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندگی کرنے اور تمام دینوں کو چھوڑ کر خالص اسلام کے متبع (پیروکار) ہو کر نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

(خزائن العرفان، پ ۳۰، البینہ، تحت الآیۃ: ۵ ماخوذاً)

(حدیث مبارکہ) اِخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی:

حضور نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم نے حضرت مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اِخلاص کے ساتھ عمل کرو کہ اِخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی تمہیں کافی ہے۔'' (نوادر الاصول، الاصل السادس، ۱ / ۴۴، حدیث: ۴۵)

اِخلاص کا حکم:

کسی عمل میں فقط اِخلاص ہونے یا اس کے ساتھ کسی اور غرض کی آمیزش ہونے کے اعتبار سے اَعمال کی تین صورتیں ہیں:

(۱) جس عمل سے مقصود صرف ریاکاری ہو اس کا قطعی طور پر گناہ ہو گا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور عذاب کا سبب ہے۔

(۲) جو عمل خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو گا تو وہ رِضائے الٰہی اور اجر و ثواب کا سبب ہے۔

(۳) جو عمل خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے نہ ہو بلکہ اس میں ریاکاری اور نفسانی اَغراض کی آمیزش ہو تو قوت کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں: ☆ اگر رِضائے اِلٰہی اور دوسری غرض دونوں قوت میں برابر ہوں تو دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ساقط ہو جائیں گی اور اس عمل کا نہ تو ثواب ہو گا نہ ہی عذاب اور ☆ اگر ریا کی قوت زیادہ ہو تو یہ عمل کچھ نفع نہ دے گا بلکہ الٹا نقصان اور عذاب کو لازم کرے گا، البتہ اس میں رِضائے اِلٰہی کا جتنا عنصر ہو گا اتنا عذاب میں کمی ہو جائے گی اور اِس عمل کا عذاب اُس عمل کے عذاب سے ہلکا ہو گا جو خالص ریاکاری کے ساتھ ہو اور جس میں رِضائے اِلٰہی بالکل نہ ہو اور ☆ اگر رِضائے اِلٰہی کا عنصر غالب ہو تو یہ جس قدر قوی ہو گا اُسی قدر ثواب زیادہ ہو گا اور جتنا ریا ہو گا اتنا ثواب کم ہو جائے گا۔ (احیاء العلوم، ۵ / ۲۷۹ ملخصًا)

(حکایت) اِخلاص کے ساتھ عبادت کرنے والا غلام:

ایک شخص نے ایک غلام خریدا تو اس غلام نے اس سے عرض کیا: ''اے میرے آقا! میری تین شرائط ہیں:

(۱) آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے جب اس کا وقت آ جائے۔

(۲) دن کو جو چاہیں حکم دیں، رات کو کوئی حکم نہیں دیں گے۔

(۳) اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ جدا کر دیں جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔ " آقا نے کہا: "مجھے یہ شرائط قبول ہیں۔ " پھر اس نے کہا کہ "تم اپنے لئے کوئی بھی کمرہ پسند کر لو۔ " چنانچہ غلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا کمرہ پسند کر لیا۔ اس پر آقا نے کہا: "اے غلام! تو نے خراب کمرہ کیوں پسند کیا؟ " غلام نے جواب دیا: "میرے آقا! کیا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اُس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ "

چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِخلاص کے ساتھ عبادت کرتا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک رات آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے تک پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کمرہ روشن ہے، غلام اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے، اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی ہے اور وہ اللہ ربُّ العَالَمِیْن کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کے ساتھ یوں مناجات کر رہا ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کر دی ہے، اگر یہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری ہی عبادت میں مصروف رہتا، اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میرا عذر قبول فرما لے۔ " آقا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، وہ قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد آقا واپس آ گیا اور سارا ماجرا اپنی زوجہ کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور نورانی قندیل اس کے سر پر ہے، دونوں یہ منظر دیکھتے رہے اور روتے رہے۔ صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا: "تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آزاد ہو تاکہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے وہ دور ہو جائے اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالٰی کی عبادت کر سکو۔ " غلام نے یہ سنا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کرنے لگا: "اے صاحبِ راز عَزَّوَجَلَّ! راز تو کھل گیا، اب راز کھلنے کے بعد میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ " پس اسی وقت وہ مخلص وعبادت گزار غلام گرا اور اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الحادی عشر، فی طاعۃ اللہ ومحبۃ رسولہ، ص۳۹)

مِرا　ہر　عمل　بس　ترے　واسطے　ہو
کر　اِخلاص　ایسا　عطا　یا　الٰہی

اِخلاص پیدا کرنے کے گیارہ (۱۱) طریقے:

(۱) اپنی نیت درست کیجیے: کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، جب تک نیت خالص نہ ہوگی عمل میں اِخلاص پیدا نہیں ہوگا کیونکہ نیت کے خالص ہونے کا نام ہی تو اِخلاص ہے۔ بعض اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اپنے اَعمال میں نیت کو خالص کرلو، تمہیں تھوڑا عمل بھی کفایت کرے گا۔'' (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب النیۃ والاخلاص، الباب الاول فی النیۃ، ۱۳ / ۲۰) لٰہذا خود کو اچھی اچھی نیتوں کا عادی بنائیے۔

(۲) دُنیوی اَغراض کو دُور کیجئے: ایسی دُنیوی اَغراض جن سے مقصود آخرت کی تیاری و مُعاوَنت نہ ہو اگر ہر عمل سے اُن کو دُور کر دیا جائے اور صرف رِضائے اِلٰہی پیش نظر ہو تو اَعمال میں رِیاکاری یعنی دِکھاوے کے اِمکانات کافی کم ہو جاتے ہیں۔

البتہ الله عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کا عسرت و تنگی کے ایام میں قرآنی سورتیں و وظائف وغیرہ اس نیت سے پڑھنا کہ الله تعالٰی انہیں قناعت عطا کرے اور اتنی مقدار میں روزی عطا کرے جس سے عبادتِ الٰہی بجالا سکیں اور درس و تدریس وغیرہ کی قوت بحال رہے تو اِس طرح کا اِرادہ نیک اِرادہ ہے دنیا کا اِرادہ نہیں۔ (منہاج العابدین، ص ۴۴۵ ماخوذا)

(۳) الله عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہیے: کیونکہ اَعمال وہی قبول ہوں گے جو ریاکاری سے بچتے ہوئے اخلاص کے ساتھ کیے ہوں گے اور اعمال کو ریاکاری جیسی موذی بیماری سے بچانے کا ایک بہت مفید حل یہ ہے کہ بندہ خود کو ہر وقت الله عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈراتا رہے کہ جس قدر خوفِ خدا نصیب ہوگا اتنا ہی عمل میں ریاکاری سے بچے گا اور اخلاص کی دولت نصیب ہوگی۔

(۴) نفسانی خواہشات کو ختم کیجیے: کہ اِخلاص میں بہت بڑی رکاوٹ نفسانی خواہشات ہیں کیوں کہ ہر عمل پر چند تعریفی کلمات سن کر نفس بے حد سکون محسوس کرتا ہے اور یہی سکون نفس کو ریاکاری پر اُبھارتا ہے جو اِخلاص کی دشمن ہے اور یوں اُخروی فائدے کے لیے کیا جانے والا عمل نقصان کا سبب بن جاتا ہے۔ لٰہذا نفسانی خواہشات پر قابو پائیے اور اَعمال میں اِخلاص حاصل کیجئے۔

(۵) خلوت و جلوت میں یکساں عمل کیجیے: نفس لوگوں کے سامنے تو مشقت سے بھرپور عبادت کرنے پر رضامند ہو جاتا ہے کیوں کہ اِس طرح اُسے شہرت، تعریف اور واہ واہ جیسے میٹھے زہر ملتے ہیں، لیکن تنہائی میں رِضائے

الٰہی کے لیے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت پڑھنا اُس کے نفس پر نہایت گراں ہے۔خلوت و جلوت کا یہ تضاد بندے کے عمل سے اِخلاص کو ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا اپنے اَعمال میں اخلاص پیدا کرنے کے لیے خلوت وجلوت دونوں میں رضائے الٰہی کی نیت سے خشوع وخضوع کے ساتھ نیک اَعمال بجالائیے۔

(۶)اپنے گناہوں کو یاد رکھیے: عموماً لوگ اپنی نیکیوں کو یاد رکھتے اور گناہوں کو بھول جاتے ہیں جس سے وہ ریاکاری اور خود پسندی جیسی موذی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اِخلاص کی سخت دشمن ہیں ، لہٰذا اپنے گناہوں کو یاد رکھیے، نفس کو اُن پر ملامت کرتے رہیے کہ تو فلاں فلاں گناہوں کا مجموعہ ہے پھر کسی نیک عمل پر اِترانے کا کیا معنی؟یوں کافی حد تک اسے تکبر وریاکاری سے دور رکھنے میں معاونت ملے گی اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی راہ ہموار ہو گی۔

(۷)اپنی نیکیوں کو چھپایئے : کہ نیکیوں کا چرچا ہی نفس کو ریاکاری، حب مدح اور طلب شہرت جیسی باطنی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے جو اخلاص کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہیں ، بزرگانِ دِین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن بھی اپنی نیکیوں کو چھپایا کرتے تھے ، چنانچہ حضرت سیدنا تمیم داری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی بارگاہ میں عرض کی گئ: ”رات میں آپ کی نماز کی کیفیت کیاہوتی ہے؟ “آپ اس بات سے سخت ناراض ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”اللهعَزَّوَجَلَّ کی قسم!رات کا ایک حصہ چھپ کر نماز پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے اس بات سے کہ میں ساری رات نماز ادا کروں، پھر لوگوں میں اسے بیان کرتا پھروں۔“

(الزھد لاحمد بن حنبل، اخبار عبد الله بن عمر، ص۲۱۵، رقم:۱۱۰۶)

اسی طرح حضرت سیدنا ابو بکر مروزیعَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”میں چار ماہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی صحبت میں رہا، آپ نہ تو رات کا قیام چھوڑتے ، نہ ہی دن کی قراءت چھوڑتے ، اس کے باوجود اُسے چھپا لیا کرتے۔“(صفة الصفوة، احمد بن محمد بن حنبل، ۲/ ۲۲۳، رقم:۲۶۲)

(۸) اِخلاص کے فضائل کو پیش نظر رکھیے: ☆اِخلاص کے ساتھ عمل کرنا مؤمن کی نشانی ہے۔☆جو بندہ چالیس دن خالص رِضائے الٰہی کے لیے عمل کرتا ہے تو اُس کے دل سے اُس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔☆جو شخص خالص رِضائے الٰہی کے لیے عمل کرتا ہے وہ شیطان کے مکر وفریب سے بچ جاتا ہے۔☆ اِخلاص کے ساتھ مانگی جانے والی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔☆بعض بزرگانِ دِین کے نزدیک اِخلاص کے ساتھ کیا جانے والا عمل ستر حج سے بڑھ کر ہے۔☆ایک بزرگ فرماتے ہیں: ”خلوت میں اِخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھنا ستر یا سات سو اَحادیث

عالی سند کے ساتھ لکھنے سے بہتر ہے۔ ''☆ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''گھڑی بھر کے اِخلاص میں اَبدی نجات ہے۔ ''

☆اخلاص نیکیوں پر اُبھارتا ہے۔(احیاء العلوم، ج۵، ص۲۵۶ تا ۲۶۳ ماخوذا)

مزید تفصیل کے لیے اِحیاء العلوم، ج۵، ص ۲۵۵ سے اِخلاص کے باب کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۹) مخلص کی تعریف کا علم حاصل کیجئے: کیونکہ جب اس بات کا علم ہی نہیں ہوگا کہ مخلص کسے کہتے ہیں تو خود کیسے مخلص بنیں گے؟

☆حضرت سیدنا یعقوب مکفوف رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ''مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسے چھپائے جیسے اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ ''

☆حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''سعادت مند ہے وہ شخص جس کا ایک قدم بھی صحیح ہو جائے کہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کی نیت نہ ہو۔ ''(احیاء العلوم، ج۵، ص۲۶۰ ملخصًا)

☆حضرت سیدنا ابو علی دقاق عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: ''اخلاص مخلوق کی نگاہوں سے بچنے کا نام ہے۔ ''

☆حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اخلاص کی علامت یہ ہے کہ بندے کے لیے لوگوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف اور مذمت دونوں ایک جیسی ہوں۔ ''(الرسالۃ القشیریۃ، باب الاخلاص، ص۲۴۳ ماخوذا)

(۱۰) اِخلاص نہ ہونے کے اُخروی نقصانات پر غور کیجئے: مثلاً کل بروزِ قیامت ایسے اَعمال منہ پر مار دیے جائیں گے جو اِخلاص کے ساتھ نہ کیے ہوں گے، چنانچہ کل بروزِ قیامت ایک شہید سے فرمایا جائے گا کہ تونے اس لیے قتال کیا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے، سو تجھے کہہ لیا گیا، ایک عالم سے فرمایا جائے گا کہ تونے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے، تجھے قاری کہا جائے، سو تجھے کہہ لیا گیا، ایک مال دار سے فرمایا جائے گا کہ تونے اس لیے مال خرچ کیا تاکہ تجھے سخی کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا، پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاوالسمعۃ استحق النار، ص۱۰۵۵، حدیث:۱۹۰۵)

(۱۱) اخلاص سے متعلق اقوالِ بزرگانِ دین کا مطالعہ کیجئے:

☆حضرت سیدنا سہل تستری عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اخلاص یہ ہے کہ بندے کا ٹھہرنا اور حرکت کرنا سب خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو۔ ''

☆حضرت سیدنا ابو عثمان نیشاپوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''اخلاص یہ ہے کہ فقط خالق کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنے کی وجہ سے مخلوق کو دیکھنا بھول جائے۔''

☆حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ''اِخلاص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے، اسے فرشتہ نہ جانے کہ لکھ لے اور شیطان بھی نہ جانے کہ خرابی پیدا کرے اور خواہش نفس کو بھی اس کا علم نہ ہو کہ اسے اپنی طرف مائل کرے۔

☆حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام کے حواریوں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اَعمال میں خالص کون ہے؟'' فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے عمل کرتا ہے اور پسند نہیں کرتا کہ اس پر کوئی اس کی تعریف کرے۔'' (احیاء العلوم، ۵ / ۲۷۱ تا ۲۷۴ ملتقطا، الرسالۃ القشیریۃ، باب الاخلاص، ص ۲۴۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(3) شکر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا پُل صراط پر نور ہے، جو روزِ جمعہ مجھ پر ۸۰ بار دُرُودِ پاک پڑھے اُس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔(ایضاً ج ۲ ص ۴۰۸ حدیث ۳۸۱۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”منجیات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں شکر کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

شکر کی تعریف:

”شکر کی حقیقت نعمت کا تصور اور اُس کا اظہار ہے، جبکہ ناشکری نعمت کو بھول جانا اور اس کو چُھپانا ہے۔“

(خزائن العرفان، پ۸، الاعراف، تحت الآیۃ:۱۰)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”شکر کی تعریف یہ ہے کہ کسی کے اِحسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اَعضاء کے ساتھ اس کی تعظیم کرنا۔“(تفسیر صراط الجنان، پ۱، الفاتحۃ: تحت الآیۃ:۱، ۱/۴۳)

خوشحالی میں شکر کرنے والا شاکر ہے جب کہ مصیبت میں شکر کرنے والا شکور ہے۔عطاء (یعنی دینے) پر شکر کرنے والا شاکر ہے جبکہ منع (یعنی نہ دینے) پر شکر کرنے والا شکور ہے۔(التوقیف علی مھمات التعاریف، ص۲۰۷)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ”اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی **خزائن العرفان** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصوّر اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ مُنْعِم (یعنی نعمت دینے والے) کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اِعتراف کرے اور نفس کو اس کا خُوگر بنائے۔ یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم واِحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر (اونچا) ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنْعِم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (خزائن العرفان، پ۱۳، ابراہیم، تحت الآیۃ:۷)

(حدیث مبارکہ) دنیا و آخرت کی بھلائیاں:

حضرتِ سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جسے چار چیزیں مل گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی: (۱) شکر کرنے والا دل (۲) ذکر کرنے والی زبان (۳) آزمائش پر صبر کرنے والا بدن اور (۴) اپنے آپ اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔“
(معجم اوسط، ۵/ ۲۴۴، حدیث: ۷۲۱۲)

شکر کے مختلف اَحکام:

(۱) ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔“ (یعنی دِل و اِعتقاد میں اللہ کی طرف نعمت کی نسبت کرے اور نافرمانی میں خرچ نہ کرے۔) (خزائن العرفان، پ۲، البقرہ، تحت الآیۃ: ۱۷۲)

اِنعاماتِ الٰہیہ (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں) پر شکر ادا کرنا مؤمنین کا طریقہ اور ان کی ناشکری کرنا کفار و منافقین کا طریقہ ہے۔ شکر ادا کرنا رِضائے الٰہی اور جنت میں لے جانے والا کام ہے جبکہ ناشکری کرنا ربّ تعالیٰ کی ناراضی اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

(۲) انبیاء کرام پر جو انعامِ الٰہی ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا (متعدد صورتوں میں) مسنون (یعنی سنت) ہے اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اس کو چھوڑا نہ جائے گا جیسا کہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو حضرت سیدنا

موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون سے نجات دلائی، وہ اس کے شکرانے میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا: ”حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی فتح کی خوشی منانے اور اس کی شکر گزاری کرنے کے ہم یہود سے زیادہ حق دار ہیں۔“

(خزائن العرفان، پ۱، البقرہ، تحت الآیۃ:۵۰ ماخوذا)

(۳) جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکر الٰہی بجا لانا طریقۂ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے، اس لئے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہارِ فرح اور سرور (خوشی) کرنا مستحسن (اچھا) و محمود (قابل تعریف) اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (خزائن العرفان، پ۷، المائدہ، تحت الآیۃ:۱۱۴)

(حکایت) معذوری میں بھی شکر ادا کرنے والا نیک شخص:

حضرت سیدنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لئے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہو سکوں۔ ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں (جذام کی) بیماری سے ضائع ہو چکی تھیں لیکن اس حالت میں بھی وہ مردِ عظیم اِن الفاظ کے ساتھ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء و شکر ادا کر رہا تھا: ”اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تُو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔“

وہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: ”خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟“ چنانچہ اسی اِرادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے

کہا: ''اے مردِ صالح! میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے جواب دو گے؟'' وہ کہنے لگا: ''اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاءاللہ ضرور جواب دوں گا۔ ''میں نے کہا: ''وہ کونسی نعمت ہے جس پر تُم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کر رہے ہو اور وہ کونسی فضیلت ہے جس پر تُم شکر ادا کر رہے ہو؟ ''(حالانکہ تمہارے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ سب ضائع ہو چکی ہیں پھر بھی تم کس نعمت پر حمد بجالا رہے ہو؟) وہ شخص کہنے لگا: ''کیا تُو دیکھتا نہیں کہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ''میں نے کہا: ''کیوں نہیں، میں سب دیکھ چکا ہوں۔ ''پھر وہ کہنے لگا: ''دیکھو! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی، اگر وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ و برباد کر ڈالتے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا پھر میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا شکر کیوں نہ ادا کروں، اس کی حمد کیوں نہ کروں اور اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے محبت کیوں نہ کروں؟''

پھر مجھ سے کہنے لگا: ''مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا احسان ہو گا۔ ''چنانچہ وہ کہنے لگا: ''میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی طرح افطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دو تو تمہارا احسان ہو گا۔ ''میں نے کہا: ''میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔ ''چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا، چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رُک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے، مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنا دی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں مر ہی نہ جائے، آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر نصیب ہو جائے۔ چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: ''میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟ ''یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو اِنْ شَآءَ اللہ ضرور جواب دوں گا۔ میں نے کہا: ''تم یہ بتاؤ کہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے یا آپ کا؟ ''یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''یقینا حضرت سیدنا ایوب علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مرتبہ و مقام ہی زیادہ ہے۔ ''پھر میں نے کہا: ''جب آپ علیہ السلام کو مصیبتیں پہنچیں تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟ ''وہ کہنے لگا: ''حضرت سیدنا ایوب علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کماحقُّہ، مصیبتوں پر صبر کیا۔ ''پھر میں نے کہا: ''ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے دوری اختیار کرلی۔ کیا آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ایسی حالت میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟ ''وہ شخص کہنے لگا: ''آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ایسی حالت میں بھی صبر و شکر سے کام لیا اور صبر و شکر کا حق ادا کیا۔ ''یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: ''پھر تم بھی صبر سے کام لو، سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔''

یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔ ''پھر وہ شخص رونے لگا اور روتے روتے اس نے جان دے دی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور سوچنے لگا کہ میں اس جنگل بیابان میں اکیلے اس کی تجہیز و تکفین کیسے کروں گا؟ یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا؟ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟ ''میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رُک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو اُن کے پاس تھا۔ پھر مجھے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے میری اِقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہو گیا، میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہو چکی تھی لیکن میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر و شاکر انسان سے محبت ہو گئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیب تن کئے کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تُو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ اِنتقال کر گیا تھا؟ ''اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ''ہاں! میں وہی ہوں۔ ''پھر میں نے پوچھا: ''تمہیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے

ملا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ ''یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ! مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے اُن لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں۔'' (عیون الحکایات، حصہ اول، ص۱۴۶)

شکر کی عادت اپنانے کے سات (۷) طریقے:

(۱) شکر کے فضائل وواقعات کا مطالعہ کیجیے: کہ فضائل پڑھنے سے شکر کرنے کا مدنی ذہن بنے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک فرامین سہارا دیں گے اور بندہ شکر کی طرف مائل ہوگا اور شکر سے متعلق واقعات پڑھنے سے یہ ذہن بنے گا کہ دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کئی ایسے نیک بندے بھی ہیں جن پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے لیکن اس کے باوجود ان کی زبان پر ناشکری کا ایک کلمہ بھی نہ آیا، انہوں نے ہر حال میں ربّ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کیا۔ شکر کے فضائل پڑھنے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ **''شکر کے فضائل''** اور امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف **''احیاء العلوم''** جلد چہارم، صفحہ ۲۳۹ سے مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۲) اپنے سے کم تر وادنیٰ پر نظر کیجئے: مثلاً: یوں غور کیجئے کہ ہمارے پاس رہنے کے لیے اپنا مکان ہے مگر کئی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس اپنا مکان نہیں، بلکہ بعضوں کے پاس تو مکان ہی نہیں، سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر ان کے شب وروز بسر ہو رہے ہیں، ہمیں صبح دوپہر شام تین وقت کا پر تکلف کھانا میسر ہے مگر کئی لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں، ہمارے لیے میٹھے مشروبات موجود ہیں مگر کئی لوگوں کو تو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں، آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ امید ہے اس طرح ربّ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرنے کا مدنی ذہن بنے گا۔

(۳) ربّ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کیجئے: کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا لیکن ہمیں اَشرف المخلوقات پیدا فرمایا، پھر مسلمان پیدا فرمایا، نبی آخر الزماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت میں پیدا فرمایا، ہوا کی نعمت عطا فرمائی، پانی کی نعمت عطا فرمائی، دھوپ کی نعمت عطا فرمائی، اپنے جسم میں غور کیجئے کہ دیکھنے کے لیے دو آنکھیں عطا فرمائیں، سننے کے لیے دو کان عطا فرمائے، پکڑنے اور چھونے کے لیے دو ہاتھ عطا فرمائے، سونگھنے کے لیے ناک عطا فرمائی، چلنے کے لیے پاؤں عطا فرمائے، کھانے کے لیے منہ عطا فرمایا، پھر سخت چیزیں چبانے کے لیے دانت عطا فرمائے، الغرض

ربّ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں مگر جتنی بھی نعمتوں میں غور کریں گے اتنا ہی بار گاہ الٰہی میں شکر بجالانے کا مدنی ذہن بنتا ہی جائے گا۔ نعمتوں کی مختلف اَقسام اور ان کے تفصیلی بیان کے لیے احیاء العلوم، جلد ۴ سے شکر کے باب کا مطالعہ کیجئے۔

(۴) نعمتوں کے زوال کا خوف کیجئے: کیونکہ نعمتوں پر شکر ادا کیا جائے تو ان میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر ان کی ناشکری کی جائے تو وہ نعمتیں چھینی جاسکتی ہیں، جب بندے کو نعمتوں کے زوال کا خوف ہو گا تو خود بخود اس کا ذہن نعمتوں کے شکر کی طرف مائل ہو گا کہ کہیں میری پاس موجود نعمت زائل نہ ہو جائے۔ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نعمتیں وحشی جانوروں کی طرح ہیں، انہیں شکر کے ذریعے قید میں رکھو۔'' (احیاء العلوم، ۴/ ۳۷۳)

(۵) شکر گزاروں کی صحبت اِختیار کیجیے: کہ صحبت اثر رکھتی ہے، جو بندہ جیسی صحبت اختیار کرتا ہے وہ ویسا ہی بن جاتا ہے، ناشکروں کی صحبت اختیار کریں گے تو ناشکری کی عادت پڑ جائے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شکر گزار بندوں کی صحبت اختیار کریں گے تو شکر ادا کرنے والے بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ

(۶) مختلف اَعضاء سے شکر ادا کیجئے: دل کے ساتھ اس طرح کہ بھلائی کا ارادہ کیجئے، زبان کے ساتھ اس طرح کہ شکر کا اظہار کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کیجئے اور اعضاء کے ساتھ اس طرح کہ اس نعمت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبر داری کے لیے استعمال میں لایئے اور اس کی نافرمانی والے کاموں میں اس سے مدد نہ لیجئے۔ آنکھوں کے شکر میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کا جو بھی عیب دیکھیں اسے چھپائیں، کانوں کا شکر یہ ہے کہ کسی کا عیب سن لیں تو اُسے چھپائیں، اپنی زبان کو بھی ہر وقت شکر الٰہی سے تر رکھیں۔ اعضاء کے شکر میں صرف مثالیں ذکر کی ہیں ورنہ شکر کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۷) مصیبتوں پر بھی شکر کیجئے: کہ بندہ جب مصیبتوں پر شکر کی عادت بنالے گا تو خود بخود نعمتوں پر بھی شکر بجالائے گا، مصیبتوں پر شکر کے امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے پانچ پہلو بیان فرمائے ہیں: ☆ ہر مصیبت اور بیماری کے بارے میں یہ تصور کرے کہ اس سے بھی بڑھ کر بیماری اور مصیبت موجود ہے اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں اضافہ فرمادے تو کیا میں روک سکتا ہوں، اسے دور کر سکتا ہوں؟ ہر گز نہیں! پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ اس نے بڑی مصیبت و بیماری نہیں بھیجی۔ ☆ یہ تصور کر کے شکر ادا کرے کہ ہو سکتا ہے اس مصیبت کے بدلے کوئی دینی مصیبت دور کر دی گئی ہو۔ ایک شخص نے سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کہا: ''چور میرے گھر میں داخل ہوا اور سامان لے

کر چلا گیا۔" فرمایا: "اللہ کا شکر ادا کرو اگر شیطان تمہارے دل میں داخل ہو کر ایمان لوٹ لیتا تو کیا کرتے؟" ☆ یہ تصور کرے کہ ہو سکتا ہے کوئی اخروی سزا دنیا میں ہی دے دی گئی ہو اور یہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ جسے کسی عمل کی دنیا میں سزا دے دی گئی تو اب اسے اس عمل کی آخرت میں سزا نہیں ملے گی، فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: "بندہ اگر کوئی گناہ کرے پھر اسے دنیا میں کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچ جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دوبارہ سزا نہیں دے گا۔" (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء لایزنی الزانی وھو مؤمن، ۴/ ۲۸۴، حدیث: ۲۶۳۵)

☆ یہ مصیبت و تکلیف تو بندے کے لیے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی تھی جو لازماً اس کو پہنچنی تھی، جب دنیا میں پہنچ چکی اور اس کے بعض یا کل سے فراغت اور راحت حاصل کرلی تو یہ بھی اس کے حق میں نعمت ہے لٰہذا اس پر شکر ادا کرے۔ ☆ جس طرح دوا مریض کے لیے ناپسندیدہ ہوتی ہے مگر اس کے حق میں مفید ہوتی ہے اسی طرح مؤمن کو پہنچنے والی تکلیف بھی ناپسندیدہ ہوتی ہے لیکن اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے لٰہذا اس پر شکر ادا کرے، مہلک (ہلاک کرنے والے) گناہوں کی بنیاد دنیا کی محبت ہے اور دنیا سے دل کا اُچاٹ ہو جانا اُخروی نجات کا باعث ہے، تکلیفوں مصیبتوں کی وجہ سے بندے کا دل دنیا سے اُچاٹ ہو جاتا ہے تو یہ بذاتِ خود ایک نعمت ہے لٰہذا اِس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔

(احیاء العلوم، ۴/ ۳۷۷ تا ۳۸۲ ملخصا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (4) صبر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّيُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　**صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں صبر کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

صبر کی تعریف:

"**صبر**" کے لغوی معنی رکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کے ہیں اور نفس کو اس چیز پر روکنا (یعنی ڈٹ جانا) جس پر رکنے (ڈٹے رہنے کا) کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو **صبر** کہلاتا ہے۔ بنیادی طور پر صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدنی صبر جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا۔ (۲) طبعی خواہشات اور خواہش کے تقاضوں سے صبر کرنا۔ پہلی قسم کا صبر جب شریعت کے موافق ہو تو قابل تعریف ہوتا ہے لیکن مکمل طور پر تعریف کے قابل صبر کی دوسری قسم ہے۔

(صراط الجنان، پ۲، البقرہ، تحت الآیۃ: ۱۵۳، ۱/۲۴۶)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ (پ۱۰، الانفال: ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔''

(حدیث مبارکہ) صابر کے لیے اُخروی انعام:

حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جب میں اپنے کسی بندے کو اُس کے جسم، مال یا اولاد کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کروں، پھر وہ صبر جمیل کے ساتھ اُس کا استقبال کرے تو قیامت کے دن مجھے حیا آئے گی کہ اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامۂ اعمال کھولوں۔''

(نوادر الاصول، الاصل الخامس والثمانون والمائۃ، ج۲، ص۷۰۰، حدیث:۹۶۳)

صبر کرنے کے مختلف اَحکام:

☆ شریعت نے جن کاموں سے منع کیا ہے اُن سے صبر (یعنی رکنا) **فرض** ہے۔ ☆ ناپسندیدہ کام (جو شرعاً گناہ نہ ہو اس) سے صبر **مستحب** ہے۔ ☆ تکلیف دہ فعل جو شرعاً ممنوع ہے اس پر صبر (یعنی خاموشی) **ممنوع** ہے۔ مثلاً کسی شخص یا اس کے بیٹے کا ہاتھ ناحق کاٹا جائے تو اس شخص کا خاموش رہنا اور صبر کرنا ممنوع ہے، ایسے ہی جب کوئی شخص شہوت کے ساتھ بُرے اِرادے سے اس کے گھر والوں کی طرف بڑھے تو اس کی غیرت بھڑک اٹھے لیکن غیرت کا اِظہار نہ کرے اور گھر والوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس پر صبر کرے اور قدرت کے باوجود نہ روکے تو شریعت نے اس صبر کو **حرام** قرار دیا ہے۔ (احیاء العلوم، ۴/۲۰۶)

☆ **صبر جمیل** یعنی سب سے بہترین صبر یہ ہے کہ مصیبت میں مبتلا شخص کو کوئی نہ پہچان سکے، اس کی پریشانی کسی پر ظاہر نہ ہو۔ (احیاء العلوم، ۴/۲۲۱)

☆ **صبر کا اعلیٰ ترین درجہ** یہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر کیا جائے۔ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے صلہ رحمی سے پیش آؤ، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو۔'' اور حضرت سیدنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''میں تم سے کہتا ہوں کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو بلکہ جو تمہارے ایک گال پر مارے اپنا دوسرا گال اس کے آگے کر دو، جو تمہاری چادر چھینے تم کمربند بھی اسے پیش کر دو اور جو تمہیں ایک میل ساتھ چلنے پر مجبور کرے تم اس کے ساتھ دو میل تک چلو۔'' ان تمام ارشادات میں تکالیف پر صبر کرنے کا فرمایا گیا ہے اور یہی صبر کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ (اِحیاء العلوم، ۴/۲۱۵)

(حکایت) بچھو کے کاٹنے پر صبر:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۶۵۶ صفحات پر مشتمل کتاب **"فیضانِ ریاض الصالحین"** جلد اول، صفحہ ۳۱۶ پر ہے: حضرت سیدنا سری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے صبر سے متعلق بیان شروع کر دیا۔ اسی دوران ایک بچھو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ٹانگ پر مسلسل ڈنک مارتا رہا لیکن آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر سکون رہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اس موذی (یعنی تکلیف دینے والے) کو ہٹایا کیوں نہیں؟ فرمایا: "مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا آرہی تھی کہ میں صبر کا بیان کروں لیکن خود صبر نہ کروں۔" (اِحیاء العلوم، ۴/۲۱۵)

صبر کی عادت بنانے کے سات (۷) طریقے:

(۱) صبر کے فضائل کا مطالعہ کیجئے: کیونکہ کسی بھی نیک کام یا اچھے عمل کے فضائل پیش نظر ہوں تو اس پر عمل کرنے کا جلدی ذہن بن جاتا ہے، صبر تو وہ باطنی خوبی ہے کہ جس کے فضائل قرآن و حدیث میں بکثرت بیان فرمائے گئے ہیں۔ صبر کی معلومات، اَقسام، آیات، فضائل و تفصیلی روایات کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتب **اِحیاء العلوم** (جلد چہارم)، **فیضانِ ریاض الصالحین** (جلد اول)، **مکاشفۃ القلوب**، **منہاج العابدین**، **جنت میں لے جانے والے اَعمال** وغیرہ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۲) بارگاہِ اِلٰہی میں صبر کی دعا کیجئے: دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، جب مؤمن اپنا ہتھیار ہی استعمال نہیں کرے گا تو یقیناً اس کے خطرناک دشمن نفس و شیطان اس پر حملہ آور ہوتے رہیں گے اور مصیبتوں پر صبر و شکر کی بجائے ناشکری و بے صبری جیسے مذموم اَفعال صادر ہوتے رہیں گے۔

(۳) اپنی ذات میں عاجزی پیدا کیجئے: کہ کسی کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر بے صبری اور انتقامی کاروائی کا ایک سبب تکبر بھی ہے، جب بندہ اپنی ذات میں عاجزی وانکساری پیدا کرے گا تو انتقامی کاروائی کا ذہن ختم ہو جائے گا اور لوگوں سے ملنے والی تکالیف پر صبر نصیب ہو گا اور رحمت الٰہی سے اس صبر پر اجر ملے گا۔ اِن شاء اللہ

(۴) جلد بازی نہ کیجئے: ہماری زندگی میں کئی کام ایسے ہیں جن میں جلد بازی کی وجہ سے صبر رخصت ہو جاتا ہے، بلکہ اس جلد بازی کی وجہ سے بسا اوقات شدید نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے، لہٰذا جلد بازی کی عادت کو دور کیجئے، صبر سے کام لیجئے۔

(۵) معاف کرنے کی عادت اپنائیے: جب کسی کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو نفس اس سے بدلہ لینے پر اُبھارتا ہے جس کی ضد عفوو درگزر یعنی معاف کر دینا ہے، جب بندہ معاف کر دینے کی عادت اپنائے گا تو تکالیف پہنچنے پر اسے خود بخود صبر بھی نصیب ہو جائے گا۔

(۶) مصیبت میں نعمتوں کو تلاش کیجیے: یہ بزرگان دین کا طریقہ ہے اور اس سے صبر کرنے میں معاونت ملتی ہے، ہر مصیبت میں کوئی نہ کوئی نعمت مخفی (چھپی) ہوتی ہے، مثلاً بسا اوقات ایک چھوٹی مصیبت کسی بڑی مصیبت کو ٹالتی ہے، کوئی مصیبت کسی گناہ کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، مصیبتیں درجات میں بلندی کا باعث بھی ہوتی ہے، دُنیوی مصیبتیں اُخروی مصیبتوں سے نجات بھی دلاتی ہیں، یقیناً یہ تمام صورتیں ربّ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں جو مصیبت میں پوشیدہ ہیں ۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے جس مصیبت میں بھی مبتلا کیا اس میں مجھ پر چار نعمتیں تھیں: (۱) وہ آزمائش میرے دین میں نہ تھی۔ (۲) اس سے بڑھ کر مصیبت نہ آئی۔ (۳) میں اس پر راضی ہونے کی دولت سے محروم نہ ہوا۔ (۴) مجھے اس پر ثواب کی امید رہی۔“ (احیاء العلوم،۴/۳۷۸)

(۷) اپنے سے بڑی مصیبت والے کو دیکھیے: کیونکہ جسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے شاید مجھے سب سے زیادہ یا بڑی مصیبت پہنچی ہے اور یہی بات بسا اوقات اسے بے صبری میں مبتلا کر دیتی ہے، جب وہ اپنے سے بڑی مصیبت والے کو دیکھے گا تو شکر کرے گا اور اسے صبر کی نعمت نصیب ہو گی۔ ان شاء اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (5) حسنِ اخلاق کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو شخص بروزِ جمعہ مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک پڑھے، جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہو گا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کفایت کرے۔ (حلیۃ الاولیاء ج۸ ص۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حسنِ اخلاق کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حسنِ اَخلاق کی ایک پہلو کے اعتبار سے تعریف:

"حسن" اچھائی اور خوبصورتی کو کہتے ہیں، "اَخلاق" جمع ہے "خلق" کی جس کا معنی ہے "رویہ، برتاؤ، عادت"۔ یعنی لوگوں کے ساتھ اچھے رویے یا اچھے برتاؤ یا اچھی عادات کو حسنِ اَخلاق کہا جاتا ہے۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں: "اگر نفس میں موجود کیفیت ایسی ہو کہ اس کے باعث عقلی اور شرعی طور پر پسندیدہ اچھے اَفعال ادا ہوں تو اسے حسنِ اَخلاق کہتے ہیں اور اگر عقلی اور شرعی طور پر ناپسندیدہ برے اَفعال ادا ہوں تو اسے بداَخلاقی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" (احیاء العلوم، ۳/۱۶۵)

حسنِ اَخلاق میں شامل نیک اعمال:

حقیقت میں حسنِ اَخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس میں کئی نیک اعمال شامل ہیں چند اعمال یہ ہیں: معافی کو اختیار کرنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، جاہلوں سے اعراض کرنا، قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا،

محروم کرنے والے کو عطا کرنا، ظلم کرنے والے کو معاف کر دینا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، نرم مزاجی، بردباری، غصے کے وقت خود پر قابو پالینا، غصہ پی جانا، عفو و درگزر سے کام لینا، لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا، مسلمان بھائی کے لیے مسکرانا، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا، لوگوں میں صلح کروانا، حقوق العباد کی ادائیگی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا، دعائے مغفرت کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا، کمزوروں کی کفالت کرنا، لاوارث بچوں کی تربیت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، علماء کا ادب کرنا، مسلمانوں کو کھانا کھلانا، مسلمانوں کو لباس پہنانا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا، حرام سے بچنا، حلال حاصل کرنا، اہل و عیال پر خرچ میں کشادگی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ ''حسن اخلاق ''اور ''احیاء العلوم ''جلد سوم، صفحہ ۱۵۳تا ۱۶۴ کا مطالعہ کیجئے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (پ۲۹، القلم:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔''

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: حضرت اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مَکارِمِ اَخلاق و محاسنِ افعال کی تکمیل و تتمیم (مکمل وپورا کرنے) کے لئے مبعوث فرمایا۔ (خزائن العرفان، پ۲۹، القلم، تحت الآیۃ:۴)

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا
تری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا!
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(حدیث مبارکہ) میزان عمل میں سب سے وزنی شے:

حضرتِ سیِّدُنا ابودَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں حسنِ اَخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہیں ہوگی۔''

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، ۳/۴۰۳، حدیث:۲۰۰۹)

حسنِ اَخلاق کا حکم:

حسن اخلاق کے مختلف پہلو ہیں اسی وجہ سے بعض صورتوں میں حسن اخلاق واجب، بعض میں سنت اور بعض صورتوں میں مستحب ہے۔

(حکایت) نواسۂ رسول کا کمال حسنِ اَخلاق:

ایک شامی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا حاضر ہوا تو میں نے خچر پر سوار ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ اس جیسا خوبصورت، پروقار اور خوش لباس شخص میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اس کی سواری سے عمدہ سواری کبھی دیکھی تھی، میرا دل اس شخص کی جانب کھنچا جارہا تھا۔ جب میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے بڑے فرزند حضرت سیدنا امامِ حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میرا دل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بغض وعداوت سے بھر گیا، مجھے مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے حسد ہو گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیٹا بھی (شان وشوکت کے لحاظ سے) آپ ہی کی مثل ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر پوچھا: ''کیا تم فرزندِ علی ہو؟'' امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''جی ہاں! میں سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا بیٹا ہوں۔'' یہ سنتے ہی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو سب وشتم کرنے (یعنی برا بھلا کہنے) لگا۔

جب میں خاموش ہوا تو سیدنا امامِ حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے کچھ کہنے یا میری سرزنش کرنے کی بجائے حُسنِ اَخلاق کا بہترین مُظَاہَرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لگتا ہے تم حاجت مند ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں حاجت مند ہوں۔'' فرمایا: ''ہمارے پاس آجاؤ، اگر تمہیں رہائش کی حاجت ہوئی تو ہم تمہارے قیام کا انتظام کردیں گے، اگر مال کی حاجت ہوئی تو مالی اعتبار سے خیر خواہی میں ذرہ برابر کمی نہیں چھوڑیں گے، اس کے علاوہ بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑی تو تمہارے ساتھ ضرور تعاون کریں گے۔'' حضرت سیدنا امامِ حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس کمالِ حسن اَخلاق کو دیکھ

کر اس شامی کے دل میں آپ کی محبت گھر کر گئی۔ وہ شامی شخص کہتا ہے: ”جب میں حضرت سیدنا امامِ حسن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے جدا ہوا تو روئے زمین پر آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہ تھا۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے حسنِ اَخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا، آپ کا شکریہ ادا کرنے کے سوا میرے لیے کوئی چارہ نہ رہا اور مجھے اپنے بُرے رویے پر انتہائی شرمندگی ہوئی۔(وفيات الاعيان، حسن بن علي بن ابي طالب، ۲/ ۵۵)

حسنِ اَخلاق اپنانے کے دس (۱۰) طریقے:

(۱) اچھی صحبت اِختیار کیجئے: کہ صحبت اثر رکھتی ہے، جو بندہ جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، اچھوں کی صحبت اچھا اور بروں کی صحبت برا بنادیتی ہے، بداَخلاقوں کی صحبت بد خلق اور حسنِ اَخلاق والوں کی صحبت حسنِ اَخلاق والا بنادیتی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی بھی اچھا ماحول فراہم کرتی ہے، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں حسنِ اَخلاق سکھایا جاتا ہے، بداَخلاقی سے بچایا جاتا ہے، ہزاروں ایسے لوگ جو اپنی بداَخلاقی کی وجہ سے معاشرے میں بدنام تھے، دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوئے، حسنِ اَخلاق کا تاج سر پر سجایا اور آج وہی لوگ دوسروں کو حسنِ اَخلاق کا درس دیتے نظر آتے ہیں، آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے، حسنِ اَخلاق کو اپنایئے، بداَخلاقی کو دور بھگایئے اور رحمت الٰہی سے اجر کثیر پایئے۔

(۲) حسنِ اَخلاق کے فضائل کا مطالعہ کیجئے: جب کسی چیز کے فضائل پیش نظر ہوں تو اسے اپنانا آسان ہو جاتا ہے، حسنِ اخلاق کی معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتب علامہ طبرانی عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی کی کتاب مکارم الاخلاق ترجمہ بنام حسنِ اَخلاق، حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصانیف احیاء العلوم، جلد سوم اور مکاشفۃ القلوب کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۳) بداَخلاقی کی دُنیوی واُخروی برائیوں پر غور کیجئے: کہ بداَخلاق شخص سے لوگ نفرت کرتے ہیں، اُس سے دور بھاگتے ہیں، اُسے دُنیوی معاملات میں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ خود بھی پریشان رہتا ہے اور لوگوں کو بھی پریشان کرتا ہے، بداَخلاق شخص کے دشمن بھی زیادہ ہوتے ہیں، بندہ بُرے اَخلاق کے سبب جہنم کے نچلے طبقے میں پہنچ سکتاہے، بداَخلاق شخص اپنے آپ کو دنیاوی مصیبت میں بھی مبتلا کرلیتاہے، بداَخلاق شخص ٹوٹے ہوئے گھڑے کی طرح ہے جو قابل استعمال نہیں ہوتا۔(احیاء العلوم، ۳/ ۱۶۰ماخوذا)

(۴) حسنِ اَخلاق میں شامل نیک اَعمال کی معلومات حاصل کیجئے: جب تک بندے کو ایسے نیک اعمال کی معلومات نہیں ہو گی جو حسنِ اَخلاق میں شامل ہیں تو اس وقت تک حسنِ اَخلاق کو اختیار کرنا دشوار ہو گا۔ اوپر حسنِ اَخلاق کی تعریف کے بعد تقریباً تیس (۳۰) سے زائد ایسے نیک اعمال بیان کیے گئے ہیں جو حسنِ اَخلاق میں شامل ہیں۔

(۵) دِل میں احترامِ مسلم پیدا کیجئے: جب بندے کے دل میں مسلمانوں کا احترام پیدا ہو گا تو خود بخود اُن کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آئے گا، اِحترامِ مسلم پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے بندہ خود سے تمام لوگوں کو اچھا جانے، اپنے آپ کو بڑا گنہگار سمجھے، عاجزی واِنکساری اختیار کرے، یوں احترامِ مسلم پیدا ہو گا اور حسنِ اَخلاق کی دولت نصیب ہو گی۔ ان شاء اللہ

(۶) نفسانی خواہشات سے پرہیز کیجیے: بسا اوقات ذاتی رَنجش، ناپسندیدگی اور ناراضی کی بناء پر نفس اپنے غصے کا اِظہار غیبت، گالی گلوچ، چغلی وغیرہ جیسی بداَخلاقی کی بدترین قسموں سے کرواتا ہے جو حسنِ اَخلاق کی بدترین دشمن ہیں، لہٰذا نفسانی خواہشات سے پرہیز کیجئے تاکہ حسنِ اَخلاق کی دولت نصیب ہو۔

(۷) حسنِ اَخلاق کی بارگاہِ اِلٰہی میں دعا کیجئے: کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی دو دعائیں پیش خدمت ہیں: ☆ ”اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے پس میرے اخلاق کو بھی اچھا کر دے۔“ (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ۶/ ۳۶۴، حدیث: ۸۵۴۲)

☆ ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِيَةَ وَحُسْنَ الْخُلُق یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے صحت، عافیت اور اچھے اخلاق کا سوال کرتا ہوں۔“ (مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب الاجتھاد فی الدعا، ۱۰/ ۲۷۴، حدیث: ۱۷۳۶۷)

(۸) بُرائی کا جواب اچھائی سے دیجیے: برائی کا جواب بھلائی سے دینے کو افضل اَخلاق میں شمار کیا گیا ہے، چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہے": ”دنیا و آخرت کے افضل اَخلاق میں سے یہ ہے کہ تم قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو۔“

(شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، ۶/ ۲۲۲، حدیث: ۷۹۵۹)

(۹) بد اَخلاقی کے اَسباب کو دُور کیجئے: بداَخلاقی حسنِ اَخلاق کی ضد ہے، جب بداَخلاقی دور ہو جائے گی تو حسنِ اَخلاق خود ہی پیدا ہو جائے گا۔ ☆ بداَخلاقی کا ایک سبب گھر کا ماحول اچھا نہ ہونا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی

سے وابستہ ہو جائیے، حکمت عملی کے ساتھ گھر میں مدنی ماحول بنائیے، فحاشی و عریانی والے چینلز کو بند کرکے مدنی چینل کو بسائیے، ان شاء اللہ مدنی چینل آپ کی آپ کے گھر والوں کی، بچوں کی، والدین اور دیگر رشتہ داروں کی ایسی مدنی تربیت کرے گا، جس سے حسنِ اَخلاق پیدا کرنے میں آسانی ہو گی۔ ☆ بد اَخلاقی کا ایک سبب منصب یا عہدے کا چھن جانا بھی ہے کہ جب بندے سے کوئی منصب یا عہدہ چھین لیا جائے تو بسا اوقات وہ بد اَخلاق ہو جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ کسی بھی منصب کو مستقل اور دائمی نہ سمجھے، بلکہ اپنا یوں مدنی ذہن بنائے کہ مجھے تو دنیا میں بھی مخصوص مدت تک رہنا ہے تو یہ منصب ہمیشہ کیسے رہے گا، جب پہلے سے ہی منصب کے ہمیشہ نہ رہنے کا ذہن ہو گا تو اس کے چھن جانے پر افسوس بھی نہ ہو گا اور بد اَخلاقی بھی پیدا نہ ہو گی۔ ان شاء اللہ ☆ بسا اَوقات ضرورت سے زائد مالداری بھی بد اَخلاقی کا سبب بن جاتی ہے، لہٰذا بندے کو چاہیے کہ جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لیے کمائے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنا آخرت کی تیاری کرے، اَعمالِ صالحہ بجالائے، رضائے الٰہی والے کام کرے۔

(۱۰) بلاوجہ غصہ چھوڑ دیجیے: بلاوجہ غصہ بہت ساری برائیوں کی جڑ اور کئی خامیوں کی بنیاد ہے، جب بندہ بلاوجہ غصہ کرتا ہے تو بد اَخلاقی کا شکار ہو جاتا ہے، بلاوجہ غصے کو چھوڑ دینا ہی اچھے اخلاق کی علامت ہے۔ حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی گئی کہ ”ایک جملے میں بتائیے کہ اچھے اَخلاق کیا ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”(بلاوجہ) غصے کو چھوڑ دینا۔“ (احیاء العلوم، ۳/۵۰۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (6) محاسبۂ نفس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جو مجھ پر شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ سو بار دُرُود شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ص۱۱۱ حدیث ۳۰۳۵)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں محاسبۂ نفس کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

محاسبۂ نفس کی تعریف:

محاسبہ کا لغوی معنی حساب لینا، حساب کرنا ہے اور مختلف اعمال کرنے سے پہلے یا کرنے کے بعد ان میں نیکی وبدی اور کمی بیشی کے بارے میں اپنی ذات میں غور وفکر کرنا اور پھر بہتری کے لیے تدابیر اختیار کرنا **محاسبۂ نفس** کہلاتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "اَعمال کی کثرت اور مقدار میں زیادتی اور نقصان کی معرفت کے لیے جو غور کیا جاتا ہے اسے **محاسبہ** کہتے ہیں، لہٰذا اگر بندہ اپنے دن بھر کے اعمال کو سامنے رکھے تاکہ اسے (نیک اعمال کی) کمی بیشی (کم یا زیادہ ہونے) کا علم ہو تو یہ بھی **محاسبہ** ہے۔" (احیاء العلوم، ج۵، ص۳۱۹)

اَعمال سے قبل اور بعد محاسبہ کی نفیس وضاحت:

حضرت سیدنا حسن بصری عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ مؤمن کے دل میں اچانک کوئی پسندیدہ خیال پیدا ہوتا ہے تو مؤمن کہتا ہے: "خدا کی قسم! تو مجھے بہت پسند ہے، تو میری ضرورت بھی ہے، لیکن افسوس! تیرے اور میرے درمیان ایک رُکاوٹ ہے۔ " یہ کہہ کر مؤمن اس پسندیدہ خیال کو ترک کر دیتا ہے، اسی کا نام عمل سے پہلے محاسبہ ہے۔

پھر فرمایا کہ بعض اوقات مؤمن سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو وہ نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہے: "تونے کیا سوچ کر ایسا کیا؟" خدا کی قسم! ایسی خطا میں میرا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! آئندہ میں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی ایسی خطا نہیں کروں گا۔" (احیاء العلوم، ۵/ ۳۴۹)

محاسبۂ نفس، فکرِ مدینہ، دعوتِ اسلامی:

اے عاشقانِ رسول! نیک اعمال میں کمی بیشی کے اعتبار سے **محاسبۂ نفس** کرنے کو تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کی اصطلاح میں **"فکرِ مدینہ کرنا"** کہتے ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مریدین، طالبین، متعلقین، بلکہ دعوتِ اسلامی سے محبت کرنے والے تمام مسلمانوں کو **محاسبۂ نفس** یعنی **فکرِ مدینہ** کرنے کے لیے **"مدنی انعامات"** کا تحفہ عطا فرمایا ہے۔ **"مدنی انعامات"** دراصل مختلف سوالات پر مشتمل نیک اعمال کی معلومات و ترغیبات کا ایسا مجموعہ ہے جس پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کی جاسکتی ہیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اسلامی بھائیوں، اسلامی بہنوں، مدنی منوں، خصوصی اسلامی بھائیوں، مدارس المدینہ اور جامعات المدینہ کے طلبا، اِن تمام کے لیے علیحدہ **مدنی انعامات** رسائل کی صورت میں مرتب فرمائے ہیں، آپ بھی نیک اَعمال کو بجالانے، اُن پر استقامت اختیار کرنے، اپنی اور اپنے گھر والوں کی دینی و شرعی و اخلاقی تربیت کرنے کے لیے **مدنی انعامات** کے رسائل حاصل کیجئے، اِن پر عمل کیجئے اور ڈھیروں ثواب کمائیے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ (پ۲۹، القیامۃ:۲)

ترجمۂ کنز الایمان: "اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔"

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: "مؤمن ہمیشہ نفس کو جھڑکتا رہتا ہے کہ تونے فلاں بات کیا سوچ کر کہی؟ فلاں کھانا تونے کس لیے کھایا؟ فلاں مشروب تونے کس لیے نوش کیا؟ جبکہ کافر زندگی بسر کرتا رہتا ہے لیکن کبھی اپنے نفس کو نہیں جھڑکتا (یعنی اس کا محاسبہ نہیں کرتا)۔" (احیاء العلوم، ۵/ ۳۵۰)

(حدیث مبارکہ) سمجھدار کون؟

سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے آخرت کے اِنعام کی امید رکھے۔“ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب:۲۵، ۴/۲۰۷، حدیث:۲۴۶۷)

محاسبۂ نفس کا حکم:

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی نقل فرماتے ہیں: ”اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہر عقل مند شخص پر لازم ہے کہ وہ نفس کے محاسبہ سے غافل نہ ہو اور نفس کی حرکات و سکنات اور لذات وخیالات پر سختی کرے کیونکہ زندگی کا ہر سانس اَنمول ہیرا ہے جس سے ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت (یعنی جنت) خریدی جاسکتی ہے تو اِن سانسوں کو ضائع کرنا یا ہلاکت والے کاموں میں صَرف کرنا بہت سنگین اور بڑا نقصان ہے جو سمجھدار شخص کا شیوہ نہیں۔“ (احیاء العلوم، ج۵، ص۳۱۵)

(حکایت) محاسبۂ نفس کرنے والا خوش نصیب:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۶۴۹ صفحات پر مشتمل کتاب **”حکایتیں اور نصیحتیں“** ص ۵۲ پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ایک شخص برائیوں اور خطاؤں پر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی زندگی کے سالوں کا حساب لگایا تو ساٹھ (۶۰) سال بنے، پھر دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار پانچ سو (۲۱۵۰۰) دن بنے تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا: ”ہائے افسوس! اگر روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہو تو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور اِکیس ہزار پانچ سو (۲۱۵۰۰) گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو ان گناہوں کا کیا حال ہو گا جن کا شمار ہی نہیں؟ ہائے افسوس! میں نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت برباد کی اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا رہا، میں دنیا میں تو آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتا تو بروزِ قیامت بغیر ثواب و عمل کے حساب و کتاب کیسے دوں گا؟ اور عذاب کا سامنا کیسے کروں گا؟“ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا، جب حرکت دی گئی تو اس کی جان جانِ آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔

محاسبہ کرنے اور اس کا ذہن بنانے کے بارہ (۱۲) طریقے:

(۱) محاسبۂ نفس کی معرفت حاصل کیجئے: کہ جب تک کسی چیز کی معلومات نہ ہوں اس چیز تک پہنچنا مشکل ہوتا

ہے، جب محاسبۂ نفس کی معرفت و معلومات حاصل ہوں گی تو محاسبۂ نفس کرنا بہت آسان ہو جائے گا، اس کے لیے حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی کی مایہ ناز تصنیف ''احیاء العلوم'' جلد ۵، صفحہ ۳۱۱ سے مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۲) خوف خدا کے واقعات ملاحظہ کیجئے: کہ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کے خوفِ خدا سے بھرپور واقعات کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کا یہ مدنی ذہن بنتا ہے کہ وہ لوگ نیک پرہیزگار ہونے کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اتنا ڈرتے تھے، میں تو بہت ہی گنہگار ہوں مجھے تو ربّ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے یوں رحمت الٰہی سے اسے محاسبۂ نفس نصیب ہو جائے گا۔ اِن شاء اللہ، اللہ کے نیک بندوں کے خوفِ خدا سے متعلق واقعات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل کتاب **''خوفِ خدا''** کا مطالعہ کیجئے۔

(۳) بزرگانِ دِین کے محاسبہ کے واقعات کا مطالعہ کیجئے: ☆ حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ کسی پرندے نے ان کی توجہ نماز سے ہٹا کر باغ کی جانب مبذول کروادی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غور و فکر کیا اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بطورِ کفارہ اپنا باغ راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ ☆ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھایا تو کسی نے کہا: ''اے ابو یوسف! آپ کے بیٹے اور غلام اس کام کے لیے کافی تھے۔ '' فرمایا: ''میں نفس کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ کہیں وہ انکار تو نہیں کرتا۔ '' ☆ سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے وقت پاؤں پر درہ مار کر نفس سے پوچھتے: ''آج تو نے کیا عمل کیا؟'' (احیاء العلوم، ۵/ ۳۴۸،۳۴۹)

(۴) اپنے آپ کو بے باک اور جری ہونے سے بچایئے: کہ یہ چیز بندے کو تکبر و سرکشی پر مجبور کر دیتی ہے اور بندہ کبھی بھی اپنا محاسبہ نہیں کر پاتا۔ عموماً دین کا علم نہ ہونا بے باک اور جری ہونے پر اُبھارتا ہے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ علمائے اہلسنت و مفتیانِ عظام سے رابطے میں رہے، ہر معاملے میں ان سے شرعی رہنمائی حاصل کرے، دینی علوم حاصل کرنے کے لیے دینی کتب و رسائل کا مطالعہ کرے، اسلامی عقائد، نماز، روزہ، حج، زکوۃ و روزمرہ کے کثیر معاملات کے مختلف مسائل جاننے کے لیے **''بہارِ شریعت''** کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۵) حسابِ قیامت کو یاد کیجئے: کہ آج اگر میں نے دنیا میں اپنا محاسبہ کر کے نیک اَعمال کرنے اور برے اَعمال سے بچنے کی کوشش نہ کی تو کل بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں کیسے حساب دوں گا؟ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ

اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور وزن کیے جانے سے پہلے اپنے عمل کا خود وزن کرو اور بہت بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ۔“(۱) حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ”دنیا میں نفس کا محاسبہ کرنے والوں کا حساب آخرت میں آسان ہو گا جبکہ محاسبہ نہ کرنے والوں کا حساب بروز قیامت سخت ہو گا۔“(احیاء العلوم، ۵/ ۳۴۸، ۳۴۹)

(۶) ہر کام کے کرنے سے قبل غور کیجئے: کہ یہ اچھے اور برے عمل کو پرکھنے کے لیے ایک بہترین محاسبہ ہے، ایک شخص نے رسول اکرم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور و فکر کر لو، اگر انجام اچھا ہو تو اسے کر لو اور اگر برا ہو تو نہ کرو۔“(احیاء العلوم، ۵/ ۳۴۸، ۳۴۹)

(۷) محاسبۂ نفس کے لیے وقت مقرر کر لیجئے: محاسبۂ نفس کی عادت بنانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے لیے وقت مقرر کر لیا جائے، کیونکہ جس کام کے لیے کوئی وقت مقرر کر لیا جائے تو اسے کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

(۸) ہر صبح اور رات محاسبۂ نفس کیجئے: صبح اس طرح محاسبہ کیجئے: ”اے نفس! یاد رکھ میری تمام جمع پونجی یہی زندگی ہے اگر یہ ضائع ہو گئی تو میرا تمام مال ضائع ہو جائے گا اور مجھے اخروی تجارت اور اس کے نفع سے محروم ہونا پڑے گا، اے نفس! تو یہ سمجھ کہ تجھے موت آگئی تھی لیکن تجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا گیا ہے لہٰذا اسے غنیمت جان اور آج کسی گناہ میں مشغول نہ ہونا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت میں گزارنا۔“ رات کو سونے سے قبل دن بھر کیے جانے والے تمام اَعمال پر غور و فکر کیجئے کہ آج میں نے کون کون سے نیک اعمال کیے؟ نیز نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر کون کون سے گناہ کیے؟ پھر نیک اعمال میں کمی ہو تو نفس سے اس بات کا عہد لیجئے کہ اب اِن نیک اَعمال میں اضافہ کروں گا، اسی طرح اگر گناہ کیے ہیں تو اُن سے سچی پکی توبہ کیجئے، ہو سکے تو صلاۃ التوبہ بھی ادا کیجئے، پھر نفس سے اس بات کا عہد لیجئے کہ آئندہ ان گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔

(۹) محاسبہ کرنے کے فوائد، نہ کرنے کے نقصانات پر نظر رکھیے: اپنایوں مدنی ذہن بنایئے کہ میرے ربّ سے کچھ پوشیدہ نہیں، عنقریب مجھ سے حساب ہو گا، مجھے تمام خیالات و لمحات کا بھی حساب دینا ہے، بہتر یہی ہے کہ میں اپنی ہر

سانس و حرکت اور ہر لحظہ و لمحہ نفس پر کڑی نظر رکھوں کیونکہ جس نے حساب و کتاب سے پہلے خود اپنا محاسبہ کر لیا بروز قیامت اس کا حساب آسان ہو گا اور سوال کے قت وہ جواب دے سکے گا نیز اس کا انجام و ٹھکانہ بھی اچھا ہو گا اور جو آدمی اپنا محاسبہ نہیں کرتا اسے حشر کے میدان میں زیادہ دیر رکنا پڑ سکتا ہے نیز اس کی برائیاں اسے غضب و رُسوائی میں مبتلا کر دیں گی۔

(۱۰) اچھی باتوں کی سوچ اور بری باتوں پر ندامت اختیار کریں: کہ اس طرح اچھی باتوں پر عمل کی ترغیب اور بُری باتوں کو چھوڑنے کی توفیق ملتی ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "بھلائی میں غور و فکر کرنا اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور برائی پر نادم ہونا برائی چھوڑنے پر ابھارتا ہے۔" (احیاء العلوم، ۵ / ۴۱۲)

(۱۱) مشاہدات سے عبرت حاصل کیجئے: دن بھر ہماری نظروں سے کئی مناظر گزرتے ہیں، ہم کئی مشاہدات کرتے ہیں، اگر اِن مشاہدات سے عبرت حاصل کرنے کا ذہن بن جائے تو محاسبہ کرنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی حادثہ دیکھ کر یہ سوچیں کہ خدانخواستہ اگر حادثہ میرے ساتھ پیش آجاتا تو میرا کیا بنتا؟ کیا میں نے قبر میں جانے کی تیاری کر لی تھی؟ کیا میں نے اپنے آپ کو حساب و کتاب کے لیے تیار کر لیا تھا؟ حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی گفتگو میں اکثر ایک شعر سے مثال دیا کرتے تھے جس کا ترجمہ یوں ہے کہ "جب اِنسان غور و فکر کرتا ہے تو اسے ہر شے سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔" (احیاء العلوم، ج۵، ص۴۱۰)

(۱۲) محاسبہ کی عادت بنانے کے لیے مشق کیجیے: مشق کا مطلب ہے ایک کام کو بار بار کرنا اور جب کسی کام کو بار بار کیا جاتا ہے تو وہ قرار پکڑ جاتا ہے، اُس پر استقامت نصیب ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھار علیحدگی میں آنکھیں بند کر کے اپنے روز مرہ کے معمولات کے محاسبہ کی یوں مشق کیجیے: "بھولے سے یا جان بوجھ کر صادر ہونے والے گناہوں کو یاد کیجئے کہ کل صبح سے لے کر اب تک جس اَنداز سے میں اپنا وَقت گزار چکا ہوں، کیا یہ انداز ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ افسوس! ☆ نماز فجر باجماعت ادا کرنے میں سستی کی ☆ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی سنت داڑھی بھی منڈائی ☆ والدین کی بے ادبی کی، ان کے ساتھ بد تمیزی سے پیش آیا ☆ دن بھر بد نگاہی کی ☆ جھوٹ، دھوکہ دہی اور خیانت کر کے مال کمایا ☆ مال کمانے میں اتنا مصروف رہا کہ دیگر نمازوں کا بھی خیال نہ رہا ☆ آوارہ دوستوں کی مجلس میں بیٹھ کر غیبت، چغلی، حسد، تکبر، بدگمانی جیسے باطنی امراض کا شکار ہوا ☆ فلمیں ڈرامے، گانے باجے بھی سنے

☆ **الغرض یوں سارا وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی میں گزار دیا۔ اے نادان! تُو** کب تک اسی مَنْحُوس طرزِ زندگی کو اپنائے رکھے گا؟ کیا روزانہ یُونہی تیرے نامۂ اعمال میں گُناہوں کی تعداد بڑھتی رہے گی؟ کیا تجھے نیکیوں کی بالکل حاجَت نہیں؟ کیا تجھ میں دَوْزَخ کے شدید ترین عذابات برداشت کرنے کی ہمت و طاقت ہے؟ کیا تُو جنت سے محرومی کا دُکھ برداشت کرپائے گا؟ یاد رکھ! اگر اب بھی تُو خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوا تو اچانک موت کی سختیاں تجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیں گی، لیکن اَفسوس! اس وقت بہت دیر ہوچکی ہوگی، پچھتانے کے سِوا کچھ حاصل نہ ہو گا، لہٰذا اپنی اس قیمتی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے خدائے احکم الحاکمین عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور مؤمنین پر رحم و کرم فرمانے والے رسولِ کریم رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی اتباع میں لگ جا، تجھے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں گی۔

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!		صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (7) مراقبہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُودِ پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّيُوطی ج۷ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۳)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　**صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”منجیات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مراقبہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

مراقبہ کی تعریف:

مراقبہ کے لغوی معنی نگرانی کرنا، نظر رکھنا، دیکھ بھال کرنا کے ہیں، اس کا حقیقی معنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لحاظ کرنا اور اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا ہے اور جب بندے کو اس بات کا علم (معرفت) ہو جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ دل کی باتوں پر مطلع ہے، پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، بندوں کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ہر جان کے عمل سے واقف ہے، اس پر دل کا راز اس طرح عیاں ہے جیسے مخلوق کے لیے جسم کا ظاہری حصہ عیاں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ عیاں ہے، جب اس طرح کی معرفت حاصل ہو جائے اور شک یقین میں بدل جائے تو اس سے پیدا ہونے والی کیفیت کو **مراقبہ** کہتے ہیں۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۳۲۸)

واضح رہے کہ عرفِ عام میں خلوت (علیحدگی) میں، یا جلوت (بھیڑ) میں، یا کسی بزرگ کے مزار پر سر جھکا کر دل میں خوفِ خدا کا تصور جمانا، یا فکرِ آخرت کرنا، یا ذِکرُ اللہ کرنا، یا اوراد و وظائف پڑھنا، یا محبت الٰہی میں گم ہو جانا، یا اپنے شیخ کی باطنی توجہ کے ذریعے قلب کو زندہ کرنا، یا دل کی صفائی کرنا، یا بذیعہ استخارہ ربّ تعالیٰ سے کسی معاملے میں معاونت

چاہنا وغیرہ۔ اِن تمام صورتوں کو بھی **مراقبہ** سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے لیکن یہاں یہ **مراقبہ** مراد نہیں ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

(حدیث مبارکہ) مراقبہ کی مبارک تعلیم:

حضرت سیدنا **ابوہریرہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک طویل حدیث پاک مروی ہے کہ حضرت جبریل **امین** عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے اور چند سوالات کیے، اُن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ "یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اِحسان کیا ہے؟ "آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔"

(بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل۔۔۔ الخ، ۱/ ۳۱، حدیث: ۵۰ ملتقطا)

علامہ ابوالقاسم عبد الکریم ہوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "حضور نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کا یہ فرمانا کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ مراقبہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ **مراقبہ** بندے کے اس بات کو جاننے (اور یقین رکھنے) کا نام ہے کہ ربّ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔" (الرسالۃ القشیریۃ، باب المراقبۃ، ۲۲۵)

مراقبہ کا حکم:

"**مراقبہ** "یعنی اس بات کا علم اور یقین رکھنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے ہر مسلمان پر ضروری ہے اور یہ تمام نیکیوں کی اصل ہے، مراقبہ کے بغیر کسی عمل میں اخلاص نہیں ہو سکتا، حضرت سیدنا ابن عطا رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ افضل عبادت کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: "مُرَاقَبَةُ الْحَقِّ عَلٰى دَوَامِ الْاَوْقَات یعنی ہر وقت **مراقبہ** یعنی اس بات کا علم اور یقین رکھنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے۔" (الرسالۃ القشیریۃ، باب المراقبۃ، ص۲۲۶)

(حکایت) مراقبہ کرنے والا شاگرد:

ایک بزرگ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بہت سے شاگرد تھے، وہ ان تمام شاگردوں میں سے ایک شاگرد کے ساتھ بہت امتیازی سلوک کرتے اور اس پر زیادہ توجہ دیا کرتے تھے۔ جب ان سے ایک ہی شاگرد کے ساتھ اس امتیازی

سلوک کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی تم لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ میں اس شاگرد پر زیادہ توجہ اور اس کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے اس شاگرد سمیت دیگر تمام شاگردوں کو بلایا اور سب کو ایک ایک پرندہ دے کر حکم دیا کہ اس پرندے کو لے جاکر ایسی جگہ ذبح کرکے لاؤ جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ تمام شاگرد چلے گئے اور جب واپس آئے تو اس ایک شاگرد کے علاوہ سب نے اپنے پرندے ذبح کیے ہوئے تھے۔ ان بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس شاگرد سے پوچھا کہ "تم نے اپنا پرندہ کیوں ذبح نہ کیا؟" تو اس نے عرض کی: "عالی جاہ! آپ نے فرمایا تھا کہ یہ پرندہ ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو، مجھے کوئی بھی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔" (کیونکہ میں جہاں بھی گیا وہاں میرا رب مجھے دیکھ رہا تھا۔) اِس **مراقبہ** کرنے والے شاگرد کا یہ عالیشان جواب سن کر اُن بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **اِمتیازی سلوک** اور زیادہ توجہ کے بارے میں پوچھنے والوں سے ارشاد فرمایا: "یہ وجہ ہے جس کے سبب میں اس پر زیادہ توجہ کرتا اور اس کے ساتھ امتیازی سلوک کرتا ہوں۔" (الرسالۃ القشیریۃ، باب المراقبۃ، ص۲۲۶)

مراقبہ کرنے کے پانچ (۵) طریقے:

(۱) مراقبہ کی معلومات حاصل کیجئے: اس سلسلے میں علامہ ابو القاسم عبد الکریم ھوازن قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی کی کتاب "رسالہ قشیریہ" اور حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَالِی کی مایہ ناز کتاب "احیاء العلوم" جلد پنجم کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۲) مراقبہ کے فوائد پر غور کیجئے: کہ **مراقبہ** تمام نیکیوں کی اصل ہے، **مراقبہ** کے بغیر کسی عمل میں اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا، **مراقبہ** تمام برائیوں سے بچانے میں معاون ہے، **مراقبہ** نیک اعمال میں رغبت کو بڑھاتا ہے، **مراقبہ** دل میں خوفِ خدا کو پیدا کرتا ہے، **مراقبہ** ظلم سے بچاتا ہے، **مراقبہ** کی تعلیم خود رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عطا فرمائی ہے، **مراقبہ** کرنا بزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللهُ الْمُبِیْن کا مبارک طریقہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۳) "اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے" نمایاں جگہ پر لکھ کر لگا دیجئے: گھر، دکان، آفس وغیرہ میں ایسی جگہ جہاں ہر وقت یا اکثر نظر پڑتی ہے وہاں یہ جملہ لکھ کر لگا دینے سے **مراقبہ** کرنے میں آسانی پیدا ہو گی۔ **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو دیکھا گیا ہے کہ آپ بسا اوقات اپنے سینے پر ایسا کارڈ آویزاں فرماتے ہیں جس پر واضح اور جلی (یعنی بڑے) حروف میں لکھا ہوا تا ہے: "اللہ دیکھ رہا ہے۔"

(۴) اپنے بچوں کو مراقبہ کی تربیت دیجئے: انہیں یہ سکھایئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے۔ بچپن کی تربیت پوری زندگی اثر کرے گی اور جب وہ بچہ اَحکامِ شرعیہ کا مکلف ہو گا تو اِنْ شاءَ اللہ **مراقبہ** کی یہ تربیت اسے نیک اعمال کے بجالانے اور گناہوں سے بچنے میں بہت معاون ثابت ہو گی۔

(۵) کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ایک منٹ مراقبہ کیجئے: کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے، اگر اس میں اخروی فائدہ ہو تو بجالائے ورنہ ترک کر دے، یوں **مراقبہ** کی عادت بھی بنے گی اور نیک اَعمال بجالانے، گناہوں سے بچنے میں آسانی بھی ہو گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(8)مجاہدہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''منجیات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مجاہدہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

مجاہدہ کی تعریف:

مجاہدہ جہد سے نکلا ہے جس کا معنی ہے کوشش کرنا، مجاہدے کا لغوی معنی دشمن سے لڑنا، پوری طاقت لگا دینا، پوری کوشش کرنا اور جہاد کرنا ہے۔ جبکہ نفس کو ان غلط کاموں سے چھڑانا جن کا وہ عادی ہو چکا ہے اور عام طور پر اسے خواہشات کے خلاف کاموں کی ترغیب دینا یا جب محاسبۂ نفس سے یہ معلوم ہو جائے اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اسے اس گناہ پر کوئی سزا دینا **مجاہدہ** کہلاتا ہے۔(احیاء العلوم، ۵/ ۳۵۹)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾(پ۲۱، العنکبوت:۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

حضرت سیدنا استاذ ابو علی دقاق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب اِس آیت مبارکہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ساتھ مزین کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ حسین بنا دیتا ہے۔“

(احیاء العلوم، ۵/۳۵۹، الرسالۃ القشیریۃ، باب المجاھدہ، ص۱۳۵)

(حدیث مبارکہ) مجاہدہ نفس کرنے والے صحابی:

حضرت سیِّدُنا طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص زائد کپڑے اتار کر باہر نکلا اور گرم ریت پر خوب لوٹ کر خود کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ”اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! یہ ذائقہ چکھ، کیونکہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔“ اس دوران اچانک اس کی نگاہ حضورِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب گئی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہیں۔ وہ خدمت اَقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا ہے۔“ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سنو! تمہارے لئے آسمانی دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرما رہا ہے۔“ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی سے توشۂ آخرت لو۔“ ایک شخص نے کہا: ”اے فلاں! میرے لئے دعا کرو۔“ رَسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ان سب کے لئے دعا کرو۔“ چنانچہ اُس نے یوں دعا مانگی: ”اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَھُمْ وَاجْمَعْ عَلَی الْھُدٰی اَمْرَھُمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان سب کا زادِ راہ تقویٰ بنا دے اور ان سب کے معاملے کو ہدایت پر جمع فرما۔“ پھر رحمت عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کو راہِ راست پر ثابت رکھ۔“ اس شخص نے کہا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ٹھکانا جنت بنا دے۔“ (جامع الاحادیث، مسند طلحہ بن عبید اللہ، ۹/۹، حدیث:۸۹۱۷)

مجاہدہ کا حکم:

ہر مسلمان کو چاہیے کہ مجاہدہ نفس کرے کہ یہ عمل نجات کا باعث ہے، اگر نفس محاسبہ کے باوجود حقوق اللہ میں کوتاہی اور گناہ کرنے سے باز نہ آئے تو اسے کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیے کیونکہ اس طرح اس کے لیے گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور نفس کو گناہوں کی لَت پڑ جاتی ہے، پھر گناہوں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ چیز ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے لہٰذا نفس کو خبردار کرتے رہنا چاہیے۔ مثلاً آدمی جب نفسانی خواہش کے سبب کوئی مشتبہ لقمہ کھالے تو نفس کو بھوکا رکھ کر سزا دے اور اگر کسی غیر محرم کو دیکھ لے تو آنکھ کو یہ سزا دے کہ کسی چیز کی طرف نہ دیکھے۔ اسی طرح جسم کے ہر

عضو کو کوتاہی کرنے پر خواہشات کی تکمیل سے روک کر سزا دے، راہِ آخرت کے مسافروں کی یہی عادت ہے۔
(جامع الاحادیث، مسند طلحہ بن عبید اللہ، ۹/ ۹، حدیث:۸۹۱۷)

(۸)(حکایت) سستی دلانے پر نفس کو انوکھی سزا:

سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ ابن کر یبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ رات کا وقت تھا، مجھے غسل کی ضرورت پیش آئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اسی وقت غسل کر لوں مگر سخت سردی کے سبب نفس نے سستی دلائی اور مشورہ دیا کہ "صبح تک غسل مؤخر کر دو، بعد میں پانی گرم کر کے غسل کر لینا یا حمام چلے جانا، خواہ مخواہ خود کو کیوں مشقت میں ڈال رہے ہو؟" میں نے کہا: "بڑی عجیب بات ہے جو حقوق مجھ پر واجب تھے اس کی ادائیگی میں پوری زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کرتا رہا تو آج عمل کرنے میں جلدی کی بجائے سستی اور تاخیر کیسے کر سکتا ہوں؟" لہٰذا میں نے نفس کو انوکھی سزا دینے کے لیے قسم کھائی کہ میں اسی لباس میں غسل کروں گا نیز اسے اتار کر نچوڑوں گا بھی نہیں بلکہ بدن ہی پر خشک کروں گا۔(احیاء العلوم، ۵/ ۳۵۴)

مجاہدہ کرنے اور اس کا عادی بننے کے چھ (۶) طریقے:

(۱) مجاہدہ کرنے کے فوائد پر غور کیجئے: کہ مجاہدہ یعنی غلطی کرنے پر نفس کو سزا دینا گناہوں سے بچنے میں معاون ہے کہ ایک بار نفس کو سزا ملے گی تو دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونے سے پہلے وہ ضرور سوچے گا، مجاہدہ کرنے سے بندہ اپنے آپ کو چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچا سکتا ہے، ظلم و ستم سے بچ سکتا ہے، دل آزاری سے بچ سکتا ہے، مسلمانوں کی حق تلفی سے بچ سکتا ہے، مجاہدہ کرنے سے نفس بے باک اور جری ہونے سے بچ جاتا ہے، مجاہدہ کرنے سے نفس کنٹرول میں رہتا ہے، مجاہدہ کرنے سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، کئی ایسے بڑے بڑے نیک کام جو پہلے بندہ نہیں کر سکتا تھا مجاہدہ کرنے کے بعد ان نیک کاموں کو بجالانا بہت آسان ہو جاتا ہے، مجاہدہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا سبب ہے، مجاہدہ آخرت کی منزلوں کو آسان کرتا ہے، مجاہدہ مغفرت کا سبب اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۲) مجاہدہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات کا مطالعہ کیجئے: اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف "احیاء العلوم" جلد۵، صفحہ ۳۵۴ تا ۳۶۳ تک مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۳) ظاہری اور باطنی گناہوں کی معلومات حاصل کیجئے: کیونکہ گناہوں کی معلومات نہ ہونے کی صورت میں نفس کو کسی گناہ پر سزا دینا بہت دشوار ہے، اس سلسلے میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اِن کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: احیاء

العلوم، ج۳، باطنی بیماریوں کی معلومات، جہنم میں لے جانے والے اعمال۔ وغیرہ

(۴) روزانہ فکر مدینہ کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کیجئے: کہ اس سے یہ ظاہر ہو گا کہ آج کون کون سے نیک اعمال کیے ہیں، کن میں سستی ہوئی اور نفس و شیطان نے کون کون سے گناہوں میں مبتلا کیا، پھر ان گناہوں پر نفس کو سزا دے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد لے، اِنْ شاءَ الله اس طرح نیکیوں پر معاونت میں خوب مدد ملے گی۔

(۵) مدنی قافلوں میں سفر کیجئے: تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت مدنی قافلوں میں عملی طور پر مجاہدہ کروایا جاتا ہے کہ وہ نفس جو پہلے فرائض وواجبات کی کوتاہی میں مبتلا تھا مدنی قافلوں میں اس نفس کو فرائض وواجبات کے ساتھ سنن ونوافل بھی ادا کرنے کا عملی طور پر جذبہ ملتا ہے، نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور صلاۃ التوبہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے، وہ نفس جو پہلے مسجد جانے سے کتراتا تھا اب اسے دن رات مسجد میں ہی گزارنے ہوتے ہیں، جو نفس علم دِین سے گھبراتا تھا اب اسے مختلف اَوقات میں علم دِین حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۶) مدنی مذاکروں میں شرکت کیجئے: اَلْحَمْدُلِلّٰه تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے بانی شیخ طریقت امیر اہلسنت ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه وقتاً فوقتاً مدنی مذاکرے فرماتے ہی رہتے ہیں جن میں آپ لوگوں کے مختلف سوالات کے علمی واصلاحی جوابات عطا فرماتے ہیں، نفس و شیطان کی حیلہ بازیوں سے آگاہ فرماتے اور ان سے بچنے کے طریقے ارشاد فرماتے ہیں، مجاہدۂ نفس کرواتے ہیں، مدنی ذہن بناتے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ ہزاروں ایسے نوجوان جو پہلے نفس و شیطان کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے، طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا تھے، مدنی مذاکروں میں شرکت کی برکت سے مجاہدۂ نفس کر کے کثیر گناہوں سے بچنے میں کامیاب ہو گئے، اَلْحَمْدُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ مدنی مذاکرے تحریری طور پر رسائل کی صورت میں، آڈیو ویڈیو سی ڈیز کی صورت میں مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً بھی طلب کیے جاسکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

کورس نمبر: (9) قناعت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (مُعْجَم کبیر ج۳ ص۱۲۸ حدیث ۲۸۸۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں قناعت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

قناعت کی تعریف:

☆ قناعت کا لغوی معنی قسمت پر راضی رہنا ہے اور صوفیاء کی اصطلاح میں روز مرہ استعمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونے پر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔ (التعریفات للجرجانی، ص۱۲۶)

☆ حضرت محمد بن علی ترمذی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "قناعت یہ ہے کہ انسان کی قسمت میں جو رزق لکھا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔" (الرسالۃ القشیریۃ، باب القناعۃ، ص۱۹۷)

☆ اگر تنگدستی ہونے اور حاجت سے کم ہونے کے باوجود صبر کیا جائے تو اسے بھی **قناعت** کہتے ہیں۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۲۰۰)

☆ **قناعت** کی تفصیلی تعریف یوں ہے: "ہر وہ شخص جس کے پاس مال نہ ہو اور اسے مال کی ضرورت ہو اور اس کی حالت یہ ہو کہ مال میں رَغبت کی وجہ سے اس کی نزدیک مال کا ہونا نہ ہونے کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہو لیکن یہ رغبت اس حد تک نہ پہنچی ہو کہ حصولِ مال کے لیے بھاگ دوڑ کرے بلکہ اگر بآسانی حاصل ہو تو خوشی سے لے لے اور اگر

حاصل کرنے کے لیے محنت کرنی پڑے تو چھوڑ دے اس حالت کو **قناعت** اور ایسے شخص کو قانع یعنی **قناعت** کرنے والے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔(احیاء العلوم، ۴/ ۵۶۳ماخوذا)

آیت مبارکہ:

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰىۙ(۴۸) (پ۲۷، النجم:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ اسی نے غنٰی دی اور **قناعت** دی۔

مُفَسِّرِشَہِیرحکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی امیروں کو غناء، فقیروں کو صبر و قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری **قناعت** عطا فرمائی، بعض امیروں کو غنا کے ساتھ **قناعت** بھی دی، ہوس سے بچایا۔'' (نورالعرفان، پارہ۲۷، النجم، تحت الآیۃ:۴۸)

(حدیث مبارکہ) قناعت پسند رب کا محبوب ہے:

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ پرہیز گار، قناعت پسند اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔'' (مسلم، کتاب الزھد والرقائق، ص۱۵۸۵، حدیث:۲۹۶۵)

قناعت کا حکم:

قناعت حضور نبی رحمت شفیع اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی مبارک سوغات ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس سوغات کو حاصل کرے، **قناعت** اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بننے، اس کی رِضا پانے، قبر و حشر میں آسانی فراہم کرنے اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

(حکایت) روٹی کے ٹکڑے کے سبب قناعت اختیار کرلی:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم خراسان کے مال دار لوگوں میں سے تھے۔ ایک دن آپ اپنے محل سے باہر دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسے وہ کھا رہا تھا، کھانے کے بعد وہ سو گیا۔ آپ نے ایک غلام سے فرمایا: ''جب یہ شخص بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا۔'' چنانچہ اس کے بیدار ہونے پر غلام اسے آپ کے پاس لے آیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: ''اے شخص! کیا روٹی کھاتے وقت تم بھوکے تھے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں!'' پوچھا: ''کیا اس روٹی سے تم سیر ہو گئے؟'' عرض کی: ''جی

ہاں!" آپ نے پھر سوال کیا: "روٹی کھانے کے بعد تمہیں اچھی طرح نیند آئی؟" عرض کی: "جی ہاں!" اس کی یہ باتیں سن کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْاَکْرَم نے دل میں سوچا: "جب ایک روٹی سے بھی گزارہ ہو سکتا ہے تو پھر میں اتنی دنیا لے کر کیا کروں؟" (احیاء العلوم، ۴/۵۹۱)

قناعت کا ذہن بنانے اور اسے اختیار کرنے کے آٹھ (۸) طریقے:

(۱) قناعت کے فضائل کا مطالعہ کیجئے: قناعت کے فضائل پر مشتمل چھ روایات ملاحظہ کیجئے: ☆ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسے اسلام کی طرف ہدایت حاصل ہوئی اس کی روزی بقدرِ کفایت ہے اور وہ اس پر **قناعت** کرتا ہے۔ ☆ الله عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پسندیدہ بندہ وہ فقیر ہے جو اپنی روزی پر **قناعت** اختیار کرتے ہوئے الله عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہے۔ ☆ قیامت کے دن ہر شخص چاہے امیر ہو یا غریب اس بات کی تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں صرف بقدرِ کفایت روزی دی جاتی۔ ☆ کل بروزِ قیامت الله عَزَّوَجَلَّ منتخب اور چنے ہوئے لوگوں کو طلب فرمائے گا اور وہ الله عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ رِزق پر **قناعت** کرنے اور اُس کی تقدیر پر راضی رہنے والے ہوں گے۔ ☆ رسولُ الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آلِ محمد کے لیے بقدرِ کفایت رِزق (یعنی قناعت) کی دعا فرمائی۔ (احیاء العلوم، ۴/۵۸۸) ☆ **قناعت** ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔ (الزھد الکبیر للبیہقی، فصل فی بیان الزھد وانواعہ، ص۸۸)

(۲) قناعت سے متعلق اَقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے: ☆ علامہ ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ محتاج لوگ مُردہ ہیں سوائے اس شخص کے جسے الله عَزَّوَجَلَّ قناعت کی عزت سے زندہ رکھے۔ ☆ حضرت سیدنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْکَافِی فرماتے ہیں کہ **قناعت** ایک فرشتہ ہے جو صرف مؤمن کے دل میں رہتا ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابو بکر مراغی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عقل مند وہ ہے جو دُنیوی اُمور کی تدبیر **قناعت** اور لیت و لعل سے کرے اور آخرت کی تدبیر حرص اور جلدی سے کرے اور دینی معاملات کی تدبیر علم اور کوشش سے کرے۔ ☆ حضرت سیدنا ابوعبدالله بن خفیف رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مفقود چیز کی اُمید کو ترک کرنا اور موجود چیز کے ساتھ مال داری اختیار کرنا **قناعت** ہے۔

☆ حضرت سیدنا وہب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عزت اور مالداری دونوں دوست کی تلاش میں نکلیں تو

دونوں کی **قناعت** سے ملاقات ہو گئی تو وہ ٹھہر گئیں۔

☆ حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ جو شخص **قناعت** اختیار کرتا ہے وہ اہل زمانہ سے آرام پاتا ہے اور تمام لوگوں سے سبقت لے جاتا ہے۔

☆ حضرت سیدنا کتانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ جو شخص حرص کو **قناعت** کے بدلے میں فروخت کر دے وہ عزت اور مروت کے ساتھ کامیابی حاصل کرتا ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب القناعۃ، ص۱۹۶تا۱۹۸ملتقطا)

(۳) ربّ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیے: دنیا و آخرت میں کامیابی کا بنیادی اُصول "اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کامل یقین" ہے، کیوں کہ بے یقینی کا ایک لمحہ کامیابی کے حصول کے لیے سالہا سال کی جانے والی محنت پر پانی پھیر دیتا ہے جبکہ بسا اوقات ساری زندگی ناکام ہونے والے شخص کو لمحہ بھر کا یقین کامیابی سے ہمکنار کروا دیتا ہے لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر یقین رکھیے کیوں کہ آپ کے یقین کی قوت **قناعت** کا جذبہ بیدار کرنے میں بے حد معاوِن ثابت ہوگی۔

(۴) حسابِ قیامت سے خود کو ڈرایئے: اگرچہ ضرورت و حاجت سے زائد مال کمانا مباح ہے لیکن یاد رکھیے جس کا مال جتنا زیادہ ہوگا بروزِ قیامت اس کا حساب کتاب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا، زیادہ مال و دولت والے کو کل بروزِ قیامت دشواری کا سامنا ہوگا، جبکہ قلیل مال والے لوگ جلدی جلدی حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں گے، لہٰذا حسابِ قیامت سے خود کو ڈرایئے، اس سے بھی **قناعت** اختیار کرنے میں بھرپور مدد ملے گی۔

(۵) قناعت کی دعا کیجئے: کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دعا عبادت کا مغز ہے، یوں دعا کیجئے: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ حضور نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک **قناعت** کے صدقے مجھے بھی **قناعت** کی دولت سے مالا مال فرما۔

(۶) قناعت پسندوں کی صحبت اختیار کیجیے: کہ صحبت اثر رکھتی ہے، عموماً دیکھا گیا ہے جب بندہ فضول خرچ اور عیاش لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ بھی فضول خرچی جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اپنی عیاشیاں پوری کرنے کے لیے حرام و ناجائز طریقے سے مال کمانے لگ جاتا ہے، جس سے **قناعت** رخصت ہو جاتی ہے، لہٰذا **قناعت** پسند لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے کہ اس سے آپ کو بھی **قناعت** کی دولت نصیب ہوگی۔ **قناعت** پسند انسان متقی ہوتا ہے اور متقی کی صحبت نعمت الٰہی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا احمد بن رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "صاحب تقویٰ کی ہم نشینی بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔" (الانوار القدسیۃ فی آداب الصحبۃ، ص۱۹۹)

(۷) مال ودولت کی حرص کا خاتمہ کیجیے: دنیوی مال ودولت کی حرص مؤمن کے لیے نہایت خطرناک ہے، اگر اس کی روک تھام نہ کی جائے توبسا اوقات یہ دنیوی بربادیوں کے ساتھ ساتھ اُخروی ہلاکتوں کی طرف بھی لے جاتی ہے، لہٰذا اسے ختم کرنے کے لیے قناعت اختیار کیجئے۔ حضرت سیدنا ابراہیم مارستانی رَحمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا فرمان ہے: ''جس طرح قصاص کے ذریعے اپنے دشمن سے انتقام لیا جاتا ہے اسی طرح **قناعت** اِختیار کرکے اپنی حرص سے انتقام لو۔''

(نتائج الافکار القدسیۃ، باب القناعۃ، جزء:۳، ۲/ ۷۷)

(۸) قناعت کے اجزاء کو حاصل کیجئے: جب اس کے اجزاء حاصل ہو جائیں گے تو قناعت بھی خود بخود حاصل ہو جائے گی۔ قناعت تین چیزوں سے مرکب ہے: عمل، صبر، علم۔

(۱) پہلی چیز عمل ہے یعنی معیشت میں اِعتدال اور خرچ میں کفایت اِختیار کرنا۔ جو شخص قناعت میں بزرگی چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ کم خرچ کرے۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے: ''اَلتَّدْبِیْرُ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ یعنی تدبیر سے کام لینا نصف معیشت ہے۔'' (فردوس الاخبار، ۱/ ۳۰۷، حدیث: ۲۲۴۰)

(۲) دوسری چیز صبر ہے کہ بندہ اپنے نفس پر صبر کرے اور خواہشات کو کم کرے تا کہ وہ کسی دوسرے حال میں بھی حاجت کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔

(۳) تیسری چیز علم ہے یہ کہ وہ اِس بات کو جان لے کہ قناعت میں عزّت اور سوال کرنے سے بچت ہے جبکہ طمع میں ذِلّت ہی ذِلّت ہے، پس یوں حرص سے جان چھڑا لے اور قناعت کو پالے۔ (لباب الاحیاء، ص۲۳۸ ماخوذا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(10)عاجزی وانکساری کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔(تِرمِذی ج۵ ص ۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''منہجیات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں عاجزی اور انکساری کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

عاجزی وانکساری کی تعریف:

لوگوں کی طبیعتوں اور ان کے مقام ومرتبے کے اعتبار سے ان کے لیے نرمی کا پہلو اختیار کرنا اور اپنے آپ کو حقیر وکمتر اور چھوٹا خیال کرنا عاجزی وانکساری کہلاتا ہے۔(فیض القدیر، حرف الھمزۃ،۱/ ۵۹۹، تحت الحدیث:۹۲۵ماخوذا)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا(۳۵)(پ۲۲، الاحزاب:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبردار یں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور **عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں** اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(حدیث مبارکہ)عاجزی کرنے والے کے لیے بلندی:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔“

(مسلم، کتاب البر والصلۃ۔۔۔الخ، باب استحباب العفو والتواضع، ص۱۳۹۷، حدیث:۲۵۸۸)

عاجزی وانکساری کا حکم:

اپنے آپ کو تکبر سے بچانا اور **عاجزی** وانکساری اختیار کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، البتہ دیگر اَخلاق کی طرح **عاجزی** کے بھی تین درجے ہیں: **(۱)** اگر **عاجزی** ایسی ہو جس میں زیادتی کی طرف میلان ہو تو اسے تکبر کہتے ہیں اور یہ ناجائز وحرام وجہنم میں لے جانے والا مذموم کام ہے۔ **(۲)** اگر **عاجزی** ایسی ہو جس میں کمی کی طرف میلان ہو تو اسے کمینگی وذلت کہتے ہیں مثلاً کسی عالم دِین کے پاس کوئی موچی آئے اور وہ اس کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دے اور اسے اپنی جگہ بٹھائے، پھر آگے بڑھ کر اس کے جوتے سیدھے کرے اور پیچھے پیچھے دروازے تک جائے تو اس عالم نے ذلت ورسوائی کو گلے لگایا۔ یہ ناپسندیدہ بات ہے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اعتدال پسندیدہ ہے یعنی ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائے۔ اس طرح کی عاجزی اپنے ساتھیوں اور ہم پلہ لوگوں کے ساتھ بہتر ہے۔ عام آدمی کے لیے عالم کی طرف سے تواضع اسی قدر ہے کہ جب وہ آجائے تو کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرے، خندہ پیشانی سے گفتگو کرے، اس کے سوال کا جواب دینے میں نرمی برتے، اس کی دعوت قبول کرے، اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے اور خود کو اس سے بہتر نہ سمجھے، بلکہ دوسروں کی نسبت اپنے بارے میں زیادہ خوف رکھے نیز اسے حقارت کی نظر سے دیکھے نہ ہی چھوٹا سمجھے، کیونکہ اسے اپنے انجام کی خبر نہیں۔ **(۳)** اگر **عاجزی** ایسی ہو کہ جس میں میانہ روی ہو یعنی اپنے ہم پلہ اور کم مرتبہ لوگوں کے ساتھ برابر کی **عاجزی** کرے، نہ تو خود کو ذلت وکمینگی والی جگہ پر پیش کرے، نہ ہی بلندی کی طرف میلان ہو تو ایسی **عاجزی** شرعاً محمود یعنی قابل تعریف، باعث اَجر وثواب اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/ ۱۰۸۹ ماخوذا)

(حکایت) سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی عاجزی وانکساری:

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَسِیْب رات کے وقت کچھ لکھ رہے تھے اور آپ کے پاس ایک مہمان بھی موجود تھا۔ جب چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا: ''میں اٹھ کر چراغ درست کر دیتا ہوں۔ '' تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''مہمان سے خدمت لینا شرافت نہیں۔ ''اس نے عرض کی: ''تو پھر خادم کو بیدار کر دیں۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں کیونکہ وہ ابھی ابھی تو سویا ہے۔ ''پھر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خود صراحی سے تیل نکال کر چراغ میں ڈالا۔ مہمان نے بڑے تعجب سے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ بذاتِ خود کیوں اٹھے؟ ''ارشاد فرمایا: ''میں اٹھا تب بھی عمر تھا اور واپس آیا ہوں تب بھی عمر ہی ہوں۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، باب الخشوع والتواضع، ص۱۸۳)

عاجزی کا ذہن بنانے اور اپنانے کے گیارہ (۱۱) طریقے:

(۱) عاجزی کے فضائل کا مطالعہ کیجئے: ☆**عاجزی** کرنے والے کے لیے فرشتے بلندی کی دعا کرتے ہیں۔ ☆**عاجزی** کرنے والے کے لیے خوشخبری ہے۔ ☆**عاجزی** کرنے والے بروز قیامت منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ ☆ اللہ جسے محبوب رکھتا ہے اسے **عاجزی** بھی عطا فرماتا ہے۔ ☆**عاجزی** کرنے والے کو ساتویں آسمان تک بلندی عطا کی جاتی ہے۔ ☆**عاجزی** کرنے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ رحم فرماتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۱۰۰۱ ماخوذا)

مزید فضائل کے لیے حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف **''اِحیاء العلوم''** جلد سوم، ص۹۹۹ سے مطالعہ کیجئے۔

(۲) عاجزی سے متعلق بزرگانِ دین کے فرامین کا مطالعہ کیجئے: ☆امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے عاجزی اِختیار کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی لگام بلند کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے مقرر فرشتہ کہتا ہے: اٹھ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے بلندی عطا فرمائے۔ ''☆اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''تم لوگ افضل عبادت یعنی عاجزی سے غافل ہو۔ ''☆سیدنا یوسف بن اسباط رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''زیادہ کوشش اور مجاہدے کی بنسبت تھوڑی عاجزی کافی ہے۔ ''☆سیدنا فضیل بن عیاض رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''**عاجزی** یہ ہے کہ تم حق کے سامنے جھک جاؤ اور اس کی پیروی کرو اور اگر بچے یا کسی بڑے جاہل سے بھی حق بات سنو تو اسے قبول کرو۔ ''☆سیدنا عبداللہ بن مبارک رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اصل عاجزی یہ ہے کہ تم

دنیوی نعمتوں میں اپنے سے کمتر کے سامنے بھی عاجزی کا اظہار کرو حتی کہ تم یقین کرلو کہ تمہیں دنیوی اعتبار سے اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔" (احیاء العلوم، ۳/ ۱۰۰۲ ملتقطاً)

مزید فرامین کے لیے "احیاء العلوم" جلد سوم، ص ۱۰۰۲ سے مطالعہ کیجئے۔

(۳) عاجزی نہ کرنے کے نقصانات پر غور کیجئے: ☆حضرت سیدنا قتادہ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: "جس شخص کو مال، جمال، لباس یا علم دیا گیا پھر اس نے اس میں عاجزی اختیار نہ کی تو یہ نعمتیں قیامت کے دن اس کے لیے وبال ہوں گی۔ ☆حضرت سیدنا کعب الاحبار عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡغَفَّار فرماتے ہیں: "جو بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت پر شکر ادا نہ کرے اور نہ ہی عاجزی کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس بندے سے اس کا دنیوی نفع بھی روک دیتا ہے اور اس کے لیے جہنم کا ایک طبقہ کھول دیتا ہے، اب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کردے۔ ☆حضرت سیدنا زیاد نمیری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡوَلِی فرماتے ہیں: "زہد و تقویٰ اپنانے والا عاجزی کے بغیر بے پھل درخت کی طرح ہے۔" ☆حضرت سیدنا ابو علی جوزجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی فرماتے ہیں: "اللہ عَزَّوَجَلَّ جس شخص کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے اس سے تواضع، خیر خواہی اور قناعت کو روک دیتا ہے۔" (احیاء العلوم، ۳/ ۱۰۰۴ تا ۱۰۰۸ ملتقطا)

(۴) تکبر کے اَسباب وعلاج کی معرفت حاصل کیجئے: کیونکہ تکبر عاجزی کی ضد ہے، جب تک آپ تکبر کے اسباب کی معلومات حاصل کرکے ان کا علاج نہیں کریں گے تب تک آپ کی ذات میں عاجزی پیدا نہیں ہوگی۔ تکبر کی تعریف، اَسباب اور علاج جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب "باطنی بیماریوں کی معلومات" صفحہ ۲۷۵ اور ۹۷ صفحات پر مشتمل کتاب "تکبر" کا مطالعہ کیجئے۔

(۵) تکبر کی علامات سے خود کو بچایئے: کہ اس طرح خود بخود عاجزی پیدا ہو جائے گی۔ تکبر کی چند علامات یہ ہیں: ☆منہ پھلا لینا، ترچھی نظروں سے دیکھنا، سر کو ایک طرف جھکانا، ☆جب تک اس کے پیچھے چلنے والا کوئی نہ ہو وہ نہ چلے۔ ☆متکبر دوسروں کی ملاقات کے لیے نہیں جاتا۔ ☆متکبر اپنے قریب بیٹھنے والے سے نفرت کرتا ہے۔ ☆متکبر مریضوں اور بیماروں کے پاس بیٹھنے سے بھاگتا ہے۔ ☆متکبر گھر میں اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہیں کرتا۔ ☆متکبر گھر کا سودا خود نہیں اٹھاتا۔ ☆متکبر ادنیٰ لباس نہیں پہنتا۔ ☆متکبر اپنے حسن وجمال اور طاقت و قوت پر فخر کرتا ہے۔ ☆متکبر اپنے علم پر بھی تکبر کرتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/ ۱۰۴۶، ۱۰۴۷ ملتقطا)

واضح رہے کہ یہ تکبر کی علامات ہیں لیکن جس میں یہ علامات پائی جائیں ضروری نہیں کہ وہ متکبر بھی ہو، اِس لیے کسی بھی مسلمان کی ذات میں اِن علامات کے ہوتے ہوئے اسے متکبر سمجھنا یا اسے متکبر کہنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔

(۶)اپنی صلاحیتوں کے قصیدے پڑھنے سے بچیے: یہ خود پسندی ہے جو باطنی بیماری ہے، یہ ناجائز و ممنوع و گناہ ہے، جب بندہ خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر عاجزی واِنکساری اس سے رخصت ہو جاتی ہے، لہٰذا خود پسندی سے اپنے آپ کو بچایئے تاکہ عاجزی وانکساری پیدا ہوا۔ خود پسندی کی معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۵۲صفحات پر مشتمل کتاب ”**باطنی بیماریوں کی معلومات**“ صفحہ ۴۲ کا مطالعہ کیجئے۔

(۷)محاسبۂ نفس کیجئے: عموماً بندے کے سامنے جب اس کی خوبیاں ہی بیان ہوں تو وہ تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور عاجزی نہیں کرتا کیونکہ عاجزی تو اپنی خوبیوں کو کم جاننے اور خامیوں کو زیادہ جاننے کا نام ہے۔ لہٰذا محاسبۂ نفس کرے کہ اِس طرح اس کی خامیاں سامنے آجائیں گی اور اس کے لیے عاجزی کرنا آسان ہو جائے گا۔ حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی فرماتے ہیں: ”بندہ اس وقت تک عاجزی نہیں کر سکتا جب تک اپنے آپ کو پہچان نہ لے۔“

(احیاء العلوم، ۳/۱۰۰۷)

(۸)ہر مسلمان کو اپنے سے اعلیٰ وبرتر جانیے: جب بندہ اپنے آپ کو کسی سے اعلیٰ وبرتر جانتا ہے تو تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے، عاجزی اختیار نہیں کر سکتا، لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے سے اعلیٰ وبرتر جانیے کہ اس طرح دل میں عاجزی وانکساری پیدا ہو گی۔ حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو عاجزی کیا ہے؟ عاجزی یہ ہے کہ تم اپنے گھر سے نکلو تو جس مسلمان کو دیکھو اسے اپنے سے اَفضل گمان کرو۔“(احیاء العلوم، ۳/۱۰۰۵)

(۹)زبان کا قفل مدینہ لگایئے: دِل کے جذبات کا اظہار زبان سے ہوتا ہے اسی لیے زبان کو دل کا ترجمان کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جن اَفراد کے دل عاجزی سے بھرپور ہوتے ہیں وہ زبان کا قفل مدینہ لگاتے ہیں یعنی فضول گفتگو سے بچتے ہوئے فقط کام کی گفتگو ہی کرتے ہیں، جبکہ عاجزی سے خالی دل رکھنے والا شخص سننے سے زیادہ دوسروں کو سنانے کی کوشش کرتا ہے دراصل یہ رویہ اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے لہٰذا اگر آپ اپنے اندر عاجزی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو زبان کا قفل مدینہ لگایئے۔

(۱۰)شکریہ کے ساتھ غلطی قبول کیجیے: عاجزی وانکساری پیدا کرنے میں یہ بات نہایت ہی مددگار ہے، بندہ جب

اپنی غلطی کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتا اور اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو اُس کا نفس خود بخود عاجزی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے کبھی بھی اپنی خامیوں کا دفاع نہیں کرتے بلکہ اپنی غلطی کو قبول کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، شیخ طریقت اَمیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کو بھی دیکھا گیا ہے کہ آپ عاجزی وانکساری کے پیکر ہیں، ہر مدنی مذاکرہ کے شروع میں خود اعلان فرماتے ہیں کہ "اگر بھول کرتا پائیں تو میری اِصلاح فرمائیں، مجھے آئیں بائیں شائیں کرتا، اپنے مَوقف پر بلاوجہ اَڑتا نہیں بلکہ شکریہ کے ساتھ اپنی غلطی کو قبول کرتا پائیں گے۔" ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے غلطی قبول کرنے کی عادت بنائیں اِس کی برکت سے ہمارے لیے عاجزی کرنا آسان ہو جائے گا۔

(۱۱) دوسروں میں اچھائیاں ڈھونڈ کر عاجزی کیجئے: تکبر سے بچنے اور عاجزی اختیار کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کی ذات میں اچھائیاں ڈھونڈ کر دل میں عاجزی پیدا کیجئے، مثلاً: ☆ کسی جاہل کو دیکھے تو دل میں کہے: اس نے جہالت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے اور میں نے علم ہونے کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے لہٰذا میرے مقابلے میں اس کا عذر زیادہ قابل قبول ہے۔ ☆ جب کسی عالم کو دیکھے تو یوں کہے: "یہ اُن باتوں کا علم رکھتا ہے جن کا مجھے علم نہیں لہٰذا میں کس طرح اِس کی برابری کر سکتا ہوں۔" جب آدمی اپنے خاتمے کو پیشِ نظر رکھے گا تو اپنے آپ سے تکبر دُور کرنے اور عاجزی پیدا کرنے پر قادر ہو سکے گا۔ (احیاء العلوم، ۳/۱۰۷۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

کورس نمبر:(11) تذکرۂ موت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(مُسندِامام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”منجیات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں تذکرۂ موت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

تذکرۂ موت کی تعریف:

خوفِ خدا پیدا کرنے، سچی توبہ کرنے، ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کرنے، دُنیا سے جان چھوٹنے، قربِ الٰہی کے مراتب پانے، اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت حاصل کرنے کے لیے موت کو یاد کرنا **تذکرۂ موت** کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ۔(پ۱۷، الانبیاء:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔“

(حدیث مبارکہ) لذتوں کو ختم کرنے والی موت کی یاد:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ للہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”لذتوں کو ختم کرنی والی (موت) کو زیادہ یاد کیا کرو۔“ (ابن ماجۃ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد، ۴/ ۴۹۵، حدیث: ۴۲۵۸)
یعنی موت کو یاد کر کے لذتوں کو بدمزہ کر دو تاکہ ان کی طرف طبیعت مائل نہ ہو اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۴۷۷)

تذکرۂ موت کا حکم:

موت کو یاد کرنے کی چار صورتیں ہیں:

(۱) اگر کوئی شخص دُنیوی مال و دولت میں مگن ہو کر اس کے چھوٹ جانے کی وجہ سے موت کو یاد کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ موت کی مذمت میں مشغول ہو جاتا ہے اور اِس طرح موت کو یاد کرنا اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مزید دُور کر دیتا ہے تو یہ تذکرۂ موت ناجائز اور ممنوع ہے۔ البتہ اگر وہ اس لیے موت کو یاد کرتا ہے تاکہ دنیوی نعمتوں میں اس کی دلچسپی نہ رہے اور لذتیں بدمزہ ہو جائیں تو یہ تذکرۂ موت شرعاً مذموم نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص موت کو اس لیے یاد کرتا ہے تاکہ دل میں خوفِ خدا پیدا ہو اور یوں اسے سچی توبہ نصیب ہو جائے تو یہ تذکرۂ موت شرعاً جائز اور باعث اجر و ثواب ہے اور اگر یہ شخص موت کو اس خوف کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے کہ کہیں سچی توبہ سے پہلے یا سامانِ آخرت کی تیاری سے پہلے موت نہ آجائے تو ایسا کرنا قابل گرفت نہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص موت کو اس لیے یاد کرتا ہے کیونکہ موت اپنے محبوب ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا وعدہ ہے اور محبت کرنے والا محبوب سے ملنے کا وعدہ کبھی نہیں بھولتا اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ موت دیر سے آتی ہے لٰہذا یہ شخص موت کی آمد کو پسند کرتا ہے تاکہ نافرمانی کے اس گھر سے جان چھوٹے اور قربِ اِلٰہی کے مرتبہ پر فائز ہو سکے تو یہ تذکرۂ موت بھی جائز، شرعاً محمود یعنی قابل تعریف اور باعث اجر و ثواب ہے۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۴۷۵ ملخصاً)

(۴) اگر اَحکامِ شرعیہ کے موافق زندگی گزارنے والا، فرائض و واجبات و سُنن کا پابند کوئی شخص اس لیے موت کو یاد کرتا اور اس کی تمنا کرتا ہے کہ موت کے وقت یا قبر میں میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہو گی تو یہ تذکرۂ موت بھی شرعاً محمود یعنی قابل تعریف اور باعث اجر و ثواب ہے۔

سکرات میں گر روئے محمد پہ نظر ہو
ہر موت کا جھٹکا بھی مجھے پھر تو مزہ دے

نبی کے عاشقوں کو موت تو انمول تحفہ ہے
کہ اُن کو قبر میں دیدارِ شاہِ انبیاء ہو گا
ہے تمنائے عطار یا ربّ ان کے جلوؤں میں یوں موت آئے
جھوم کر جب گرے میرا لاشہ تھام لیں بڑھ کے شاہ مدینہ

(۵) حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: ''ہر حال میں موت کو یاد کرنے میں ثواب اور فضیلت ہے اور یہ ثواب اور فضیلت دنیا میں مگن شخص بھی موت کو یاد کر کے پاسکتا ہے اس طرح کہ دنیا سے الگ تھلگ رہے تا کہ دنیاوی نعمتوں میں دلچسپی نہ رہے اور لذتیں بدمزہ ہو جائیں کیونکہ ہر وہ لذت وخواہش جو انسان کے لیے بدمزہ ہو وہ اسبابِ نجات میں سے ہے۔'' (احیاء العلوم، ۵/۴۷۷)

(حکایت) موت کی یاد:

حضرتِ سیّدُنا سالم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الحَاکِم فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مُلکِ روم سے کچھ قاصد حضرتِ سیّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الحَسِیْب کے پاس آئے تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''جب تم لوگ کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہو تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ ''کہا: جب ہم کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہیں تو اس کے پاس ایک گورکن (یعنی قبر کھودنے والا) آکر کہتا ہے: ''اے بادشاہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری اِصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مجھے حکم دیا: میری قبر اس اس طرح بنانا اور مجھے اس طرح دفن کرنا۔ ''چنانچہ قبر تیار کر لی گئی۔ پھر اس کے پاس کفن فروش آکر کہتا ہے: اے بادشاہ! اللہ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مرنے سے قبل ہی اپنا کفن، خوشبو اور کافور وغیرہ خرید لیا پھر کفن کو ایسی جگہ لٹکا دیا گیا جہاں ہر وقت نظر پڑتی رہے اور موت کی یاد آتی رہے۔ ''اے مسلمانوں کے امیر! ہمارے بادشاہ تو اس طرح موت کو یاد کرتے ہیں۔ رومی قاصد کی یہ بات سن کر حضرتِ سیدنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَدِیْر نے فرمایا: ''دیکھو! جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کی امید بھی نہیں رکھتا وہ موت کو کس طرح یاد کرتا ہے، اسے بھی موت کی کتنی فکر ہے؟ ''اس واقعہ کے بعد آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری کی حالت میں آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین (عیون الحکایات، حصہ دوم، ص۳۸۰)

تذکرۂ موت کا ذہن بنانے اور کرنے کے گیارہ (۱۱) طریقے:

(۱) موت سے متعلق روایات کا مطالعہ کیجئے: چند روایات یہ ہیں: ☆اگر جانور موت کے بارے میں وہ کچھ جان لیتے جو انسان جانتا ہے تو تمہیں کھانے کے لیے کوئی موٹا جانور نہ مل پاتا۔☆جو دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے اسے شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔☆موت مؤمن کے لیے تحفہ ہے۔☆موت ہر مسلمان کے لیے کفارہ ہے۔☆موت کو زیادہ یاد کرو کہ یہ گناہوں کو مٹاتی اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔☆جدائی ڈالنے کے لیے موت ہی کافی ہے۔☆نصیحت کے لیے موت ہی کافی ہے۔☆موت کو زیادہ یاد کرنے اور اس کی زیادہ تیاری کرنے والے لوگ عقل مند ہیں۔(احیاء العلوم، ۵/ ۴۷۷ملخصا)

(۲) موت سے متعلق اقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے: چند اقوال یہ ہیں:

☆حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''موت نے دنیا کو رسوا کر کے کسی عقل مند کے لیے کوئی خوشی نہ چھوڑی۔''

☆حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''مؤمن موت سے بہتر کسی غائب چیز کا انتظار نہیں کرتا، نیز فرمایا کرتے کہ میری موت کی خبر کسی کو مت دینا اور مجھے تیز تیز میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف لے چلنا۔''

☆حضرت سیدنا محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو آپ کے جسم کا ہر حصہ سن ہو جاتا۔

☆حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَسِیْب روزانہ رات کے وقت علماء کو جمع کرتے پھر آپس میں مل کر قبر وآخرت اور موت کے بارے میں گفتگو کرتے پھر سب یوں روتے گویا ان کے سامنے جنازہ موجود ہے۔

☆حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی لذتیں چھڑا دیں، ایک موت کی یاد نے اور دوسرا بارگاہِ الٰہی میں کھڑے ہونے نے۔''

☆حضرت سیدنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کی مصیبتیں اور غم ہلکے ہو جاتے ہیں۔''(احیاء العلوم، ۵/ ۴۷۹، ۴۸۰ملتقطا)

(۳) موت کو اپنے سامنے سمجھتے ہوئے یاد کیجئے: امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''موت کو یاد کرنے کا

فائدہ اس طریقے سے پہنچ سکتا ہے کہ موت کو اپنے سامنے سمجھتے ہوئے یاد کرے اور اس کے علاوہ ہر چیز کو اپنے دل سے نکال دے جیسے کوئی شخص خطرناک جنگل میں سفر کا ارادہ کرے یا سمندری سفر کا ارادہ کرے تو بس اسی کے بارے میں غور و فکر کرتا رہتا ہے، لہٰذا جب موت کی یاد کا تعلق دل سے براہِ راست ہو گا تو اس کا اثر بھی ہو گا اور علامت یہ ہو گی کہ دنیا سے دل اتنا ٹوٹ چکا ہو گا کہ دنیا کی ہر خوشی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔" (احیاء العلوم، ۵ / ۴۸۲)

(۴) موت کی یاد پختہ کرنے والے اَقوال کا مطالعہ کیجئے: تین اقوال یہ ہیں:

☆ حضرت سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "جب تم مردوں کو یاد کرو تو اپنے آپ کو بھی انہی میں شمار کرو۔"

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "خوش قسمت ہے وہ شخص جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔"

☆ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: "تم اس بات میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے کہ روزانہ صبح شام کسی نہ کسی کو بارگاہِ الٰہی کے لیے تیار کرتے رہو اور اسے گڑھے میں ڈال دیتے ہو حالانکہ مٹی اس کا تکیہ بن جاتی ہے، دوست احباب پیچھے رہ جاتے ہیں اور اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔" (احیاء العلوم، ۵ / ۴۸۳)

(۵) جنازوں میں شرکت کیجئے: یہ بھی موت کو یاد کرنے اور اس کی یاد کو پختہ کرنے نیز آخرت کی تیاری کرنے میں بہت معاون ہے، جب کوئی جنازوں میں شرکت کرتا ہے تو اسے اپنی موت یاد آجاتی ہے، اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، دل کی سختی دور ہو جاتی ہے، اسے نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت ہونے لگتی ہے، وہ یہ تصور کرتا ہے کہ آج اس شخص کا جنازہ میں پڑھ رہا ہوں کل میرا جنازہ میرے دوست پڑھ رہے ہوں گے، یوں وہ توفیق الٰہی سے اپنی آخرت کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔

جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو!
مرے پیچھے چلے آؤ تمہارا رہنما میں ہوں

(۶) قبرستان جانے کی عادت بنائیے: یہ عمل بھی موت کی یاد کو پختہ کرنے میں بہت مفید ہے، خود رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی زیارتِ قبور کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے، زیارتِ قبور سے یہ مدنی ذہن بنتا ہے کہ

آج ان لوگوں کا یہ ٹھکانہ ہے، کل میرا بھی یہی ٹھکانہ ہو گا، ان قبروں میں سے کئی ایسی قبریں ہوں گی جو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوں گی اور کئی جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، نجانے میری قبر جنت کا باغ ہو گی یا جہنم کا گڑھا؟ یوں وہ موت کی یاد اور آخرت کی تیاری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۷) موت سے متعلق کتب و رسائل کا مطالعہ کیجئے: موت اور اس کی یاد کو پختہ کرنے، فکر آخرت پیدا کرنے، دنیوی لذتوں کو ختم یا کم کرنے، آخرت کی تیاری کا مدنی ذہن دینے والی مکتبۃ المدینہ کی چند مطبوعہ کتب و رسائل کے نام یہ ہیں: ☆ نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں ☆ جہنم میں لے جانے والے اعمال ☆ دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی ☆ احیاء العلوم، جلد پنجم ☆ جہنم کے خطرات ☆ آئینہ عبرت ☆ قبر میں آنے والا دوست ☆ توبہ کی روایات وحکایات ☆ خوف خدا ☆ قبر کھل گئی ☆ مردہ بول اٹھا ☆ بدنصیب دولہا ☆ برے خاتمے کے اسباب ☆ چار سنسنی خیز خواب ☆ قبر کی پہلی رات ☆ قبر والوں کی ۲۵ حکایات ☆ قیامت کے امتحان ☆ قبر کے امتحان ☆ مردے کے صدمے۔

(۸) عبرت ناک واقعات کا مطالعہ یا مشاہدہ کیجئے: اگر ہم معاشرے، شہر، ملک یا دیگر ممالک پر غور کریں یا ان کے متعلق خبریں پڑھیں تو ہم پر ظاہر ہو گا کہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہی رہتا ہے جو ہمیں موت کی یاد دلاتا ہے، روزانہ بیسیوں ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں، کئی لوگوں کی اَموات ہو جاتی ہیں، کئی لوگ معذور ہو جاتے ہیں، قدرتی آفات جیسے طوفان، زلزلے اور سیلاب وغیرہ کے واقعات بھی پیش آتے ہی رہتے ہیں جن میں بسا اوقات ہزاروں لاکھوں لوگوں کی جانیں چلی جاتی ہیں، یہ سب واقعات ہمیں موت کی یاد دلاتے ہیں۔ موت کی یاد اور فکر آخرت پیدا کرنے کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری مدَّظِلُّہُ الْعَالِی کے مدنی چینل پر نشر کیے گئے سلسلے **"عبرت ناک خبریں"** کی ویڈیوز دیکھنا بھی بہت مفید ہے۔

(۹) موت کے بعد پیش آنے والے حالات پر مشتمل کتب کا مطالعہ کیجئے: اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۲۴ صفحات پر مشتمل کتاب "۱۵۲ رحمت بھری حکایات" کا مطالعہ بہت مفید ہے، جس میں تقریباً ۹۲ بزرگوں کے موت کے بعد پیش آنے والے حالات کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰) موت کے موضوع پر ہونے والے بیانات سنیے: شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت

علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِیَہ کے درج ذیل آڈیو، ویڈیو بیانات کو سننا بہت مفید ہے: ☆موت کی سختیاں ☆ بیکسی کی موت ☆جوان موت ☆اچھی بری موت ☆ موت کی منظر کشی ☆موت کی سختی ☆موت کا انتظار ہے دنیا☆اموات سے عبرت حاصل کیجئے☆موت آکر رہے گی☆موت سے فرار کہاں ؟☆عبرتناک موتیں ☆ بادشاہوں کی موت☆قبر کی پہلی رات☆قبر کی تباہ کاریاں ☆قبر کی پکار☆زمین کھا گئی نوجواں کیسے کیسے؟☆ڈھل جائے گی یہ جوانی☆شکستہ کھوپڑی☆قبر کا سلوک☆مردے کی پکار☆اہل قبر کی سرگزشت☆قبر کا اندرونی منظر☆قبر کے شعلے☆قبروں کے مناظر☆برے خاتمے کے اسباب☆ملک الموت کے نمائندے☆بادشاہوں کی ہڈیاں☆مردے کے صدمے۔

(۱۱) دنیا سے چلے جانے والے لوگوں کے احوال کو یاد کیجئے: موت کو یاد کرنے کا سب سے مفید طریقہ یہ ہے کہ بندہ اس دنیا سے چلے جانے والے چہروں، صورتوں اوران کے مرنے اور مٹی کے نیچے دفنائے جانے کو یاد کرے نیز ان کے حالات اور عُہدوں کو یاد کرے اور غور کرے کہ کس طرح مٹی میں ان کی حسین صورتیں ملیامیٹ ہو چکی ہیں، کس طرح قبروں میں ان کے اجزا بکھر چکے ہیں، کس طرح ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے، کس طرح ان کا مال خرچ کیا گیا اور ان کی بنائی ہوئی عمارتیں اور بسائی ہوئی محفلیں بے رونق ہو گئیں، کس طرح وہ اپنی جوانی پر بھروسا اور لہو و لعب میں مبتلا ہو کر جلد آنے والی موت سے غافل تھے، وہ جن ہاتھوں اور پاؤں سے دنیا جمع کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے اب ان کے وہی ہاتھ پاؤں اور جوڑ علیحدہ علیحدہ چکے ہیں، جس زبان کے ذریعے وہ گفتگو کیا کرتے تھے اب اس زبان کو کیڑے کھا چکے ہیں، جن دانتوں سے وہ ہنسا کرتے تھے اب مٹی اُن کے دانتوں کو کھا چکی ہے، وہ اپنی موت سے غافل مرنے سے پہلے سالہا سال کی جمع پونجی میں لگے ہوئے تھے کہ خبر ہی نہ ہوئی اور موت آگئی، ملک الموت عَلَيْهِ السَّلَام کی صورت ظاہر ہوئی اور بغیر مہلت دیے اُن کی رُوح قبض کر لی گئی۔ یہ سب تصور کرنے کے بعد وہ سوچے گا کہ میں بھی تو ان کے جیسا ہوں اور میری غفلت بھی ان کی غفلت جیسی ہے اور عنقریب میرا بھی وہی انجام ہو گا جو اِن سب کا ہوا ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

کورس نمبر:(12) حسنِ ظن کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی، اگر چہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (ایضاً ج۳ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حسنِ ظن کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حسن ظن کی تعریف:

کسی مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھنا "حسن ظن" کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًاۙ-وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ(۱۲) (پ۱۸، النور:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: "کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔"

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: "مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بد گُمانی ممنوع ہے۔" (خزائن العرفان، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ:۱۲)

(حدیث مبارکہ) مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی حرمت:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو طواف کرتے ہوئے یہ فرماتے سنا: "(اے کعبہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے، تو کتنا معظم ہے، تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، لیکن اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ایک مؤمن، اس کے مال، اس کے خون، اس کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔" (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، ۲/۳۱۹، حدیث:۳۹۳۲)

حسن ظن کا حکم:

مفسر قرآن صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: حُسن ظن کبھی تو وَاجب ہوتا ہے جیسے اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اور کبھی مستحب جیسے کسی نیک مؤمن کے ساتھ نیک گمان کرنا۔

(خزائن العرفان، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ ۱۲)

علامہ عبد الغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "جب کسی مسلمان کا حال پوشیدہ ہو (یعنی اس کے نیک وبد ہونے کا علم نہ ہو تو) تو اُس سے حُسن ظن رکھنا مستحب اور اُس کے بارے میں بد گمانی کرنا حرام ہے۔" (الحدیقۃ الندیۃ، ۲/۱۶ ملخصا)

(حکایت) حسن ظن کی برکت سے شفا مل گئی:

منقول ہے کہ ایک بار ڈاکوؤں کی ایک جماعت لوٹ مار کے لیے نکلی، اسی دوران اُنہوں نے رات ایک مسافر خانے میں قیام کیا اور وہاں یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ راہِ خدا کے مسافر ہیں۔ مسافر خانے کا مالِک نیک آدمی تھا اُس نے رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کی نیت سے ان کی خوب خدمت کی، صبح وہ ڈاکو کسی طرف روانہ ہوگئے اور لوٹ مار کرکے شام کو واپَس وَہیں آگئے۔ گزشتہ شب مسافر خانے والے کے جس لڑکے کو (اُنہوں نے) چلنے پھرنے سے معذور دیکھا تھا وہ آج بِلا تکلف یعنی بغیر کسی تکلیف کے چل پھر رہا تھا! اُنہوں نے تعجب کے ساتھ مسافر خانے والے سے پوچھا: "کیا یہ وہی کل والا معذور لڑکا نہیں؟" اُس نے بڑے احترام سے جواب دیا: "جی ہاں! یہ وہی ہے۔" پوچھا: "یہ کیسے صحت یاب ہوگیا؟" جواب دیا: "یہ سب آپ جیسے راہِ خدا کے مسافِروں کی بَرَکت ہے، بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے جو کھایا تھا اُس میں سے کچھ بچ گیا تھا، ہم نے آپ حضرات کا جُوٹھا کھانا بہ نیت شِفا اپنے معذور بچے کو کِھلایا اور جھوٹے پانی سے اس کے بدن پر مالش کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ جیسے نیک بندوں کے جھوٹے کھانے اور پانی کی برکت سے ہمارے معذور بچے کو شِفاء عطا

فرمادی۔" جب ڈاکوؤں نے یہ سُنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، روتے ہوئے کہنے لگے: "یہ سب آپ کے **حسنِ ظن** کا نتیجہ ہے ورنہ ہم تو سخت گنہگار لوگ ہیں، سنو ہم راہِ خدا کے مسافر نہیں ڈاکو ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِس کرم نوازی نے ہمارے دلوں کی دُنیا زیر وزبر کر دی، ہم آپ کو گواہ بنا کر توبہ کرتے ہیں۔" چنانچہ اُن ڈاکوؤں نے تائب ہو کر نیکی کا راستہ اپنا لیا اور مرتے دم تک توبہ پر ثابت قدم رہے۔(کتاب القلیوبی، ص ۲۰)

حسن ظن کا ذہن بنانے اور حسن ظن قائم کرنے کے نو(۹)طریقے:

(۱)حسن ظن کے فوائد پیش نظر رکھیے: ☆حسن ظن ایک جائز وحلال، باعث اجر وثواب وجنت میں لے جانے والا کام ہے۔☆حسن ظن سے احترامِ مسلم پیدا ہوتا ہے۔☆حسن ظن سے بد گمانی دور ہو جاتی ہے۔☆حسن ظن سے دلی کینہ دور ہو جاتا ہے۔☆حسن ظن سے بغض اور حسد دور ہوتا ہے۔☆حسن ظن سے دل میں مسلمانوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔☆حسن ظن سے ناجائز دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ ☆حسن ظن سے بدلہ لینے کی چاہت ختم ہوتی ہے۔☆حسن ظن سے عفوودرگزر کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔☆حسن ظن سے سکونِ قلب نصیب ہوتا ہے۔☆حسن ظن کرنے سے بندہ غیبت سے بچ جاتا ہے۔☆حسن ظن کرنے سے آپس میں محبت بڑھتی اور نفرت ختم ہوتی ہے۔☆حسن ظن کرنے میں مسلمانوں کی عزت کا تحفظ ہے۔☆حسن ظن کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں کوئی نقصان نہیں۔ چنانچہ شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "حسن ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بد گُمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔"

(بد گمانی، ص ۴۲)

(۲)بدگمانی کی ہلاکتوں ونقصانات پر غور کیجیے: ☆بد گمانی ایک ناجائز وحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔☆بد گمانی سے احترامِ مسلم ختم ہو جاتا ہے۔ ☆ بد گمانی حسن ظن کی دشمن ہے۔☆بد گمانی بر ترین جھوٹ ہے۔☆بد گمانی سے دلی کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔☆بد گمانی سے بغض اور حسد پیدا ہوتا ہے۔☆بد گمانی سے دل میں مسلمانوں کی نفرت پیدا ہوتی ہے۔☆بد گمانی سے ناجائز دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔☆بد گمانی سے بدلہ لینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔☆بد گمانی عفوودرگزر کی سعادت سے محروم کر دیتی ہے۔☆جس نے اپنے مسلمان بھائی سے برا گمان رکھا اس نے اپنے ربّ سے برا گمان رکھا۔☆بد گمانی سے سکونِ قلب رفع یعنی ختم ہو جاتا ہے۔☆بد گمانی کرنے سے بندہ غیبت میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔☆بد گمانی کرنے سے آپس میں نفرت بڑھتی اور محبت ختم ہوتی ہے۔ ☆بد گمانی کرنے میں

مسلمانوں کی عزت کی پامالی بھی ہے۔☆بدگمانی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "حسن ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگُمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔" (بدگمانی، ص۴۲)

(۳) مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیے: اس سے حسن ظن کی دولت نصیب ہوگی کیونکہ جو بندہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خامیوں پر نظر رکھتا ہے وہ عموماً بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے، ویسے بھی ایک حقیقی مسلمان کے لیے خوش نظر ہونا سعادت مندی کی بات ہے کہ وہ حتی المقدور مسلمان بھائیوں کی اچھائیوں پر ہی نظر رکھتا ہے۔

عیبوں کو ڈھونڈتی ہے عیب جو کی نظر
جو خوش نظر ہیں وہ ہنر و کمال دیکھتے ہیں

(۴) دِل کو وسوسوں سے پاک کیجیے: وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور شیطان کبھی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان کے بارے میں حُسن ظن کرے بلکہ اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں کسی طرح اس کے دل میں اس کے بھائی کے متعلق گندے خیالات اور وسوسے پیدا کر کے اسے بدگمانی میں مبتلا کر دوں جس کے سبب یہ دیگر باطنی بیماریوں میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو تباہ وبرباد کر دے، جب بھی کسی مسلمان کی بدگمانی کا وسوسہ پیدا ہو تو "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم" پڑھیے۔

(۵) اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھیے: جو شخص اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھتا ہے وہ دیگر مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے کام نہیں لیتا بلکہ اچھا گمان رکھتا ہے۔ عربی مقولہ ہے: اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُهُ یعنی جب کسی کے کام برے ہو جائیں تو اس کے گمان بھی برے ہو جاتے ہیں۔" (بدگمانی، ص۴۳)

(۶) اپنے آپ کو تجسس سے بچائیے: تجسس یعنی مسلمانوں کی ٹوہ میں لگے رہنا بھی بدگمانی کی طرف لے جانے والی ایک سیڑھی ہے، جب بندہ ہر وقت اس چکر میں رہے کہ کون کیا کر رہا ہے تو پھر شیطان بھی اس کے دل میں طرح طرح کے برے خیالات پیدا کرتا رہتا ہے اور وہ بدگمانی کا شکار ہو کر حسن ظن سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(۷) بدگمانوں کی صحبت سے دُور رہیے: جب بندہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو دیگر مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے بھرپور کچھ نہ کچھ اظہار خیال کرتے ہی رہتے ہیں تو ان کا اثر اس پر بھی ہو جاتا ہے اور پھر یہ بھی

بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی سے گفتگو کرتے ہوئے تیسرے شخص کے بارے میں کلام ہی نہ کیا جائے یا کیا بھی جائے تو اچھا کلام کیا جائے، اسی طرح بے فائدہ کلام یا کام کو ترک کر دیا جائے۔ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''اِنسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ جو نفع نہ دے اسے چھوڑ دے۔''

(ترمذی، کتاب الزھد، باب:۱۱، ۴/ ۱۴۲، حدیث:۲۳۲۴)

(۸) بدگمانی سے بچتے ہوئے حسن ظن کے مواقع تلاش کیجئے: چند مواقع یہ ہیں: ☆ آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے اسلامی بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عذر پیش کیا تو حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اس کے عذر کو قبول کر لیجئے۔ ☆ آپ نے اپنی اولاد کو کوئی کام بولا وہ نہ کر سکی تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ ہو سکتا ہے ان کے ذہن سے نکل گیا ہو۔ ☆ کسی کو فون کیا اور وہ نہ اٹھائے تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ ہو سکتا ہے وہ کہیں مصروف ہو۔ ☆ اسی طرح آپ کے میسیج کا جواب نہ آئے تو یوں حسن ظن کیجئے کہ ہو سکتا ہے ابھی تک انہوں نے میسیج ہی نہ پڑھا ہو، یا پڑھنے کے بعد ان کے ذہن سے نکل گیا ہو۔ ☆ آپ نگران ہیں، ماتحت نہ آیا یا لیٹ ہو گیا تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ بس لیٹ ہو گئی ہو گی، یا ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کوئی مسئلہ پیش آ گیا ہو، یا ہو سکتا ہے اس کی طبیعت ناساز ہو۔ ☆ آپ نے کسی کو بلایا اس نے توجہ نہ دی تو حسن ظن کر لیجئے کہ ہو سکتا ہے اس تک آپ کی آواز پہنچی ہی نہ ہو۔ ☆ آپ نے کسی کو کھانے کی دعوت دی، اس نے قبول نہ کی تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ ہو سکتا ہے اس نے پہلے ہی کھانا کھا لیا ہو، یا ہو سکتا ہے اس کا نفلی روزہ ہو۔ ☆ دو افراد سرگوشی کر رہے ہوں تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ ہو سکتا ہے کوئی ضروری گفتگو کر رہے ہوں۔ ☆ کسی نے قرض لیا اور رابطے میں نہیں آ رہا تو حسن ظن سے کام لیجئے کہ ہو سکتا ہے کہیں مصروف ہو گا۔ الغرض والدین و اولاد، بھائی و بہن، زوج و زَوجہ، ساس و بہو، سسر و داماد، نند و بھاوَج بلکہ تمام اہلِ خانہ و خاندان نیز اُستاد و شاگرد، سیٹھ و نوکر، تاجر و گاہک، اَفسر و مزدور، حاکم و محکوم یہ تمام لوگ اپنے اپنے مختلف معاملات میں حسن ظن قائم کرنے کی ترکیب بنا سکتے ہیں، واضح رہے کہ بدگمانی کے مواقع تو بہت ہوتے ہیں کیونکہ ان میں شیطان کی معاونت ہوتی ہے لیکن عموماً حسن ظن کے مواقع بہت کم نظر آتے ہیں، حالانکہ بندہ تھوڑا سا غور کرے تو وہ تمام مواقع جہاں شیطان ہم سے بدگمانی کرواتا ہے حسن ظن سے کام لیا جا سکتا ہے، بس کوشش کرنا شرط ہے۔

(۹) حسن ظن کی دعا کیجیے: حسن ظن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، حسن ظن کے سبب

رحمت الٰہی بندے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، لہٰذا بارگاہِ الٰہی میں حسن ظن کی دعایوں کیجئے: ''یااللہ عَزَّوَجَلَّ! میری سوچ کو پاکیزہ فرما کر مجھے حسن ظن کی دولت عطا فرما، بدگمانی کو مجھ سے دُور فرمادے۔'' آمین

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(13) توبہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيف وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔(مُصَنَّف عبد الرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! **صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”منجیات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں توبہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

توبہ کی تعریف:

جب بندے کو اس بات کی معرفت حاصل ہو جائے کہ گناہ کا نقصان بہت بڑا ہے، گناہ بندے اور اس کے محبوب کے درمیان رکاوٹ ہے تو وہ اس گناہ کے ارتکاب پر ندامت اختیار کرتا ہے اور اس بات کا قصد واِرادہ کرتا ہے میں گناہ کو چھوڑ دوں گا، آئندہ نہ کروں گا اور جو پہلے کیے ان کی وجہ سے میرے اعمال میں جو کمی واقع ہوئی اسے پورا کرنے کی کوشش کروں گا تو بندے کی اس مجموعی کیفیت کو توبہ کہتے ہیں۔ علم ندامت اور اِرادے ان تینوں کے مجموعے کا نام توبہ ہے لیکن بسا اوقات ان تینوں میں سے ہر ایک پر بھی توبہ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔(اِحیاء العلوم، ۴/ ۱۱ ملخصا)

آیت مبارکہ:

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔(پ۲۸، التحریم:۸)

ترجمہ کنز الایمان: ”اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔“

صدرالافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”توبۂ صادِقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اَعمال میں ظاہر ہو، اُس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب (یعنی بچتا) رہے۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے اَصحاب نے فرمایا کہ توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔“ (خزائن العرفان، پ۲۸، التحریم، تحت الآیۃ:۸)

(حدیث مبارکہ) توبہ کرنے والا ربّ تعالی کو پسند ہے:

سردارِ دوجہان، محبوبِ رحمن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ”بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والے، آزمائش میں مبتلا مؤمن بندے کو پسند فرماتا ہے۔“ (مسند امام احمد، مسند علی بن ابی طالب، ۱/ ۱۷۴، حدیث: ۶۰۵)

توبہ کا حکم:

ہر مسلمان پر ہر حال میں ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب ہے، یعنی گناہ کی معرفت ہونے کے بعد اس پر ندامت اختیار کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی اور افسوس کرنا بھی واجب ہے اور وجوبِ توبہ پر اِجماعِ اُمت ہے۔ (احیاء العلوم، ج۴، ص۷ ماخوذا)

گناہوں سے توبہ کرنے کا طریقہ:

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”سچی توبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالے کو کافی ووافی ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لیے کہ وہ اس کے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی تھی، نادِم وپریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گُناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دِل سے پُورا عزم کرے، جو چارۂ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے۔ مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب (ناجائز قبضہ)، سرقہ (چوری)، رشوت، ربا (سود) سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے جو نماز روزے ناغہ کیے ان کی قضا کرے، جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انہیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے، پتا نہ چلے تو اتنا مال تصدق (یعنی صدقہ) کر دے اور دل میں یہ نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انہیں پھیر دوں گا۔“ (فتاوی رضویہ، ۲۱/ ۱۲۱)

(حکایت) توبہ واستغفار ومجاہدہ کے سبب روح پرواز کرگئی:

ایک دن حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار لوگوں کو وَعظ و نصیحت کرنے کے لئے منبر پر تشریف لائے اور اُنہیں عذابِ اِلٰہی سے ڈرانے اور گناہوں پر ڈانٹنے لگے۔ قریب تھا کہ لوگ شدتِ اِضطراب سے تڑپ تڑپ کر مَر جاتے۔ اس محفل میں ایک گنہگار نوجوان بھی موجُود تھا جو اپنے گناہوں کی وَجہ سے قبر میں اُترنے کے متعلق کافی پریشان تھا۔ جب وہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اِجتماع سے واپس گیا تو یوں لگتا تھا جیسے بیان اس کے دل پر بہت زیادہ اَثر اَنداز ہو چکا ہے۔ وہ اپنے گناہوں پر نادِم ہو کر اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میری ماں! آپ چاہتی تھیں کہ میں شیطانی لہو ولعب اور خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی چھوڑ دوں لہٰذا آج سے میں اسے تَرک کرتا ہوں۔'' اوراس نے اپنی ماں کو یہ بھی بتایا کہ میں حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کے اِجتماعِ پاک میں حاضر ہوا اور اپنے گناہوں پر بہت نادِم ہوا۔ چُنانچہ ماں نے کہا: ''اے میرے بیٹے! تمام خُوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تجھے بڑے اچھے اَنداز سے اپنی بارگاہ کی طرف لوٹایا اور گُناہوں کی بیماری سے شِفا عطا فرمائی اور مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے تجھ پر رونے کے سبب تجھ پر ضرور رَحم فرمائے گا اور تجھے قبول فرما کر تجھ پر اِحسان فرمائے گا۔'' پھر اس نے پوچھا: ''اے بیٹے! نصیحت بھرا بیان سنتے وَقت تیرا کیا حال تھا؟ تو اس نے جواب میں چند اَشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: '' میں نے توبہ کے لئے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور اپنے آپ کو مَلامت کرتے ہوئے مطیع و فرمانبردار بن گیا ہوں۔ جب بیان کرنے والے نے میرے دِل کو اِطاعت خداوندی کی طرف بُلایا تو میرے دل کے تمام قفل (یعنی تالے) کھل گئے۔ اے میری ماں! کیا میرا مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ میری گناہوں بھری زندگی کے باوجُود مجھے قبول فرمالے گا۔ ہائے اَفسوس! اگر میرا مالک مجھے ناکام و نامُراد واپس لوٹادے یا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روک دے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' پھر وہ نوجوان دن کو روزے رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا یہاں تک کہ اس کا جسم لاغر و کمزور ہو گیا، گوشت جھڑ گیا، ہڈیاں خشک ہو گئیں اور رَنگ زَرد ہو گیا۔ ایک دن اس کی ماں اس کے لئے پیالے میں ستو لے کر آئی اور اِصرار کرتے ہوئے کہنے لگی: ''میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ یہ پی لو، تمہارا جسم بہت مَشَقَّت اُٹھا چکا ہے۔'' چنانچہ ماں کی بات مانتے ہوئے جب اس نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو بے چینی و پریشانی سے رونے لگا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کو یاد کرنے لگا: **يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ** (پ۱۳، ابراھیم:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: 'بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے

گا اور گلے سے نیچے اُتارنے کی اُمید نہ ہو گی۔ ‘‘پھر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین (حکایتیں اور نصیحتیں، ص ۳۶۳)

توبہ میں تاخیر کی سات (۷) وجوہات اور ان کا حل:

(۱) گناہوں کے انجام سے غافل رہنا: اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اپنا یوں ذہن بنائے کہ محض ایک ڈاکٹر کی بات پر اعتبار کر کے آئندہ نقصان سے بچنے کے لئے کئی اشیاء کو ان کی تمام تر لذت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں نے ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیا لیکن تمام کائنات کے خالق عَزَّوَجَلَّ کے وعدۂ عذاب کو سچا جانتے ہوئے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا۔

(۲) دل پر گناہوں کی لذت کا غلبہ ہونا: اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس طرح سوچ وبچار کرے کہ جب میں زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارہ کروں گا؟ جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کر سکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا؟

(۳) طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید ہونا: اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس طرح غور کرے کہ جب موت کا آنا یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہو رہا کل اس کی عادت پختہ ہو جانے پر میں اس سے اپنا دامن کس طرح بچاؤں گا؟ اور اس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ پاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زندہ رہوں گا؟

(۴) رحمت الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا: اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑا غفور رحیم ہے، ہمیں اللہ کی رحمت پر بھروسہ ہے وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے رحیم وکریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہو سکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صفات ہیں اسی طرح قہار اور جبار ہونا بھی ربّ عَزَّوَجَلَّ کی صفات ہیں اور یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی جائیں گے

تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضبِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن مجھ پر رحمت الٰہی کی چھما چھم برسات ہو اور مجھے داخل جنت کیا جائے؟ (توبہ کی روایات وحکایات، ص ۲۱)

(۵) بعد توبہ استقامت نہ ملنے کا خوف ہونا: اس کا حل یہ ہے کہ یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ زندہ رہیں گے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقت توبہ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری ہے، گناہوں سے بچنے پر استقامت دینے والی ذات تو ربّ العالمین کی ہے۔ اگر ارتکابِ گناہ سے محفوظ رہنا نہ بھی نصیب ہوا تو بھی کم از کم گذشتہ گناہوں سے تو جان چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہو جانا معمولی بات نہیں۔ اگر بعد توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پُر خلوص توبہ کر لینی چاہیے کہ ہو سکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دنیا سے جانا نصیب ہو۔

(۶) کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جانا: اس کا حل یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، رحمت خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ مکی مدنی سرکار، جناب احمد مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔'' (مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالی، ص ۱۴۷۲، حدیث ۲۷۵۴)

(۷) توبہ کرنے میں شرم وجھجک محسوس کرنا: توبہ کرنے کے بعد جب میرا اندازِ زندگی تبدیل ہو گا مثلاً پہلے میں نمازیں قضا کر دیا کرتا تھا مگر بعدِ توبہ پانچ وقت مسجد کا رُخ کرتے دکھائی دوں گا، پہلے میں شیوڈ تھا بعدِ توبہ میرے چہرے پر سنت مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یعنی داڑھی شریف سجی ہوئی نظر آئے گی تو لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہو گی۔ یاد رکھیے! یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے، ذرا سوچیے تو سہی کہ آج ان لوگوں کی پرواہ کرتے ہوئے اگر آپ نیکی کے راستے پر چلنے سے کتراتے رہے اور سنتوں سے منہ موڑتے رہے لیکن کل جب قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر سنانا پڑے گا اور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شرم آئے گی۔ لہٰذا آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دنیا کی عارضی شرم وجھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کر لینی چاہیے۔

توبہ کرنے کا ذہن بنانے کے چھ (٦) طریقے:

(۱) توبہ نہ کرنے کے نقصانات پر غور کیجئے: جو بندہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے توبہ کی طرف نہیں بڑھتا تو اسے پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل پر گناہوں کی سیاہی تہہ در تہہ جمتی رہتی ہے حتی کہ زنگ سارے دل کو گھیر لیتا ہے اور گناہ عادت وطبیعت بن کر رہ جاتا ہے اور پھر وہ صفائی کو قبول نہیں کرتا۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ اُسے بیماری یا موت آگھیرتی ہے اور اُسے گناہ کے اِزالے کی مہلت نہیں مل پاتی۔ اسی لیے روایت میں آیا ہے: ''دوزخیوں کی زیادہ چیخ وپکار توبہ میں ٹال مٹول کے سبب ہوگی۔'' (احیاء العلوم، ج۴، ص۳۸)

(۲) اَچانک آنے والی موت کو یاد رکھیے: کئی ہنستے بولتے انسان اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں پہنچ جاتے ہیں، انہیں توبہ کا موقع ہی نہیں ملتا، جب بندہ اچانک آنے والی موت کو یاد رکھے گا تو امید ہے اسے توبہ کا مدنی ذہن نصیب ہو گا۔ اسی لیے حکمت ودانائی کے پیکر حضرت سیدنا حکیم لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرمائی: ''بیٹا! توبہ میں تاخیر نہ کرنا کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔'' (احیاء العلوم، ۴/۳۸)

(۳) خود کو عذابِ جہنم سے ڈرائیے: خدانخواستہ بغیر توبہ کے انتقال ہو گیا اور ربّ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو جہنم کا سخت عذاب میرا مقدر ہو گا، جہنم کا عذاب سہنے کی کس میں طاقت ہے، جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہو گا کہ جہنمی کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی اور سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص یہ تصور کرے گا کہ شاید جہنم میں سب سے زیادہ اور شدید عذاب مجھے ہی ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ بندہ جب خود کو جہنم کے عذاب سے ڈرائے گا تو اس کا گناہوں سے توبہ کرنے کا مدنی ذہن بنے گا۔

(۴) توبہ کرنے والے کو رحمت الٰہی سے جو دُنیوی واُخروی فوائد ملنے کی امید ہے اُن کو پیش نظر رکھیے۔ مثلاً: ☆ گناہ سے توبہ کرنے والے کا ایسا ہونا جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ☆ رب عَزَّوَجَلَّ کا پسندیدہ بندہ ہونا ☆ رحمت الٰہی کا متوجہ ہونا ☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا وخوشنودی حاصل ہونا ☆ شیطان کو ناراض کرنا ☆ رحمت الٰہی سے ایمان پر خاتمہ ہونا ☆ کل بروزِ قیامت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب ہونا ☆ حوضِ کوثر سے جام پینا ☆ بروزِ قیامت حساب وکتاب میں آسانی ہونا ☆ رحمت الٰہی سے جنت میں داخلہ نصیب ہونا۔

(۵) بزرگانِ دِین کے توبہ کے واقعات کا مطالعہ کیجئے: اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۴ صفحات پر

مشتمل کتاب **"توبہ کی روایات وحکایات "** کا مطالعہ کیجئے۔

(٦)اُخروی لذات کو دُنیوی لذات پر ترجیح دیجئے: یہ بھی توبہ پر مائل کرنے میں بہت معاونت کرتا ہے، عموماً شیطان بندے کا یہ ذہن بناتا ہے کہ تونے توبہ کرلی تو فلاں فلاں دُنیوی چیزوں سے محروم ہو جائے گا، فلاں معاملے میں تجھے دنیوی ترقی نہیں مل سکے گی، اس شیطانی وسوسے کی یوں کاٹ کیجئے کہ اگر اچانک مجھے موت آجائے تو بھی یہ ساری دُنیوی نعمتیں چھن جائیں گی اور توبہ نہ کرنے کے سبب ربّ تعالیٰ کی ناراضی کے ساتھ دنیا سے رخصتی ہوگی، کیوں نہ میں گناہوں سے توبہ کرکے ربّ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ دنیا سے رُخصت ہو جاؤں تاکہ ہمیشہ کی اُخروی نعمتیں نصیب ہوں۔

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: "جو دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔" (مسند امام احمد، حدیث ابی موسی الاشعری، ۷/ ۱۶۵، حدیث:۱۹۷۱۷)

توبہ پر استقامت پانے کے چھ (٦) طریقے:

(۱)روزانہ سونے سے قبل صلاۃ التوبہ ادا کیجئے: توبہ پر استقامت پانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ بندہ سونے سے قبل اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرکے سوئے اور دو رکعت نماز صلاۃ التوبہ بھی ادا کرلے، امید ہے کہ اس طرح توبہ پر استقامت پانے میں آسانی ہوگی۔

(۲)گناہ سے توبہ کرنے کے فوراً بعد کوئی نیکی کرلیجئے: توبہ پر استقامت پانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی بھی گناہ سے توبہ کرنے کے بعد فوراً بعد کوئی نیکی کرلیجئے کہ وہ نیکی اس گناہ کو مٹادے گی اور آئندہ بھی توبہ پر توفیق نصیب ہوگی۔ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: "گناہ کے بعد نیکی کرلو یہ اسے مٹادے گی۔"

(مسند امام احمد، حدیث معاذ بن جبل، ۸/ ۲۴۵، حدیث:۲۲۱۲۰)

(۳)توبہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کیجئے: جب بندہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جو گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں تو امید ہے کہ اسے بھی توبہ کی توفیق اور اس پر استقامت نصیب ہو جائے گی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں بھی وقتاً فوقتاً توبہ کرنے کی ترغیب دلائی جاتی بلکہ توبہ کروائی جاتی اور توبہ پر استقامت کی ترغیب دلائی جاتی ہے، آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے، رحمت الٰہی سے توبہ پر استقامت

نصیب ہو جائے گی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: "توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ وہ بہت زیادہ نرم دل ہوتے ہیں۔" (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ۸/ ۱۵۰، حدیث:۲۴)

(۴)خود کو خوش فہمی کا شکار مت ہونے دیجئے: بندہ جب اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتا ہے کہ میں تو ایک بار توبہ کر چکا ہوں لہٰذا اب مجھے توبہ کرنے کی حاجت نہیں تو اسے توبہ پر استقامت نصیب نہیں ہوتی۔ اس خوش فہمی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنی توبہ پر غور کرے کہ کیا میں نے سچی توبہ کرلی ہے؟ کیا مجھے سابقہ گناہوں پر ندامت ہے؟ کیا ان کے ازالے کی بھی کوشش کرلی ہے؟ اگر بالفرض توبہ میں یہ تمام شرائط پائی بھی جائیں تو کیا مجھے یہ معلوم ہے کہ میری توبہ بارگاہِ رَبّ العزت میں قبول بھی ہوئی ہے یا نہیں؟

(۵)اجتماعات میں شرکت کا معمول بنالیجیے: گناہوں کی ہلاکتوں، جنت کی نعمتوں اور جہنم کی تباہ کاریوں کو بار بار سننا نہ صرف توبہ پر استقامت فراہم کرتا ہے بلکہ اس کی برکت سے نیکیاں کرنے کا جذبہ بھی بڑھتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ توبہ پر استقامت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دعوت اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کو اپنا معمول بنالیجیے۔

(۶)مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں شرکت کیجئے: مدنی انعامات دراصل شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے عطا کردہ مختلف نیک اعمال کا بصورتِ سوالات مجموعہ ہے، یہ دونوں اُمور توبہ پر استقامت پانے میں بہت ہی معاون ہیں کہ ان دونوں میں توبہ پر استقامت کی نہ صرف ترغیب دلائی جاتی ہے بلکہ عملی طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

گناہوں سے توبہ کرنے کا طریقہ:

کلی طور پر گناہوں کی چھ اقسام ہیں، گناہوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے توبہ بھی مختلف طریقے سے ہوگی، تفصیل کچھ یوں ہے: (۱) بعض گناہوں کا تعلق حقوقُ اللہ سے ہوتا ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی اورزکوۃ وغیرہ کی ادائیگی میں سستی کرنا، بدنگاہی کرنا، قرآنِ پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا، شراب نوشی کرنا، فحش گانے سننا وغیرھا۔ حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والے گناہ اگر کسی عبادت میں کوتاہی کی وجہ سے سرزد ہوں تو توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان عبادات کی قضا بھی واجب ہے۔ مثلاً اگر نمازیں فوت ہوئی ہوں یا رمضان کے روزے چھوٹے ہوں تو ان کا حساب لگائے اور ان کی قضا کرے، اگر زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو تو حساب لگا کر ادائیگی کرے، اگر حج فرض ہو جانے کے باوجود ادا

نہیں کیا تھا تو اب ادا کرے اور اگر گناہوں کا تعلق عبادات میں کوتاہی سے نہ ہو مثلاً بدنگاہی کرنا، شراب نوشی کرنا وغیرہ، تو اِن پر ندامت وحسرت کا اِظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرے اور نیکیاں کرنے میں مشغول ہوجائے۔

(۲) بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہوتا ہے۔ جیسے چوری، غیبت، چغلی، اذیت دینا، ماں باپ کو ستانا، امانت میں خیانت کرنا، قرض لے کر دبالینا وغیرھا۔ بندوں کے حقوق سے متعلق گناہ اگر ان کی عزت وآبرو میں دست اندازی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہوں۔ مثلاً کسی کو گالی دی تھی یا تہمت لگائی تھی یا ڈرایا دھمکایا تھا تو توبہ کی تکمیل اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے سے ہوگی۔ اور اگر مالی معاملے میں شریعت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ واقع ہوا تھا۔ مثلاً امانت میں خیانت کی تھی یا قرض لے کر دبالیا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اسے اس کا مال بھی لوٹائے اور اگر وہ شخص انتقال کر گیا ہو تو اس کے ورثاء کو دے دے یا پھر اس شخص سے یا اس کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے ورثاء سے معاف کروالے، اگر اس شخص کا علم نہیں، نہ ہی اس کے ورثاء کا، تو اتنا مال اس مظلوم کی طرف سے اس نیت کے ساتھ صدقہ کردے کہ اگر وہ شخص یا اس کے ورثاء بعد میں مل گئے اور انہوں نے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو میں انہیں ان کا حق لوٹادوں گا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔

(۳) بعض گناہوں کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہوتا ہے، مثلاً قتل کرنا وغیرہ اور بعض وہ ہوں گے جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہوتا ہے مثلاً بدگمانی کرنا، کسی سے حسد کرنا، تکبر میں مبتلا ہونا وغیرہ۔ ظاہری گناہوں سے توبہ کا طریقہ تو اوپر گزر چکا لیکن باطنی گناہوں سے بھی توبہ کرنے سے ہرگز غفلت نہ کرے۔ چنانچہ اپنے دل پر غور کرے اور اگر حسد، تکبر، ریاءکاری، بغض، کینہ، غرور، شماتت اور بدگمانی جیسے گناہ دکھائی دیں تو نادم وشرمسار ہوکر بارگاہِ الٰہی میں معافی طلب کرے۔

(۴) بعض گناہ صرف توبہ کرنے والے کی ذات تک محدود ہوتے ہیں۔ مثلاً خود شراب پینا اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی طرف اس شخص نے کسی دوسرے کو راغب کیا ہوگا، اسے گناہِ جاریہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً کسی کو شراب نوشی کی ترغیب دینا یا فحش ویب سائٹ دیکھنے کی ترغیب دینا وغیرہ۔ جو گناہ اس کی ذات تک محدود ہوں ان سے مذکورہ طریقے کے مطابق توبہ کرے اور اگر گناہِ جاریہ کا ارتکاب کیا ہو تو جس طرح اس گناہ سے خود تائب ہوا ہے اس کی ترغیب دینے سے

بھی توبہ کرے اور دوسرے شخص کو جس طرح گناہ کی رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے، جہاں تک ممکن ہو نرمی یا سختی سے سمجھائے، اگر وہ مان جائے تو ٹھیک ورنہ یہ بری الذمہ ہو جائے گا۔(فتاوی رضویہ قدیم،۱۰/۹۷ماخوذا)

(۵) بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو پوشیدہ طور پر کیے۔ مثلاً اپنے کمرے میں فحش فلمیں دیکھنا جبکہ کچھ گناہ وہ ہوں گے جو اعلانیہ کیے مثلاً داڑھی منڈانا، سرِعام شراب پینا وغیرہ۔ جو گناہ بندے اور اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو یعنی کسی پر ظاہر نہ ہوا ہو تو اس کی توبہ پوشیدہ طور پر کرے یعنی اپنا گناہ کسی پر ظاہر نہ کرے اور اگر گناہ اعلانیہ کیا ہو تو اس کی توبہ بھی اعلانیہ کرے۔(فتاوی رضویہ،۲۱/۱۴۲)

(۶) کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے ارتکاب پر آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ کو ظالم کہنا، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرنا۔ اگر مَعَاذَ اللہ کلمۂ کفر یا کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو فوراً توبہ کر کے تجدید ایمان کر لینی چاہیے۔

تجدیدِایمان کا طریقہ:

دِل کی تصدیق کے بغیر صرف زبانی توبہ کافی نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی نے کفر بک دیا، اس کو دوسرے نے بہلا پھسلا کر اس طرح توبہ کروادی کہ کفر بکنے والے کو معلوم تک نہیں ہوا کہ میں نے فلاں کفر کیا تھا،یوں توبہ نہیں ہو سکتی،اس کا کفر بدستور باقی ہے۔ لہٰذا جس کفر سے توبہ مقصود ہو وہ اسی وقت مقبول ہو گی جبکہ وہ اس کفر کو کفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اس کفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو جو کفر سرزد ہوا توبہ میں اس کا تذکرہ بھی ہو۔ مثلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو عیسائی لکھ دیا وہ اس طرح کہے: "یااللہ عزوجل!میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا ہے اس کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ "اس طرح مخصوص کفر سے توبہ بھی ہو گئی اور تجدید ایمان بھی۔ اگر مَعَاذَ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے جو جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔ "پھر کلمہ پڑھ لے، (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجمہ دہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کریں: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ "یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۶۲۲، ۲۸ کلمات کفر، ص۹)

توبہ کرنے کا ایک طریقہ:

توبہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تنہائی میں دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھے پھر اپنی نافرمانیوں اور رب تعالیٰ کے احسانات، اپنی ناتوانی اور جہنم کے عذابات کو یاد کرکے آنسو بہائے، اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنالے۔ اس کے بعد توبہ کی شرائط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی طلب کرے اور کچھ اس طرح سے دعا کرے: ''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ نافرمان بندہ جس کا رُواں رُواں گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے، تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہے، یَااللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں، پوشیدہ اوراعلانیہ، دانستہ اور نادانستہ طور پر تیری نافرمانیاں کی ہیں، یقیناً میں نے تجھے ناراض کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اے مولا عَزَّوَجَلَّ! تُو غفور ورحیم ہے، تو بندے پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تُونے میرے گناہوں پر پکڑ فرمائی تو مجھے نارِ جہنم میں جلنا پڑے گا جس کا عذاب لمحہ بھر کے لئے بھی سہنے کی مجھ میں طاقت نہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں صدقِ دل سے تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، یَااللہ عَزَّوَجَلَّ! میری ناتوانی پر رحم فرما، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے مولا عَزَّوَجَلَّ! مجھے سچی توبہ کی توفیق دے، جو عبادات ادا ہونے سے رہ گئیں انہیں ادا کرنے کی ہمت دے دے، جن بندوں کے حقوق میں نے تلف کئے ان سے بھی معافی مانگنے کا حوصلہ عطا فرما، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تُو ہر شے پر قادر ہے، تُو انہیں مجھ سے راضی فرمادے، یَااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے آئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے پر استقامت عطا فرما، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما! آمین۔ اس کے بعد اس جگہ سے اس یقین سے اٹھے کہ رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔ پھر ایک نئے عزم کے ساتھ نئی اور پاکیزہ زندگی کا آغاز کرے اور سابقہ گناہوں کی تلافی میں مصروف ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(14) اللہ ورسول کی اطاعت کا بیان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اللَّطِيۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الشَّفِيۡق

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ يَا نُوۡرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصۡطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بد بخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الۡیَوۡمِ وَاللَّیۡلَۃِ لابن السُّنّی ص۳۳۶ حدیث ۳۸۱)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منہجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اللہ ورسول کی اطاعت کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا اور جن سے منع فرمایا ان کو نہ کرنا "اللہ ورسول کی اطاعت" کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ۔ (پ۵، النساء:۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: "اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔"

احادیث مبارکہ:

تین فرامین مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

☆ "جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت چھوڑ دی وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اِس حال میں ملے گا کہ اُس کے پاس (عذاب سے بچنے کی) کوئی حجت نہ ہو گی، اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹا نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔" (مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین۔۔۔ الخ، ص ۱۰۳۰، حدیث: ۱۸۵۱)

☆ "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔" (مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء۔۔۔ الخ، ص ۱۰۲۱، حدیث: ۱۸۳۵)

☆ "جو مجھ پر اِیمان لایا اور میری اطاعت کی اور پھر ہجرت کی میں اسے جنت کے کنارے اور وسط میں ایک ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں تو جو یہ کام کرے اور نہ تو خیر کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے اور نہ ہی برائی سے بھاگنے کا کوئی موقع گنوائے تو (یہی اس کے لئے کافی ہے) وہ جہاں چاہے مرے۔" (نسائی، کتاب الجھاد، باب مالمن اسلم وھاجر۔۔۔ الخ، ص ۵۰۹، حدیث: ۳۱۳۰ ملتقطا)

اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم:

ہر مسلمان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت لازم ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرے اور جن سے منع فرمایا ہے ان سے بچے۔

(حکایت) ساری عمر اطاعت میں گزار دی مگر۔۔۔!

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل کتاب "خوفِ خدا" صفحہ ۹۳ پر ہے: حضرت سیدنا مسروق بن اجدع تابعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا: "میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالٰی نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اس میں پھینکا نہیں جائے گا؟" انہوں نے جواباً عرض کی: "امی جان! انسان کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ تعالٰی کا فضل اور اس کی رحمت ہو گی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہو گا، لہٰذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری

کوشش کرتا رہوں گا۔ ''جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا: ''آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟ '' ارشاد فرمایا: ''مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے کہ میں ستر (۷۰) سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟ کاش! میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا پڑتی۔''

قبر محبوب کے جلوؤں سے بسا دے مالک
یہ کرم کر دے تو میں شاد رہوں گا یارب
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب
عفو کر اور سدا کے لیے راضی ہو جا
گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یارب

اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے، اطاعت کرنے کے نو(۹) طریقے:

(۱) نیکیوں اور نیک اعمال کی معلومات حاصل کیجئے: جب تک بندے کو اس بات کا علم نہ ہو گا کہ نیک اعمال کون کون سے ہیں، اس وقت تک ان اعمال کو بجالانا بہت دشوار ہو گا اور یہی اطاعت کا سب سے بڑا رکن ہے کہ بندہ اللہ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے نیک اَعمال کو بجالائے۔ اس سلسلے میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اِن کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: ☆ احیاء العلوم ☆ مکاشفۃ القلوب ☆ منہاج العابدین ☆ بہارِ شریعت ☆ جنت میں لے جانے والے اَعمال ☆ نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں ☆ نیکی کی دعوت۔ وغیرہ

(۲) برائیوں اور گناہوں کی معلومات حاصل کیجئے: یہ بات بھی مُسَلَّمہ (طے شدہ) ہے کہ بیماری کی تشخیص کے لیے اس کی معلومات ہونا بہت ضروری ہیں، جب تک معلومات نہ ہوں گی اس وقت تک تشخیص نہیں ہو سکتی اور جب تشخیص نہ ہو گی تو علاج بھی نہ ہو سکے گا۔ نیز اطاعت کا دوسرا بڑا رکن بھی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے بندہ ان سے بچے۔ اس سلسلے میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ان کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: ☆ اِحیاء العلوم ☆ بہار شریعت ☆ جہنم میں لے جانے والے اعمال ☆ باطنی بیماریوں کی معلومات

☆ نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں ☆ گناہوں کی نحوست ☆ برے خاتمے کے اسباب۔ وغیرہ

(۳) اطاعت گزار لوگوں کی صحبت اختیار کیجیے: اِطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اطاعت گزار لوگوں کی صحبت بھی ہے کہ بندہ جیسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ ویسا ہی بن جاتا ہے، جب بندہ اپنے ہی جیسے افراد کو نیکیاں کرتے اور گناہوں سے بچتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کی ذات میں بھی نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۴) اِطاعت کے دُنیوی واُخروی فوائد پر غور کیجئے: چند فوائد یہ ہیں: ☆ اطاعت گزار کو تھوڑے مال پر قناعت عطا کر دی جاتی ہے۔ ☆ اطاعت گزار لوگوں کے مال سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے۔ ☆ اطاعت گزار کو صبر وشکر کی دولت عطا کر دی جاتی ہے۔ ☆ اطاعت گزار کی عزت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے۔ ☆ اطاعت گزار کا خاتمہ رحمت الٰہی سے بالخیر ہو گا۔ ☆ اطاعت گزار کو قبر کے سوالات میں آسانی ہو گی۔ ☆ اطاعت گزار کو کل بروز قیامت حساب میں بھی آسانی ہو گی۔ ☆ اطاعت گزار حشر کی تکلیفوں سے محفوظ رہے گا۔ ☆ اطاعت گزار ربّ کی رحمت سے عذاب سے بھی محفوظ رہے گا۔ ☆ اطاعت گزار کو جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔ ☆ الغرض اِطاعت گزار کو دنیا وآخرت کی کثیر بھلائیاں عطا کی جاتی ہیں۔

(۵) نافرمانی کی ہلاکتوں پر غور کیجیے: چند ہلاکتیں یہ ہیں: ☆ نافرمان شخص کی دنیا میں ذلت ورُسوائی ہو گی۔ ☆ نافرمان شخص کو طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ☆ کبھی مالی تنگی سے دوچار ہوتا ہے۔ ☆ کبھی گھریلو ناچاقیوں سے پالا پڑتا ہے۔ ☆ اسے طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ ☆ نافرمان شخص کے برے خاتمے کا بھی خوف ہے۔ ☆ نافرمان شخص کو قبر کے سوالات میں بھی پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ☆ نافرمان شخص کو حشر میں بھی حساب وکتاب میں مشکل ہو سکتی ہے۔ ☆ نافرمان شخص سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہوتے ہیں اور یقیناً یہ تمام نقصانات میں سب سے بڑا نقصان اور بد نصیبی ہے۔

(٦) ہر ہر معاملے میں شریعت کو ملحوظ رکھیے: چاہے اس کا تعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حقوق سے ہو یا اپنی ذات، والدین، آل اولاد ور شتہ داروں، پڑوسیوں یا دیگر حقوق العباد سے ہو۔ اپنی زندگی کے ہر ہر معاملے میں شریعت کے مطابق گزارنے کے لیے صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی

اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی مایہ ناز تصنیف "بہارِ شریعت" کا مطالعہ بہت مفید ہے، اس کتاب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دُنیوی واُخروی کئی معاملات کے بارے میں تفصیلی شرعی رہنمائی کی گئی ہے۔

(۷) اطاعت کی راہ میں حائل اسباب کو دور کیجئے: جب اسباب دور ہو جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اطاعت بھی نصیب ہو جائے گی، اطاعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے چند اسباب یہ ہیں: ☆علم دِین حاصل نہ کرنا☆ دِین دار لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرنا☆ برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا☆ دنیوی محبت کو دل میں بسا لینا☆ لمبی لمبی امیدیں لگا لینا☆ موت کو بھول جانا☆ فکر آخرت سے غافل ہو جانا☆ گناہوں میں مبتلا ہو جانا۔ وغیرہ

(۸) مدنی انعامات پر عمل کیجئے: مدنی انعامات دراصل شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد اِلیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے عطا کردہ مختلف سوالات کی صورت میں کئی نیک اعمال کا مجموعہ ہے، ان نیک اعمال کو بجالانے سے دنیا وآخرت کی کثیر بھلائیاں حاصل کی جا سکتی ہیں، مدنی انعامات اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرنے میں بہترین معاون ہیں۔

(۹) مدنی قافلوں میں سفر اختیار کیجئے: جب بندہ راہِ خدا میں نکل کر نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد خصوصی طور پر اس کے شامل حال ہوتی ہے، بلکہ نیک اعمال کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، مدنی قافلوں میں اکثر وقت مسجد اور عبادت وریاضت میں گزارا جاتا ہے جو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت میں بہترین معاون ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (15) توکل کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمذی ج ۵ ص ۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''منجیات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں توکل کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

توکل کی تعریف:

☆**توکل** کی اِجمالی تعریف یوں ہے کہ اسباب و تدابیر کو اختیار کرتے ہوئے فقط اللہ تبارَک وتعالیٰ پر اِعتماد و بھروسہ کیا جائے اور تمام کاموں کو اُس کے سپرد کر دیا جائے۔

☆حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے **توکل** کی تفصیلی تعریف بھی بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: **توکل** دراصل **علم**، **کیفیت** اور **عمل** تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ یعنی جب بندہ اس بات کو جان لے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، تمام مخلوق، موت و زندگی، تنگدستی و مالداری، ہر شے کو وہ اکیلا ہی پیدا فرمانے والا ہے، بندوں کے کام سنوارنے پر اسے مکمل علم و قدرت ہے، اس کا لطف و کرم اور رحم تمام بندوں پر اجتماعی اعتبار سے اور ہر بندے پر انفرادی اعتبار سے ہے، اس کی قدرت سے بڑھ کر کوئی قدرت نہیں، اس کے علم سے زیادہ کسی کا علم نہیں،

اس کا لطف و کرم اور مہربانی بے حساب ہے، اس علم کے نتیجے میں بندے پر یقین کی ایسی کیفیت طاری ہو گی کہ وہ ایک اللہ ہی پر بھروسہ کرے گا، کسی دوسرے کی جانب متوجہ نہ ہو گا، اپنی طاقت و قوت اور ذات کی جانب توجہ نہ کرے گا کیونکہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے، تو اس علم و یقین، اس سے پیدا ہونے والی کیفیت اور اس نتیجے میں حاصل ہونے والے بھروسے کی مجموعی کیفیت کا نام **"توکل"** ہے۔(احیاء العلوم، ۴/ ۷۴۵، ۷۸۰ ملخصا)

آیت مبارکہ:

☆اللہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔(پ۲۸، الطلاق:۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

☆اللہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴿۲۳﴾(پ۶، المائدۃ:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔

(حدیث مبارکہ) ربّ تعالٰی پر کامل توکل کرنے کا انعام:

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔"(ترمذی، ابواب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ، ۴/ ۱۵۴، حدیث:۲۳۵۱)

توکل کے اَحکام:

اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنت مولانا شاہ اِمام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "اللہ پر (مطلق) **توکل** کرنا فرضِ عین ہے۔"(فضائل دعا، ص۲۸۷)

واضح رہے کہ اَسباب اور تدابیر کو ترک کرکے گوشہ نشینی اِختیار کرلینے اور کسب (یعنی رزقِ حلال کمانا) ترک کر دینے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **"توکل** ترکِ اَسباب کا نام نہیں بلکہ اِعتماد علی الاسباب کا ترک **(توکل)** ہے۔"(فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۳۷۹) یعنی اَسباب کو چھوڑ دینا **توکل** نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے (ورَبّ تعالیٰ پر اعتماد کرنے) کا نام **توکل** ہے۔

پھر متوکل کے اَعمال کی مختلف صورتیں اور اُن کے مختلف اَحکام ہیں:

☆ اگر کوئی شخص ایسے یقینی اَسباب کو ترک کرے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے چیزوں کے ساتھ قائم ہو چکے ہیں اور اُن سے جدا نہیں ہوں گے تو وہ متوکل نہیں، مثلاً سامنے کھانا رکھا ہو، بھوک بھی ہو اور کھانے کی ضرورت بھی ہو لیکن بندہ اپنا ہاتھ اس کی طرف نہ بڑھائے اور یوں کہے: ''میں **توکل** کرتا ہوں۔'' تو ایسا کرنا بے وقوفی اور پاگل پن ہے۔

☆ ایسے غیر یقینی اسباب کو ترک کر دینا جن کے بارے میں غالب گمان ہے کہ چیزیں ان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں، مثلاً کوئی شخص شہروں اور قافلوں سے جدا ہو کر سنسان راستے پر سفر کرے جن پر کبھی کبھار ہی کوئی آتا ہے تو اگر اس کا سفر بغیر زاد راہ کے ہو تو یہ (عام شخص کے لیے) **توکل** نہیں ہے کیونکہ بزرگانِ دِین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کا طریقہ یہ رہا ہے کہ ایسے راستوں پر زادِ راہ لے کر سفر کرتے اور **توکل** بھی باقی رہتا کیونکہ ان کا اعتماد زادِ راہ پر نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل پر ہوتا، اگرچہ زاد راہ کے بغیر سفر کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ **توکل** کا بلند ترین درجہ ہے اور اسی مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے حضرت سیدنا ابراہیم خواص رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا سفر بغیر زادِ راہ کے ہوتا تھا۔

☆ اگر کوئی شخص کمانے کی بالکل تدبیر نہ کرے تو یہ **توکل** نہیں بلکہ یہ چیز **توکل** کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔

☆ البتہ اگر وہ اپنے گھر یا مسجد میں ایسی جگہ بیٹھ جائے جہاں لوگ اس کی خبر گیری کرتے ہیں تو یہ **توکل** کے خلاف نہیں۔

☆ سنت کے مطابق رِزقِ حلال کمانا **توکل** کے خلاف نہیں جبکہ اُس کا اِعتماد سامان اور مال وغیرہ پر نہ ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مال کے چوری یا ضائع ہونے پر غمزدہ نہ ہو۔

☆ عیال دار شخص کا اپنے اہل خانہ کے حق میں **توکل** کرنا درست نہیں، ان کے لیے بقدر حاجت کمانا ضروری ہے، اسی طرح سال بھر کے لیے کھانا وغیرہ جمع کر کے رکھنا بھی **توکل** کے منافی نہیں۔ البتہ **توکل** کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ اس وقت کے لیے ضرورت کے مطابق رکھ لے اور بقیہ مال ذخیرہ نہ کرے بلکہ فقراء میں تقسیم کر دے۔

☆ اپنے آپ کو تکلیف دہ چیزوں سے بچانا بھی **توکل** کے خلاف نہیں۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۷۹۴، ۷۹۵، لباب الاحیاء، ص ۳۴۶، ۳۴۷ ملخصا)

(حکایت)توکل بہترین چیز ہے:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جس کا بھی پہلے انتقال ہو گا وہ خواب میں آکر دوسرے کو اپنا حال بتائے گا۔ میں نے کہا: ''کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ '' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہاں! مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے، روئے زمین میں جہاں چاہے جاسکتی ہے۔'' بعد ازاں حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہو گیا۔ میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو اچانک (خواب میں) حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے سامنے آگئے اور بلند آواز سے سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا کہ وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبے پر ہیں؟ '' انہوں نے فرمایا: ''میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اللہ پر **توکل** کرتے رہیں کیونکہ **توکل** بہترین چیز ہے، **توکل** بہترین چیز ہے، **توکل** بہترین چیز ہے۔'' (کراماتِ صحابہ، ص ۲۲۰)

توکل کا ذہن بنانے اور توکل پیدا کرنے کے گیارہ (۱۱) طریقے:

(۱) توکل کی معلومات حاصل کیجئے: جب تک بندے کو کسی چیز کے بارے میں تفصیلی معلومات نہ ہوں اس چیز کو اختیار کرنا یا اس کا ذہن بنانا بہت مشکل ہے، **توکل** کا ذہن بنانے اور اسے اختیار کرنے کے لیے بھی **توکل** کی معلومات ہونا ضروری ہے۔ **توکل** کی معلومات کے لیے احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۷۳۲ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)، مکاشفۃ القلوب، ص ۵۱۲ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۲) توکل و متوکل سے متعلق بزرگانِ دین کے اَقوال کا مطالعہ کیجئے: چند اقوال یہ ہیں:

☆ حضرت سیدنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''متوکل کی تین علامات ہیں: سوال نہیں کرتا، جب کوئی اسے چیز دے تو رد نہیں کرتا اور جب چیز پاس آجائے تو اسے جمع نہیں کرتا۔'' خلیفہ اعلیٰ حضرت، مرشد امیر اہلسنت، قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اسی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے: ''طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں۔'' (سیدی قطب مدینہ، ص ۱۲)

☆ حضرت سیدنا حمدون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''توکل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مضبوط تعلق کا نام ہے۔''

☆ حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''**توکل** کا پہلا مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

سامنے اس طرح ہو جس طرح مردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے، وہ اسے جس طرح چاہے الٹ پلٹ کرتا ہے۔

☆حضرت سیدنا ابوعبداللہ قرشی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تعلق قائم رہنا **توکل** ہے۔''

☆حضرت سیدنا اِبن مسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اللہ کے فیصلے اور احکام کے سامنے سر جھکانا **توکل** ہے۔''

☆حضرت سیدنا ابو عثمان حیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتماد کرتے ہوئے اسی پر اکتفا کرنا **توکل** ہے۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، باب التوکل، ص۲۰۰)

(۳)ربّ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر یقین رکھیے: بندہ رِزق اور دیگر ضروریات کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ضامن اور کفیل ہونے کا تصور رکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کمالِ علم، اس کی کمالِ قدرت کا تصور کرے اور اِس بات پر یقین رکھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خلافِ وعدہ، بھول، عجز اور ہر نقص سے منزہ اور پاک ہے، جب ہمیشہ ایسا تصور ذہن میں رکھے گا تو ضرور اُسے رِزق کے بارے میں ربّ تعالیٰ پر **توکل** کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔'' (منہاج العابدین، ص۲۸۹)

(۴)متوکل کے آداب کا مطالعہ کیجئے: حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے متوکل کے لیے گھریلو سامان سے متعلق درج ذیل ٦ آداب بیان فرمائے ہیں:

(۱)پہلا ادب: دروازہ بند کردے، البتہ زیادہ حفاظتی انتظامات نہ کرے جیسے تالا لگانے کے باوجود پڑوسی کو دیکھ بھال کا کہنا یا کئی تالے لگا دینا۔

(۲)دوسرا ادب: گھر میں ایسا سامان نہ رکھے جو چوروں کو چوری پر آمادہ کرے کہ یہ ان کے گناہ میں پڑنے کا سبب ہو گا یا ان کی دل چسپی کا باعث ہو گا۔

(۳)تیسرا ادب: بحالت مجبوری کوئی چیز چھوڑ کر جانا پڑے تو یہ نیت کرے کہ چور کو مسلط کرنے کا جو فیصلہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے اس پر راضی ہوں اور یوں کہے: ''چور جو مال لے گا وہ اس کے لیے حلال ہے یا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے مباح ہے اور اگر چور فقیر ہوا تو اس پر صدقہ ہے، بہتر یہ ہے کہ فقیر کی شرط نہ لگائے۔

(۴) چوتھا ادب: جب لوٹ کر آئے اور مال چوری پائے تو غم نہ کرے بلکہ ممکن ہو تو خوش ہو کر یہ کہے: ”اگر چوری ہونے میں بہتری نہ ہوتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مال واپس نہ لیتا۔“ اگر مال وقف نہ کیا تھا تو اسے زیادہ تلاش نہ کرے، نہ کسی مسلمان پر بدگمانی کرے۔ اگر وقف کی نیت کے بعد وہ مال مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے قبول نہ کرے اور اگر قبول کر بھی لیا تو فتوی کی رو سے جائز ہے کیونکہ فقط نیت کرنے سے ملکیت ختم نہیں ہوتی، البتہ متوکلین کے نزدیک یہ عمل ناپسندیدہ ہے۔

(۵) پانچواں ادب: چور کے لیے بددعا نہ کرے، اگر بددعا کرے گا تو توکل ختم ہو جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے چوری ہونے کو ناپسند کیا اور افسوس کیا یوں اس کا زُہد ختم ہو گیا اور اگر بددعا کی تو وہ ثواب بھی نہ ملے گا جو اس مصیبت پر ملتا، فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو بددعا دی اس نے بدلہ لے لیا۔“ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی، ۵/ ۳۲۴، حدیث:۳۵۶۳)

(۶) چھٹا ادب: اس بات پر غمگین ہو کہ چور چوری کر کے گناہ گار ہو اور عذابِ الٰہی کا مستحق ٹھہرا اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ وہ ظالم کے بجائے مظلوم بنا اور اسے دنیا کا نقصان پہنچا دِین کا نہیں۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۸۳۸ ملخصا)

(۵) ہر وقت اللہ سے پناہ مانگئے: کہ یہ عمل **توکل** اور اس میں پختگی پیدا کرنے میں بہت معاون ہے۔ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ”شیطان خبیث ہے اور تیری عداوت پر ہر وقت کمربستہ ہے، تو اس لعین کتے سے بچنے کے لیے ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگتا رہے اور کسی وقت بھی اس کی مکاریوں اور عیاریوں سے غافل نہ ہو، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے اس کتے کو بھگا دے، جب تو مردانِ خدا جیسا عزم و یقین اپنے اندر پیدا کر لے گا تو بفضل خدا اِس لعین کے دائو تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۹۹ میں ربّ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: ”بیشک اس کا کوئی قابو اُن پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے ربّ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“ یعنی ”وہ شیطانی وسوسے قبول نہیں کرتے۔“ (خزائن العرفان، پ۱۴، النحل، تحت الآیۃ:۹۹)

(۶) توکل کے فوائد اور فضائل پر غور کیجیے: چند یہ ہیں:

☆ **توکل** کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **حبیب** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **فرمان** پر **عمل** پیرا ہوتا ہے۔

☆ **توکل** کرنے والا لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆ **توکل** کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ غیب سے رزق عطا فرماتا ہے۔

☆ **توکل** کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہیں۔

☆ **توکل** کرنے والے کو دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں۔

☆ **توکل** کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ایمان محفوظ ہو جاتا ہے، کیونکہ شیطان جب کسی کے ایمان پر حملہ آور ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کا اللہ پر یقین اور بھروسہ کمزور کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ اپنے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اللہ پر کامل بھروسہ رکھیے۔ چنانچہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ میری ایک نیک آدمی سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: ''کیا حال ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''حال تو اُن کا ہے جن کا ایمان محفوظ ہے اور وہ صرف متوکلین ہی ہیں جن کا اِیمان محفوظ ہے۔'' (منہاج العابدین، ص۱۰۶)

(۷) متوکلین کے واقعات کا مطالعہ کیجئے: کہ جب بندہ متوکلین کے واقعات کا مطالعہ کرے گا تو اس کا بھی **توکل** کرنے کا ذہن بنے گا، اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف ''احیاء العلوم'' جلد ۴، صفحہ ۷۸۰ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے مطالعہ کیجئے۔

(۸) متوکلین کی صحبت اختیار کیجئے: کہ صحبت اثر رکھتی ہے، جب بندہ **توکل** کرنے والوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اس کا بھی **توکل** کا ذہن بن جاتا ہے اور جو ناشکرے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی بن جاتا ہے، لہٰذا **توکل** کی دولت حاصل کرنے کے لیے متوکلین کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت بھی ایک متوکل ولی کامل کی صحبت ہے، آپ بھی دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات اور مدنی مذاکروں میں شرکت کیجئے، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت اختیار کیجئے اور رحمت الٰہی سے **توکل** کی دولت پائیے۔

(۹) مخلوق کی محتاجی سے بچنے کا عزم کر لیجیے: کہ اس طرح بندہ مخلوق سے بے نیاز ہو کر فقط خالق ہی پر بھروسہ کرے گا کیونکہ **توکل** کی بے شمار برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ مخلوق کی محتاجی سے بچ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت

سیدنا سلیمان خواص رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص صدق نیت سے اللہ سُبحانہ وتعالیٰ پر **توکل** کرے، تو اُمراء اور غیر اُمراء سب اُس کے محتاج ہو جائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہو گا کیونکہ اس کا مالک غنی و حمید ہے۔'' (منہاج العابدین، ص ۱۰۴)

(۱۰) پر سکون اور خوشحال زندگی پر نظر رکھیے: ہماری کامیابی میں ذہنی اور قلبی سکون کا بہت بڑا کردار ہے، ذہنی اور قلبی طور پر مطمئن شخص عموماً پر سکون اور خوشحال زندگی گزارتا ہے اور **توکل** سے ذہنی و قلبی سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اکثر مجلس میں فرمایا کرتے تھے: ''اپنی تدبیر اُس ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے (یعنی فقط اللہ ربّ العزت پر توکل کر) تو راحت پائے گا۔'' (منہاج العابدین ص ۱۱۳)

(۱۱) ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں توکل کی دعا کیجئے: کہ اس کی رحمت بہت بڑی ہے، اس سے جو مانگو وہ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے، توکل کی یوں دعا مانگئے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے حبیب، ہم گناہگاروں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے **توکل** کی دولت عطا فرما، مجھے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا، مجھے ہر ہر معاملے میں بس تیری ہی ذات پر بھروسہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' آمین

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(16)ذکرُ اللہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم پر دُرُودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اِس قَدَر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اُتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنا گردنیں (یعنی غلاموں کو) آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (تاریخ بغداد ج۷ ص ۱۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں ذکر اللہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

ذِکرُ اللہ کی تعریف:

☆ ذِکر کے معنی یاد کرنا، یاد رکھنا، چرچا کرنا، خیر خواہی اور عزت و شرف کے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ذِکر اِن تمام معنوں میں آیا ہوا ہے۔ اللہ کو یاد کرنا، اسے یاد رکھنا، اس کا چرچا کرنا اور اس کا نام لینا ذِکرُ اللہ کہلاتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۳/۳۰۴ ملخصاً)

ذِکرُ اللہ کی مختلف اقسام:

☆ ذِکرُ اللہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ذِکر لسانی کہ بندہ زبان سے اللہ کا ذِکر کرے، اس میں تسبیح، تقدیس، ثنا، حمد، مدح، خطبہ، توبہ، اِستغفار، دُعا وغیرہ داخل ہیں۔

(۲) ذِکر قلبی کہ بندہ دل سے اللہ کا ذکر کرے، اس میں اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا، علمائے کرم رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کا اِستنباط مسائل (قرآن وحدیث سے مسائل اَخذ کرنے) میں غور وفکر کرنا داخل ہے۔

(۳) ذِکر بالجوارح کہ بندہ مختلف اَعضائے جسم سے اللہ کا ذکر کرے۔ جیسے حج کے لیے سفر کرنا، آنکھ کا خوفِ خدا میں رونا، کان کا ربّ تعالیٰ کا نام سننا۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے: تسبیح و تکبیر ثناء و قراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع و خضوع اِخلاص ذِکر قلبی اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذِکر بالجوراح ہے۔ ☆ ذِکرُاللہ بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلاواسطہ بھی۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ بلاواسطہ ذِکرُاللہ ہے۔ (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوبوں کا محبت سے چرچا کرنا، اس کے دشمنوں کا برائی سے ذِکر کرنا سب بالواسطہ ذِکرُاللہ ہیں۔ سارا قرآنِ پاک ذِکرُاللہ ہے مگر اس میں کہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات مذکور ہیں، کہیں حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اَوصاف و محامد (تعریفیں)، کہیں کفار کے (بطورِ مذمت) تذکرے۔ ☆ ذِکرُاللہ بہترین عبادت ہے اسی لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس کا تاکیدی حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ☆ پھر ذِکر کی مزید دو صورتیں بھی ہیں:

(۱) ذِکر خفی کہ بندہ دل میں یا آہستہ آواز سے ذِکرُاللہ کرے۔

(۲) ذِکر جلی یا ذِکر بالجہر کہ بندہ بلند آواز سے ذِکرُاللہ کرے۔ بعض علماء کے نزدیک **ذِکر خفی** افضل تو بعض کے نزدیک **ذِکر جلی** افضل۔ (خزائن العرفان، پ۲، البقرہ، تحت الآیۃ: ۱۵۲، مرآۃ المناجیح، ۳/ ۳۰۴ماخوذا)

آیت مبارکہ:

اللہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۴۱)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔

(حدیث مبارکہ) سب سے زیادہ محبوب عمل:

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے عرض کی: ”اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”مرتے دم تک تمہاری

زبان ذِکرُاللہ سے تر رہے۔" (شعب الایمان للبیھقی، باب فی محبۃ اللہ، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ، ۱/ ۳۹۳، حدیث:۵۱۶)

ذِکرُاللّٰہ کا حکم:

☆اللہ کے ذِکر میں دِلوں کا اطمینان ہے، ذِکر الٰہی مُنْجِیَات یعنی نجات دلانے والے اَعمال میں سے ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی زبان کو اللہ کے ذِکر سے تر رکھے، ہر جائز کام کی ابتداء اللہ کے مبارک نام سے کرے۔

☆حرام وناجائز کام سے قبل بِسْمِ اللہ شریف ہر گز، ہر گز، ہر گز نہ پڑھی جائے، حرامِ قطعی کام سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھنا کفر ہے۔ چُنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "شراب پیتے وَقت، زِنا کرتے وَقت یا جُوا کھیلتے وَقت بِسْمِ اللہ کہنا کُفر ہے۔" (فتاوی ھندیۃ، ۲/ ۲۷۳)

☆یاد رکھئے! زَبان سے ذِکر و درود باعث اجر و ثواب بھی ہے اور بعض صورَتوں میں ممنوع بھی۔ مثلاً مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد اوّل صفحہ ۵۳۳ پر ہے: گاہک کو سودا دکھاتے وَقت تاجِر کا اِس غرض سے دُرُود شریف پڑھنا یا سُبْحٰنَ اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے ناجائز ہے۔ یونہی کسی بڑے کو دیکھ کر اس نیت سے درود شریف پڑھنا کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے تاکہ اس کی تعظیم کو اٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں ناجائز ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ۲/ ۲۸۱)

(حکایت) ایک "یااللہ" میں سو (۱۰۰) "لَبَّیْک":

ایک شخص رات کو ذِکرُاللہ میں مشغول تھا اور اس کی زبان پر اللہ، اللہ کا ورد جاری تھا۔ شیطان نے اُس کو جھڑک کر کہا: "اے کمبخت! کب تک اللہ، اللہ کی رَٹ لگائے جائے گا۔ اُدھر سے تو کوئی جواب نہیں ملتا اور تو ہے کہ مسلسل اُسی کو پکارے جا رہا ہے۔" شیطان کی بات سُن کر اُس شخص کا دل ٹوٹ گیا۔ سر جھکایا تو نیند آگئی۔ عالم خواب میں دیکھا کہ حضرتِ سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ "اے نیک بخت! تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کیوں چھوڑ دیا؟" اُس نے کہا کہ "بارگاہِ الٰہی سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس لیے فکر مند ہوں کہ کہیں میرے ذِکرُاللہ کو رَد ہی نہ کر دیا گیا ہو۔" حضرتِ سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ "بارگاہِ اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مجھ کو حکم ہوا کہ تیرے پاس جاؤں اور تجھ کو بتاؤں کہ تو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہے، وہی ہمارا جواب ہے۔ تیرے

دل میں جو سوز و گداز پیدا ہوتا ہے، وہ ہمارا ہی تو پیدا کیا ہوا ہے۔ اور یہ ہمارا ہی کام ہے کہ تجھ کو ذِکْرُاللہ میں مشغول کر دیا ہے، تیرے ہر ''یااللہ'' کہنے میں ہماری سو ''لَبَّیْك'' پوشیدہ ہیں۔'' (مثنوی مولانا رُوم، دفتر سوم، ص:۳۲)

ذِکْرُاللّٰہ کا ذہن بنانے اور کرنے کے تیرہ (۱۳) طریقے:

(۱) ذِکْرُاللہ کے فضائل و فوائد کا مطالعہ کیجئے: چند فضائل یہ ہیں:

☆ ذِکْرُاللہ کرنے والا خشک جنگل میں سرسبز درخت کی طرح ہے۔

☆ ذِکْرُاللہ کرنے والا مجاہد کی طرح ہے۔

☆ رحمت الٰہی بندے کے ساتھ ہوتی ہے جب تک وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ ذِکْرُاللہ سے ہلتے رہتے ہیں۔

☆ ذِکْرُاللہ سے بڑھ کر عذابِ اِلٰہی سے نجات دلانے والا عمل کوئی نہیں۔

☆ ذِکْرُاللہ کی کثرت کرنے والے کے لیے باغِ جنت میں آسودگی کی خوشخبری ہے۔

☆ سب سے افضل عمل ذِکْرُاللہ ہے۔

☆ صبح و شام ذِکْرُاللہ سے اپنی زبان کو تر رکھنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

☆ ذِکْرُاللہ کرنے والے کے تمام اُمور کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سنوار دیتا ہے، اُسے اپنی رحمت عطا فرماتا اور اپنا دوست بنالیتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۱/ ۸۸۸ ماخوذا)

(۲) اجتماعی ذِکر کے فضائل کا مطالعہ کیجئے: چند فضائل یہ ہیں:

☆ جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں، فرشتے انہیں گھیر لیتے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کے سامنے ان کا چرچا کرتا ہے۔

☆ جو لوگ محض رضائے الٰہی کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے بیٹھتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ مغفرت یافتہ ہو کر لوٹ جاؤ تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیے گئے ہیں۔

☆ جن گھروں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر ہوتا ہے اہل آسمان ان گھروں کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے تم ستاروں کو دیکھتے ہو۔ (احیاء العلوم، ۱/ ۸۹۱ ماخوذ)

(۳) ذِکْرُ اللّٰہ والے اِجتماعات میں شرکت کیجئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت ہر جمعرات کو بعد نمازِ مغرب عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی اور دنیا بھر کے مختلف مدنی مراکز و مساجد میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں، اسی طرح گیارہویں، شریف، بارہویں شریف، شب معراج، شب براءت اور رمضان المبارک میں تو تقریباً ہر رات ہی ذِکْرُ اللّٰہ والے اِجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں، یہ تمام اِجتماعات اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذِکر پر مشتمل ہوتے ہیں، خود بھی ان میں شرکت کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

(۴) کلمۂ طیبہ کے ذریعے ذِکْرُ اللّٰہ کیجئے: اَحادیث مبارکہ میں اس کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں، چند فضائل یہ ہیں: ☆ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' پڑھنے والے کو قبر و حشر میں کوئی وحشت نہ ہوگی۔ ☆جو شخص کامل وضو کرکے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہے: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ '' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ ☆جو شخص روزانہ ۱۰۰ بار یہ کلمات پڑھتا ہے: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ '' تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے نامۂ اعمال میں ۱۰۰ نیکیاں لکھی جاتی اور ۱۰۰ گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر کسی اور کا عمل نہیں ہوتا مگر یہ کہ کوئی شخص اس سے زیادہ کلمات پڑھے۔ ☆سچے دل سے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' پڑھنے والا اگر زمین بھر گناہ لے کر آئے پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ ☆جس نے اخلاص کے ساتھ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' کہا وہ داخل جنت ہوا۔ (احیاء العلوم، ۱/ ۸۹۳، ۸۹۴ ملخصا)

(۵) سُبْحٰنَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر وغیرہ اذکار پڑھیے: ان کے بھی احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں۔ چند فضائل یہ ہیں: ☆جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحٰنَ اللّٰہ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا، پھر ۱۰۰ کا عدد پورا کرنے کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَاشَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ کہا تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ☆جو ایک دِن میں ۱۰۰ بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ☆جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے تو یہ کلمہ زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے، جب دوسری مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے تو ساتویں آسمان سے لے کر تحت الثریٰ کو

بھر دیتا ہے اور جب تیسری مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا۔“
(احیاء العلوم، ۱/ ۸۹۶ ملخصا)

(۶) اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسولِ خدا کی نعتیں پڑھیے: یہ بھی ذِکْرُاللہ اور باعث خیر وبرکت ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت اِمامِ اہلسنت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے منظوم کلام کا مجموعہ **”حدائق بخشش“** اور عاشق اعلیٰ حضرت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے منظوم کلام کا مجموعہ **”وسائل بخشش“** کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۷) بارگاہِ اِلٰہی میں توبہ واِستغفار کیجئے: کہ یہ بھی ذِکْرُاللہ کی ایک قسم ہے، قرآن واَحادیث میں اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، جو اِستغفار کی کثرت کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی کو دور فرمائے گا، ہر تنگی سے اس کے لیے نجات کی راہ نکالے گا اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا۔ یوں توبہ واستغفار کیجئے: ”اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہُ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم یعنی میں اپنے ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تمام گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جو میں نے جان بوجھ کر کیے، یا غلطی سے کیے، چھپ کر کیے، یا علانیہ کیے اور میں اس کی بارگاہ میں ان تمام گناہوں سے بھی توبہ کرتا ہوں جنہیں میں جانتا ہوں اور ان گناہوں سے بھی جنہیں میں نہیں جانتا، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو غیبوں کو جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور نیکی کرنے کی قوت اور گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔“

(۸) بارگاہِ الٰہی میں دعا کیجئے: دعا بھی ذِکْرُاللہ کی ایک قسم ہے، دعا عبادت کا مغز ہے، بارگاہِ الٰہی میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، دعا سے یا تو بندے کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یا اسے بھلائی عطا کر دی جاتی ہے یا اس کے لیے بھلائی جمع کر دی جاتی ہے۔ دعا کے فضائل، آدابِ دعا، دعا کی قبولیت کے اَسباب، دعا کی قبولیت کے اَوقات، دعا کی قبولیت کے مقامات، دعا کی قبولیت کے اَلفاظ، دعا مانگنے میں ممنوعہ اَلفاظ ودیگر تفصیلی معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۲۱ صفحات پر مشتمل کتاب **”فضائل دعا“** اور ۱۱۳۰ صفحات پر مشتمل کتاب ”اِحیاء العلوم“ جلد اوّل کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۹)جسمانی اَعضاء کے ذریعے ذِکرُ اللہ کیجئے: جسمانی اعضاء سے ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام فرض نمازوں، واجبات وسنن ونوافل کی اچھے طریقے سے ادائیگی کیجئے کہ نماز ذِکر بالجوارح یعنی اَعضاء کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے پر مشتمل ہے، زکوۃ ادا کیجئے، فرض روزے رکھیے، اِستطاعت ہونے کی صورت میں حج کی ادائیگی کیجئے، نیکیاں کیجئے، اپنے آپ کو تمام ظاہری وباطنی گناہوں سے بچایئے، یہ تمام اُمور بھی ذِکرُ اللہ میں شامل ہیں۔

(۱۰)تلاوتِ قرآن کیجئے: تلاوت قرآن اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بہترین ذِکر ہے، تلاوت کے بے شمار فضائل قرآن واَحادیث میں بیان فرمائے گئے ہیں، چند فضائل یہ ہیں: ☆اس اُمت کی افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔☆تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔☆حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے: جسے تلاوت قرآن نے مجھ سے مانگنے اور سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اسے شکر گزاروں کے ثواب سے افضل عطا فرماؤں گا۔☆دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، دلوں کی صفائی تلاوت قرآن اور موت کی یاد سے ہوگی۔☆قرآنِ پاک پڑھو بے شک تمہیں اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں دی جائیں گی میں یہ نہیں کہتا کہ ''الٓمّ'' ایک حرف ہے بلکہ **الف** ایک حرف **لام** ایک حرف اور **میم** ایک حرف ہے۔☆قرآنِ پاک کی ہر آیت مبارکہ، جنت کا ایک درجہ اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔(احیاء العلوم،۱/ ۸۲۳تا۸۲۵ماخوذا)

(۱۱)ذِکرِ صالحین کے ذریعے بالواسطہ ذِکرُ اللہ کیجئے: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خصوصا امام الانبیاء، نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اہل بیت اَطہار، اَزواجِ مطہرات، دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، حضور داتا گنج بخش، حضور غوثِ پاک، خواجہ غریب نواز ودیگر تمام بزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا ذِکر بھی بالواسطہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا ذکر ہے، اس سلسلے میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اِن کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: عجائب القرآن مع غرائب القرآن، سیرت مصطفٰے، فیضانِ صدیق اکبر، فیضانِ فاروقِ اعظم، صحابہ کرام کا عشق رسول، کراماتِ صحابہ، اُمہات المؤمنین۔ وغیرہ وغیرہ

(۱۲)روزانہ کچھ نہ کچھ اَوراد وَوظائف پڑھنے کی عادت بنایئے: روزانہ کچھ نہ کچھ اوراد پڑھنا بھی ذِکرُ اللہ کی ایک صورت ہے اور اس کی بھی بہت ترغیب دلائی گئی ہے، مختلف نمازوں کے اَوراد ووظائف کی تفصیلی معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اِن کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: قوت القلوب، جلداوّل، اِحیاء العلوم، جلداوّل۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ شیخ

طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں بھی اپنے مریدین وطالبین کے لیے مختلف اَوقات ومختلف نمازوں کے کئی وظائف ذِکر فرمائے ہیں، آپ بھی ان وظائف کو اپنے معمولات میں شامل کرکے کثیر ثواب کمایئے۔

(۱۳) درودِ پاک کی کثرت کیجئے: درودِ پاک بھی نہایت افضل ذِکر ہے، خود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک میں دُرود وسلام کا حکم ارشاد فرمایا ہے، کثیر اَحادیث مبارکہ میں حضور نبی رحمت شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے درودِ پاک کے فضائل بیان فرمائے ہیں، درودِ پاک پڑھنے والے کو دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیاں عطا کر دی جاتی ہیں، درود شریف پڑھنے والے کو تمام اوراد ووظائف سے کفایت کر دی جاتی ہے، کل بروزِ قیامت اسے شفاعت نصیب ہو گی، جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔ مزید فضائل کے لیے حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف "**احیاء العلوم**" جلد اول، صفحہ ۹۲۴ کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(17) اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا ہے: تم اپنی مجالس کو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۲۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''منجیات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی تعریف:

خوشی، غمی، راحت، تکلیف، نعمت ملنے، نہ ملنے، الغرض ہر اچھی بری حالت یا تقدیر پر اس طرح راضی رہنا، خوش ہونا یا صبر کرنا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شکوہ یا واویلا وغیرہ نہ ہو **''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہنا''** کہلاتا ہے۔

رضا سے متعلق مختلف صورتیں:

☆ دعا مانگنا، گناہوں سے نفرت کرنا، گناہوں سے بچنے کی دعا کرنا، مغفرت طلب کرنا، گناہ کے مرتکب سے ناراض ہونا، اسباب گناہ کو برا جاننا، اس پر راضی نہ ہونا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرنا، گناہوں والی سرزمین سے بھاگنا اور اس کی مذمت کرنا، دِین پر معاونت کرنے والے اسباب کو اختیار کرنا، یہ تمام امور رضا کے خلاف نہیں۔

☆ شکوہ کے طور پر مصیبت کا اظہار کرنا، دل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ناراض ہونا، کھانے کی اشیاء کو برا کہنا اور ان میں عیب نکالنا، یہ تمام امور رضا کے خلاف ہیں۔

☆اس طرح کہنا کہ ''فقر آزمائش ہے، اہل وعیال غم اور تھکاوٹ کا باعث ہیں، پیشہ اختیار کرنا تکلیف اور مشقت ہے۔'' یہ تمام باتیں رضا میں خلل ڈالتی ہیں بلکہ بندے کو چاہیے کہ وہ تدبیر اور مملکت کو اس کے مدبر اور مالک کے سپرد کر دے اور وہ کہے جو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا کہ: ''مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تونگری (مالداری) کی حالت میں صبح کروں یا فقر کی حالت میں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے میرے لیے کونسی حالت بہتر ہے۔'' (احیاء العلوم، ۵/۱۸۱تا۱۹۰ماخوذا)

آیت مبارکہ:

☆اللہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ (پ۷، المائدۃ:۱۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی۔

☆اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (پ۲۷، الرحمن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اِحسان کی انتہا یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے سے راضی ہو اور یہ وہ ثواب ہے جو بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہونے کی صورت میں ملتا ہے۔''

(احیاء العلوم، ۵/۱۵۷)

(حدیث مبارکہ) رِضائے الٰہی پر راضی رہنے والے مؤمن:

رسولِ اَکرم شفیع معظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت سے استفسار فرمایا: ''تم لوگ کیا ہو؟ ''انہوں نے عرض کی: ''ہم مؤمن ہیں۔ ''اِستفسار فرمایا: ''تمہارے اِیمان کی کیا نشانی ہے؟'' عرض کی: ''ہم آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں، آسودگی میں شکر الٰہی بجالاتے ہیں اور ربّ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتے ہیں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ربّ کعبہ کی قسم! تم مؤمن ہو۔''

(معجم اوسط، ۶/۴۶۷، حدیث:۹۴۲۷بتغیر قلیل، احیاء العلوم، ۵/۱۵۸)

اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا حکم:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہے، رضائے الٰہی پر راضی رہنا نجات دلانے اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

(حکایت) صبرورضا نے گرفتاری سے بچالیا:

حضرت سیدنا ابوعکاشہ مسروق کوفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جنگل میں رہتا تھا، اس کے پاس ایک کتا، ایک گدھا اور ایک مرغ تھا۔ مرغ تو گھر والوں کو نماز کے لیے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر وہ پانی بھر کر لاتا اور خیمے وغیرہ لادا کرتا اور کتا ان کی پہرہ داری کرتا تھا۔ ایک دن لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ کر لے گئی، گھر والوں کو اس بات کا بہت رنج ہوا مگر وہ شخص نیک تھا، اس نے کہا: ''ہوسکتا ہے اسی میں بہتری ہو۔'' پھر ایک دن بھیڑیا آیا اور گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار دیا، اس پر بھی گھر والے رنجیدہ ہوئے مگر اس شخص نے کہا: ''ممکن ہے اسی میں بھلائی ہو۔'' پھر ایک دن کتا بھی مر گیا تو اس شخص نے پھر بھی یہی کہا: ''ممکن ہے اسی میں بہتری ہو۔'' ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ایک صبح انہیں معلوم ہوا کہ اُن کے اَطراف میں آباد تمام لوگوں کو قید کرلیا گیا ہے اور صرف یہ ہی محفوظ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا مسروق رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''دیگر تمام لوگ کتوں، گدھوں اور مرغوں کی آوازوں کی وجہ سے ہی پکڑے گئے۔ پس تقدیر الٰہی کے مطابق اُن کے حق میں بہتری اِن جانوروں کی ہلاکت میں تھی۔'' (احیاء العلوم، ۵/۱۷۳)

اللہ کی رضا پر راضی رہنے کے نو (۹) طریقے:

(۱) رضائے الٰہی پر راضی رہنے کے فضائل پر غور کیجئے: تین فرامین مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیش خدمت ہیں:

(۱) ''خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کو اسلام کی ہدایت دی گئی اور اس کا رزق بقدر کفایت ہے اور وہ اس پر راضی ہے۔''

(۲) ''جو شخص تھوڑے رزق پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوجاتا ہے۔''

(۳) ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے پس اگر بندہ صبر کرے تو وہ اس کو چن لیتا ہے اور اگر راضی رہے تو اس کو برگزیدہ بنالیتا ہے۔'' (احیاء العلوم، ۵/۱۵۹)

(۲) رضائے الٰہی پر راضی رہنے سے متعلق اقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے: چند اَقوال یہ ہیں:

☆حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”بروزِ قیامت سب سے پہلے ان لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا جو ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر کرتے ہیں۔“

☆حضرت سیدنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”جو تقدیر پر راضی نہیں اس کی حماقت کا کوئی علاج نہیں۔“

☆حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”میں کسی انگارے کو زبان سے چاٹوں اور وہ جلادے جو جلادے اور باقی رہنے دے جو باقی رہنے دے، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ جو کام ہو چکا اس کے بارے میں کہوں: کاش نہ ہوتا یا نہ ہونے والے کام کے بارے میں کہوں: کاش ہو جاتا۔“

☆حضرت سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”اِیمان کی سربلندی حکمِ الٰہی پر صبر کرنا اور تقدیر پر راضی رہنا ہے۔“ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۶۴، ۱۶۵ بتصرف قلیل)

(۳) رضائے الٰہی پر راضی رہنے سے متعلق حکایاتِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے: اس کے بارے میں حکایات پڑھنے سے بھی رِضائے اِلٰہی پر راضی رہنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف ”احیاء العلوم“ جلد پنجم، صفحہ ۱۷۰ سے مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۴) ”کیوں“ اور ”کیسے“ کو اپنی زندگی سے نکال دیجئے: ”کیوں“ اور ”کیسے“ دونوں اَلفاظ رضا پر راضی رہنے کے خلاف ہیں، ایک مشہور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا تو اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کو میں نے خیر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر کو جاری کیا اور اس شخص کے لیے خرابی ہے جس کو میں نے شر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر کو جاری کیا اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے جو کہے: کیوں اور کیسے؟“ (احیاء علوم الدین، کتاب المحبۃ والشوق۔۔۔ الخ، بیان فضیلۃ الرضا، ۵/ ۶۵)

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب من کان مفتاحا للخیر، ۱/ ۱۵۵، حدیث: ۲۳۷، ۲۳۸، معجم کبیر، ۱۲/ ۱۳۴، حدیث: ۱۲۷۹۷)

(۵) ”اگر“ اور ”کاش“ کو بھی اپنی زندگی سے نکال دیجئے: ”اگر“ اور ”کاش“ یہ دونوں الفاظ بھی رضا پر راضی رہنے میں بہت بڑی رُکاوٹ ہیں۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے، کوئی مالی نقصان

پہنچتا ہے تو یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ”اگر میں یوں کر لیتا تو نقصان نہ ہوتا، یا کاش! میں یوں کر لیتا۔“ وغیرہ وغیرہ عقلمندی اسی میں ہے کہ بندہ ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرے، اس کے فوائد اور نقصانات پر پہلے ہی غور و فکر کر لے، پھر اس کے کرنے پر نفع ہو یا نقصان اسے تقدیر الٰہی جانتے ہوئے راضی رہے، اس پر شکوہ شکایت نہ کرے، واویلا نہ مچائے بلکہ ظاہری اسباب کو اختیار کرتے ہوئے آئندہ کے لیے کوشش کرے۔

(۶) تکلیف پر ملنے والے ثواب پر غور کیجئے: تکلیف پر ملنے والے ثواب پر غور کرنے سے رِضائے الٰہی پر راضی رہنے میں مدد ملے گی، فرمانِ مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہے: ”مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلے اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔“

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب ثواب المؤمن فیما۔۔۔الخ، ص۱۳۹۱، حدیث:۲۵۷۲)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا فتح موصلی کی زوجہ محترمہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمَا کا پاؤں پھسلا اور اُن کا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ مسکرانے لگیں، اُن سے عرض کی گئی: ”کیا آپ کو تکلیف نہیں پہنچی؟“ ارشاد فرمایا: ”ثواب کی لذت نے میرے دل سے تکلیف کی کڑواہٹ کو زائل کر دیا ہے۔“ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۶۷)

(۷) بڑی مصیبت کو پیش نظر رکھیے: جب بھی کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچے تو اس سے بڑی مصیبت یا تکلیف کو پیش نظر رکھیے، مثلاً ہاتھ پر زخم ہو جائے تو یوں ذہن بنایئے کہ میرے ہاتھ پر فقط زخم ہوا ہے، اگر پورا ہاتھ ہی کٹ جاتا تو میری کیفیت کیا ہوتی؟ فقط پاؤں میں تکلیف ہے، اگر پوری ٹانگ ہی کٹ جاتی تو میری کیفیت کیا ہوتی؟ دنیوی نقصان پہنچے تو یوں ذہن بنائے کہ فقط دنیا کا نقصان ہوا ہے میرا دین تو سلامت ہے، وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے کہ اس سے بھی رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ ان شاءاللہ

(۸) نیک لوگوں کی صحبت اِختیار کیجئے: صحبت اثر رکھتی ہے، بندہ جب ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جن کی زبان ہر وقت شکوہ شکایت سے تر رہتی ہے تو اِس پر بھی اُن کا اثر ہو جاتا ہے اور یہ بھی اُس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے، جبکہ صبر و شکر کرنے اور رضائے الٰہی پر راضی رہنے والے لوگوں کی صحبت اسے صابر و شاکر اور راضی رہنے والا بنا دیتی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول بھی اچھی صحبت فراہم کرتا ہے، اس مدنی ماحول میں صبر و شکر و رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول

سے وابستہ ہو جائیے، ان شاءاللہ صبر وشکر ورضائے الٰہی پر راضی رہنے کی دولت نصیب ہوگی۔

(۹) رضائے الٰہی پر راضی رہنے کے مقامات کی معلومات حاصل کیجئے: جب تک بندے کو رضائے الٰہی پر راضی رہنے کے مقامات کا علم نہیں ہوگا کہ جہاں رضائے الٰہی پر راضی رہنا چاہیے تو اس کے لیے رضا کو اختیار کرنا بہت دشوار ہے۔ چند مقامات یہ ہیں:

(۱) جب کسی عزیز کا انتقال ہو جائے کہ اس موقع پر لوگ عموماً نہایت بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ بعض جاہل افراد تو مَعَاذَ الله کفریہ کلمات تک بک دیتے ہیں، جس سے ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ **(۲)** کاروبار میں نقصان ہو جائے۔ **(۳)** ایکسیڈنٹ ہو جائے۔ **(۴)** کوئی قدرتی آفت نازل ہو جائے۔ **(۵)** کسی بھی طرح کی بیماری لگ جائے۔ **(۶)** اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا کسی کو تکلیف پہنچے۔ **(۷)** گھر یا دُکان میں چوری یا ڈکیتی ہو جائے۔ **(۸)** بلاوجہ نوکری سے نکال دیا جائے۔ **(۹)** دوران سفر جیب کٹ جائے۔ **(۱۰)** موبائل فون یا گاڑی وغیرہ چھن جائے۔ **(۱۱)** کوئی چیز گم ہو جائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(18)زہد کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: بے شک دعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیٔ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔ (ترمذی ج۲ ص۲۸ حدیث ۴۸۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں زہد کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

زُہد کی تعریف:

دنیا کو ترک کرکے آخرت کی طرف مائل ہونے یا غیرُ اللّٰہ کو چھوڑ کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہونے کا نام **زُہد** ہے۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۲۶۴)

اور ایسا کرنے والے کو **زاہد** کہتے ہیں۔ **زُہد** کی مکمل اور جامع تعریف حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی کا قول ہے، آپ فرماتے ہیں: "**زُہد** یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز کو ترک کردے جو اسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کرے۔" (احیاء العلوم، ۴/ ۲۸۴)

حقیقی زاہد کی تعریف:

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالی فرماتے ہیں: "حقیقی زاہد تو وہ ہے جس کی پاس دنیا ذلت کے ساتھ حاضر ہو، اس کے حصول کے لئے مشقت بھی نہ اٹھانی پڑے اور وہ کسی بھی قسم کا نقصان اٹھائے بغیر دنیا کو

استعمال کرنے پر قادر ہو۔ مثلاً عزت میں کمی، بدنامی یا کسی خواہشِ نفس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو لیکن وہ اس خوف سے دنیا کو ترک کر دے کہ اسے اختیار کر کے میں اس سے مانوس ہو جاؤں گا اور یوں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور سے مانوس ہونے اور محبت کرنے والوں نیز اس کی محبت میں غیر کو شریک کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ آخرت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والے ثواب کو حاصل کرنے کی نیت سے دنیا کو ترک کرنے والا شخص بھی **حقیقی زاہد** ہے۔ جو شخص جنتی مشروبات کو پانے کے لئے دنیوی مشروبات سے نفع اٹھانے کو ترک کر دے، حورانِ جنت کے اشتیاق میں دنیوی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو، جنتی باغات اوران کے درختوں پر نظر رکھتے ہوئے دنیا کے باغات سے نفع نہ اٹھائے، جنت میں زیب وزینت کے حُصُول کے لئے دنیا میں آرائش وزیبائش سے منہ موڑلے، جنتی میوہ جات کو پانے کیلئے دنیا کی لذیذ غذاؤں کو ترک کر دے اس خوف سے کہ کہیں روزِ قیامت یہ نہ کہہ دیا جائے:(اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ)(پ۲۶، الاحقاف:۲۰) ترجمۂ کنز الایمان: "تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے۔"۔ الغرض جو شخص اس بات پر نظر رکھتے ہوئے کہ آخرت دنیا سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے اور اس کے علاوہ دیگر ہر چیز دنیا ہے جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہے، جنتی نعمتوں کو ان تمام چیزوں پر ترجیح دے جو اسے دنیا میں بغیر کسی مَشَقَّت کے بآسانی دستیاب ہیں حقیقت میں ایسا شخص **زاہد** کہلانے کا حق دار ہے۔(احیاء العلوم، ۴/ ۲۵۳ بتصرف قلیل)

آیت مبارکہ:

اللہ قارون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ (پ۲۰، القصص:۷۹، ۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: "تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں، بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے، اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں۔"

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: ''اِس آیت مقدسہ میں **زُہد** کو علماء کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور زاہدین کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ علم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں اور یہ بات **زُہد** کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔'' (احیاء العلوم، ۴/ ۲۵۵)

(حدیث مبارکہ) زُہد اختیار کرنے والے کی فضیلت:

ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: ''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ ''ارشاد فرمایا: ''ہر وہ مؤمن جو دل کا صاف اور زبان کا سچا ہو۔ ''عرض کی گئی: ''صاف دل والے سے کیا مراد ہے؟''ارشاد فرمایا: ''وہ متقی اور مخلص شخص جس کے دل میں خیانت، دھوکا، بغاوت اور حسد نہ ہو۔''پھر عرض کی گئی: ''ایسے شخص کے بعد کون افضل ہے؟''ارشاد فرمایا:''وہ شخص جو دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرنے والا ہو۔'' (شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، ۴/ ۲۰۵، حدیث: ۴۸۰۰)

زُہد کا حکم:

زُہد نجات دلانے اور جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاَکْرَم فرماتے ہیں: ''اَحکام کے اعتبار سے **زُہد** کی تین اَقسام ہیں: **(۱)** فرض کہ بندہ اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچائے۔ **(۲)** نفل کہ بندہ اپنے آپ کو حلال چیزوں سے بھی بچائے۔ **(۳)** احتیاط کہ بندہ شبہات سے اپنے آپ کو بچائے۔

(احیاء العلوم، ۴/ ۲۸۵ ملخصا)

پھر **زُہد** کے تین درجات ہیں:

(۱) جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر چیز حتی کہ جنت الفردوس سے بھی بے رغبتی اختیار کرے، صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرے وہ **زاہد مطلق** ہے جو کہ **زُہد** کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

(۲) جو شخص تمام دُنیوی لذات سے بے رغبت ہو لیکن اُخروی نعمتوں مثلاً جنتی حوروں، محلات و باغات، نہروں اور پھلوں وغیرہ کی لالچ کرے وہ بھی **زاہد** ہے لیکن اس کا مرتبہ **زاہد مطلق** سے کم ہے۔

(۳) جو شخص دُنیوی لذات میں سے بعض کو ترک کرے اور بعض کو نہیں مثلاً مال و دولت کو ترک کرے، مرتبے اور شہرت کو نہیں یا کھانے پینے میں وسعت کو ترک کردے زینت وآرائش کو نہیں، اس کو مطلقاً **زاہد** نہیں کہا جاسکتا۔ زاہدین میں ایسے شخص کا وہی مرتبہ ہے جیسے توبہ کرنے والوں میں اس شخص کا جو بعض گناہوں سے توبہ کرے

اور بعض سے نہ کرے، جس طرح ایسے تائب کی توبہ صحیح ہے کیونکہ ممنوعہ چیزوں کو ترک کرنے کا نام توبہ ہے یوں ہی ایسے **زاہد** کا **زُہد** بھی صحیح ہے کیونکہ مباح لذتوں کا ترک کرنا **زُہد** کہلاتا ہے اور جس طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص بعض ممنوعات کو ترک کرپاتا ہو اور بعض کو نہیں، اسی طرح جائز چیزوں میں بھی یہ ہو سکتا ہے۔" (احیاء العلوم، ۴/ ۲۶۴)

(حکایت) رسول خدا کا اختیاری زُہد:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بار گاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ دوجہاں کے سلطان رحمت عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھجور کی چھال سے بُنی ہوئی چارپائی پر آرام فرما تھے، جس کے سبب مبارک پہلوؤں پر نشانات پڑ گئے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اشک بار ہو گئے۔ حضور نبی کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: "اے عمر! کیوں روتے ہو؟ "عرض کی: "مجھے اس بات نے رُلا دیا کہ قیصر وکسریٰ جیسے بادشاہ تو دنیوی آسائشوں میں زندگی گزار رہے ہیں اور آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب وچنے ہوئے بندے اور رسول ہونے کے باوجود کھجور کی چھال سے بنی ہوئی ایک چارپائی پر آرام فرما ہیں۔ "آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے عمر! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو؟ عرض کی: "یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اس بات پر راضی ہوں۔ "ارشاد فرمایا: "تو پھر ایسا ہی ہے۔" یعنی ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے (الادب المفرد للبخاری، باب الجلوس علی السریر، ص ۳۱۱، حدیث: ۱۱۹۷)

زُہد کا ذہن بنانے اور اختیار کرنے کے نو (۹) طریقے:

(۱) زُہد کے فضائل و فوائد پر غور کیجئے: چند فضائل و فوائد یہ ہیں: ☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ **زُہد** اختیار کرنے والے کے ارادوں کو مضبوط فرما دیتا ہے۔ ☆ **زاہد** کے مال واسباب کی حفاظت فرماتا ہے۔ ☆ **زاہد** کے دل میں دنیا سے بے نیازی پیدا فرما دیتا ہے۔ ☆ **زاہد** کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آتی ہے۔ ☆ **زاہد** کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے۔ ☆ **زاہد** سے اللہ عَزَّوَجَلَّ محبت فرماتا ہے۔ جس دل میں ایمان اور حیا موجود ہوں اس میں **زُہد** اور تقویٰ قیام کرتے ہیں۔ ☆ **زاہد** کے دل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ایمان سے منور فرما دیتا ہے۔ ☆ **زاہد** کی زبان پر بھی حکمت جاری ہو جاتی ہے۔ ☆ **زاہد** کو اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا کی بیماری اور اس کے علاج کی پہچان عطا فرما دیتا ہے۔ ☆ **زاہد** کو اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا سے صحیح سلامت نکال کر سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ ☆ **زُہد** اختیار کرنا انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور امام الانبیاء احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کی سنت ہے۔☆**زاہد** اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب ہے۔☆**زاہد** کو بغیر سیکھے علم اور بغیر کوشش کے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔☆**زاہد** پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔(احیاء العلوم، ۴/ ۶۵۷ تا ۶۶۹ ماخوذا)

(۲) زُہد سے متعلق اَقوال بزرگانِ دِین پر غور کیجئے: چند اَقوال یہ ہیں: ☆حضرت سیدنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ”دنیا سے **زُہد** اس چیز کا نام ہے کہ لوگوں سے بے رغبتی اختیار کی جائے۔“☆حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”**زُہد** تو در حقیقت قناعت ہے۔“☆حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”لمبی امید نہ لگانا **زُہد** ہے۔“☆حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”**زاہد** وہ شخص ہے جو کسی کو دیکھے تو کہے کہ یہ مجھ سے افضل ہے۔“☆ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”رزقِ حلال کی تلاش **زُہد** ہے۔“☆حضرت سیدنا یوسف بن اسباط رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”جو شخص تکلیفوں پر صبر کرے، شہوات کو ترک کر دے اور حلال غذا کھائے تو بے شک اس نے حقیقی **زُہد** کو اختیار کر لیا۔“(احیاء العلوم، ۴/ ۶۸۲ تا ۶۸۴ ملخصا)

(۳) زُہد سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَحوال کا مطالعہ کیجئے: اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی مایہ ناز تصنیف ”احیاء العلوم“ جلد چہارم، صفحہ ۶۹۱ سے مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۴) فضیلتِ زُہد پر اَقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے: چند اقوال یہ ہیں: ☆امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”دنیا سے بے رغبتی بدن اور دل کی راحت کا سبب ہے۔“☆ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”ہم نے تمام اعمال کو کر کے دیکھا لیکن آخرت کے معاملے میں دنیا سے بے رغبتی سے زیادہ کسی عمل کو مؤثر نہ پایا۔“☆حضرت سیدنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جب اہل جنت ان میں سے داخل ہونا چاہیں گے تو دروازوں پر مقرر فرشتے کہیں گے: ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! جنت کے عاشقوں اور دنیا سے بے رغبت رہنے والوں سے پہلے کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔“☆حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”جس شخص کو **زُہد** کی دولت حاصل ہو اس کا دو رکعت نماز ادا کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو (غیر زاہد) عبادت گزاروں کی ہمیشہ کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔“(احیاء العلوم، ۴/ ۶۶۹ تا ۶۷۲ ملخصا)

(۵) سچے زاہد کی صفات اپنانے کی کوشش کیجئے: حضرت سیدنا یحیٰی بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْهَادِی فرماتے ہیں کہ سچے **زاہد** کی غذا وہ ہے جو مل جائے، لباس وہ جو ستر پوشی کر دے اور مکان وہ جہاں اسے رات ہو جائے۔ دنیا اس کے

لیے قید خانہ، قبر اس کا بچھونا، تنہائی اس کی مجلس، حصول عبرت اس کی فکر، قرآن اس کی گفتگو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا انیس، ذکر اس کا رفیق، زہد اس کا ساتھی، غم اس کا حال، حیا اس کی نشانی، بھوک اس کا سالن، حکمت اس کا کلام، مٹی اس کا فرش، تقویٰ اس کا زادِ راہ، خاموشی اس کا مال، صبر اس کا تکیہ، توکل اس کا نسب، عقل اس کی دلیل، عبادت اس کا پیشہ اور جنت اس کی منزل ہوگی۔ ان شاء اللہ (احیاء العلوم، ۴/ ۶۹۳)

(۶) زُہد کی علامات پیدا کرنے کی کوشش کیجئے: جب علامات پیدا ہو جائیں گی تو **زُہد** بھی خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ **زُہد** کی تین علامتیں ہیں: ☆ **پہلی علامت:** جو چیز موجود ہے اس پر خوش نہ ہو اور جو موجود نہیں اس پر غمگین نہ ہو۔ ☆ **دوسری علامت:** زاہد کے نزدیک مذمت اور تعریف کرنے والا برابر ہو۔ ☆ **تیسری علامت: زاہد** کو صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت ہو، اس کے دل پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت واطاعت کی حَلاوَت ومِٹھاس غالِب ہو کیونکہ کوئی بھی دل محبت کی حَلاوَت سے خالی نہیں ہوتا تو اس میں محبتِ دنیا کی حَلاوَت ہوتی ہے یا پھر محبت اِلٰہی کی حَلاوَت۔ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے **زُہد** کی کئی اور علامات بھی بیان فرمائی ہیں، تفصیل کے لیے احیاء العلوم، جد چہارم، صفحہ ۲۹ ۷ کا مطالعہ کیجئے۔

(۷) دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے نقصانات پر غور کیجئے: کہ جب بندے پر کسی چیز کا نقصان ظاہر ہو جاتا ہے تو عموماً اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، جب بندہ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دے گا تو یقیناً آخرت کو دنیا پر ترجیح دے گا اور یہی **زُہد** ہے۔ حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دوجہاں کے تاجور سلطانِ بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تین باتوں میں مبتلا فرمادے گا: **(۱)** ایسا غم جو کبھی اس کے دل سے جدا نہ ہو گا۔ **(۲)** ایسا فقر جس سے کبھی نجات نہ ملے گی اور **(۳)** ایسی لالچ جو کبھی ختم نہ ہو گی۔" (احیاء العلوم، ۴/ ۶۶۲)

(۸) آخرت کے لیے دنیا کو ترک کر دینے کی اس مثال میں غور و تفکر کیجئے: اس سے بھی زُہد اختیار کرنے میں معاونت نصیب ہو گی۔ حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "آخرت کے لئے دنیا کو ترک کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ کے دروازے پر موجود کتا اندر جانے سے روک دے، یہ شخص اس کتے کے آگے روٹی کا ایک لقمہ ڈال دے اور جب وہ اسے کھانے میں مشغول ہو تو یہ اندر داخل ہو جائے، پھر اسے بادشاہ کا قُرب نصیب ہو جائے یہاں تک کہ پوری سلطنت میں اس کا حکم جاری ہو جائے۔ کیا تمہارے خیال میں وہ شخص بادشاہ

پر اپنا احسان سمجھے گا کہ اس کا قرب پانے کے عوض میں نے اس کے کتے کے آگے روٹی کا لقمہ ڈالا تھا۔ شیطان بھی ایک کتے کی طرح ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دروازے پر موجود ہے اور لوگوں کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے اگرچہ اللہ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، پردے اٹھادیئے گئے ہیں اور ہر کسی کو داخلے کی اجازت ہے۔ دنیا اپنی تمام تر نعمتوں سمیت روٹی کے ایک لقمے کی مانند ہے، اگر تم اسے کھالو تو اس کی لذت صرف چبانے کے وقت تک محدود ہے، حلق سے نیچے اترتے ہی اس کی لذت ختم ہو جاتی ہے، معدے میں اس کا بوجھ باقی رہتا ہے اور آخر کار یہ گندگی اور نجاست کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور انسان اسے اپنے جسم سے باہر نکالنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو شخص ایسی حقیر چیز کو بادشاہ کا قرب پانے کے لئے ترک کر دے بھلا وہ دوبارہ اس کی طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہے؟ کوئی شخص اگرچہ سو(۱۰۰) سال تک زندہ رہے لیکن اسے دی جانے والی دنیا کو آخرت میں ملنے والی نعمتوں سے وہ نسبت بھی نہیں ہے جو روٹی کے ٹکڑے اور بادشاہ کے قرب کی نعمت کے درمیان ہے کیونکہ متناہی چیز (یعنی جس کی کوئی انتہا ہو) کو لامتناہی چیز (یعنی جس کی کوئی انتہا نہ ہو) سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ دنیا عنقریب ختم ہونے والی ہے، اگر بالفرض یہ ایک لاکھ سال تک باقی رہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بالکل صاف شَفّاف بھی ہو اس میں کوئی میل کچیل نہ ہو تو بھی اسے آخرت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے کوئی نسبت نہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کی عُمر قلیل اور دُنیوی لذات آلودہ اور میلی ہوتی ہیں، بھلا ایسی چیز کو آخرت سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔" (احیاء العلوم، ۴/ ۶۷۵)

(۹) زُہد کے مختلف درجات کی معلومات حاصل کر کے عمل کی کوشش کیجئے: ☆ زُہد کے تین درجات یہ ہیں:

(۱) پہلا درجہ: بندے کا مقصد عذابِ جہنم، عذابِ قبر، حساب کی سختی، پل صراط سے گزرنا اور ان دیگر مصائب وآلام سے چھٹکارے کا حصول ہو جن کا احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے، یہ سب سے ادنیٰ درجے کا **زُہد** ہے۔

(۲) دوسرا درجہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والے ثواب، نعمتوں اور جنت میں جن انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے، مثلاً: محلات وغیرہ ان پر نظر رکھتے ہوئے **زُہد** اختیار کیا جائے۔

(۳) تیسرا درجہ: بندہ صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کے سبب اور اس کے دیدار کی دولت پانے کے لیے **زُہد** اختیار کرے، نہ تو اس کا دل اُخروی عذابوں کی طرف متوجہ ہو اور نہ ہی جنتی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو، یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۶۷۶ تا ۶۷۷ ملخصاً)

کورس نمبر:(19)اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ　وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ　وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُودِ پاک پڑھے۔(مُعْجَم اَوسط ج۱ص۲۱۱حدیث۷۲۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "منجیات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اللہ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کی تعریف:

اللہ پاک کے پوشیدہ اَفعال سے واقع ہونے والے بعض اَفعال کو اس کی خفیہ تدبیر کہتے ہیں اور اس سے ڈرنا اللہ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا کہلاتا ہے۔(احیاء العلوم، ۴/ ۵۰۴، ۵۰۵ماخوذا)

آیت مبارکہ:

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ (پ۹،الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: "کیا اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر ہیں تو اللہ کی خَفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

صَدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا: کیا سبب ہے

میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا: ”اے نورِ نظر! تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سببِ عذاب نہ ہو۔“ (خزائن العرفان، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ:۹۹)

(حدیث مبارکہ) گناہ پر قائم رہنے والے کے بارے میں خفیہ تدبیر:

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا فرماتا ہے حالانکہ وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ (پ۷، الانعام:۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں اُن کو کی گئیں تھیں ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔

(معجم اوسط، ۶/ ۴۲۲، حدیث:۹۲۷۲)

اللہ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا حکم:

اللہ پاک کی رحمت پر بھروسہ کرتے ہوئے گناہوں میں مستغرق ہو جانا اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا کبیرہ گناہ ہے۔“ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ والثلاثون، ۱/ ۱۸۵) لہٰذا ہر مسلمان پر اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا واجب ہے۔

(۳۹) (حکایت) اللہ کی خفیہ تدبیر سے پناہ:

حضرتِ سیدنا قاسم بن محمد بن ابو بکر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَر سے منقول ہے کہ جنگ قادسیہ کے بعد حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف کسریٰ (یعنی ایران کے بادشاہ) کی تلوار، قمیص، تاج، پٹکا اور دیگر اشیاء بھیجیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرتِ سیِّدُنا سُرَاقَہ بن مالک بن جُعْشُم مُدلجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے، وہ بہت طاقتور اور طویل القامت تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”اے سُرَاقَہ! اٹھو اور یہ لباس پہن کر دکھاؤ۔“ حضرتِ سیِّدُنا سُرَاقَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں پہلے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ میں کھڑا ہوا اور شاہِ ایران کا لباس پہن لیا۔

امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ”اب دوسری جانب منہ کرو۔ “میں نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا: ”اب میری طرف منہ کرو۔ “میں آپ کی طرف مُڑ گیا تو فرمایا: ”واہ بھئی واہ! قبیلہ مُدْلِج کے اس جوان کی کیا شان ہے! دیکھو تو سہی، شاہِ ایران کا لباس پہن کر، اس کی تلوار گلے میں لٹکا کر کیسا لگ رہا ہے! اے سُرَاقَہ! اب جس دن تو نے شاہِ ایران کا لباس پہنا وہ دن تیرے لیے اور تیری قوم کے لیے شرف والا تصور کیا جائے گا، اچھا! اب یہ لباس اُتار دو۔ “پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو نے اپنے نبی ورسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس (دُنیوی مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے کہیں زیادہ محبوب ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ بلند وبالا ہیں۔ پھر تُو نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی اس (مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بلند مرتبے والے ہیں۔ پھر تُو نے مجھے مال عطا فرمادیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری طرف سے یہ خفیہ تدبیر ہے تو میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ “یہ کہہ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوْف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ”شام سے قبل اس تمام مال کو غرباء میں تقسیم کر دو۔“ (عیون الحکایات، حصہ دوم، ص۳۷۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا ذہن بنانے کے چھ (۶) طریقے:

(۱) انبیاء و اولیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے احوال پر غور کرنا چاہیے: اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، فرشتے اور اولیاء کرام بھی خوف زدہ رہتے ہیں، اللہ پاک کے نبی اور فرشتے معصوم ہیں، ان سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی ممکن نہیں جبکہ ہم سراپا خطا ہیں، ہمارے جسم کا ہر ذرہ گناہوں سے آلودہ ہے، ہماری زندگی کا بہت بڑا حصہ غفلت میں گزر رہا ہے جبکہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام اور فرشتوں کا ہر لمحہ خدا کی بندگی میں بسر ہوتا ہے مگر پھر بھی وہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے غافل نہ ہوں اور ہم ہر وقت اللہ پاک کی نافرمانی اور سرکشی میں منہمک ہونے کے باوجود اپنے بارے میں مطمئن رہیں، بلاشبہ یہ ہمارے لیے نہایت خطرے کی بات ہے، ہمیں ہر وقت اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ چنانچہ منقول ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ پاک کے خوف سے رو رہے تھے، اللہ پاک نے وحی فرمائی کہ تم دونوں کیوں رو رہے ہو حالانکہ میں تمہیں امان دے چکا ہوں؟ عرض کی: ”اے اللہ پاک! تیری خفیہ تدبیر سے کون بے خوف ہو سکتا ہے؟“

(احیاء العلوم، ۴/۵۰۳)

(۲) بُرے خاتمے کا خوف کیجئے: ہر مسلمان کو بُرے خاتمے سے ڈرنا چاہیے کہ بُرے خاتمے کا خوف دل میں بٹھانے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کا خوف بھی دل میں بیٹھ جائے گا اور کوئی بھی اپنی موت کے معاملے میں کیسے مطمئن ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کوئی شخص اس بات سے واقف نہیں کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا کفر پر اور انسان کی پوری زندگی کا دارومدار خاتمے پر ہی ہے اسی لیے اگر کوئی شخص ساری زندگی کفر پر رہا مگر موت سے چند لمحے پہلے اسے ایمان کی دولت نصیب ہو گئی تو وہ بامُراد و کامیاب ہو گیا اور جو شخص ساری زندگی اسلام پر رہا اور خوب عبادت و ریاضت کرتا رہا لیکن مرنے سے کچھ دیر قبل مَعَاذَ اللہ کافر و مرتد ہو گیا تو ایسا شخص تباہ و برباد اور ہمیشہ کے لیے نار جہنم کا مستحق ہے، برے خاتمے کا معاملہ تو اتنا نازک ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معصوم نبی بھی اس سے خوف زدہ رہتے تھے اگرچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے اُن کا ایمان محفوظ تھا مگر پھر بھی وہ اس بارے میں بے حد متفکر رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا سَہل بن عبداللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خواب میں خود کو میں نے جنت میں پایا، جہاں میں نے ۳۰۰ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے ملاقات کی اور ان سب سے یہ سوال کیا کہ آپ حضرات دنیا میں سب سے زیادہ کس چیز سے خوف زدہ تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ''بُرے خاتمے سے۔'' (احیاء العلوم، ۴/ ۵۲۵)

(۳) گزشتہ لوگوں کے واقعات پر غور کیجئے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے متعلق بہت سے واقعات اِسلامی کتب میں بیان کیے گئے ہیں جن میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی خاص گناہ کے سبب اُن کی گرفت فرمالی اور اُن کا بہت بھیانک انجام ہوا۔ خود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ کریم میں بلعم بن باعوراء کے بارے میں بیان فرمایا ہے، یہ بہت عابد و زاہد اور مستجاب الدعوات تھا مگر جب اس نے اپنی قوم کے کہنے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت سیدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے بددعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے ایمان و معرفت کی دولت چھین لی اور یہ کفر پر مرا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن کا مطالعہ کرنے سے بندے کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

(۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی پر غور کیجئے: انسان اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات بے نیاز ہے، اس کے حکم میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا، وہ جس کی پکڑ کرنا چاہے اُسے کوئی چُھڑا نہیں سکتا، بندہ چاہے جتنے نیک اعمال کرلے مگر اس کی بخشش یقینی نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بھی خطا پر بندے کی

گرفت فرما سکتا ہے، وہ ظلم سے پاک ہے اور اس کا ہر فیصلہ عدل پر مبنی ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ کرے بلکہ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی کو مد نظر رکھے اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے اور اپنی عبادت وریاضت پر ناز نہ کرے، شیطان نے ہزاروں سال عبادت کی مگر اسے تکبر نے آلیا اور وہ ہمیشہ کے لیے مردود ہو گیا۔

(۵) اپنی نعمتوں پر غور کیجئے: جس شخص پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں مال و دولت، روزی میں کثرت، فرمانبردار اولاد کی نعمت، اچھی صحت، عہدہ وزارت یا صدارت یا حکومت وغیرہ کے ذریعے فراخی فرمائی ہے اسے یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں یہ آسائشیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر تو نہیں کہ مجھے دنیا میں یہ نعمتیں عطا کر دی گئی ہیں اور آخرت میں مجھے ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا یا یہ نعمتیں میرے لیے غرور و تکبر، سرکشی، غفلت اور مختلف گناہوں کا سبب تو نہیں جن میں مشغول ہو کر میں اپنی آخرت خراب کر دوں، اس طرح اپنی نعمتوں کے بارے میں غور و فکر کرنے سے بھی اللہ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا ذہن بنے گا۔ حضرت سَیِّدُنَا حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ جس پر وسعت فرمائے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر ہے تو وہ بالکل بے عقل ہے۔“

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ والثلاثون، ۱/ ۱۸۵)

(۶) اپنی آزمائشوں پر غور کیجئے: شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ”سرمایہ داروں وغیرہ کے ساتھ ساتھ ناداروں، بیماروں اور مصیبت کے ماروں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا لازمی ہے کہ ہو سکتا ہے ان آفتوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا ہو اور ناجائز گِلہ شکوہ، غیر شرعی بے صبری اور غربت و مصیبت کو حرام ذرائع کے ذریعے ختم کرنے کی کوششیں آخرت کی تباہی کا سبب بن جائیں۔“ (فیضان سنت، پیٹ کا قفل مدینہ، ص ۶۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

پانچواں باب

مہلکات کے 19 بیانات

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

1☆... تصوف کیا ہے؟

2☆... ریاکاری کا بیان

3☆... عجب یعنی خود پسندی کا بیان

4☆... حسد کا بیان

5☆... بغض و کینہ کا بیان

6☆... حبِ مدح و حبِ جاہ کا بیان

7☆... محبتِ دنیا کا بیان

8☆... اتباعِ شہوات کا بیان

9☆... حرص کا بیان

10☆... بخل کا بیان

11☆... طولِ امل یعنی لمبی امیدوں کا بیان

12☆... بد گمانی کا بیان

13☆... تکبر کا بیان

14☆... اسراف کا بیان

15☆... غمِ دنیا کا بیان

16☆... مایوسی کا بیان

17☆... کفرانِ نِعَم یعنی نعمتوں کی ناشکری کا بیان

18☆... مکر و فریب کا بیان

19☆... قسوت یعنی دل کی سختی کا بیان

نوٹ: یہ بیانات دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ "باطنی بیماریوں کی معلومات" سے نقل کئے گئے ہیں۔

کورس نمبر: (1) باطنی گناہوں کی تباہ کاریاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے بِشارت دی: جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر رَحمت بھیجتا ہے اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلامتی بھیجتا ہے۔ (مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۷ حدیث ۱۶۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں باطنی گناہوں کی تباہ کاریوں کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

باطِنی گناہ

اے عاشقانِ رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اس دنیا میں اپنے اپنے حصے کی زندگی گزار کر جہانِ آخِرت کے سفر پر روانہ ہو جانا ہے۔ اس سفر کے دوران ہمیں قبر و حشر اور پُل صِراط کے نازُک مرحلوں سے گزرنا پڑے گا، اس کے بعد جنت یا دوزخ ٹھکانہ ہو گا۔ اس دنیا میں کی جانے والی نیکیاں دارِ آخِرت کی آبادی جبکہ گناہ بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ جس طرح کچھ نیکیاں ظاہِری ہوتی ہیں جیسے نماز اور کچھ باطِنی مثلاً اِخلاص۔ اسی طرح بعض گناہ بھی ظاہری ہوتے ہیں جیسے قتل اور بعض باطِنی جیسے تکبُّر۔ اس پُر فِتَن دور میں اَوَّل تو گناہوں سے بچنے کا ذہن بہت ہی کم ہے اور جو خوش نصیب اسلامی بھائی گناہوں کے عِلاج کی کوششیں کرتے بھی ہیں تو ان کی زیادہ تَر توجُّہ ظاہری گناہوں سے بچنے پر ہوتی ہے۔ ایسے میں باطِنی گناہوں کا عِلاج نہیں ہو پاتا حالانکہ باطنی گناہ ظاہری گناہوں کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ ایک باطنی گناہ بے شمار ظاہری گناہوں کا سبب بن سکتا ہے۔ مثلاً قتل، ظُلم، غیبت، چُغلی، عیب دَری جیسے گناہوں کے پیچھے کینے اور

کینے کے پیچھے غصے کا ہاتھ ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ اگر باطنی گناہوں کا تسلّی بخش عِلاج کر لیا جائے تو بہت سے ظاہری گناہوں سے بچنا اِنْ شَآءَ اللہ بے حد آسان ہو جائے گا۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلُّق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص۱۳ ملخصًا)

باطنی گناہوں کا تعلق عموماً دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لٰہذا دل کی اِصلاح بہت ضروری ہے۔ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''جس کی حفاظت اور نگہداشت بہت ضروری ہے وہ دل ہے کیونکہ یہ تمام جسم کی اصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تیرا دل خراب ہو جائے تو تمام اعضاء خراب ہو جائیں گے اور اگر تو اس کی اصلاح کر لے تو باقی سب اعضاء کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ کیونکہ دل درخت کے تنے کی مانند ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح، اور شاخوں کی اصلاح یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ تو اگر تیری آنکھ، زبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست اور اصلاح یافتہ ہے اور اگر یہ تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ تیرا دل خراب ہے۔ پھر تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ دل کا فساد اور سنگین ہے۔ اس لیے اصلاحِ قلب کی طرف پوری توجہ دے تاکہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے اور تو روحانی راحت محسوس کرے۔ پھر قلب کی اِصلاح نہایت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس کی خرابی خطرات ووَساوِس پر مبنی ہے جن کا پیدا ہونا بندے کے اختیار میں نہیں۔ اس لیے اس کی اصلاح میں پوری ہوشیاری، بیداری اور بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر اصحاب مجاہدہ وریاضت اِصلاحِ قلب کو زیادہ دُشوار خیال کرتے ہیں اور اَربابِ بصیرت اُس کی اصلاح کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص۱۶۴)

اے عاشقانِ رسول! ہر اسلامی بھائی پر ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں کے عِلاج پر بھی بھرپور توجُّہ دینا لازم ہے تاکہ ہم اپنے دارِ آخِرت کو ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ باطنی گناہوں کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد۲۳، صفحہ ۶۲۴ پر ارشاد فرماتے ہیں: ''مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر وریا وعجب (یعنی غرور) وحسد وغیرہا اور ان کے مُعَالَجَات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔''

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے انسان کو دو باطنی قوتوں کا مجموعہ بنایا ہے ایک عقل اور دوسری شہوت اور پھر ان دونوں قوتوں کے کچھ مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ پہلی قوت کے مددگار حضرات انبیائے کرام، فرشتے اور نیک لوگ ہیں اور دوسری قوت کے مددگار شیطان، نفس اور بُرے لوگ ہیں۔ عقل کا نور انسان کو سیدھی راہ پر چلانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ شہوت کا فتور اُسے اِس راہ سے بھٹکانے کا کام کرتا ہے۔ انسان اگر عقل کی بات مانتا ہے تو وہ اُسے تقوی و پرہیزگاری کی طرف لے جاتی ہے اور اگر شہوت و خواہش کے پیچھے چلے تو وہ اُسے فسق و فجور کی جانب لے جاتی ہے کیونکہ انسان کی ذات میں تقوی اور فسق و فجور دونوں کی پہچان و سمجھ رکھ دی گئی ہے۔ پہلی چیز کو **اللہ** پاک کی اطاعت و فرمانبرداری سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری بات کو اُس کی نافرمانی اور گناہ کہا جاتا ہے۔ عقل کا نور اور دل کا شعور رکھنے والے شخص کو یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ **اللہ** پاک کا دیا ہوا رزق کھائے مگر پھر بھی گناہ کرے، اُس کے ملک و بادشاہی میں رہے مگر نافرمانی نہ چھوڑے، اُسے سمیع و بصیر بھی مانے کہ وہ ہر جگہ اور ہر لمحہ اُسے دیکھ رہا ہے پھر بھی معصیت کا ارتکاب کرے اور دن رات اُس کی مسلسل و بے پایاں نعمتوں سے لطف اُٹھائے مگر اُس کے احکام سے روگردانی کا عمل ترک نہ کرے۔

جس طرح اطاعت بالاتفاق عمدہ و پسندیدہ ہے اسی طرح گناہ بھی بالاتفاق بُرا و ناپسندیدہ ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری انسان کو دنیا و آخرت میں عزت و عظمت سے سرفراز کرتی ہے جبکہ گناہ و نافرمانی اِسے ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں پہنچا دیتی ہے۔ سچی بات ہے کہ گناہ نہ صرف آخرت کے لئے مُضِرّ ہیں بلکہ بے شمار دنیاوی نقصانات کا بھی باعث ہیں جیسے روزی و عُمر میں کمی، مصیبتوں اور بلاؤں کا ہجوم، دل و دیگر اعضائے بدن میں کمزوری، عقل میں فتور و خرابی، خطرناک جسمانی و روحانی بیماریوں کا حملہ، نورِ ایمان زائل ہونے کے باعث چہرے کی بے رونقی، دل کی پریشانی و تنگی، کھیتوں اور باغات کی پیداوار میں کمی، نعمتوں سے دوری یا محرومی، عبادات سے محرومی، شرم و غیرت کا صفایا، خالق و مخلوق کی لعنت میں گرفتاری، چہار جانب سے رُسوائیوں اور ناکامیوں کا سامنا، ظالِم حکمرانوں کا تَسَلُّط، آندھیوں، سیلابوں اور زلزلوں میں گھِر جانا اور نَعُوْذُبِاللہ! خاتمہ بالخیر سے محروم ہو جانا وغیرہ نقصانات کا سبب گناہ بھی بنتے ہیں۔

الٰہی واسطے پیارے کا میری مغفرت فرما
عذاب نار سے مجھ کو خدایا خوف آتا ہے

تصوف کیا ہے؟

اے عاشقانِ رسول! ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچ کر اللہ پاک کی رضا والی زندگی گزارنے کا ایک نام تصوف بھی ہے چنانچہ تصوف کے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن سے بے شمار اقوال منقول ہیں، کیونکہ ہر ایک نے اپنے مقام و مرتبہ اور حال کے اعتبار سے تصوف کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ، امام ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۶۵ھ) رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو اپنے ربّ کی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے اس سے کام لے اور جب حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ اللہ پاک کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، باب التصوف، ص ۳۱۳)

صوفی کون؟

حضرت سیِّدُنا ابو الحسن قناد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَّاد سے جب صوفی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: صوفی وہ ہوتا ہے جو اللہ پاک کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتا ہے۔ (اللمع فی التصوف، ص ۴۶)

شیخ ابو نصر سراج طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مزید ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جو اللہ پاک کو خوب پہچانتے ہیں، اس کے احکام کا علم رکھتے ہیں، جو کچھ اللہ پاک کے علم میں ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ ان سے جو کام لینا چاہتا ہے یہ اس کو پورا کرنے کے لیے ثابت قدمی دکھاتے ہیں، پختہ عمل کی بدولت وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کچھ پالیتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے اس کی وجہ سے فنا ہو جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہے کہ ہر پالینے والا آخر کار فنا ہو جایا کرتا ہے۔ (اللمع فی التصوف، ص ۴۷)

کورس نمبر: (2) ریاکاری کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک تمہارے نام مَع شناخْت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحْسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرودِ پاک پڑھو۔ (مُصَنَّف عبد الرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۰ حدیث ۳۱۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”مہلکات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں ریاکاری کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

”ریاکاری“ کی تعریف

”ریاء“ کے لغوی معنی ”دکھاوے“ کے ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف ”نیکی کی دعوت“ ص ۶۶ پر ریاکاری کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں: ”اللہ پاک کی رِضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا۔“ گویا عبادت سے یہ غَرَض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزّت وغیرہ دیں۔

اللہ ربُّ العزت قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ

عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ(۲۶۴) (پ۲، البقرۃ:۲۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ”اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نِرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اِس آیت مبارکہ کے تحت ”خزائن العرفان “میں فرماتے ہیں: ”یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم اِحسان جَتا کر اور اِیذاء دے کر اپنے صدقات کا اَجْر ضائع نہ کرو۔ یہ (یعنی مذکورہ آیت مبارکہ) منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے نہ تھے۔

حدیث مبارکہ، ریاء شرک اصغر ہے

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر ریاء یعنی دکھاوے میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟“ (مسند احمد، حدیث محمود بن لبید، ج۹، ص۱۶۰، حدیث:۲۳۶۹۲)

ریاکار حافظ، عالم، شہید اور صدقہ کرنے والے کا انجام

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان پر (اپنی شان کے مطابق) تجلّی فرمائے گا، اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل کھڑی ہو گی۔ سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک قرآن کریم کا حافظ، دوسرا راہِ خدا میں مارا جانے والا شہید اور تیسرا مالدار ہو گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ حافظ سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اُتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟ '' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے رب عَزَّوَجَلَّ۔ '' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''پھر تُو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ '' وہ عرض کرے گا: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔ '' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔ '' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔ '' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں کہ فلاں شخص قاریِ قرآن ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔ ''

پھر مالدار کو لایا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو اتنا وسیع نہ کیا کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونے دیا؟ '' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے رب عَزَّوَجَلَّ۔ '' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ '' وہ عرض کرے گا: ''میں اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا اور تیری راہ میں صدقہ کیا کرتا تھا۔ '' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔ '' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔ '' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔ ''

پھر راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تجھے کیوں قتل کیا گیا؟ '' وہ عرض کرے گا: ''مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں تیری راہ میں لڑتا رہا اور بالآخر اپنی جان دے دی۔ '' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔ '' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔ '' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔ '' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔ ''

(ترمذی، کتاب ابواب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، ج۴، ص۱۶۹، حدیث: ۲۳۸۹)

ریاکاری کا حکم

حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''رِیا کے بہت دَرَجے ہیں، ہر دَرَجے کا حکم علیحدہ ہے، بعض رِیا شرکِ اَصغر ہیں، بعض ریا حرام، بعض ریا مکروہ، بعض ثواب، مگر جب رِیا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے

ممنوع رِیا مراد ہوتی ہے۔" (مرآۃ المناجیح، ج۷، ص۱۲۷)

حکایت، اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار دمشق میں رہتے تھے اور جلیل القدر صحابیِ رسول، کاتب وحی حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بنائی ہوئی مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ "کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔" چنانچہ آپ نے اعتکاف میں اضافہ کر دیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھنے لگے کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وقت نماز میں ہی مشغول دیکھتا۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف خاص توجہ نہ کی، پورا ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو غیب سے ندا آئی: "اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔" یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور اس دوران آپ اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوصِ نیت کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

پھر ایک دن صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع موجود تھا اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ "مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اِسی شخص کو مسجد کا مُتَوَلّی بنا دیا جائے اور تمام اِنتظامی اُمور اِسی کے سپرد کر دیے جائیں۔" سارا مجمع اِس بات پر مُتَّفِق ہو کر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ "ہم متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا مُتَوَلّی بنانا چاہتے ہیں۔"

یہ سن کر آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کا متولی بنا دیا جائے مگر ایسا نہ ہوا، اب جبکہ میں صدق دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلوں گا۔" یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار، ج۱، ص۴۸)

ریاکاری کے دس علاج

(۱)...پہلا علاج: "اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے۔" بارگاہ رب العزت میں یوں دعا کیجئے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے ریاکاری کی بیماری سے شفا عطا فرما، میری خالی جھولی کو اخلاص کی عظیم دولت سے بھر دے، میرا سامنا اس دشمن (یعنی

شیطان) سے ہے جو مجھے دیکھتا ہے مگر خود دکھائی نہیں دیتا لیکن تُو اس کو ملاحظہ فرمارہا ہے اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس دشمن کے مکر وفریب سے بچالے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں میرا حال بہت اچھا ہو وہ مجھے نیک اور پرہیز گار سمجھیں مگر تیری بارگاہ میں سزا کا حقدار ٹھہروں۔

(۲)... دوسرا علاج: "ریاکاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے۔" کیونکہ آدمی کا دل کسی چیز کو اس وقت تک پسند کرتا ہے جب تک وہ اسے نفع بخش اور لذیذ نظر آتی ہے مگر جب اسے اس شے کے نقصان دہ ہونے کا پتہ چلتا ہے تو وہ اس سے بچتا ہے۔ ریاکاری کے چند نقصانات یہ ہیں: ریاکار کا عمل ضائع ہو جاتا ہے، ریاکار شیطان کا دوست ہے، جہنم کی وادی ریاکار کا ٹھکانہ ہو گی، ریاکار کے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے، کل بروز قیامت اسے شدید حسرت ہو گی، ریاکار کو ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا، ریاکار پر جنت حرام ہے، ریاکار زمین وآسمان میں ملعون ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۳)... تیسرا علاج: "اَسباب کا خاتمہ کیجئے۔" کیونکہ ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے جب وہ سبب ہی ختم ہو جائے تو بیماری بھی خود بخود ختم ہو جاتی ہے، ریاکاری کے تین اسباب ہیں: تعریف کی خواہش، مذمت کا خوف اور مال ودولت کی حرص۔

(۴)... چوتھا علاج: "اِخلاص اپنالیجئے۔" کیونکہ جس طرح کپڑے کے میل کچیل صاف کرنے کے لیے اعلیٰ قسم کا صابن یا سرف استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح ریاکاری کی گندگی سے اپنے دل کو صاف کرنے کے لیے اِخلاص کا صابن درکار ہے، اِخلاص ریاکاری کی ضد ہے۔

(۵)... پانچواں علاج: "نیّت کی حفاظت کیجئے۔" کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے، یاد رکھیے جتنی نیتیں زیادہ اتنا ثواب زیادہ، لہٰذا ہر جائز کام سے قبل اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے تاکہ عمل کے ساتھ ساتھ ثواب کا خزانہ بھی ہاتھ آجائے۔

(٦)... چھٹا علاج: "دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچئے۔" کیونکہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے جو مسلسل ہمارے دلوں میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، لہٰذا رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے شیطانی وَساوِس سے بچتے رہنے کی ہر وقت دعا کرتے رہیں۔

(۷)...ساتواں علاج: "تنہائی ہو یا ہجوم یکساں عمل کیجئے۔" یعنی جس خشوع و خضوع کے ساتھ لوگوں کے سامنے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اسی انداز کو تنہائی میں بھی قائم رکھیں اور جس کام کو لوگوں کے سامنے کرنے سے جھجکتے ہیں تنہائی میں بھی وہ کام نہ کیا کریں۔

(۸)...آٹھواں علاج: "نیکیاں چھپائیے۔" حَتَّی الْاِمْکَان اپنی نیکیوں کو اسی طرح چھپائیں جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اور اسی پر قناعت کریں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری نیکی کو جانتا ہے بالخصوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خوب نگرانی کریں کہ عموماً پوشیدہ نیکی کے بعد وہ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے پر زیادہ اُبھارتا ہے۔

(۹)...نواں علاج: "اچھی صحبت اختیار کیجئے۔" ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، اچھی صحبت اچھا اور بُری صحبت بُرا۔ اچھی صحبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اپنے شہر میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کی کوشش کیجئے، مدنی قافلوں میں جدول کے مطابق سفر کو اپنا معمول بنائیے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مدنی ماحول کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں بالخصوص ریاکاری سے بچنے اور نیکیوں کے لیے کڑھنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ

(۱۰)...دسواں علاج: "اَوراد و وَظائِف کا مَعْمُول بنالیجئے۔" ریاکاری کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے مذکورہ اُمور کے ساتھ ساتھ روحانی علاج بھی کیجئے۔ مثلاً جب بھی دل میں ریاکاری کا خیال آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تھو تھو کر دیجئے۔ سورۂ اخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو بھی اس سے گناہ نہ کرا سکے جب تک یہ خود نہ کرے۔ "سورۃ الناس" پڑھ لینے سے بھی وسوسے دُور ہوتے ہیں۔ ریاکاری کے اِن دس علاج کی مزید تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل کتاب "ریاکاری" کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (3) عُجُب یعنی خود پسندی کا بیان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اللَّطِيۡف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الشَّفِيۡق

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ يَا نُوۡرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصۡطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيۡهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔ (مُعۡجَم کبیر ج۳ ص ۸۲ حدیث ۲۷۲۹)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِيۡب!　　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں عجب یعنی خود پسندی کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

عجب یعنی خود پسندی کی تعریف:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتۡ بَرَكَاتُهُمُ الۡعَالِيَه اپنے رسالے "شیطان کے بعض ہتھیار" صفحہ ۱۷ پر "عُجُب یعنی خود پسندی" کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چِھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو مُنۡعِمِ حقیقی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان حقیقۃ العجب، ج۳، ص ۴۵۴)

یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صحّت یا حسن و جمال یا دولت یا ذہانت یا خوش الحانی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب ربُّ العزّت ہی کی عنایت ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ (پ۲۷، النجم: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ''تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤوہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں۔''

حضرت سَیِّدُنا ابنِ جُرَیج رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''اِس آیت مبارکہ کا معنٰی یہ ہے کہ جب تم کوئی اچھا عمل کرو تو یہ نہ کہو کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔'' حضرت سَیِّدُنا زَید بن اَسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''اپنے آپ کو نیکوکار قرار نہ دو یعنی یہ نہ کہو کہ میں نیک ہوں کیونکہ یہ تو عُجُب یعنی خود پسندی ہے۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳، ص۴۵۴)

صدر الافاضل حضرتِ علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی اس آیت مبارکہ کے تحت ''خزائن العرفان ''میں فرماتے ہیں: ''یعنی تفاخُراً اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کا خود جاننے والا ہے وہ ان کی ابتداءِ ہستی سے آخرِ ایام کے جملہ احوال جانتا ہے۔ مسئلہ: اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خود سرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمتِ الٰہی کے اعتراف اور اطاعت وعبادتِ پر مسرّت اور اس کے ادائے شکر کے لئے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔''

حدیث مبارکہ، خود پسندی کا نقصان

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''گناہوں پر نادِم ہونے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کا مُنْتَظِر ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کا مُنْتَظِر ہوتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، ج۵، ص۴۳۶، حدیث:۷۱۷۸)

عجب یعنی خود پسندی کا حکم

عُجُب یعنی خود پسندی ناجائز وممنوع وگناہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگرچہ تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو لیکن مجھے تم پر گناہ سے بھی بڑے جرم کا خوف ہے اور وہ ہے عُجُب، عُجُب یعنی خود پسندی۔'' اس فرمان مبارک میں آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے عُجُب کو بہت بڑا گناہ قرار دیا۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، باب ذم العجب۔۔۔الخ، ج۳، ص۴۵۳)

اور کسی بھی ظاہری وباطنی گناہ سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ (پ۸، الانعام:۱۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ۔''

خود پسندی کی اہم وضاحت

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی لکھتے ہیں کہ جو شخص علم، عمل اور مال کے ذَرِیعے اپنے نفس میں کمال جانتا ہو اُس کی دو حالتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے اُس کمال کے زَوال کا خوف ہو یعنی اِس بات کا ڈر ہو کہ اس میں کوئی تبدیلی آجائے گی یا بالکل ہی سَلْب اور ختم ہو جائے گا تو ایسا آدمی ''خود پسند'' نہیں ہوتا۔

(۲)۔۔۔ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ اس کے زَوال (یعنی کم یا خَتْم ہونے) کا خوف نہیں رکھتا بلکہ وہ اِس بات پر خوش اور مطمئن ہوتا ہے کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے اِس میں میرا اپنا کمال نہیں۔ یہ بھی ''خود پسندی'' نہیں ہے اور اس کے لیے ایک تیسری حالت بھی ہے جو خود پسندی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے اس کمال کے زَوال (یعنی کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں ہوتا بلکہ وہ اس پر مَسرور و مطمئن ہوتا ہے اور اس کی مَسرَّت کا باعث یہ ہوتا ہے کہ یہ کمال، نعمت و بھلائی اور سربُلندی ہے، وہ اس لیے خوش نہیں ہوتا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عنایت اور نعمت ہے بلکہ اِس (یعنی خود پسند بندے) کی خوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اُسے اپنا وَصف (یعنی خوبی) اور خود اپنا ہی کمال سمجھتا ہے وہ اِسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاء و عنایت تصوُّر نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، باب ذم العجب۔۔۔ الخ، ج۳، ص۴۵۴)

حکایت، خود پسندی میں مبتلا مرید کی اصلاح

ولیِ کامل، حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کا ایک مرید ہر رات خواب میں دیکھتا کہ فرشتے اسے شاہی سواری پر بٹھا کر جنت کی سیر کرا رہے ہیں اور طرح طرح کے میوے بھی کھلا رہے ہیں۔ یوں وہ خود پسندی میں مبتلاء ہو کر خود کو باکمال سمجھنے لگا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جب کافی دن اسے مجلس میں غیر حاضر پایا تو یہ سوچ کر کہ ہو سکتا ہے بیمار ہو گیا ہو، اس کی مزاج پرسی کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُس سے اُس کی اِس کیفیت کے متعلق دریافت فرمایا تو اُس نے بڑے فخر سے اپنے بلند مقام و مرتبہ اور روز ہونے والی جنتی سیر کا ذکر کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فوراً سمجھ گئے اور اُس سے اِرشاد فرمایا: ''آج جب جنت میں جاؤ تو میوے کھانے سے پہلے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ پڑھ لینا۔'' اس نے کہا: ''بہت اچھا۔'' چنانچہ حسب معمول

جب وہ جنت میں پہنچا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان یاد آگیا اور جیسے ہی اس نے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ پڑھا تو عین اسی لمحے ایک زور دار چیخ سنائی دی اور وہ جنت کچرے کے ڈھیر میں بدل گئی جس میں جگہ جگہ انسانی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس مرید کی سمجھ میں آیا کہ وہ شیطان کے جال خود پسندی میں پھنس چکا تھا، اسی وقت روتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنے رویہ پر نادم ہوا، توبہ کی اور دوبارہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تربیت میں رہنے لگا۔ (کشف المحجوب، باب آدابھم فی الصحبۃ، ص۴۷۷)

خود پسندی کا ایک مجرب علاج

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اپنے زُہد و تقوٰی کے باوجود یہ تمنا کیا کرتے کہ کاش وہ مٹی، بھوسہ یا پرندہ ہوتے۔ تو صاحبِ بصیرت شخص کیسے اپنے عمل پر خود پسندی کر سکتا ہے یا اِترا سکتا ہے اور کیونکر اپنے نفس سے بے خوف ہو سکتا ہے؟ یہ خود پسندی کا علاج ہے جس سے خود پسندی کا مادہ بالکل جڑ سے کٹ جاتا ہے۔ جب خود پسندی میں مبتلا شخص اس طریقۂ علاج کے مطابق خود پسندی کا علاج کرتا ہے تو جس وقت اس کے دل پر خود پسندی غالب آتی ہے تو سَلْبِ نعمت کا خوف اسے اترانے سے بچاتا ہے بلکہ جب وہ کافروں اور فاسقوں کو دیکھتا ہے کہ کسی گناہ کے بغیر ان کو ایمان اور اِطاعَتِ الٰہی کی دولت سے محرومی ملی ہے تو وہ ڈرتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ جس ذات کو اس بات کی پروا نہیں کہ وہ بغیر کسی جرم کے کسی کو محروم کر دے یا بغیر کسی وسیلے کے کسی کو عطا کرے تو وہ دی ہوئی نعمت کو واپس بھی لے سکتا ہے۔ کتنے ہی ایمان والے مرتد ہو کر اور اطاعت گزار فاسق ہو کر برے خاتمے کا شکار ہوئے۔ جب آدمی اس طرح سوچے گا تو خود پسندی اس میں باقی نہیں رہے گی۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۱۱۰۶)

حُبِّ جاہ وخود پسندی کی مِٹا دے عادتیں
یا الٰہی! باغِ جنّت کی عطا کر راحتیں

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خود پسندی کے آٹھ اسباب و علاج

حُجَّۃُ الاسلام، حضرت سیّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''اِحیاء العلوم'' میں عُجُب یعنی

خود پسندی کے آٹھ اَسباب اور اُن کے علاج بیان فرمائے ہیں، اُن کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے:

(۱)... پہلا سبب: اپنی جسمانی خوب صورتی کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی باطنی گندگیوں پر غور کرے اور اپنے آغاز وانجام کے بارے میں سوچ وبچار کرے۔

(۲)... دوسرا سبب: اپنی طاقت و قوت پر ناز کرنا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ معمولی سی آزمائش میں مبتلا فرما کر یہ قوت واپس لے سکتا ہے۔

(۳)... تیسرا سبب: عَقْل اور ذہانت کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ کسی مرض یا حادثے کے سبب یہ نعمت چھینی جا سکتی ہے۔

(۴)... چوتھا سبب: عالی نسب ہونے پر فخر کا اِظہار ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ ''اپنے آباء واجداد کی مخالفت کے باوجود ان کے درجے تک پہنچ جانا کیسے ممکن ہے؟''

(۵)... پانچواں سبب: ظالم کی حمایت پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ''بندہ اِن ظالم لوگوں کے اُخروی اَنجام پر نظر رکھے۔''

(۶)... چھٹا سبب: اپنے نوکر چاکر وغیرہ پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی کمزوری پر نظر رکھے اور اور یہ ذہن نشین کرلے کہ تمام لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عاجز بندے ہیں۔

(۷)... ساتواں سبب: مال پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ کہ مال کی آفات، اس کے حقوق اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کو پیش نظر رکھے۔

(۸) ... آٹھواں سبب اپنی غلط رائے پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ''بندہ اپنی رائے کی صحت پر ہرگز ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۱۱۰۷ تا ۱۱۱۹ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(4) حسد کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔
(معجم کبیر ج۱۸ ص ۳۶۲ حدیث ۹۲۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حسد کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حسد کی تعریف:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل رسالے "حسد" صفحہ ۷ پر ہے: "کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال (یعنی اس کے چھن جانے) کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔" (الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الخامس عشر۔۔۔ الخ، ج۱، ص ۶۰۰)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ (پ۵، النساء: ۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: "یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو

کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔"

حدیث مبارکہ، حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "حسد سے دور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔" (ابو داود، کتاب الادب، باب فی الحسد، ج۴، ۳۶۰، حدیث: ۴۹۰۳)

حسد کا حکم:

اگر اپنے اختیار و ارادے سے بندے کے دل میں حسد کا خیال آئے اور یہ اس پر عمل بھی کرتا ہے یا بعض اعضاء سے اس کا اظہار کرتا ہے تو یہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الخامس عشر۔۔۔ الخ، ج۱، ص۶۰۱)

حکایت، حاسد کا عبرتناک انجام:

ایک شخص بادشاہ کے دربار میں گیا اور اس سے اجازت چاہی کہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دیتے ہوئے اسے اپنے سامنے کُرسی پر بٹھا دیا اور کہا: "اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔" اس شخص نے کہا: "محسن یعنی احسان کرنے والے کے ساتھ اِحسان کرو اور جو بُرائی کرے اس کی بُرائی کا بدلہ اُسے خود ہی مل جائے گا۔" بادشاہ اُس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اُسے اِنعام واِکرام سے نوازا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے ایک درباری کو اُس شخص سے حسد ہو گیا اور وہ دل ہی دل میں کُڑھنے لگا کہ اِس عام سے شخص کو بادشاہ کے دربار میں اِتنی عزت اور اِتنا مقام کیوں حاصل ہو گیا۔ بالآخر وہ حسد کی بیماری سے مجبور ہو کر بادشاہ کے پاس گیا اور بڑے خوشامدانہ انداز میں بولا: "اے بادشاہ سلامت! ابھی جو شخص آپ کے سامنے گفتگو کر کے گیا ہے اگرچہ اس نے باتیں اچھی کی ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کو گندہ دَہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کی بیماری ہے۔"

بادشاہ نے یہ سنا تو پوچھا: "تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ میرے بارے میں یہی گمان رکھتا ہے؟" وہ حاسد بولا: "حضور! اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ آزما کر دیکھ لیں، اُسے اپنے پاس بلائیں جب وہ آپ کے قریب آئے گا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ اُسے آپ کے منہ سے بدبُو نہ آئے۔" یہ سن کر بادشاہ نے کہا: "تم جاؤ جب تک میں اِس معاملے کی تحقیق نہ کر لوں اُس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔"

چنانچہ وہ حاسد دربارِ شاہی سے جانے کے بعد اس شخص کے پاس پہنچا جس سے وہ حسد کرتا تھا۔ اُسے کھانے کی

دعوت دی، اُس نے دعوت قبول کرلی اور اُس کے ساتھ چل دیا۔ حاسد نے اُس کے سامنے ایسا کھانا پیش کیا جس میں بہت زیادہ لہسن ڈال دیا گیا۔ اب کھانے کے بعد اُس شخص کے منہ سے لہسن کی بدبُو آنے لگی۔ بہر حال وہ اپنے گھر آ گیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ کا قاصد آیا اور اُس نے کہا: "بادشاہ نے آپ کو ابھی دربار میں بلایا ہے۔ "وہ شخص قاصد کے ساتھ دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے اُسے اپنے سامنے بٹھایا اور کہا: "ہمیں وہی کلمات سناؤ جو اُس دن تم نے سنائے تھے۔ "اس شخص نے کہا: "محسن یعنی احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرو اور جو برائی کرے اس کی برائی کا بدلہ اسے خود ہی مل جائے گا۔" جب اس نے اپنی بات مکمل کرلی تو بادشاہ نے اُس سے کہا: "میرے قریب آؤ۔ "وہ بادشاہ کے قریب گیا تو اُس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ لہسن کی بدبُو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو۔ "جب بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ "اُس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ میرے متعلق یہ شخص گمان رکھتا ہے کہ مجھے گندہ دہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کی بیماری ہے۔" بادشاہ اُس شخص کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو گیا اور بغیر تحقیق کے اُس نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اِس شخص کو سخت سزا دے گا۔ چنانچہ اُس نے اپنے گورنر کے نام ایک مکتوب روانہ کیا جس میں لکھا: "اے گورنر! جیسے ہی یہ شخص تمہارے پاس پہنچے تو اِسے ذبح کرکے اِس کی کھال میں بھوسا بھر دینا اور اُسے ہمارے پاس بھجوا دینا۔ پھر بادشاہ نے خط پر مہر لگائی اور اُس شخص کو دیتے ہوئے کہا: "یہ خط لے کر فلاں علاقے کے گورنر کے پاس پہنچ جاؤ۔"

بادشاہ کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی شخص کو کوئی بڑا اِنعام دینا چاہتا تو اپنے کسی گورنر کے نام خط لکھتا اور اُس شخص کو گورنر کے پاس بھیج دیتا وہاں اُسے خوب اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا۔ کبھی بھی بادشاہ نے سزا کے لئے کسی گورنر کو خط نہ لکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ بادشاہ نے کسی کو سزا دینے کے لئے گورنر کے نام خط لکھا۔ بہر حال یہ شخص خط لے کر دربار شاہی سے نکلا اُس بیچارے کو کیا معلوم کہ اِس خط میں میری موت کا حکم ہے۔ یہ شخص خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں اُس کی ملاقات اُسی حاسد سے ہو گئی۔ اس نے پوچھا: "بھائی! کہاں کا ارادہ ہے؟"

اس نے کہا: "میں نے بادشاہ کو اپنا کلام سنایا تو اُس نے مجھے ایک خط مہر لگا کر دیا اور کہا کہ فلاں گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔ میں اُسی گورنر کے پاس خط لئے جا رہا ہوں۔ "حاسد کہنے لگا: "بھائی! تم یہ خط مجھے دے دو میں ہی اِسے گورنر تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ اس شریف آدمی نے خط حاسد کے حوالے کر دیا، وہ حاسد خط لے کر خوشی خوشی گورنر کے دربار

کی طرف چل دیا، وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہو رہا تھا کہ "اس خط میں بادشاہ نے گورنر کے نام پیغام لکھا ہو گا کہ جو شخص یہ خط لے کر آئے اسے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے۔ میری قسمت کتنی اچھی ہے، میں نے اس شخص کو جھانسا دے کر یہ خط لے لیا ہے اب میں مالا مال ہو جاؤں گا۔ "وہ حاسد انہیں سوچوں میں مگن بڑی خوشی کے عالم میں جھومتا جھومتا گورنر کے دربار کی جانب جا رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ حسد کی آگ نے اسے موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے اور جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ بہر حال وہ گورنر کے پاس پہنچا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بادشاہ کا خط گورنر کو دیا۔ گورنر نے جیسے ہی خط پڑھا تو پوچھا: "اے شخص! کیا تجھے معلوم ہے کہ اس خط میں بادشاہ نے کیا لکھا ہے؟ "اس نے کہا: "بادشاہ سلامت نے یہی لکھا ہو گا کہ مجھے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے اور میری حاجات کو پورا کیا جائے۔ "گورنر نے یہ سن کر کہا: اے نادان شخص! بادشاہ نے اس خط میں مجھے حکم دیا ہے کہ "جیسے ہی یہ شخص خط لے کر پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دینا پھر اس کی لاش میرے پاس بھجوا دینا۔ "یہ سن کر اس حاسد کے تو ہوش اُڑ گئے اور وہ گڑ گڑا کر کہنے لگا: "خدا اکی قسم! یہ خط میرے بارے میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہ تو فلاں شخص کے متعلق ہے، بے شک آپ بادشاہ کے پاس کسی قاصد کو بھیج کر معلوم کر لیں۔"

گورنر نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا: "ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ ہم بادشاہ سے اس معاملہ کی تصدیق کریں با دشاہ کی مہر اس خط پر موجود ہے لہٰذا ہمیں بادشاہ کے حکم پر عمل کرنا ہو گا۔ "اتنا کہنے کے بعد اس نے جلاد کو حکم دیا اور اس حاسد شخص کو ذبح کر کے اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو بادشاہ کے دربار میں بھجوا دیا گیا۔ وہ شخص جس سے یہ حسد کیا کرتا تھا حسبِ معمول بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفا ظ دہرائے: "محسن کے ساتھ احسان کرو اور جو کوئی برائی کرے گا اسے عنقریب اس کی برائی کا صلہ مل جائے گا۔" جب بادشاہ نے اس شخص کو صحیح وسالم دیکھا تو اس سے پوچھا: "میں نے تجھے جو خط دیا تھا اس کا کیا ہوا؟ "اس نے جواب دیا: "میں آپ کا خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں فلاں شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو، چنانچہ میں نے اسے خط دے دیا اور وہ خط لے کر گورنر کے پاس چلا گیا ہے۔"

بادشاہ نے کہا: "اس شخص نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میرے منہ سے بدبُو آتی ہے، کیا واقعی ایسا ہے؟ "اس شخص نے کہا: "بادشاہ سلامت! میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں ایسا

نہیں سوچا۔ ''تو بادشاہ نے پوچھا: ''جب میں نے تجھے اپنے قریب بلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ ''اس شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں آنے سے کچھ دیر قبل اس شخص نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں مجھے بہت زیادہ لہسن کھلا دیا تھا جس کی وجہ سے میرا منہ بدبُودار ہو گیا۔ جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے منہ کی بدبُو سے بادشاہ سلامت کو تکلیف پہنچے اسی لئے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: ''اے خوش نصیب شخص! تُو نے بالکل ٹھیک کہا، تیری یہ بات بالکل سچی ہے کہ جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے عنقریب اس کی برائی کا بدلہ مل جائے گا۔ اس شخص نے تیرے ساتھ برائی کا اِرادہ کیا اور تجھے سزا دلوانی چاہی لیکن اسے اپنی برائی کا صلہ خود ہی مل گیا۔ سچ ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔ اے نیک شخص! میرے سامنے بیٹھ اور اپنی اسی بات کو دہرا۔ چنانچہ وہ شخص بادشاہ کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا: ''محسن کے ساتھ احسان کرو اور برائی کرنے والے کو عنقریب اس کی برائی کی سزا خود ہی مل جائے گی۔''

(عیون الحکایات، ج۱، ص۲۹۹)

حسد کے چودہ علاج:

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل رسالے ''حسد'' صفحہ ۶۸ سے حسد کے چودہ ۱۴ علاج پیشِ خدمت ہیں:

(۱) ''...توبہ کر لیجئے۔ ''حسد بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کیجئے کہ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ میں تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے فلاں بھائی سے حسد کرتا تھا تو میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔ آمین

(۲) ''...دعا کیجئے۔ ''کہ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری رضا کے لیے حسد سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں، تو مجھے اس باطنی بیماری سے شفا دے اور مجھے حسد سے بچنے میں استقامت عطا فرما۔ آمین

(۳) ''...رضائے الٰہی پر راضی رہیے۔ ''کہ رب انے میرے اس بھائی کو جو بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ اس کی رضا ہے وہ رب عَزَّوَجَلَّ اس بات پر قادر ہے کہ جسے چاہے جو چاہے جتنا چاہے جس وقت چاہے عطا فرما دے۔

(۴) ''...حسد کی تباہ کاریوں پر نظر رکھیے۔ ''کہ حسد اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے، حسد سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں، حسد سے غیبت، بدگمانی، چغلی جیسے گناہ سرزد ہوتے ہیں، حسد سے

روحانی سکون برباد ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۵) ''...اپنی موت کو یاد کیجئے۔ ''کہ عنقریب مجھے بھی اپنی یہ زندگی چھوڑ کر اندھیری قبر میں اترنا ہے۔ موت کی یاد تمام گناہوں بالخصوص حسد سے چھٹکارے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۶) '' ...حسد کا سبب بننے والی نعمتوں پر غور کیجئے۔ ''کہ اگر وہ دنیوی نعمتیں ہیں تو عارضی ہیں اور عارضی چیز پر حسد کیسا؟ اگر دینی شرف وفضیلت ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا پر حسد کرنا عقلمندی نہیں۔

(۷) '' ...لوگوں کی نعمتوں پر نگاہ نہ رکھیے۔ ''کہ عموماً اس سے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے جو حسد کا باعث ہے، اپنے سے نیچے والوں پر نظر رکھیے اور بارگاہِ ربُّ العزت میں شکر ادا کیجئے۔

(۸) '' ...حسد سے بچنے کے فضائل پر نظر رکھیے۔ ''کہ حسد سے بچنا اللہ عَزَّوَجَلَّ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کا سبب، جنت کے حصول میں مُعاوِن، کل بروزِ قیامت سایہ عرش ملنے کا سبب بننے والے اعمال میں سے ایک ہے۔

(۹) ''...اپنی خامیوں کی اصلاح میں لگ جایئے۔ ''کہ جب دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھیں گے تو اپنی اصلاح سے محروم ہو جائیں گے اور جب اپنی اِصلاح میں لگ جائیں گے تو حسد جیسے برے کام کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔

(۱۰) ''...حسد کی عادت کو رشک میں تبدیل کر لیجئے۔ ''کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنامت کیجئے کہ یہ نعمت اس سے چھن کر مجھے مل جائے بلکہ یہ دعا کیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی اس نعمت میں مزید برکت عطا فرمائے۔

(۱۱) ''... نفرت کو محبت میں بدلنے کی تدبیریں کیجئے۔ ''کہ جس سے حسد ہے اس سے سلام میں پہل کرے، اسے تحائف پیش کرے، بیمار ہونے پر تعزیت کرے، خوشی کے موقع پر مبارک باد دے، ضرورت پڑے تو مدد کرے، لوگوں کے سامنے اس کی جائز تعریف کرے، جس قدر اسے فائدہ پہنچا سکتا ہو پہنچائے۔ وغیرہ وغیرہ

(۱۲) ''...دوسروں کی خوشی میں خوش رہنے کی عادت بنایئے۔ ''کیونکہ یہ رب عَزَّوَجَلَّ کی مشیت اور نظام قدرت ہے کہ اس نے تمام لوگوں کے رہن سہن، ان کی دی جانے والی نعمتوں کو یکساں نہیں رکھا تو یقیناً اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ کسی کی نعمت چھن جانے سے وہ آپ کو ضرور مل جائے گی، لہٰذا حسد کے بجائے اپنے بھائی کی نعمت پر خوش رہیں۔

(۱۳)" ...روحانی علاج بھی کیجئے۔ "کہ ہر وقت بارگاہ ربُّ العزت میں حسد سے بچنے کے لیے استغفار کرتے رہیے، شیطان کے مکر و فریب سے پناہ مانگئے، جب بھی دل میں حسد کا خیال آئے تو اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اپنے بائیں طرف تین بار تھو تھو کر دیجئے۔

(۱۴)" ...مدنی انعامات پر عمل کیجئے۔ "کہ آج کے اس پر فتن دور میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پابند سنت بننے، نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ ملے گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (5) بغض و کینہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔ (اَلتَّرغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین ص ۱۴ حدیث ۱۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں بغض و کینہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

بغض و کینہ کی تعریف:

کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے غیر شرعی دشمنی و بغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، القول فی معنی الحقد ۔۔۔ الخ، ج ۳، ص ۲۲۳)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (پ ۷، المائدۃ: ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: "شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔"

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی "خزائن العرفان"

میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خواری اور جوئے بازی کا ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بُغض اور عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور جو ان بدیوں میں مبتلا ہو وہ ذکرِ الٰہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے۔''

حدیث مبارکہ، بغض رکھنے والوں سے بچو:

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ پاک (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) تجلّی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ۔۔۔الخ، ج۳، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۸۳۵ ملتقطا)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''بغض رکھنے والوں سے بچو کیونکہ بغض دین کو مونڈ ڈالتا (یعنی تباہ کر دیتا) ہے۔''
(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ج۳، ص ۲۰۹، حدیث: ۷۷۱۴)

بغض و کینہ کا حکم:

کسی بھی مسلمان کے متعلق بلاوجہ شرعی اپنے دل میں بغض و کینہ رکھنا ناجائز و گناہ ہے۔ سیّدُنا عبد الغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حق بات بتانے یا عدل و انصاف کرنے والے سے بغض و کینہ رکھنا حرام ہے۔''
(الحدیقۃ الندیۃ، السادس عشر من۔۔۔الخ، ج۱، ص ۶۲۹)

حکایت، قبر کالے سانپوں سے بھر گئی:

حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیّدُنا عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں کچھ لوگ گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''ہم حج کی سعادت پانے کے لیے نکلے تھے، ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا، جب ہم ذَاتُ الصِّفَاح کے مقام پر پہنچے تو اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے اس کے غسل و کفن کا انتظام کیا پھر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ اچانک اس کی قبر کالے سانپوں سے بھر گئی ہے۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کالے سانپوں سے بھر گئی، بالآخر ہم اسے وہیں چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ہیں۔ ''یہ واقعہ سن کر حضرت سیّدُنا عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اس کا کینہ ہے جو وہ اپنے دل میں مسلمانوں کے متعلق رکھا کرتا تھا، جاؤ! اور اسے وہیں دفن کر دو۔''

(موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، ج٦، ص٨٣، رقم:١٢٨)

بغض وکینہ کے چھ علاج:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۸۴ صفحات پر مشتمل رسالے "بغض وکینہ "صفحہ ۴۰ سے بغض وکینہ کے چھ علاج پیشِ خدمت ہیں:

(۱) "...ایمان والوں کے کینے سے بچنے کی دعا کیجئے۔" پارہ ۲۸ سورۂ حشر، آیت نمبر ۱۰ کو یاد کر لینا اور وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنا بھی بہت مفید ہے:

وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾

ترجمۂ کنز الایمان: "اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔"

(۲) "...اسباب دور کیجئے۔" یقیناً بیماری جسمانی ہو یا روحانی اس کے کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں اگر اسباب کو دور کر دیا جائے تو بیماری خود بخود ختم ہو جاتی ہے، بغض وکینہ کے اسباب میں سے غصہ، بدگمانی، شراب نوشی، جوا بھی ہے ان سے بچنے کی کوشش کیجئے، ایک سبب نعمتوں کی کثرت بھی ہے کہ اس سے بھی آپس میں بغض وکینہ پیدا ہو جاتا ہے، نعمتوں کا شکر ادا کر کے اور سخاوت کی عادت کے ذریعے اس سے بچنا ممکن ہے۔

(۳) "...سلام ومصافحہ کی عادت بنالیجئے۔" کہ سلام میں پہل کرنا اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا یا گلے ملنا آپ کے کینے کو ختم کر دیتا ہے، نیز تحفہ دینے سے بھی محبت بڑھتی اور عداوت دور ہوتی ہے۔

(۴) "...بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے۔" کہ عموماً کسی کی نعمتوں کی بارے میں سوچنا یا کسی کی اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کے بارے میں سوچتے رہنا بھی کینے کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا کسی کے متعلق بے جا سوچنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر میں لگ جائیے کہ یہی دانش مندی ہے۔

(۵)... "مسلمانوں سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کیجئے۔" محبت کینے کی ضد ہے لہٰذا اگر ہم رضائے الٰہی کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھیں گے تو کینے کو دل میں آنے کی جگہ نہیں ملے گی اور دیگر فضائل بھی حاصل ہوں گے۔

(۶) "...سوچئے اور عقلمندی سے کام لیجئے۔" کینے کی بنیاد عموماً دنیاوی چیزیں ہوتی ہیں، لیکن سوچنے کی بات ہے

کہ کیا دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو برباد کر لینا دانشمندی ہے۔ یقیناً نہیں تو پھر اپنے دل میں کینے کو ہر گز جگہ مت دیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (6) حُبّ مدح و حُبّ جاہ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔ (اَلْقُرْبَةُ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْن، لابن بشکوال ص ۹۰ حدیث ۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں حب مدح وحب جاہ کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حُبِّ مَدَح کی تعریف:

"کسی کام پر لوگوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کو پسند کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں کام پر لوگ میری تعریف کریں، مجھے عزت دیں حُبِّ مَدَح کہلاتا ہے۔"

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اٰتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: "ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو، ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی "خزائن العرفان"

میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔ مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لئے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔“

حدیث مبارکہ، حُبِّ مَدَح بربادیٔ اعمال کا سبب:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو لوگوں کی زبانوں سے اپنی تعریف پسند کرنے کے ساتھ ملانے سے بچو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔“ (فردوس الاخبار، باب الالف، ج۱، ص۲۲۳، حدیث:۱۵۶۷)

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”حُبِّ مَدَح آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔“

(فردوس الاخبار، باب الحاء، ج۱، ص۳۴۷، حدیث:۲۵۴۸)

حُبِّ مَدَح کا حکم:

اپنی تعریف کو پسند کرنا اور اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے، قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام و مرتبے پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے کہ وہ اس کی تعریف و تعظیم کریں، اس کی حاجتیں پوری کریں، آمد و رفت میں اسے اپنے آگے کریں۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”اگر (کوئی آدمی) اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے (یعنی پسند کرے) کہ لوگ اُن فضائل سے اُس کی ثنا (یعنی تعریف) کریں جو (فضیلت وخوبی) اس میں نہیں، جب تو صریح حرامِ قطعی ہے۔ “قَالَ اللّٰہُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۸۸) (پ۴، آل عمران:۱۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ”ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شَمْسُ الْاَئِمَّه (اماموں کے آفتاب) وفَخْرُ الْعُلَمَاء (اہل علم کے لیے فخر) وتَاجُ الْعَارِفِیْن (عارفوں کے تاج) وَاَمْثَالُ ذٰلِكَ (یعنی اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیف کلمات جو مدح کی تعریف وتوصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے عصر (زمانے) یا مصر (شہر) کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حب مدح نہیں بلکہ حب نصح مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے۔" (فتاوٰی رضویہ، ج۲۱، ص۵۹۷)

آج بنتا ہوں مُعزز جو کُھلے حَشر میں عیب
ہائے رُسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یا رب

حکایت، حُبِّ مَدَح سے بچاؤ کا انوکھا انداز:

حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن محمد بن اسلم طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حب مدح سے بچنے کے لیے اپنی نیکیاں چھپانے کا بے حد خیال فرماتے یہاں تک کہ ایک بار فرمانے لگے: "اگر میرا بس چلے تو میں کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے دونوں فرِشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں۔" حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس سے زیادہ عرصہ سیِّدُنا ابو الحسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبت میں رہا مگر جمعۃ المبارک (ودیگر فرائض وواجبات) کے علاوہ کبھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دو رَکعَت نَفل بھی پڑھتے نہیں دیکھ سکا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پانی کا کوزہ لیکر اپنے کمرۂ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔ میں کبھی بھی نہ جان سکا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کمرے میں کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مَدَنی مُنّا زور زور سے رونے لگا۔ اس کی والدہ اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: "یہ مَدَنی مُنّا آخِر اس قَدَر کیوں رو رہا ہے؟" بی بی صاحِبہ نے فرمایا: "اس کے ابّو یعنی حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کمرے میں داخِل ہو کر تلاوتِ قرآن کرتے اور روتے ہیں تو یہ بھی ان کی آواز سن کر رونے لگتا ہے۔" شیخ ابو عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (ریاکاری اور حب مدح کی تباہ کاریوں سے بچنے کی خاطر) نیکیاں چھپانے کی اِس قَدَر سعی فرماتے تھے کہ اپنے اُس کمرۂ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہَر نکلنے سے پہلے اپنا

منہ دھو کر آنکھوں میں سُرمہ لگا لیتے تاکہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے۔"
(حلیۃ الاولیاء، محمد بن اسلم، ج۹، ص۲۵۴)

حُبِّ مَدَح کے اسباب و علاج:

(۱) ...حُبِّ مَدَح کا پہلا سبب دوسروں کے تعریفی کلمات کی وجہ سے خود کو باکمال سمجھنا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے بندہ اس بات پر غور کرے کہ یہ تعریفی کلمات کسی دنیوی عہدے مال و دولت یا ذہانت کے سبب سے ہیں یا کسی دینی خوبی (مثلاً تقویٰ وغیرہ) کی وجہ سے۔ اگر دنیوی خوبیوں کی وجہ سے ہیں تو وہ فانی ہیں اور فانی خوبیوں پر اترانا کیسا؟ اور اگر دینی خوبیوں کے سبب سے ہوں تو اپنے آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرائے اور اپنے برے خاتمے کے خوف کو ہمیشہ اپنے اوپر طاری رکھے، اور رب عَزَّوَجَلَّ ایمان پر خاتمے کی دعا مانگے۔

(۲) ...حُبِّ مَدَح کا دوسرا سبب تعریف کے ذریعے دوسروں کو اپنا عقیدت مند بنانا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ "لوگوں کے دلوں میں مقام بنانے کی خواہش کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقام گھٹانے کا سبب نہ بن جائے۔" جو بذاتِ خود یقیناً دنیا و آخری کی بربادی کا سبب ہے۔

(۳) ...حُبِّ مَدَح کا تیسرا سبب تعریف کے ذریعے لوگوں پر اپنی برتری اور رعب و دبدبہ قائم کرنا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بار بار اس بات پر غور کرے کہ "ایسی عارضی برتری اور رُعب و دبدبہ جس میں ذرہ برابر پائیداری نہیں کس طرح میری تعریف کا سبب بن سکتی ہے؟۔" (احیاء العلوم، ج۳، ص۸۵۸ ماخوذا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حُبِّ جَاہ

حُبِّ جاہ کی تعریف:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ حُبِّ جاہ کی تعریف ہے، "شہرت و عزّت کی خواہش کرنا۔" (نیکی کی دعوت، ص۸۷)

حُبِّ جاہ کی مَذمّت کرتے ہوئے حُجَّةُ الاسلام امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَةُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "شُہرت کا مقصد لوگوں کے دلوں میں مقام بنانا ہے اور یہ خواہش ہر فَساد کی جڑ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ "حُبِّ جاہ" یعنی شُہرت کی خواہش پر قابو پانے کے لئے اَحادیث مُبارَکہ میں وارِد اِس کے نقصانات پر غور و فکر کریں۔"

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان فضیلۃ الخمول، ج۳، ص ۳۴۲)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾ (پ۴، آل عمران:۱۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: "ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی "خزائن العرفان" میں فرماتے ہیں: "یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لئے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔"

حدیث مبارکہ، برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے:

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "کسی انسان کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دنیا کے معاملے میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کریں (یعنی اس کی تعریف کریں) البتہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ محفوظ فرمائے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی اخلاص العمل للہ۔۔۔ الخ، ج۵، ص۳۶۶، حدیث ۶۹۷۷)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: "خرچ کرو لیکن شہرت نہ چاہو، اپنی شخصیت کو اس طرح بلند نہ کرو کہ تمہارا ذکر کیا جائے اور لوگ تمہیں جانیں بلکہ اپنے آپ کو چھپا کر رکھو اور خاموشی اختیار کرو کہ اس طرح تم محفوظ رہو گے، نیک لوگ تم سے خوش ہوں گے اور بدکاروں کو غصہ آئے گا۔" (لباب الاحیاء، ص۲۷۳)

حُبِّ جاہ کا حکم:

حُبِّ جاہ (لوگوں میں ناموری اور شہرت چاہنا) ایک قبیح (بہت برا) اور نہایت ہی مذموم (قابل مذمت) امر ہے، بلکہ گمنامی یعنی اپنے آپ کو لوگوں میں مشہور و معروف نہ کروانا قابل تعریف ہے۔ البتہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اگر کسی شخص کو اپنے دین کو پھیلانے کے لیے مشہور کر دے اور اس میں اس کا کوئی دخل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ حب جاہ ایک ایسا امر ہے جو بسا اوقات دین کو بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس لیے اس سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اپنی شہرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ و برباد اور وہ خود ذلیل و خوار نہ ہوا ہو۔'' (احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ذم الشھرۃ۔۔۔ الخ، ج۳، ص۳۳۹)

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کی مایہ ناز تصنیف ''عاشقان رسول کی ۱۳۰ حکایات'' صفحہ ۱۰۲ پر حب جاہ سے متعلق حکایت مع درس پیش خدمت ہے:

حکایت، عجیب انداز میں نفس کی گرفت:

حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد مُرتَعِش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''میں نے بَہُت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفرِ حج کسی قسم کا زادِ راہ لئے بِغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار (یعنی ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گِراں (یعنی بوجھ) گزرا، چُنانچِہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری مُوافَقَت فَقَط اپنی لذّت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا النفس فَنَاء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حقِّ شَرْعی پورا کرنا (یعنی ماں کی اطاعت کرنا) اسے (یعنی نفس کو) بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا!'' (الرسالۃ القشیریۃ، ص۱۳۵)

حُبِّ جاہ کی لذّت عبادت کی مَشَقَّت آسان کر دیتی ہے:

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے! ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کیسی مَدَنی سوچ رکھتے اور کس قَدَر عاجِزی کے خُوگر ہوتے ہیں۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ عام لوگوں سے تو جُھک جُھک کر ملتے اور اُن کیلئے بچھ بچھ جاتے ہیں مگر والِدَین، بھائی بہنوں اور بال بچّوں کے ساتھ اُن کا رویّہ جارحانہ، غیر اخلاقی اور بسا اوقات سخت دل آزار ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ عوام میں عمدہ اَخلاق کا مُظاہرہ مقبولیت عامّہ کا باعث بنتا ہے جبکہ گھر میں حسنِ سُلوک کرنے

سے عزّت و شہرت ملنے کی خاص امّید نہیں ہوتی! اس لئے یہ لوگ عوام میں خوب میٹھے میٹھے بنے رہتے ہیں! اِسی طرح جو اسلامی بھائی بعض مُستَحَب کاموں کے لئے بڑھ چڑھ کر قُربانیاں پیش کرتے مگر فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہیاں برتتے ہیں مَثَلاً ماں باپ کی اِطاعت، بال بچّوں کی شریعت کے مطابِق تربیّت اور خود اپنے لئے فرض عُلُوم کے حُصُول میں غَفلت سے کام لیتے ہیں اُن کیلئے بھی اِس حکایت میں عبرت کے نِہایت اَہَم مَدَنی پھول ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نیک کاموں میں ''شُہرت ملتی اور واہ واہ! ہوتی ہے'' وہ دشوار ہونے کے باوُجُود بآسانی سَر انجام پا جاتے ہیں کیوں کہ حُبِّ جاہ (یعنی شُہرت و عزّت کی چاہَت) کے سبب ملنے والی لذّت بڑی سے بڑی مَشَقَّت آسان کر دیتی ہے۔ یاد رکھئے! ''حُبِّ جاہ'' میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ عبرت کیلئے دو فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُلاحَظہ ہوں:

(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت (یعنی عبادت) کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ (فردوس الاخبار، باب الالف، ج۱، ص ۲۲۳، حدیث ۱۵۶۷)

(۲) دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے رَیوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی حُبِّ مال و جاہ (یعنی مال و دولت اور عزّت و شہرت کی محبَّت) مسلمان کے دین میں مچاتی ہے۔ (ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی اخذ المال، ج۴، ص ۱۶۶، حدیث ۲۳۸۳)

حُبِّ جاہ کے متعلق اہم ترین مَدَنی پھول:

''حُبِّ جاہ'' کے تعلُّق سے اِحیاءُ العلوم کی جلد ۳، ص ۶۱۶ تا ۶۱۷ کو سامنے رکھ کر کچھ مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں:

''(حُبِّ جاہ و رِیا) نفس کو ہلاک کرنے والے آخِری اُمور اور باطِنی مکر و فَریب سے ہے، اِس میں عُلَماء، عبادت گزار اور آخِرت کی منزل طے کرنے والے لوگ مبتلا کیے جاتے ہیں، اس طرح کہ یہ حَضرات بسا اوقات خوب کوششیں کر کے عبادات بجالانے، نفسانی خواہِشات پر قابو پانے بلکہ شُبُہات سے بھی خود کو بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اپنے اَعضا کو ظاہِری گناہوں سے بھی بچا لیتے ہیں مگر عوام کے سامنے اپنے نیک کاموں، دینی کارناموں اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کی جانے والی کاوِشوں جیسے کہ میں نے یہ کیا، وہ کیا، وہاں بیان تھا، یہاں بیان ہے، بیانات (کرنے یا نعت پڑھنے) کیلئے اِتنی اِتنی تاریخیں ''بُک'' ہیں، مَدَنی مشورے میں رات اِتنے بج گئے اور آرام نہ ملنے کی تھکن ہے اِسی لئے آواز بیٹھی ہوئی ہے۔

"مَدَنی قافلے میں سفر ہے، اِتنے اِتنے مَدَنی قافِلوں میں یا مدنی کاموں کیلئے فُلاں فُلاں شہروں، ملکوں کا سفر کر چکا ہوں وغیرہ وغیرہ کے اظہار کے ذَرِیعے اپنے نَفْس کی راحت کے طلبگار ہوتے ہیں، اپنا علم و عمل ظاہِر کر کے مخلوق کے یہاں مقبولیّت اور ان کی طرف سے ہونے والی اپنی تعظیم و توقیر، واہ واہ اور عزّت کی لذّت حاصل کرتے ہیں، جب مقبولیّت و شُہرت ملنے لگتی ہے تو اُس کا نَفْس چاہتا ہے کہ علم و عمل لوگوں پر زیادہ سے زیادہ ظاہِر ہونا چاہئے تاکہ اور بھی عزّت بڑھے لہٰذا وہ اپنی نیکیوں، علمی صلاحیتوں کے تعلُّق سے مخلوق کی اِطّلاع کے مزید راستے تلاش کرتا ہے اور خالق کے جاننے پر کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ میرے اعمال سے باخبر ہے اور مجھے اجر دینے والا ہے قَناعت نہیں کرتا بلکہ اِس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اِس کی واہ واہ اور تعریف کریں اور خالق کی طرف سے حاصِل ہونے والی تعریف پر قَناعت نہیں کرتا۔

نَفْس یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں کو جب اِس بات کا علم ہو گا کہ فُلاں بندہ نفسانی خواہِشات کا تارِک ہے، شُبُہات سے بچتا ہے، راہِ خدا میں خوب پیسے خرچ کرتا ہے، عبادات میں سخت مَشَقَّت برداشت کرتا ہے خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰے میں خوب آہ و زاری کرتا اور آنسو بہاتا ہے، مَدَنی کاموں کی خوب دھومیں مچاتا ہے، لوگوں کی اصلاح کیلئے بَہُت دل جلاتا ہے، خوب مَدَنی قافِلوں میں سفر کرتا کراتا ہے، زَبان، آنکھ اور پیٹ کا قُفلِ مدینہ لگاتا ہے، روزانہ فیضانِ سنّت کے اِتنے اِتنے درس دیتا ہے، مدرسۃ المدینہ (بالغان)، صدائے مدینہ، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کا بڑا ہی پابند ہے تو اُن (لوگوں) کی زبانوں پر اس (بندے) کی خوب تعریف جاری ہو گی، وہ اسے عزّت و اِحترام کی نگاہ سے دیکھیں گے، اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور سرمایۂ آخِرت سمجھیں گے، حُصولِ بَرَکت کیلئے مکان یا دُکان پر "دو قدم" رکھنے، چل کر دُعا فرمادینے، چائے پینے، دعوتِ طعام قَبول کرنے کی نہایت لجاجت کے ساتھ درخواستیں کریں گے، اس کی رائے پر چلنے میں دو جہاں کی بھلائی تصوُّر کریں گے۔ اسے جہاں دیکھیں گے خدمت کریں گے اور سلام پیش کریں گے، اِس کا جھوٹا کھانے پینے کی حِرص کریں گے، اس کا تحفہ یا اِس کے ہاتھ سے مَس کی ہوئی چیز پانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے، اس کی دی ہوئی چیز چُومیں گے، اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیں گے، اِحتِراماً "حضرت! حُضُور! یا سیِّدی!" وغیرہ اَلقاب کے ساتھ خاشِعانہ انداز اور آہستہ آواز میں بات کریں گے، ہاتھ جوڑ کر سر جُھکا کر دُعاؤں کی اِلتجائیں کریں گے، مجالس میں اِس کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جائیں گے، اِسے ادب کی جگہ بٹھائیں گے، اِس

کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے، اِس سے پہلے کھانا شُروع نہیں کریں گے، عاجِزانہ انداز میں تحفے اور نذرانے پیش کریں گے۔ تواضُع کرتے ہوئے اِس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا (مَثَلاً خادِم وغلام) ظاہِر کریں گے، خرید وفَروخت اور مُعامَلات میں اِس سے مُرَوَّت بَرتیں گے، اس کو چیزیں عُمدہ کوالٹی کی اور وہ بھی سَستی یا مُفت دیں گے۔

اس کے کاموں میں اس کی عزّت کرتے ہوئے جُھک جائیں گے۔ لوگوں کے اس طرح کے عقیدت بھرے انداز سے نَفْس کو بہت زیادہ لذّت حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ لذت ہے جو تمام خواہشات پر غالِب ہے، اِس طرح کی عقیدت مندیوں کی لذّتوں کے سبب گناہوں کا چھوڑنا اُسے معمولی بات معلوم ہوتی ہے کیوں کہ "حُبِّ جاہ" کے مریض کو نَفْس گناہ کروانے کے بجائے اُلٹا سمجھاتا ہے کہ دیکھ گناہ کریگا تو عقیدت مند آنکھیں پھیر لیں گے! لہٰذا نَفْس کے تعاون سے مُعتقدین میں اپنا وقار برقرار رکھنے کے جذبے کے سبب عبادت پر اِستِقامت کی شدّت اُس کو نرمی و آسانی محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ باطنی طور پر لذّتوں کی لذّت اور تمام شہوتوں (یعنی خواہشات) سے بڑی شَہوت (یعنی عوام کی عقیدت سے حاصل ہونے والی لذّت) کا اِدراک (یعنی پہچان) کر لیتا ہے۔

وہ اِس خوش فہمی میں پڑ جاتا ہے کہ میری زندَگی اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مرضی کے مطابِق گزر رہی ہے، حالانکہ اُس کی زندَگی اُس پوشیدہ (حُبِّ جاہ یعنی اپنی واہ واہ چاہنے والی چُھپی) خواہِش کے تَحْت گزرتی ہے جس کے اِدراک (یعنی سمجھنے) سے نہایت مضبوط عَقلیں بھی عاجِز و بے بس ہیں، وہ عبادتِ خداوندی میں اپنے آپ کو مُخلِص اور خود کو کے مَحارِم (حرام کردہ مُعامَلات) سے اِجتِناب (یعنی پرہیز) کرنے والا سمجھ بیٹھتا ہے! حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ وہ تو بندوں کے سامنے زَیب وزینت اور تَصَنُّع (یعنی بناوٹ) کے ذَرِیعے خوب لذّتیں پا رہا ہے، اسے جو عزّت و شُہرت مِل رہی ہے اِس پر بڑا خوش ہے۔ اِس طرح عِبادتوں اور نیک کاموں کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے اور اس کا نام منافقوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور وہ نادان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے اللہ کا قُرب حاصل ہے۔

مرا ہر عمل بس تِرے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (7) محبتِ دنیا کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مُعْجَم اَوسَط ج ۵ ص ۲۵۲ حدیث ۷۲۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں محبتِ دنیا کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

محبت دنیا کی تعریف:

"دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو (قابل مذمت اور بری ہے)۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الدنیا، بیان ذم الدنیا، ج۳، ص۲۴۹)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ (پ۲۷، الحدید:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: "جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔"

حدیث مبارکہ، دنیا سے محبت کرنے والوں کی مذمت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبو دار ہے: "چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) حد سے زیادہ ظلم۔" (کنزالعمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال، الفصل السادس، ج۱۶، ص۳۶، حدیث:۴۴۰۱۶)

محبت دنیا کے بارے میں تنبیہ:

دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو شرعاً مذموم و قابل مذمت ہے۔

حکایت، دنیا سے محبت کا انجام:

حضرت سیِّدُنا جریر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر حضرت سیِّدُنا لیث رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی: "حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرمادیں، میں بھی آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے اجازت عطا فرمادی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ راستے میں ایک پتھر کے قریب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "آؤ ہم یہاں کھانا کھالیتے ہیں، چنانچہ دونوں کھانا کھانے لگے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی، اور تیسری روٹی بچ گئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے پوچھا: "تیسری روٹی کس نے لی تھی؟" اس نے کہا: "مجھے نہیں معلوم۔"

پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔" وہ شخص اٹھا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ چلنے لگا، راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ہرنی کے ایک بچے کو

اپنی طرف بلایا تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہو گیا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے ذبح کیا، بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت تناول کیا۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے کھڑا ہو جا، یکایک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہو گیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟ '' وہ شخص بولا: ''مجھے نہیں معلوم۔ ''

آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک دریا آیا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کر لیا، پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: ''تجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟ '' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ ''مجھے نہیں معلوم۔ '' آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحراء آگیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔ '' پھر آپ نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ''اے ریت! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے سونا بن جا۔ '' تو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہو گئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ''ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی۔ '' یہ سن کر وہ شخص بولا: ''وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔ ''

حضرت سَیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: ''یہ سارا سونا تم ہی لے لو۔ '' اتنا کہنے کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا۔ اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے، جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ '' اس پر وہ دونوں راضی ہو گئے۔ پھر اس شخص نے کہا: ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کر لیں گے۔ '' چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا

سونا میں لے لوں گا، چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔ وہاں ان دونوں کی نیّتوں میں بھی فتور آگیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر اُن کے پاس پہنچا ان دونوں نے مل کر اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد زہر کے اثر سے وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا وہیں پڑا رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''یہ دنیا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو۔'' یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہو گیا۔ (عیون الحکایات، ج۱، ص۱۷۹)

شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ''نیکی کی دعوت ''(حصہ اوّل) صفحہ ۲۶۰ سے دنیا و حب دنیا سے متعلق مفید معلومات پیش خدمت ہیں:

دُنیا کا معنٰی:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۸۶۸ صَفحات پر مشتمل کتاب ''اِصلاحِ اعمال '' (جلد اوّل) صَفْحَہ ۱۲۸ تا ۱۲۹ پر ہے: ''دُنیا کا لغوی معنٰی ہے: ''قریب'' اور دُنیا کو دُنیا اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ آخرت کی نسبت انسان کے زیادہ قریب ہے یا اس وجہ سے کہ یہ اپنی خواہِشات ولذّات کے سبب دل کے زیادہ قریب ہے۔''

دُنیا کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا علّامہ بدرُ الدّین عَینی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بخاری شریف کی شَرح ''عُمدۃُ القاری ''میں فرماتے ہیں: ''دارِ آخِرت سے پہلے تمام مخلوق دُنیا ہے۔'' (عُمدۃُ القاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان۔۔۔ الخ، ج۱، ص۵۲)

پس اِس اعتبار سے سونا چاندی اور اُن سے خریدی جانے والی تمام ضَروری و غیر ضَروری اَشیا دنیا میں داخِل ہیں۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ان الدنیا فانیۃ، ج۱، ص۱۷)

کون سی دُنیا اچھی، کون سی قابلِ مَذَمَّت؟

دنیاوی اَشیا کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ دُنیاوی اَشیا جو آخِرت میں ساتھ دیتی ہیں اور ان کا نَفع موت کے بعد بھی ملتا ہے، ایسی چیزیں صِرف دو ہیں: عِلم اور عمل، عمل سے مرُاد ہے، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالٰی کی عبادت کرنا اور دنیا کی یہ قِسم محمود (یعنی بَہُت عمدہ) ہے۔

(۲) وہ چیزیں جن کا فائدہ صِرف دنیا تک ہی مَحدود رہتا ہے آخِرت میں ان کا کوئی پھل نہیں ملتا جیسے گناہوں سے لذّت حاصل کرنا، جائز چیزوں سے ضَرورت سے زیادہ فائدہ اُٹھانا مَثَلاً زمین، جائیداد، سونا چاندی، عمدہ کپڑے اور اچھے اچھے کھانے کھانا اور یہ دنیا کی مذموم (یعنی قابلِ مذمَّت) قِسم میں شامل ہیں۔

(۳) وہ اشیا جو نیکیوں پر مددگار ہوں جیسے ضَروری غذا، کپڑے وغیرہ۔ یہ قسم بھی محمود (اچھی) ہے لیکن اگر محض دنیا کا فوری فائدہ اور لذّت مقصود ہو تو اب یہ دنیا مذموم (قابلِ مذمَّت) کہلائے گی۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا۔۔۔ الخ، ج۳، ص۲۷۰۔۲۷۱ ملخصا)

دنیا کے نظاروں سے بھلا کیا ہو سَروکار
عُشَّاق کو بس عشق ہے گلزارِ نبی سے

(وسائلِ بخشش، ص۲۰۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کا کون سا کام اللہ تَعَالٰی کے لئے ہے اور کون سا نہیں؟

دنیاوی کاموں کی تین اقسام ہیں:

(۱) بعض کام وہ ہیں جن کے بارے میں یہ تصوُّر بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ اللہ تعالٰی کے لئے کئے گئے ہیں مَثَلاً ناجائز و حرام کام۔

(۲) بعض وہ ہیں جو اللہ تعالٰی کے لئے بھی ہوسکتے ہیں اور اُس کے غیر کے لئے بھی مَثَلاً غور و تفکُّر کرنا اور خواہِشات سے رُکنا کیونکہ اگر لوگوں میں اپنی مقبولیَّت بڑھانے کے لئے اور بُزُرگی کے حُصُول کی خاطِر غور و فکر کیا یا خواہِشات کو صِرف اس لئے چھوڑا کہ مال کی بچت ہو یا صحّت اچّھی رہے تو اب یہ کام رِضائے الٰہی کے لئے نہ ہوں گے۔

(۳) بعض کام وہ ہیں جو بظاہر نفس کے لئے ہوں مگر حقیقت میں اللہ تعالٰی کی رضا کی نیّت سے کئے گئے ہوں جیسے غذا کھانا، نکاح کرنا وغیرہ۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا۔۔۔ الخ، ج۳، ص۲۷۳)

تاجِ شاہی اس کے آگے ہیچ ہے
مصطفٰے کی جس کو اُلفت مل گئی

(وسائلِ بخشش، ص۲۰۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیادار کی تعریف:

"جب بندہ آخِرت کی بہتری کی غَرَض سے دنیا میں سے کچھ لے گا تو اُسے دنیادار نہیں کہیں گے بلکہ اس کے حق میں دنیا آخِرت کی کھیتی ہوگی اور اگر ذاتی خواہش اور حصولِ لذّت کے طور پر یہ چیزیں حاصل کرتا ہے تو وہ دُنیادار ہے۔" (احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا۔۔۔ الخ، ج۳، ص ۲۷۲)

دُنیاوی اشیاء کی لذّتوں کی حیرت انگیز حقیقت:

دنیا میں حقیقی لذّت کسی شے میں نہیں، البتّہ لوگ تکالیف کا خاتمہ کرنے والی چیزوں کو لذّت کا نام دیتے ہیں مَثَلًا کھانے میں اِس لئے لذّت ہے کہ وہ بھوک کی تکلیف کو ختم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھوک ختم ہو جائے تو کھانے میں لذّت محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح پانی اس لئے لذیذ لگتا ہے کہ پیاس کو ختم کرتا ہے، جب پیاس بجھ گئی تو لذّت بھی جاتی رہی۔ حقیقی لذّتیں تو جنَّت میں نصیب ہوں گی کیونکہ اہلِ جنّت کو جب کوئی تکلیف ہی نہ ہوگی تو اِس سے چھٹکارا دینے والی اشیا کا وُجُود کہاں سے ہوگا؟ لہٰذا ان کی لذّات حقیقی ہوں گی مَثَلًا ان کے کھانے پینے کی لذّتیں اصلی ہوں گی، محض بھوک اور پیاس ختم کرنے کے لئے نہ ہوں گی۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ان الدنیا فانیۃ، ج۱، ص ۱۹ ملخصا)

ابلیس کی بیٹی:

حضرت سیِّدُنا علی خوَّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "دنیا ابلیسِ لعین (یعنی لعنتی شیطان) کی بیٹی ہے اور اس (یعنی دنیا) سے محبت کرنے والا ہر شخص اُس کی بیٹی کا خاوَند ہے، ابلیس اپنی بیٹی کی وجہ سے اُس دنیادار شخص کے پاس آتا جاتا رہتا ہے، لہٰذا میرے بھائی! اگر تم شیطان سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو اُس کی بیٹی (یعنی دنیا) سے رشتہ قائم نہ کرو۔"
(الحدیقۃ الندیۃ، ان الدنیا فانیۃ، ج۱، ص ۱۹)

نیلی آنکھوں والی بدصورت بڑھیا:

حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابن عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: بروزِ قیامت ایک نیلی آنکھوں والی نہایت بد صورت بڑھیا جس کے دانت آگے کی طرف نکلے ہوں گے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی اور ان سے پوچھا جائے گا: "اِس کو جانتے ہو؟" لوگ کہیں گے: "ہم اِس کی پہچان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔" کہا جائے گا: "یہ وُہی دُنیا ہے جس پر تم فخر کیا کرتے تھے، اِسی کی وجہ سے قَطعِ رحمی

کرتے یعنی رشتے داریاں کاٹتے تھے، اِسی کے سبب ایک دوسرے سے حسد اور دشمنی کرتے تھے۔" پھر اُس (بڑھیا نُما دنیا) کو جہنَّم میں ڈالا جائے گا تو پکارے گی: "اے میرے پَروَرْدَگار! میری پیروی کرنے والے اور میری جماعت کہاں ہے؟" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "اُن کو بھی اس کے ساتھ کر دو۔" (موسوعۃ ابن ابی الدنیا، ذم الدنیا، ج۵، ص ۷۲، رقم: ۱۲۳)

دولتِ دنیا سے بے رغبت مجھے کر دیجئے
میری حاجت سے مجھے زائد نہ کرنا مالدار

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا میٹھی سر سبز ہے:

رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: "دنیا میٹھی سر سبز ہے، جو اس میں حلال طریقے سے مال کماتا ہے اور صحیح حُقُوق میں خرچ کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو ثواب عطا فرمائے گا اور اُس کو جنّت میں داخِل فرمائے گا اور جو اس میں حرام طریقے سے مال کماتا ہے اور اس کو غیرِ حق میں خرچ کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو دارُ الْھَوَان (یعنی ذلّت کے گھر) میں داخل فرمائے گا۔" (شعب الایمان، باب فی قبض الید۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۹۶، حدیث ۵۵۲۷)

حضرتِ علّامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کے تحت "فیض القدیر" میں تحریر فرماتے ہیں: "معلوم ہوا کہ دُنیا فی نفسہٖ (یعنی دراصل۔ فی الحقیقت) مذموم نہیں ہے چُونکہ یہ آخِرت کی کھیتی ہے، اس لئے جو شخص شریعت کی اِجازت سے دُنیا کی کوئی چیز حاصل کرے تو یہ چیز آخِرت میں اُس کی مدد کرتی ہے۔"

(فیض القدیر، ج۳، ص۷۲۸، تحت الحدیث: ۴۲۷۳)

حُسنِ گلشن میں سَرا سَر ہے فریب اے دوستو!
دیکھنا ہے حُسن تو دیکھو عرب کے ریگزار

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کے تین بہترین کام:

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون (یعنی لعنتی) ہے سوائے نیکی کا حکم دینے یا برائی سے منع کرنے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے کے۔"

(جامع صغیر، ص۲۶۰، حدیث: ۴۲۸۲)

حضرتِ علامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیث کے تحت "فیض القدیر" میں تحریر فرماتے ہیں: "بلاشبہ یہ کام (یعنی نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا اور ذِکرُ اللہ) اگرچہ دُنیا ہی میں کئے جاتے ہیں لیکن یہ دُنیاوی کام نہیں ہیں بلکہ یہ تو اعمالِ آخِرت ہیں جو کہ جنّت کی نعمتوں تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، لہٰذا ہر وہ کام جس سے رِضائے الٰہی مقصود ہو وہ اِس لعنت سے مُستَثنیٰ (یعنی الگ) ہے۔ (فیض القدیر، ج۳، ص۷۳۵، تحت الحدیث: ۴۲۸۲)

چار چیزوں کے علاوہ دنیا ملعون ہے:

سلطانِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: "ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے سِوائے اللہ تعالٰی کے ذِکر اور اُس (چیز) کے جو ربّ تعالٰی کے قریب کر دے اور عالِم اور طالبِ علم کے۔" (ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی۔۔۔ الخ، ج۴، ص۱۴۴، حدیث۲۳۲۹)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اِس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "جو چیز اللہ (عَزَّوَجَلَّ) و رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے غافل کر دے وہ دنیا ہے یا جو اللہ و رسول کی ناراضی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش، غذا، لباس، گھر وغیرہ (شریعت کی نافرمانی سے بچتے ہوئے) حاصل کرنا سنّتِ اَنبیاءِ کرام ہے یہ دنیا نہیں۔" (مراٰۃ المناجیح، ج۷، ص۱۷)

دُنیا مچھر کے پر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے:

اے عاشقانِ رسول! دُنیا نہایت ذلیل و حقیر ہے اِس کو اَہم سمجھ بیٹھنا عقلمندی نہیں کہ یہ تو مچّھر کے پَر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صفحات پر مشتمل کتاب "ملفوظاتِ اعلٰی حضرت" صفحہ ۴۶۴ تا ۴۶۵ پر میرے آقا اعلٰی حضرت رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دنیا کی مَذمّت کے مُتَعلِّق فرماتے ہیں: حدیث میں ہے: "اگر دُنیا کی قدر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک ایک مچّھر کے پَر کے برابر (بھی) ہوتی تو (پانی کا) ایک گھونٹ (بھی) اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔" (ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی۔۔۔ الخ، ج۴، ص۱۴۴، حدیث۲۳۲۷)

(دُنیا) ذلیل ہے (اِسی لیے) ذلیلوں کو دی گئی، جب سے اِسے بنایا ہے کبھی اِس کی طرف نظر نہ فرمائی، دُنیا، آسمان و زمین کے درمیان جوّ (یعنی فضا) میں مُعلَّق (یعنی لٹکی ہوئی) ہے۔ فریاد و زاری کرتی (یعنی روتی دھوتی) ہے اور کہتی ہے: اے میرے رب! تُو مجھ سے کیوں ناراض ہے؟ مُدّتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے: "چُپ خَبِیثہ!" (پھر

فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دُنیا میں سونے چاندی سے مَحَبَّت رکھتے ہیں قِیامت کے دن پُکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے مَحَبَّت رکھتے تھے۔ اللہ تَعَالٰی دنیا کو اپنے محبوب (یعنی پیارے بندوں) سے ایسا دُور فرماتا ہے جیسے بِلاتَشبِیہ بیمار بچّے کو اُس سے مُضِر (یعنی نقصان دہ) چیزوں سے ماں دُور رکھتی ہے۔ (پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَيَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالۡخَيۡرِ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور آدمی بُرائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

آدمی اپنے مُنہ سے بُرائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے، اللہ جانتا ہے کہ (جو کچھ وہ مانگ رہا ہے) اس میں کتنا ضَرَر (یعنی نقصان) ہے (لہٰذا) یہ (بندہ) دعا مانگتا ہے اور وہ (پروردگار اپنے بندے کو نقصان سے بچانے کیلئے اُس کی مانگی ہوئی شے) نہیں دیتا۔ (پھر فرمایا: پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۹۶ اور ۱۹۷ میں) ارشاد ہوتا ہے:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے (اتراتے) پھرنا ہر گز تجھے دھوکا نہ دے۔

مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۚ ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تھوڑا برتنا ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۶۴ تا ۴۶۵)

یاربّ! غمِ حبیب میں رونا نصیب ہو
آنسو نہ رائیگاں ہوں غمِ رُوزگار میں

(وسائلِ بخشش، ص ۴۰۷)

محبت دنیا کا علاج:

دنیا کی محبت دل سے کم کرنے کا علاج یہ ہے کہ دنیا کی ان حقیقتوں کو پیش نظر رکھے کہ

(۱) دنیا سائے کی طرح ہے اور سائے سے دھوکہ کھانا حماقت ہے۔

(۲) دنیا خواب کی طرح ہے اور خوابوں سے محبت کرنا دانش مندی نہیں۔

(۳) دنیا ظاہری زیب و زینت سے آراستہ بدصورت بوڑھی عورت کی طرح ہے لہٰذا دنیا کی اس اصلیت کو

جاننے لینے کے بعد دنیا کا پیچھا کرنے والے کو ندامت و پشیمانی ہی ہوتی ہے۔ یہ خرابی پیش نظر رکھتے ہوئے کبھی بھی دنیا کی ظاہری خوب صورتی کو دل میں جگہ نہ دے۔

(۴) دنیا میں انسان کی حیثیت اس سوار کی طرح ہر جو درخت کی چھاؤں میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ دنیا کو اس نظر سے دیکھنے والے کا دل کبھی بھی دنیا کی محبت میں گرفتار نہیں ہوتا۔

(۵) دنیا سانپ کی طرح ہے جو چھونے میں نرم و ملائم ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے۔ کیا عارضی نفع کے لیے دائمی تکلیف کو اپنا لینا دانائی ہے؟

(۶) جس طرح پانی میں چلنے والے کے قدم سوکھے نہیں رہ سکتے اسی طرح دنیا سے الفت رکھنے والا مصیبت و آفت سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور آخرکار دنیوی محبت کی دیمک دل سے عبادت کی لذت و مٹھاس کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہے۔

(۷) طالب دنیا کی مثال سمندر کے پانی سے پیاس بجھانے والے جیسی ہے، جس قدر وہ پانی پیتا ہے اتنا ہی پیاس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۸) جس طرح عمدہ اور لذیذ غذا کا انجام غلاظت اور گندگی ہے اسی طرح خوش نما دنیا کا انجام بھی تکلیف دہ موت پر ختم ہوتا ہے۔

(۹) دنیا لوگوں کو دھوکا دیتی ہے اور ایمان کمزور کرتی ہے۔

(۱۰) دنیا میں حد سے زیادہ مشغولیت، آخرت سے غافل ہونے کا سبب ہے۔

(۱۱) دنیا ایک مہمان خانہ ہے لہٰذا اس میں پر سکون رہنے کے لیے خود کو مسافر رکھنا ضروری ہے، اگر دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس سے دل لگا بیٹھے تو جدائی کے وقت بہت زیادہ غم اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم، ج۳، ص ۲۵۳ تا ۲۶۶ ماخوذا)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　　　صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

کورس نمبر: (8) اتباعِ شہوات کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔ (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں اتباعِ شہوات کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اتباع شہوات کی تعریف:

جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا اتباعِ شہوات کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ (پ ۲۳، ص: ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بیشک وہ جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ (پ ۳۰، النازعات: ۴۰، ۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔

حدیث مبارکہ، ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں: (۱) حرص و طمع میں گم رہنا۔ (۲) نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا۔ (۳) اور اپنے آپ پر فخر کرنا۔“ (معجم اوسط، ج۴، ص ۲۱۲، حدیث ۵۷۵۴ ملتقطاً)

اتباع شہوات کے بارے میں تنبیہ:

اِتباعِ خواہشات یعنی جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا مذموم یعنی قابل مذمت اور ہلاکت میں ڈالنے والا کام ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، جائز خواہش پوری کرنے پر انوکھی سزا:

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر خُلْدِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا خَیْرُالنَّسَّاج عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق سے پوچھا گیا کہ آپ ”خَیْرُالنَّسَّاج“ کے نام سے کیسے مشہور ہوئے؟ کیا نساج (یعنی کپڑا بننا) آپ کا پیشہ رہا ہے؟ “ فرمایا کہ نہیں! بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر رکھا تھا کہ کبھی بھی اپنے نفس کی خواہش پر تازہ کھجور نہیں کھاؤں گا اور کافی عرصے تک میں اپنے عہد پر قائم رہا۔ ایک مرتبہ نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے کچھ کھجوریں خریدیں اور کھانے کے لئے بیٹھ گیا، ابھی ایک ہی کھجور کھائی تھی کہ ایک شخص میری طرف کڑی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا: ”اے خیر! تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔ “میں بہت حیران ہوا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر مجھے سمجھ آ گیا کہ اس شخص کا ایک غلام تھا جو بھاگ گیا تھا اور اس کے شبہے میں یہ مجھے اپنا غلام خیال کر رہا ہے اور حقیقتاً میری رنگت بھی اس کے غلام جیسی ہو گئی تھی۔ وہ شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ ”تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔“

شور سن کر بہت سارے لوگ جمع ہو گئے۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو بَیک زبان بولے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ تو تیرا غلام خیر ہے۔ “میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ وہ شخص مجھے اپنا غلام سمجھ کر دکان پر لے گیا۔ وہاں اس کے اور بھی غلام موجود تھے جو کپڑے بنتے تھے۔ مجھے دیکھ کر دوسرے غلام کہنے لگے: ”اے بُرے غلام! تو اپنے آقا سے بھاگتا ہے۔؟ چل! یہاں آ اور اپنا وہ کام کر جو تو کیا کرتا تھا۔“ پھر مالک نے مجھے حکم دیا کہ ”جاؤ

اور فلاں کپڑا بُنو۔" جیسے ہی میں کپڑا بننے لگا تو ایسا محسوس ہوا جیسے میں بہت ماہر کاری گر ہوں اور کئی سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دوسرے غلاموں کے ساتھ مل کر کام کرنے لگا۔ وہاں کام کرتے ہوئے جب کئی مہینے گزر گئے تو ایک رات میں نے خوب نوافل پڑھے اور ساری رات عبادت میں گزاری، پھر سجدے میں گر کر یہ دعا کی: "اے میرے پاک پرور دگار! مجھے معاف فرمادے، میں اب کبھی بھی اپنے عہد سے نہ پھروں گا۔ "میں اسی طرح دعا کر تارہا۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ میں اپنی اصلی صورت میں آچکا ہوں۔ بعد ازاں مجھے چھوڑ دیا گیا۔ بس اس وجہ سے میرا نام "خَیْرُ النَّسَّاج یعنی کپڑے بننے والا خیر" پڑ گیا۔ (عیون الحکایات، ج۲، ص۴۶)

اِتباعِ شہوات کے سات اسباب وعلاج:

(۱) ...اِتباعِ شہوات کا پہلا سبب جلد اثر قبول کرنے کی عادت ہے۔ کسی چیز کی تعریف سن کر یا کسی کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھ کر بندے کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ چیز تو میرے پاس بھی ہونی چاہیے (جیسا کہ آج کل موبائل، لیپ ٹاپ، آئی پیڈ اور گاڑیوں کے حوالے سے اس کی مثالیں عام ہیں) یوں دوسروں کی اشیاء سے متاثر ہو کر وہ چیز حاصل کرنے کے لیے جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر بندہ اس کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ضروریات اور ناجائز خواہشات میں تمیز کرنے کی عادت ڈالے، اس حوالے سے کسی نیک اور مخلص دوست سے مشاورت کرلے اور جائز خواہش کے حصول کے لیے جائز ذرائع اختیار کرے۔

(۲) ...اِتباعِ شہوات کا دوسرا سبب نفس کی شرارتوں کا علم نہ ہونا ہے، کیوں کے نفس مختلف حیلے بہانوں سے ناجائز خواہشات کی پیروی کرنے پر اُکساتا ہے یوں بندہ نفس کے فریب میں آکر ناجائز خواہشات کے جال میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کی ہر وہ خواہش جو دنیوی یا اُخروی نقصان کا سبب ہو اس کی طرف بالکل توجہ نہ دے بلکہ اپنے نفس پر جبر کرتے ہوئے اسے ضروریات یا فقط جائز خواہشات تک محدود کر دے۔

(۳) ...اِتباعِ شہوات کا تیسرا سبب نیک لوگوں کی صحبت سے دوری ہے۔ کیوں کہ بندہ جب ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتا ہے جو اتباع نفس جیسی مہلک بیماری کے مریض ہوں تو ان کا اثر اس کا نفس بھی آہستہ آہستہ قبول کرنے لگ جاتا ہے، یوں یہ بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نیک پرہیز گار لوگوں، علمائے کرام، مفتیانِ کرام، بزرگانِ دین اور ایسے دینی لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو نفس کے مکر و فریب پر واقف ہوں، اس

کی جائز وناجائز خواہشات میں تمیز کرسکتے ہوں کہ نیکوں کی صحبت بندے کو نیک بنا دیتی ہے۔

(۴) ...اِتباعِ شہوات کا پانچواں سبب فضول خرچی کی عادت ہے، جب کوئی چیز پسند آئی فوراً خرید لی خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مال خرچ کرتے ہوئے اپنی ضرورت کو پیش نظر رکھے، بلا ضرورت کوئی چیز نہ خریدے، ممکن ہو تو فضول چیز پر خرچ کی جانے والی رقم صدقہ کر دے۔

(۵) ...اِتباعِ شہوات کا چھٹا سبب لا پرواہی ہے۔ بعض افراد کو مال کی فراوانی اور اپنی لاپرواہی کی وجہ سے کئی قابل استعمال چیزیں ضائع کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اس عمل سے ان کا نفس سکون محسوس کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی طبیعت میں اِحساس پیدا کرے تا کہ لاپرواہی کی وجہ سے کسی بھی چیز کے ضائع ہونے پر آخرت کا خوف اس کی اصلاح کا ذریعہ بن سکے۔

(۶) ...اِتباعِ شہوات کا ساتواں سبب بے جا آسائشات سے بھرپور طرز زندگی ہے۔ گھر میں قابل استعمال چیز (جیسے فرنیچر، گاڑی، موبائل وغیرہ) ہونے کے باوجود بلاوجہ نئی چیز کی تبدیلی کی خواہش اور اس کا حصول۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیاداروں کے عیش وعشرت سے بھرپور زندگی کے بجائے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللهُ السَّلَام کے سادہ طرز زندگی پر غور کرے اور اس پر عمل کی کوشش کرے، نیز اس بات پر بھی غور کرے کہ آج دنیا میں میرے پاس جتنا مال زیادہ ہوگا کل بروز قیامت اس کا حساب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

(۷) ...اِتباعِ شہوات کا آٹھواں سبب دوسروں کے احوال میں بے جا غور وفکر ہے۔ دوسروں کے اعلیٰ لباس، شاہانہ رہن سہن وغیرہ میں بے جا غور نہ صرف حسد کو جنم دیتا ہے بلکہ اس سے اِتباعِ شہوات جیسا موذی مرض بھی پیدا ہوتا ہے، پھر حرام وحلال کی پرواہ کیے بغیر مال حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ لوگوں کے احوال میں غور وفکر کرنے سے پرہیز کرے، جو کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے عطا فرمایا ہے اس پر صبر وشکر کرے، اپنے سے ادنی حیثیت والے کو دیکھ کر شکر ادا کرے اور بزرگان دین کی سیرت کا مطالعہ کرکے ان کے معمولات زندگی میں غور وفکر کرے تا کہ نیکی اور بھلائی کی جانب دل راغب ہو سکے۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　　صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(9) حرص کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام نے مجھ سے عرض کی کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے محمد! کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں؟" (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری وساری ہے، آج کے اس کورس میں حرص کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حرص کی تعریف:

"خواہشات کی زیادتی کے اِرادے کا نام حرص ہے اور بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص، اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔" (مرقاة، کتاب الرقاق، باب الامل والحرص، ج۹، ص۱۱۹، تحت الباب: ۲، مرآة المناجیح، ج۷، ص۸۶ مفصلاً)

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صِرف "مال ودولت" کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی شے کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے اور وہ چیز کچھ بھی ہوسکتی ہے، چاہے مال ہو یا کچھ اور! چنانچہ مزید مال کی خواہش رکھنے والے کو "مال کا حریص" کہیں گے تو مزید کھانے کی خواہش رکھنے والے کو "کھانے کا حریص" کہا جائے گا اور نیکیوں میں اِضافے کے تمنائی کو "نیکیوں کا حریص" جبکہ گناہوں کا بوجھ بڑھانے والے کو "گناہوں کا حریص" کہیں گے۔ تلمیذِ صدر الشریعہ حضرتِ علامہ عبد المصطفٰے اعظمی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: "لالچ اور حِرص کا جذبہ

خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔" (جنتی زیور، ص ۱۱۱ ماخوذاً)

آیت مبارکہ:

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (پ ۱، البقرۃ: ۹۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیئے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک (اعمال) دیکھ رہا ہے۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "مشرکین کا ایک گروہ مجوسی ہے آپس میں تحیت وسلام کے موقع پر کہتے ہیں زہ ہزار سال یعنی ہزار برس جیو مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں یہودی ان سے بھی بڑھ گئے کہ انہیں حرص وزندگانی سب سے زیادہ ہے۔"

حدیث مبارکہ، ابن آدم کی حرص:

حضرت سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: "اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔"

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو ان لابن آدم۔۔۔ الخ، ص ۵۲۱، حدیث: ۱۱۶)

حرص کا حکم:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل کتاب "حرص" صفحہ ۱۳ پر ہے: "حِرْص کا تعلق جن کاموں سے ہوتا ہے ان میں سے کچھ کام باعثِ ثواب ہوتے ہیں اور کچھ باعثِ عذاب جبکہ کچھ کام محض مُباح (یعنی جائز) ہوتے ہیں یعنی ایسے کاموں کے کرنے پر کوئی ثواب ملتا ہے اور نہ ہی چھوڑنے پر کوئی عِتاب ہوتا ہے لیکن یہی مُباح (یعنی جائز) کام اگر کوئی اچھی نیت سے کرے تو وہ ثواب کا مستحق اور اگر بُرے اِرادے سے کرے

تو عذابِ نار کا حقدار ہو جاتا ہے، یوں بنیادی طور پر حرص کی تین قسمیں بنتی ہیں: (۱) حرصِ محمود (یعنی اچھی حرص) (۲) حرصِ مذموم (یعنی بُری حرص) (۳) حرصِ مباح (یعنی جائز حرص)، لیکن اگر اس حرص میں اچھی نیت ہو گی تو یہ حرص محمود بن جائے گی اور اگر بُری نیت ہو گی تو مذموم ہو جائے گی۔

ہر حرص بری نہیں ہوتی:

حرص کی مذکورہ تقسیم سے معلوم ہوا کہ ہر حرص بُری نہیں ہوتی بلکہ حرص کی اچھائی یا بُرائی کا اِنحصار اُس شے پر ہے جس کی حرص کی جارہی ہے، لہٰذا اچھی چیز کی حرص اچھی اور بُری کی حرص بُری ہوتی ہے، مگر اچھائی یا بُرائی کی طرف جانا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ لیکن سب سے پہلے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ کن کن چیزوں کی حرص "محمود" ہے؟ تاکہ اسے اپنایا جاسکے اور کون کونسی اشیاء کی "مذموم"؟ تاکہ اس سے بچا جاسکے۔ اس سلسلے میں حرص کی اَقسام کی مختصر وضاحت ملاحظہ کیجئے: چنانچہ

(۱) کونسی حرص محمود ہے؟

رضائے الٰہی کے لئے کئے جانے والے نیک اَعمال اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ انسان کو جنت میں لے جائیں گے، لہٰذا نیکیوں کی حرص محمود (یعنی پسندیدہ) ہوتی ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات، تلاوت، ذکرِ الله، دُرُودِ پاک، حصولِ علمِ دین، صِلہ رحمی، خیر خواہی اور نیکی کی دعوت عام کرنے کی حرص محمود ہے۔

(۲) کن چیزوں کی حرص مذموم ہے؟

جس طرح گناہوں کا اِرتکاب ممنوع ہے اسی طرح ان کی حرص بھی ممنوع و مذموم ہوتی ہے کیونکہ اس حرص کا اَنجام آتشِ دوزخ میں جلنا ہے مثلاً رشوت، چوری، بد نگاہی، زِنا، اِغلام بازی، اَمرَد پسندی، حُبِّ جاہ، فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے باجے سننے، نشے، جُوئے کی حرص، غیبت، تُہمت، چُغلی، گالی دینے، بدگمانی، لوگوں کے عیب ڈھونڈنے اور انہیں اُچھالنے و دیگر گناہوں کی حرص مذموم ہے۔

(۳) کونسی حرص محض مباح ہے؟

کھانا پینا، سونا، دولت اِکٹھی کرنا، مکان بنانا، تحفہ دینا، عمدہ یا زائد لباس پہننا اور دیگر بہت سارے کام مُباح ہیں، چنانچہ ان کی حرص بھی مباح ہے۔ مُباح اُس جائز عمل یا فِعل (یعنی کام) کو بولتے ہیں جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو یعنی ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملے نہ گناہ! لہٰذا ان کی حرص میں بھی ثواب یا گناہ نہیں ملے گا، مثلاً کسی کو نِت نئے اور عمدہ کپڑے

پہننے کی حرص ہے اور نیت کچھ بھی نہیں (نہ تکبر کی اور نہ ہی اِظہارِ نعمت کی) تو اُسے اِس کا نہ گناہ ملے گا اور نہ ہی ثواب، جبکہ اس حرص کو پورا کرنے میں شریعت کی خلاف ورزی نہ کرے، چنانچہ اگر اس قسم کی حرص کو پورا کرنے کے لئے رِشوت، چوری، ڈاکہ جیسے حرام کمائی کے ذَرائع اِختیار کرنے پڑتے ہیں تو ایسی حرص سے بچنا لازِم ہے۔

حرص مباح کب حرص محمود بنے گی اور کب مذموم؟

اگر کوئی مُباح کام اچھی نیَّت سے کیا جائے تو اچّھا ہو جائے گا، لہٰذا اِس کی حرص بھی محمود ہو گی اور اگر وہی کام بُری نیّت سے کیا جائے تو بُرا ہو جائے گا اور اس کی حرص بھی مذموم ہو گی اور کچھ بھی نیّت نہ ہو تو وہ کام اور اس کی حرص مُباح رہے گی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص۱۸۹ پر نقل فرماتے ہیں: "ہر مُباح (یعنی ایسا جائز عمل جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو) نیّتِ حَسَن (یعنی اچّھی نیّت) سے مُستَحَب ہو جاتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص۴۵۲)

فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: مُباحات (یعنی ایسے جائز کام جن پر نہ ثواب ہو نہ گناہ ان) کا حکم الگ الگ نیّتوں کے اِعتِبار سے مختلف ہو جاتا ہے، اس لئے جب اس سے (یعنی کسی مباح سے) طاعات (یعنی عبادات) پر قوت حاصِل کرنا یا طاعات (یعنی عبادات) تک پہنچنا مقصود ہو تو یہ (مُباحات یعنی جائز چیزیں بھی) عبادات ہوں گی مَثَلًا کھانا پینا، سونا، حُصولِ مال اور وَطی (یعنی زوجہ سے ہم بستری) کرنا۔" (ردالمحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر اما۔۔۔الخ، ج۴، ص۷۵)

مُباح حرص کے محمود یا مذموم بننے کی ایک مثال:

عِطر لگانا ایک مُباح کام ہے جس پر اچھی اچھی نیّتیں کر کے ثواب کمایا جاسکتا ہے چنانچہ جسے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ عطر لگانے کی حرص ہو تو اس کی یہ حرص محمود ہو گی۔ عارِف بِالله، مُحَقِّق عَلَی الاطلاق، خاتِمُ المُحَدِّثین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: مُباح کاموں میں بھی اچّھی نیّت کرنے سے ثواب ملے گا، مَثَلًا خوشبو لگانے میں اِتّباعِ سنّت اور (مسجِد میں جاتے ہوئے لگانے پر) تعظیمِ مسجِد (کی نیّت بھی کی جاسکتی ہے)، فَرحَتِ دِماغ (یعنی دِماغ کی تازگی) اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دُور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت کا الگ ثواب ملے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۷)

خوشبو لگانے میں اکثر شیطان غَلَط نیّت میں مُبتلا کر دیتا ہے، لہٰذا اگر کوئی اِس نیت سے خوشبو لگاتا ہے کہ لوگ واہ

واہ کریں، جدھر سے گزروں خوشبو مہک جائے، لوگ مڑ مڑ کر دیکھیں اور میری تعریف کریں تو ایسی نیت مذموم ہے چنانچہ اس نیت سے خوشبو لگانے کی حِرْص بھی مذموم ہے۔ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کا فرمانِ عالی ہے: اِس نیّت سے خوشبو لگانا کہ لوگ واہ واہ کریں یا قیمتی خوشبو لگا کر لوگوں پر اپنی مالداری کا سکّہ بٹھانے کی نیّت ہو تو ان صُورتوں میں خوشبو لگانے والا گنہگار ہو گا اور خوشبو بروزِ قِیامَت مُردار سے بھی زِیادہ بدبودار ہو گی۔ (نیکی کی دعوت، ص۱۱۸، احیاء العلوم، کتاب النیۃ۔۔۔ الخ، بیان تفصیل الاعمال۔۔۔ الخ، ج۵، ص۹۸)

حکایت، سونے کا انڈہ دینے والی ناگن:

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''حرص ''صفحہ ۶ پر ہے: حضرتِ سیّدنا عبد الرحمٰن بن علی جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ''عُیونُ الحکایات ''میں ایک دلچسپ سبق آموز حکایت نَقْل کی ہے کہ کسی گھر میں ایک عجیب و غریب ناگن رہتی تھی جو روزانہ سونے کا ایک انڈا دیا کرتی۔ گھر کا مالک مُفْت کی دولت ملنے پر بہت خوش تھا۔ اُس نے گھر والوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ وہ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ کئی ماہ تک یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ ایک دن ناگن اپنے بِل سے نکلی اور اُن کی بکری کو ڈَس لیا۔ اس کا زہر ایسا جان لیوا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے بکری کی موت واقع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر گھر والوں کو بڑا طیش آیا اور وہ ناگن کو ڈھونڈنے لگے تا کہ اسے مار سکیں مگر اس شخص نے یہ کہہ کر انہیں ٹھنڈا کر دیا کہ ''ہمیں ناگن سے ملنے والے سونے کے انڈے کا نفع بکری کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔'' کچھ عرصہ بعد ناگن نے ان کے پالتو گدھے کو ڈَس لیا جو فوراً مر گیا۔ اب تو وہ شخص بھی سَخْت گھبرایا مگر لالچ کے مارے اس نے فوراً خود پر قابو پالیا اور کہنے لگا: ''اس نے آج ہمارا دوسرا جانور مار ڈالا، خیر کوئی بات نہیں، اس نے کسی انسان کو تو نقصان نہیں پہنچایا۔ ''گھر والے چُپ ہو رہے۔ اس کے بعد دو سال کا عرصہ گزر گیا مگر ناگن نے کسی کو نہیں ڈسا، اہلِ خانہ بھی اپنے جانوروں کے نقصان کو بھول گئے۔

پھر ایک دن ناگن نے اُن کے غُلام کو ڈَس لیا۔ اس بے چارے نے مدد کے لئے اپنے مالک کو پکارا، مگر اِس سے پہلے کہ مالک اُس تک پہنچتا، زہر کی وجہ سے غلام کا جِسْم پھٹ چکا تھا۔ اب وہ شخص پریشان ہو کر کہنے لگا: ''اس ناگن کا زہر تو بہت خطرناک ہے، اس نے جس جس کو ڈَسا وہ فوراً موت کے گھاٹ اُتر گیا، اب کہیں یہ میرے گھر والوں میں سے

کسی کو نہ ڈَس لے۔ ‘‘کئی دن اسی پریشانی میں گزر گئے کہ اِس ناگن کا کیا کِیا جائے! دولت کی حرِص نے ایک بار پھر اس شخص کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اس نے یہ کہہ کر اپنے گھر والوں کو مطمئن کر دیا: ’’اگرچہ اس ناگن کی وجہ سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے مگر سونے کے انڈے بھی تو ملتے ہیں، لہٰذا ہمیں زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔‘‘ کچھ ہی دنوں بعد ناگن نے اس کے بیٹے کو ڈَس لیا۔ فوراً طبیب کو بلایا گیا لیکن وہ بھی کچھ نہ کر سکا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ جوان بیٹے کی موت میاں بیوی پر بجلی بن کر گری اور وہ شخص غضبناک ہو کر کہنے لگا: ’’اب میں اس ناگن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ‘‘مگر وہ اُن کے ہاتھ نہ آئی۔ جب کافی عرصہ گزر گیا تو سونے کا انڈہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی لالچی طبیعت میں بے چینی ہونے لگی، چنانچہ دونوں میاں بیوی ناگن کے بِل کے پاس آئے، وہاں کی صفائی کی اور دُھونی دے کر خوشبو مہکائی، یوں ناگن کو صُلح کا پیغام دیا گیا۔ حیرت انگیز طور پر وہ واپس آگئی اور انہیں پھر سے سونے کا انڈا ملنے لگا۔ مال و دولت کی حرِص نے انہیں اندھا کر دیا اور وہ اپنے بیٹے اور غلام کی موت کو بھی بھول گئے۔

پھر ایک دن ناگن نے اس کی زوجہ کو سوتے میں ڈَس لیا، تھوڑی ہی دیر میں اس نے بھی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اب وہ لالچی شخص اکیلا رہ گیا تو اس نے ناگن والی بات اپنے بھائیوں اور دوستوں کو بتا ہی دی۔ سب نے یہی مشورہ دیا: ’’تم نے بہت بڑی غلطی کی، اب بھی وَقت ہے سنبھل جاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے اس خطرناک ناگن کو مار ڈالو۔‘‘ اپنے گھر آکر وہ شخص ناگن کو مارنے کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک اُسے ناگن کے بِل کے قریب ایک قیمتی موتی نظر آیا جسے دیکھ کر اس کی لالچی طبیعت خوش ہو گئی۔ دولت کی ہَوَس نے اسے سب کچھ بھلا دیا، وہ کہنے لگا: ’’وَقت طبیعتوں کو بدل دیتا ہے، یقیناً اس ناگن کی طبیعت بھی بدل گئی ہو گی کہ جس طرح یہ سونے کے انڈوں کے بجائے اب موتی دینے لگی ہے، اسی طرح اس کا زہر بھی ختم ہو گیا ہو گا، چُنانچِہ اب مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔‘‘ یہ سوچ کر اس نے ناگن کو مارنے کا اِرادہ تَرک کر دیا۔ روزانہ ایک قیمتی موتی ملنے پر وہ لالچی شخص بہت خوش رہنے لگا اور ناگن کی پرانی دھوکہ بازی کو بھول گیا۔ ایک دن اس نے سارا سونا اور موتی برتن میں ڈالے اور اس پر سر رکھ کر سو گیا۔ اسی رات ناگن نے اُسے بھی ڈَس لیا۔ جب اس کی چیخیں بلند ہوئیں تو آس پاس کے لوگ بھاگم بھاگ وہاں پہنچے اور اس سے کہنے لگے: ’’تم نے اسے مارنے میں سُستی کی اور لالچ میں آکر اپنی جان داؤ پر لگا دی! ‘‘لالچی شخص شرم کے مارے کچھ نہ بول سکا، سونے سے بھرا ہوا برتن اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے حوالے کیا اور کراہتے ہوئے بڑی مشکل سے کہا: ’’آج کے دن میرے

نزدیک اس مال کی کوئی قدر و قیمت نہیں کیونکہ اب یہ دوسروں کا ہو جائے گا اور میں خالی ہاتھ اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔" کچھ ہی دیر میں اُس کا اِنتقال ہو گیا۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ بعد الخمسمائۃ۔۔۔ الخ، ص۴۳۹ ملخصًا)

اے عاشقانِ رسول! آپ نے دیکھا کہ مال و دولت کی حرص نے ہنستے بستے گھرانے کو اُجاڑ کر رکھ دیا! یقیناً حریص کی نگاہ محدود ہوتی ہے جو صرف وقتی فائدہ دیکھتی ہے جس کی وجہ سے وہ دُرُست فیصلے کرنے میں ناکام رہتا ہے اور نقصان اُٹھاتا ہے۔ حکایت میں مذکور گھر کے سربراہ کو سنبھلنے کے کئی مواقع ملے لیکن مُفت کی دولت کے نشے نے اسے ایسا مدہوش کر دیا کہ بیٹے اور زوجہ کی ناگن کے ہاتھوں ہلاکت بھی اسے ہوش میں نہ لا سکی، اَنجامِ کار وہ خود بھی موت کے منہ میں جا پہنچا۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

نیکیوں کی حرص بڑھائیے:

اے عاشقانِ رسول! اپنا مدنی ذہن بنالیجئے کہ مجھے نیکیوں کا حریص بننا ہے، نیکیوں کا حریص بننے کے لیے ان مدنی پھولوں پر عمل کیجئے: (۱) نیکیوں کے فضائل کا مطالعہ کیجئے (کیونکہ انسانی طبیعت اس شے کی طرف جلدی راغب ہوتی ہے جس میں اسے اپنا فائدہ دکھائی دیتا ہے) پھر (۲) رضائے الٰہی پانے کی نیت سے راہِ عمل پر قدم رکھ دیجئے (۳) نیکیوں کا حریص بننے کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ پانے کے لئے بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِيْن کے شوقِ عبادت کی حکایات پڑھئے اور (۴) نیکیوں پر اِستقامت حاصل کرنے کے لئے اچھی صحبت اِختیار کر لیجئے۔

گناہوں کی حرص مذموم ہے:

اے عاشقانِ رسول! گناہ جہنّم میں لے جانے والے اَعمال ہیں اور ان کی حرص مذموم ہوتی ہے مگر افسوس صَد کروڑ افسوس! آج مسلمانوں کی بھاری اکثریّت گناہوں کی حرص کا شکار ہے۔ مَساجِد، مَدارِس، جامِعات، سنّتوں بھرے اِجتماعات اور دینی لائبریریوں میں آنے والوں کی تعداد بہت کم جبکہ سینما گھروں، ڈرامہ ہالوں اور نائٹ کلبوں جیسے گناہوں کے اَڈّوں میں جانے والوں کی تعداد اِس سے کئی گُنا زیادہ ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، ڈی وی ڈی پلیئر، ڈش اِنٹینا، اِنٹر نیٹ اور کَیبل کا غَلَط استعمال عام ہے۔ نمازیں قَضا کرنا، فرض روزے چھوڑ دینا، گالی دینا، تُہمت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چُغلی کھانا، لوگوں کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، لوگوں کے عیب اُچھالنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے

کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خون بہانا، کسی کو بِلا اجازتِ شَرعی تکلیف دینا، قرض دبالینا، کسی کی چیز عارِیتاً (یعنی وقتی طور پر) لے کر واپَس نہ کرنا، مسلمانوں کو بُرے اَلقاب سے پکارنا، کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوُجُود بِلا اجازت استعمال کرنا، شراب پینا، جُوا کھیلنا، چوری کرنا، زِنا کرنا، فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سننا، سُود و رِشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، اَمانت میں خِیانت کرنا، بد نگاہی کرنا، عورَتوں کا مَردوں کی اور مردوں کا عورَتوں کی مُشابہَت (یعنی نقّالی) کرنا، بے پردگی، غُرُور، تکبُّر، حَسَد، رِیاکاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بُغض و کینہ رکھنا، غصّہ آجانے پر شریعت کی حد توڑ ڈالنا، حُبِّ جاہ، بُخل، خود پسندی جیسے مُعاملات ہمارے مُعاشَرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔

نفس و شیطان ہو گئے غالب
ان کے چُنگل سے تُو چُھڑا یا ربّ
نِیم جاں کر دیا گناہوں نے
مرضِ عِصیاں سے دے شِفا یاربّ

(وسائلِ بخشش، ص۸۷)

گناہوں کی حرص سے بچنے کے تین علاج:

(۱) ... گناہوں کی پہچان کیجئے۔ گناہوں کی پہچان حاصل کرنے اور ان کی سزائیں جاننے کے لیے سنی صحیح العقیدہ علمائے کرام و مفتیان عظام کی صحبت اختیار کیجئے، نیز اس معاملے میں تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتب و رسائل سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

(۲)... گناہوں کے نقصانات پر غور کیجئے۔ کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے، جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہو جاتا ہے، اپنی جان کو تکلیف میں ڈال دیتا ہے، اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے، اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایذاء دیتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ناراض کرتا ہے، تمام انسانوں سے خیانت اور رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی نافرمانی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۳)... بُرے خاتمے سے بے خوف نہ ہو۔ کہ گناہوں میں مبتلا رہنا اور توبہ کی توفیق نصیب نہ ہونا بھی برے

خاتمے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ (حرص، ص ۴۲ ملتقطاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(10) بخل کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا: ”دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔“ (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”مہلکات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں بخل کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

بخل کی تعریف:

”بُخْل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بُخْل کہلاتا ہے، یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا یہ بھی بُخْل ہے۔“

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السابع والعشرون۔۔۔ الخ، ج۲، ص۲۷، مفردات الفاظ القران، ۱۰۹)

آیت مبارکہ:

اللہ تبارک و تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۸۰) (پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ”اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو گا اور اللہ ہی

وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔"

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "بخل کے معنٰی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اسی لئے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آ رہی ہے ترمذی کی حدیث میں ہے بخل اور بد خلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔ اکثر مُفَسِّرِین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔"

مزید فرماتے ہیں: "بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی روز قیامت وہ مال سانپ بن کر اُس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔"

حدیث مبارکہ، بخل ہلاکت کا سبب ہے:

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں بُخل پر آمادہ کیا تو وہ بُخل کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔" (ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح، ج۲، ص۱۸۵، حدیث:۱۶۹۸)

بخل کے بارے میں تنبیہ:

بخل ایک نہایت ہی قبیح اور مذموم فعل ہے، نیز بخل بسا اوقات دیگر کئی گناہوں کا بھی سبب بن جاتا ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، بخیل یعنی کنجوس عورت کا انجام:

مُنِیفَہ بنتِ رومی خاتون کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھی، ایک دن میں نے ایک بارونق مقام پر لوگوں کا ہجوم دیکھا، قریب جانے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک عورت ہے جس کا سیدھا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے اور لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھ رہے ہیں۔ جب اس عورت سے اس کے ہاتھ مفلوج ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے ایک نہایت ہی عبرت ناک داستان سنائی، وہ کہنے لگی کہ آج سے کچھ عرصہ قبل میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ میرے والد بہت نیک وپار ساتھے۔ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے اور غرباء کی اپنی استطاعت کے مطابق امداد بھی کیا کرتے

تھے۔ جبکہ میری والدہ انتہائی بخیل یعنی کنجوس تھی۔ پوری زندگی میں صرف ایک پرانا سا کپڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دیا اور ایک مرتبہ جب میرے والد نے گائے ذبح کی تو اس کی تھوڑی سی چربی کسی غریب کو دے دی اس کے علاوہ کبھی بھی کوئی چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ نہ کی۔ پھر میرے والدین کا انتقال ہو گیا، اپنے والدین کے انتقال کے کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا والد ایک حوض (یعنی تالاب) کے کنارے کھڑا ہے اور لوگوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلا رہا ہے۔ میں بھی کھڑے ہو کر سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اچانک میری نظر اپنی والدہ پر پڑی جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں میں وہی چربی تھی جو اس نے صدقہ کی تھی اور اسی پرانے کپڑے سے اس کا ستر ڈھانپا ہوا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ شدتِ پیاس سے "ہائے پیاس، ہائے پیاس" کی صدائیں بلند کر رہی تھی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر میں تڑپ اٹھی۔ میں نے کہا: "ہائے افسوس! یہ تو میری والدہ ہے اور جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے وہ میرا والد ہے۔ میں حوض سے ایک پیالہ بھر کر اپنی والدہ کو پلاؤں گی۔" پھر جیسے ہی پانی کا پیالہ بھر کر میں اپنی والدہ کے پاس آئی تو آسمان سے منادی کی یہ ندا سنائی دی: "خبردار! اس کنجوس عورت کو جو پانی پلائے گا اس کا ہاتھ مفلوج ہو جائے گا۔" پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت سے میرا ہاتھ ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔" (عیون الحکایات، ج۲، ص۲۲۱)

بخل کے پانچ اسباب اور ان کا علاج:

(۱) ... بخل کا پہلا سبب تنگ دستی کا خوف ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ اِضافہ ہوتا ہے۔

(۲)... بخل کا دوسرا سبب مال سے محبت ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قبر کی تنہائی کو یاد کرے کہ میرا یہ مال قبر میں میرے کسی کام نہ آئے گا بلکہ میرے مرنے کے بعد ورثاء اسے بے دردی سے تصرف میں لائیں گے۔

(۳)... بخل کا تیسرا سبب نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خواہشات نفسانی کے نقصانات اور اُس کے اُخروی انجام کا بار بار مطالعہ کرے۔ اس سلسلے میں امیر اہل سنت کا رسالہ "گناہوں کا علاج" پڑھنا حد درجہ مفید ہے۔

(۴)... بخل کا چوتھا سبب بچوں کے روشن مستقبل کی خواہش ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ رکھنے میں اپنے اعتقاد و یقین کو مزید پختہ کرے کہ جس رب عَزَّوَجَلَّ نے میرا مستقبل بہتر بنایا ہے وہی رب میرے بچوں

کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادر ہے۔

(۵)... بخل کا پانچواں سبب آخرت کے معاملے میں غفلت ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ مرنے کے بعد جو مال و دولت میں نے راہِ خدا میں خرچ کی وہ مجھے نفع دے سکتی ہے، لہٰذا اس فانی مال سے نفع اٹھانے کے لیے اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۸۴۷ تا ۸۴۷ ملتقطا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (11) طولِ امل یعنی لمبی امیدوں کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا: ”دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔“ (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”مہلکات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں طولِ امل یعنی لمبی امیدوں کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

طولِ اَمل کی تعریف:

”طولِ اَمل“ کا لغوی معنی لمبی لمبی امیدیں باندھنا ہے۔ اور جن چیزوں کا حصول بہت مشکل ہو ان کے لئے لمبی امیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا طولِ اَمل کہلاتا ہے۔ (فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ج۱، ص۲۷۷، تحت الحدیث: ۲۹۴)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا وَ یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ(۳) (پ۱۴، الحجر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ”خزائن العرفان“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذاتِ دنیا کی طلب

میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علی مرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتِّباع حق سے روکتا ہے۔"

حدیث مبارکہ، لمبی لمبی امیدیں دنیا کی محبت کا سبب:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا علی المرتضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: "مجھے تم پر دو باتوں کا بہت زیادہ خوف ہے، خواہش کی پیروی کرنا اور لمبی لمبی امیدیں رکھنا۔ خواہش کی پیروی تو حق بات سے روکتی ہے اور لمبی لمبی امیدیں دنیا کی محبت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی دنیا عطا فرماتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے مگر جب وہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے ایمان (کی دولت) عطا فرماتا ہے۔ سن لو! کچھ لوگ دین والے ہیں اور کچھ دنیا والے۔ تم دین والے بنو، دنیا والے نہ بنو۔ یاد رکھو! دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے۔ جان لو! آخرت قریب آچکی ہے۔ خبر دار! آج تم عمل کے دن میں ہو، اس میں حساب نہیں اور عنقریب تم حساب کے دن میں ہو گے جہاں کوئی عمل نہ ہو گا۔ "(موسوعۃ ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ج۳، ص۳۰۳، الرقم:۳)

طول امل کا حکم:

حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "(طول امل یعنی) لمبی امیدیں نیکی و طاعت کی راہ میں رُکاوٹ ہیں، نیز ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں، لمبی امیدوں میں مبتلا ہو جانا ایک لاعلاج مرض ہے جو لوگوں کو اور بہت سے امراض میں مبتلا کرتا ہے۔" (منہاج العابدین، ص۱۱۸)

حکایت، بادشاہ کی توبہ:

حضرتِ سَیِّدُنا ابو بکر قُرَشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سَیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد مُہَلَّبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ارشاد فرماتے سنا: بصرہ کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے امورِ سلطنت کو خیر باد کہہ کر زُہد و تقویٰ کی راہ اختیار کر لی مگر پھر دوبارہ سلطنت و حکومت کی طرف مائل ہوا اور دنیا کا عیش و عشرت طلب کرنے کی ٹھان لی۔

چنانچہ، اس نے ایک شاندار محل بنوایا اس میں اعلیٰ قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے سازوسامان سے اس عظیمُ الشان محل کو آراستہ کرایا، اور ایک کمرہ مہمانوں کے لئے خاص کر دیا، وہاں عمدہ بستر بچھائے جاتے، انواع واقسام کے کھانے چُنے جاتے۔ بادشاہ لوگوں کو بلاتا تو وہ عظیمُ الشان محل اور بادشاہ کی ٹھاٹ باٹ (یعنی شان وشوکت) دیکھ کر تعریف وخوشامد کرتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ مکمل طور پر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا اس کے اس عظیم الشان محل میں ہر طرح کے آلاتِ موسیقی اور لہو ولعب کا سامان تھا۔ وہ ہر وقت دنیوی مشاغل میں مگن رہتا۔ اسی مصنوعی شان وشوکت نے اسے طول امل جیسے موذی مرض مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مشیروں اور عزیزوں کو بلا کر کہا: ”تم اس عظیم الشان محل میں میری خوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُر سکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں کے لئے بھی ایسے ہی عظیم الشان محلات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلات بنانے کے سلسلے میں مجھے مفید مشورے دو، تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلات بنانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ “ چنانچہ، وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ دن رات لہو ولعب میں مشغول رہتے اور بادشاہ کو مشورہ دیتے کہ اس طرح محل بنواؤ، فلاں چیز اس کی آرائش کے لئے منگواؤ، فلاں معمار سے بنواؤ، الغرض روزانہ اسی طرح مشورے ہوتے اور عظیمُ الشان محلات بنانے کی ترکیبیں سوچی جاتیں۔ ایک رات وہ تمام لوگ لہو ولعب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ”اے اپنی موت کو بھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی امیدیں چھوڑ دے کیونکہ موت لکھی جاچکی ہے۔ لوگ خواہ خود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہر حال موت ان کے لئے لکھی جاچکی ہے اور بہت زیادہ امید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔ ایسے مکانات ہرگز نہ بنا جن میں تجھے رہنا ہی نہیں تو عبادت وریاضت اختیار کر، تاکہ تیرے گناہ معاف ہو جائیں۔ “بقول:

دِلا غافل نہ ہو یکدم، یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی، زمین اندر سمانا ہے
تو اپنی موت کو مت بھول، کر سامان چلنے کا
زمیں کی خاک پر سونا ہے، اینٹوں کا سرہانا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل، خدا کے ذکر سے غافل
کرے دعویٰ کہ یہ دنیا، مِرا دائم ٹھکانا ہے
غلامؔ اک دَم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غرّہ
خدا کی یاد کر ہر دم، کہ جس نے کام آنا ہے

اس غیبی آواز نے بادشاہ اور اس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: ''جو غیبی آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی؟'' سب نے یک زباں ہو کر کہا: ''جی ہاں! ہم نے بھی سنی ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟'' پوچھا: ''آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' کہا: ''میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوسکر رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر دراز اور اقبال بلند ہو! آپ پریشان نہ ہوں۔'' پھر بادشاہ نے لوگوں کی طرف توجہ نہ دی، اس کا دل چوٹ کھا چکا تھا۔ غیبی آواز نے اس کا سارا عیش ختم کر دیا تھا، وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''تم میرے بہترین دوست اور بھائی ہو، تم میرے لئے کیا کچھ کر سکتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! آپ جو چاہیں حکم فرمائیں، آپ کا ہر حکم مانا جائے گا۔'' بادشاہ نے شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔ اس کے بعد بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''اے میرے پاک پروردگار! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رجوع کرتا اور اپنے تمام گناہوں اور زیادتیوں پر نادم ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ اے میرے خالق!! اگر تُو مجھے دنیا میں کچھ مدت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ پر چلا دے۔ اور اگر مجھے موت دے کر اپنی طرف بلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے

کرم سے میرے گناہوں کو بخش دے۔ ''بادشاہ اسی طرح مصروفِ التجا رہا اور اس کا درد بڑھتا گیا۔ پھر اس نے ان کلمات کا تکرار شروع کر دی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت۔ ''بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کی روح قفسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر گئی۔ اس دور کے فقہاء کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن فرمایا کرتے تھے: ''اس بادشاہ کا خاتمہ توبہ پر ہوا ہے۔'' (عیون الحکایات، ج۲، ص۳۴۸ بتصرف قلیل)

طول امل کے اسباب وعلاج:

اے عاشقانِ رسول! اگرچہ طولِ امل ایک لاعلاج مرض ہے مگر ہر مرض کے کئی اسباب ہوتے ہیں، اگر ان اسباب کو ختم کر دیا جائے تو وہ مرض بھی ختم ہو سکتا ہے، لہٰذا طولِ امل کے اسباب وعلاج پیش خدمت ہیں:

(۱)... لمبی امیدوں کا پہلا سبب حب دنیا (یعنی دنیا کی محبت) ہے۔ جب بندہ دنیا سے اس قدر مانوس ہو جائے کہ دنیاوی خواہشات، لذتوں اور معاملات کا جدا ہونا اس کے دل پر ناگوار گزرے تو اس کا دل اس موت کے بارے میں غور و فکر سے رُک جاتا ہے جو دنیاوی خواہشات ولذتوں سے جدائی کا سبب ہے۔ جو چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے اُسے خود سے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہی انسان بے کار قسم کی آرزوؤں میں مصروف نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر کام خواہشات کے مطابق ہو جائے۔ لہٰذا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہی اس کی اصل چاہت ہوتی ہے اور اسی وجہ سے مسلسل انہیں خیالات میں گھرا رہتا ہے اور اپنے دل میں گھر بار، بیوی بچے، دوست احباب، مال و دولت اور دیگر تمام اسباب کو ضروری سمجھتا ہے اور پھر اسی سوچ پر اس کا دل جَم جاتا ہے اور یوں موت کو بھول جاتا ہے۔

اس سبب کا علاج یہ ہے کہ قیامت کے دن اور اس میں پہنچنے والے سخت عذاب اور ملنے والے بہت بڑے ثواب پر ایمان لائے اور جب اس پر یقین کامل ہو جائے گا تو دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی کیونکہ عمدہ چیز کی محبت دل سے گھٹیا چیز کی محبت نکال دیتی ہے اور جب بندہ دنیا کو حقارت اور آخرت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے گا تو دنیا کی جانب توجہ کرنے میں ناگواری محسوس کرے گا اگرچہ مشرق و مغرب کی بادشاہت ہی اسے کیوں نہ دے دی جائے۔ وہ کس طرح دنیا پر خوش ہو گا یا اس کے دل میں دنیا کی محبت جڑ بنا سکے گی؟ جبکہ اس کے دل میں تو آخرت پر ایمان پختہ ہو چکا

ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ دنیا کو ہماری نظروں میں ایسی ہی وقعت دے جیسی اس نے اپنے نیک بندوں کی نظروں میں دی۔

(۲)... لمبی امیدوں کا دوسرا سبب جہالت ہے۔ جہالت یا تو یوں پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی جوانی پر بھروسا کرکے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جوانی میں موت نہیں آئے گی اور بے چارہ اس بات پر غور نہیں کرپاتا کہ شہر بھر کے بوڑھوں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد مَردوں کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے گی اور تعداد کم ہونے کی وجہ یہی ہے کہ زیادہ تر لوگ جوانی میں ہی مَر جاتے ہیں۔ ایک بوڑھا مرتا ہے تو ہزار بچے اور جوان مَر رہے ہوتے ہیں یا جہالت یوں پائی جاتی ہے کہ صحت مند رہنے کی وجہ سے موت نہیں آئے گی اور اچانک موت آنے کو ایک آدھ واقعہ شمار کرتا ہے اور یہی اس کی جہالت ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہے اور اگر ایک آدھ واقعہ شمار کر بھی لیا جائے تو بیماری کا اچانک ظاہر ہو جانا کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہر بیماری اچانک آسکتی ہے اور جب انسان اچانک بیمار ہو سکتا ہے تو اچانک موت کا آنا ذرا بھی مشکل نہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اپنا ذہن یوں بنائے کہ دوسرے جس طرح مَرتے ہیں میں بھی مَروں گا، میرا جنازہ بھی اٹھایا جائے گا اور قبر میں ڈال دیا جائے گا شاید میری قبر کو ڈھانپ دینے والی سِلیں تیار ہو چکی ہوں گی۔ اگر اس غفلت سے چھٹکارا حاصل نہ کرنا اور یوں ٹال مٹول کرتے رہنا سَراسَر جہالت ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت، بیان السبب۔۔۔الخ، ج۵، ص۲۰۱، ۲۰۲ ماخوذا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (12) بدگمانی کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھمَا ہے: جو نبیِّ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھے گا اُس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے فرشتے 70 مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔

(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۱۴ حدیث ۶۷۶۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں بدگمانی کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

سوءِ ظن یعنی بدگمانی کی تعریف:

شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بدگمانی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے برے ہونے کا دل سے اِعتقادِ جازِم (یعنی یقین) کرنا۔" (شیطان کے بعض ہتھیار، ص ۳۲)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

رَّحِيْمٌ (۱۲) (پ۲۶، الحجرات:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ”اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ”خزائن العرفان“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”مومنِ صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنٰی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنٰی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ سفیان ثوری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے، یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے، دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضرور ہے۔ مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں، ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ایک مستحب وہ مومنِ صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ اللہ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔“

حدیث مبارکہ، مومن کی بدگمانی اللہ سے بدگمانی:

اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے بدگمانی کی، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: ”بہت گمانوں سے بچو۔“

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، ظن السوء، الجزء:۳، ج۲، ص۱۹۹، حدیث:۷۵۸۲)

بدگمانی کا حکم:

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے "بد گمانی "صفحہ ۲۱ پر ہے: "کسی شخص کے دِل میں کسی کے بارے میں بُرا گُمان آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (پ۳، البقرۃ: ۲۸۶)

ترجمۂ کنز الایمان: "اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔"

بدگُمانی کے حرام ہونے کی دو صُورتیں:

(۱)...بد گمانی کو دِل پر جمالینا: شارح بخاری علامہ بدرُ الدین عینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: "گُمان وہ حرام ہے جس پر گُمان کرنے والا مُصِر ہو (یعنی اصرار کرے) اور اسے اپنے دِل پر جمالے نہ کہ وہ گُمان جو دِل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔" (عمدۃ القاری، کتاب البر والصلۃ، باب ماینھی۔۔۔الخ، ج۱۵، ص۲۱۸، تحت الحدیث: ۶۰۶۵)

حجۃ الاِسلام اِمام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "(مسلمان سے) بد گُمانی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح زبان سے برائی کرنا حرام ہے۔ لیکن بد گُمانی سے مُراد یہ ہے کہ دِل میں کسی کے بارے میں برا یقین کر لیا جائے، رہے دِل میں پیدا ہونے والے خدشات و وَسْوَسے تو وہ معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے۔"

مزید لکھتے ہیں: "بد گُمانی کے پختہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ مظنون کے بارے میں تمہاری قَلْبِی کَیفِیَّت تبدیل ہو جائے، تمہیں اُس سے نفرت محسوس ہونے لگے، تم اُس کو بوجھ سمجھو، اس کی عزت واِکرام اور اس کے لئے فِکْر مند ہونے کے بارے میں سُستی کرنے لگو۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم کوئی بد گُمانی کر بیٹھو تو اس پر جمے نہ رہو۔" (معجم کبیر، باب من اسمہ الحارث، ج۳، ص۲۲۸، حدیث: ۳۲۲۷ ملتقطا)

یعنی اسے اپنے دِل میں جگہ نہ دو، نہ کسی عمل کے ذریعے اس کا اِظہار کرو اور نہ اَعضاء کے ذریعے اس بد گُمانی کو

پُختہ کرو۔ (احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ج۳، ص۱۸۶)

مثلاً شیطان نے کسی شخص کے دِل میں کسی نیک شخص کے بارے میں رِیاکاری کا گُمان ڈالا تو اس اِسلامی بھائی نے اس گُمان کو فوراً جھٹک دیا اور اس مسلمان کے بارے میں مُخْلِص ہونے کا حسنِ ظن قائم کر لیا تو اب اس کی گرِفت نہیں ہو گی اور نہ ہی یہ گنہگار ہو گا۔ اِس کے بر عکس اگر دِل میں بد گمانی آنے کے بعد اُس کو نہ جُھٹلایا اور وہ بد گُمانی اس کے دِل میں قَرار پکڑے رہی حتی کہ یقین کے دَرَجے پر پہنچ گئی کہ فُلاں شخص ریاکار ہی ہے تو اب بد گُمانی کرنے والا گناہ گار ہو گا چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

(۲)...بد گُمانی کو زبان پر لے آنا یا اس کے تقاضے پر عمل کر لینا: علامہ عبد الغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''شک یا وہم کی بناء پر موٴمنین سے بد گُمانی اِس صورت میں حرام ہے جب اس کا اثر اَعضاء پر ظاہِر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کر لیا جائے مثلاً اس بد گُمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔''

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الرابع والعشرون من۔۔۔الخ، ج۲، ص۱۳ ملخصًا)

علامہ سیّد محمود آلُوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''جب بد گُمانی غیر اِختِیاری ہو تو جس چیز کی مُمَانَعَت ہے ،وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ہے یعنی مظنون (یعنی جس کے بارے میں دِل میں گُمان آئے) کو حقیر جاننا یا اس کی عیب گوئی کرنا یا اس بد گُمانی کو بیان کر دینا۔'' (روح المعانی، پ۲۶، الحجرٰت، تحت الآیۃ:۱۲، ج۲۶، ص۴۲۹ ملخصًا)

مثلاً کسی نے دعوت کی اور دعوت میں نہ پہنچنے والے شخص نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عُذر پیش کیا مگر دعوت کرنے والے کے دِل میں شیطان نے وَسْوَسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اُس نے اِس گُمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بد گُمانی حرام ہے۔ (بدگمانی، ص۲۱ بتصرف قلیل)

بدگمانی کیوں حرام ہے؟

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''بد گُمانی کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دِل کے بھیدوں کو صِرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، لہٰذا تمہارے لئے کسی کے بارے میں بُرا گُمان

رکھنا اُس وَقْت تک جائز نہیں جب تک تم اُس کی بُرائی اِس طرح ظاہِر نہ دیکھو کہ اس میں تاویل (یعنی بچاؤ کی دلیل) کی گنجائش نہ رہے، پس اُس وَقْت تمہیں لامُحالہ (یعنی ناچار) اُسی چیز کا یقین رکھنا پڑے گا جسے تم نے جانا اور دیکھا ہے اور اگر تم نے اُس کی برائی کو نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نہ ہی کانوں سے سنا مگر پھر بھی تمہارے دِل میں اس کے بارے میں بُرا گُمان پیدا ہو تو سمجھ جاؤ کہ یہ بات تمہارے دِل میں شیطان نے ڈالی ہے، اس وَقْت تمہیں چاہئے کہ دِل میں آنے والے اُس گُمان کو جُھٹلا دو کیونکہ یہ (بدگمانی) سب سے بڑا فِسْق ہے۔" مزید لکھتے ہیں: "یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے منہ سے شَراب کی بُو آرہی ہو تو اُس کو شَرْعی حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے شراب کا گُھونٹ بھرتے ہی کُلّی کر دی ہو یا کسی نے اُسے زبردستی شَراب پِلا دی ہو، جب یہ سب احتِمالات (یعنی شُبُہات) موجود ہیں تو (ثُبُوتِ شَرْعی کے بِغیر) مَحْض قَلْبی خَیالات کی بِنا پر تصدیق کر دینا اور اس مسلمان کے بارے میں (شرابی ہونے کی) بدگُمانی کرنا جائز نہیں ہے۔"

(احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ج۳، ص۱۸۶)

حکایت، بدگمانی کرنے والے سوداگر کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اَسعد یافِعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے دور کے) ایک صاحب علم و فضل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک سوداگر تھا جو اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کی شان میں بدکلامی کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اسی شخص کو اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کی صُحبت میں دیکھا اور کسی نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنی ساری دولت انہیں پر لُٹا دِی ہے۔ میں نے اس سوداگر سے اِس تبدیلی کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میں غَلَطی پر تھا اور اس کا اِحساس مجھے اِس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نَماز کے بعد میں نے حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کو دیکھا کہ بہت جلدی میں مسجد سے نکل رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی یہ شخص بڑا صُوفی کہلاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں رُکنے کو تیّار نہیں۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تاکہ دیکھوں کہ وہ کہاں جاتے ہیں؟ سیِّدُنا بشر حافی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بازار میں گئے، نان بائی سے نرم نرم روٹیاں خریدیں۔ میں نے سوچا صُوفی صاحب کو دیکھئے اپنے لیے نرم نرم روٹیاں لے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ

نے کباب والے سے ایک دِرہم کے کباب خریدے۔ یہ دیکھ کر میرا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہاں سے وہ حلوائی کی دُکان پر پہنچے اور ایک دِرہم کا فالُودہ لیا۔ میں نے دِل میں ٹھان لی کہ انہیں خریدنے دو، جب یہ اسے کھانے بیٹھیں گے تو میں اِن کا مزہ کِرکِرا کروں گا۔

سب چیزیں خریدنے کے بعد انہوں نے جنگل کی راہ لی۔ میں نے سوچا انہیں بیٹھ کر کھانے کے لئے شاید سبزہ زار اور پانی کی تلاش ہے چُنانچہ میں ان کے پیچھے لگا رہا حتی کہ عَصْر کے وقت آپ ایک گاؤں کی مسجد میں پہنچے، جہاں ایک بیمار آدمی موجود تھا۔ آپ اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے کھانا کھلانے لگے۔ میں تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے چلا گیا اور گاؤں کی سیر کو نکل گیا۔ جب میں واپس لوٹا تو سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی وہاں نہیں تھے۔ میں نے اس بیمار سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ تو بغداد چلے گئے۔ میں نے پوچھا: ”بغداد یہاں سے کتنی دور ہے؟“ اس نے بتایا: ”تقریباً ۱۲۰ میل۔“ میری زبان سے نکلا: ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ“ مجھے اپنے کئے پر بہت پچھتاوا ہوا۔ میرے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ سواری پر جاؤں اور نہ جسم میں اتنی سکت کہ پیدل جا سکوں۔ پھر اس بیمار شخص نے مجھے مشورہ دیا کہ سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے واپس تشریف لانے تک یہیں رہوں۔ ”چنانچہ میں دوسرے جمعہ تک وہیں رکا رہا۔ اگلے جمعۃ المبارک سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کھانا لے کر دوبارہ بیمار کے پاس پہنچے۔ جب آپ اسے کھانا کھلا چکے تو اس نے میرے متعلق آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بتاتے ہوئے کہا: ”اے ابو نصر! یہ شخص گزشتہ جمعۃ المبارک سے آپ کے پیچھے یہاں آیا تھا اور ہفتہ بھر سے یہیں پڑا ہوا ہے، اسے واپس پہنچا دیجئے۔“ سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے جلال بھری نظروں سے میری طرف دیکھا اور پوچھا: ”تم میرے ساتھ کیوں آئے تھے؟“ میں نے کہا: ”حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی۔“ فرمایا: ”میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔“ میں ان کے پیچھے چلتا رہا حتی کہ مغرب کے وقت ہم شہر کے قریب جا پہنچے۔ انہوں نے میرے محلے کے بارے میں پوچھا اور میرے بتانے کے بعد فرمانے لگے: ”جاؤ اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔“ میں نے اسی وقت سے اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ

اَجْمَعِیْن کے بارے میں بدگمانی سے توبہ کی اور ان کی صحبت بابرکت اِختیار کرلی اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی پر قائم رہوں گا۔(روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والثلاثون بعد المئتین، ص۲۱۸، ملخصًا)

بدگمانی کے سات علاج:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "شیطان کے بعض ہتھیار" صفحہ ۳۴ سے بدگمانی کے سات علاج پیشِ خدمت ہیں:

(۱)... مسلمان کی خوبیوں پر نظر رکھئے: مسلمانوں کی خامیوں کی ٹٹول کے بجائے اُن کی خوبیوں پر نظر رکھئے، جو ان کے متعلِّق حسنِ ظن رکھتا ہے اُس کے دل میں راحتوں کا بَسیرا اور جس پر شیطان کا ہتھیار کام کرجائے اور وہ بدگمانی کی بُری عادت میں مبتلا ہوجائے، اُس کے دل میں وَحشتوں کا ڈَیرا ہوتا ہے۔

(۲)...بدگمانی سے توجہ ہٹا دیجئے: جب بھی کسی مسلمان کے بارے میں دِل میں بُرا گُمان آئے تو اسے جھٹک دیجئے اور اس کے عمل پر اچھا گُمان قائم کرنے کی کوشش فرمایئے۔ مَثَلًا کسی اسلامی بھائی کو نعت یا بیان سنتے ہوئے روتا دیکھ کر آپ کے دِل میں اُس کے متعلِّق رِیاکاری کی بدگُمانی پیدا ہو تو فوراً اِس کے اِخلاص سے رونے کے بارے میں حُسنِ ظن قائم کرلیجئے۔ حضرتِ سیِّدُنا مَکْحُول دِمَشْقِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "جب تم کسی کو روتا دیکھو تو خود بھی روؤ اور اُسے رِیاکار نہ سمجھو، میں نے ایک دَفْعہ کسی شخص کے بارے میں یہ خیال کیا تو میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔" (تنبیہ المغترین، الباب الثانی فی جملۃ اخری۔۔۔الخ، ومن اخلاقھم رقۃ قلوبھم۔۔۔الخ، ص۱۰۷)

خدا! بدگمانی کی عادت مٹا دے
مجھے حُسنِ ظن کا تو عادی بنا دے

(۳)...خود نیک بنئے تاکہ دوسرے بھی نیک نظر آئیں: اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھئے کیونکہ جو خود نیک ہو وہ دوسروں کے بارے میں بھی نیک گُمان (یعنی اچھے خیالات) رکھتا ہے جبکہ جو خود بُرا ہو اُسے دوسرے بھی بُرے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ عَرَبی مقُولہ ہے: اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُہُ یعنی جب کسی کے کام بُرے ہوجائیں تو اُس کے گُمان

(یعنی خیالات) بھی بُرے ہو جاتے ہیں۔ (فیض القدیر، ج۳، ص۱۵۷)

اِمامِ اَہلسنّت مُجَدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نَقْل فرماتے ہیں: ''خبیث گُمان خبیث دل ہی سے نکلتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۴۰۰)

مِرا　تن　صفا　ہو　مِرا　مَن　صفا　ہو
خدا!　حُسنِ　ظن　کا　خزانہ　عطا　ہو

(۴)...بُری صُحبت بُرے گمان پیدا کرتی ہے: بُری صُحبت سے بچتے ہوئے نیک صُحبت اِختیار کیجئے، جہاں دوسری بَرَکتیں ملیں گی وَہیں بدگُمانیسے بچنے میں بھی مدد حاصِل ہو گی۔ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: صُحْبَۃُ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ یعنی بُروں کی صُحبت اچّھوں سے بدگُمانی پیدا کرتی ہے۔

(رسالہ قشیریۃ، باب الصحبۃ، ص۳۲۸)

بُری　صحبتوں　سے　بچا　یا　الٰہی
تو　نیکوں　کا　سَنگی　بنا　یا　الٰہی

(۵) ...کسی سے بدگمانی ہو تو عذاب الٰہی سے خود کو ڈرایئے: جب بھی دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگُمانی پیدا ہو تو خود کو بدگُمانی کے انجام اور عذابِ الٰہی سے ڈرایئے۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳٦ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

کسی کے بارے میں بدگُمانی پیدا ہو تو اپنے آپ کو اِس طرح ڈرایئے کہ بڑا عذاب تو دُور رہا میری حالت تو یہ ہے کہ جہنَّم کا سب سے ہلکا عذاب بھی برداشت نہیں کر سکوں گا۔ آہ! ہلکا عذاب بھی کس قدَر ہولناک ہے! بخاری شریف

میں حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہو گا اُسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ کھولنے لگے گا۔'' (بخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ج۴، ص۲۶۲، حدیث:۶۵۶۱)

جہنّم سے مجھ کو بچا یا الٰہی
مجھے نیک بندہ بنا یا الٰہی

(۶)... کسی کے بارے میں بد گُمانی پیدا ہو تو اپنے لئے دعا کیجئے: جب بھی کسی کے بارے میں ''بدگمانی'' ہونے لگے تو اپنے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دُعا مانگئے: یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور بندہ دُنیا وآخِرت کی تباہی سے بچنے کے لئے اِس بدگمانی سے اپنے دِل کو بچانا چاہتا ہے۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے شیطان کے خطرناک ہتھیار ''بدگُمانی'' سے بچالے۔ مجھے ''حسن ظن'' جیسی عظیم دولت عطا فرما دے، اے میرے پیارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دِل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔ آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(۶)... جس کے لئے بدگمانی ہو اُس کے لئے دعائے خیر کیجئے: جب بھی کسی اِسلامی بھائی کے لئے دِل میں بدگُمانی آئے تو اُس کے لئے دُعائے خیر کیجئے اور اُس کی عزّت واِکرام میں اضافہ کر دیجئے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی ارشاد فرماتے ہیں: ''جب تمہارے دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگُمانی آئے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی رعایت (یعنی عزّت و آؤ بھگت وغیرہ) میں اِضافہ کر دو اور اس کے لئے دُعائے خیر کرو، کیونکہ یہ چیز شیطان کو غُصّہ دِلاتی ہے اور اُسے (یعنی شیطان کو) تم سے دُور بھگاتی ہے، یوں شیطان دوبارہ تمہارے دِل میں بُرا گُمان ڈالتے ہوئے ڈرے گا کہ کہیں تم پھر اپنے بھائی کی رِعایت اور اُس کے لئے دُعائے خیر میں مشغول نہ ہو جاؤ۔''

(احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ج۳، ص۱۸۷)

مجھے غیبت و چغلی و بد گمانی
کی آفات سے تُو بچا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش، ص۸۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (13) تکبر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (مُسلِم ص ۲۱۶ حدیث ۴۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں تکبر کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

تکبر کی تعریف:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب "تکبر" صفحہ ۱۶ پر ہے: "خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ چنانچہ رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔" (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص ۶۱، حدیث: ۱۴۷)

امام راغب اصفہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی لکھتے ہیں: "تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔" (مفردات الفاظ القرآن، کبر، ص ۶۹۷)

جس کے دل میں تکبر پایا جائے اسے "مُتَکَبِّر" اور مغرور کہتے ہیں۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ (۲۳) (پ۱۴، النحل: ۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: ”بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔“

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (۳۷) (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ”اور زمین میں اتراتا نہ چل بیشک تو ہر گز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہر گز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔“

کافر متکبرین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ (۲۹) (پ۱۴، النحل: ۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: ”اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا۔“

حدیث مبارکہ، متکبرین کے لیے بروزِ قیامت رسوائی:

حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہو گی، انہیں جہنم کے بُوْلَس نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آجائے گی، انہیں طِیْنَۃُ الْخَبَّال یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔“ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ج۴، ص۲۲۱، حدیث: ۲۵۰۰)

تکبر کی تین قسمیں اور ان کا حکم:

(۱) ”...اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تکبر۔“ تکبر کی یہ قسم کفر ہے جیسے فرعون کا کفر کہ اس نے کہا تھا:

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (۲۴) فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى (۲۵) (پ۳۰، النّٰزعات: ۲۴-۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: ”میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں تو اللہ نے اسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا۔“

فرعون کی ہدایت کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سَیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سَیِّدُنا ہارون عَلٰی

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجا مگر اس نے ان دونوں کو جھٹلایا تو رب اُنے اسے اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ (الحدیقۃ الندیۃ، البحث الثانی من المباحث۔۔۔الخ، ج۱، ص۵۴۹)

مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون کو مرے ہوئے بیل کی طرح دریا کے کنارے پر پھینک دیا تاکہ وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں لیے عبرت کا نشان بن جائے اور ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو شخص ظالم ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں تکبر کرتا ہو اس کی پکڑ اس طرح ہوتی ہے کہ اسے ذلت واہانت کی پستی میں پھینک دیا جاتا ہے۔'' (الزواجر، الباب الاول فی الکبائر۔۔۔الخ، ج۱، ص۷۱)

(۲) ''...اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسولوں کے مقابلے میں تکبر۔'' تکبر کی یہ قسم بھی کفر ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ تکبر جہالت اور بغض وعداوت کی بنا پر رسول کی پیروی نہ کرنا یعنی خود کو عزت والا اور بلند سمجھ کر یوں تصور کرنا کہ عام لوگوں جیسے ایک انسان کا حکم کیسے مانا جائے، جیسا کہ بعض کفار نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں حقارت سے کہا تھا:

اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۴۱)

ترجمۂ کنز الایمان: ''کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔''

اور یہ بھی کہا تھا:

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ (پ۲۵، الزخرف: ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: ''کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔''

(۳) ''...بندوں کے مقابلے میں تکبر۔'' یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی پر تکبر کرنا، وہ اس طرح کہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس پر بڑائی چاہنا اور مساوات یعنی باہم برابری کو ناپسند کرنا۔ یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر یہ بھی حرام ہے اور اس کا گناہ

بھی بہت بڑا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت بادشاہ حقیقی عزوجل ہی کے لائق ہے نہ کہ عاجز اور کمزور بندے کے۔“

(احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان المتکبر۔۔۔الخ، ج۳، ص۴۲۴ ملخصا)

حکایت، تکبر کے سبب تمام اعمال ضائع ہوگئے:

بنی اسرائیل کا ایک شخص جو بہت گنہگار تھا، ایک مرتبہ بہت بڑے عابد یعنی عبادت گزار کے پاس سے گزرا جس کے سر پر بادل سایہ فگن ہوا کرتے تھے۔ اس گنہگار شخص نے اپنے دل میں سوچا: ”میں بنی اسرائیل کا انتہائی گنہگار اور یہ بہت بڑے عبادت گزار ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر بھی رحم فرمادے۔“

یہ سوچ کر وہ اس عابد کے پاس بیٹھ گیا۔ عابد کو اس کا بیٹھنا بہت ناگوار گزرا، اس نے دل میں کہا: ”کہاں مجھ جیسا عبادت گزار اور کہاں یہ پرلے درجے کا گنہگار! یہ میرے پاس کیسے بیٹھ سکتا ہے؟“ چنانچہ اس عابد نے اس گنہگار شخص کو بڑی حقارت سے مخاطب کیا اور کہا: ”یہاں سے اٹھ جاؤ۔“ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی بھیجی کہ ”ان دونوں سے فرمایئے کہ وہ اپنے عمل نئے سرے سے شروع کریں۔ میں نے اس گنہگار کو (اس کے حسن ظن کے سبب) بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل (اس کے تکبر کے باعث) ضائع کردیے۔“

(احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان مابہ التکبر، ج۳، ص۴۲۹)

تکبر کے آٹھ اسباب وعلاج:

(۱) ... تکبر کا پہلا سبب علم ہے کہ بعض اوقات انسان کثرت علم کی وجہ سے بھی تکبر کی آفت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مُعَلِّمُ الْمَلَکُوْت کے منصب تک پہنچنے والے شیطان کے انجام کو یاد رکھے کہ اس نے تکبر کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے افضل قرار دیا تھا مگر اسے اس تکبر کے نتیجے میں قیامت تک کی ذلت ورسوائی ملی اور وہ جہنم کا حقدار ٹھہرا کہیں یہ تکبر ہمیں بھی تباہ وبرباد نہ کردے۔

(۲) ... تکبر کا دوسرا سبب عبادت وریاضت ہے کہ بندہ کثیر عبادت وریاضت کے سبب اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ سوچے میں اگر میں بہت زیادہ عبادت کرتا ہوں تو اس میں میرا کیا کمال ہے؟ یہ تو اس

رب عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے، نیز عبادت تو وہی مفید ہو گی جس میں نیت درست ہو، تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔ بندہ اپنے آپ کو یوں ڈرائے کہ کیا خبر یہ عبادت جس پر میں گھمنڈ کر رہا ہوں وہ میرے اس تکبر کے سبب رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقبول ہونے کے بجائے مردود ہو جائے اور جنت میں داخلے کے بجائے جہنم میں داخلے کا سبب بن جائے۔

(۳) ... تکبر کا تیسرا سبب مال و دولت ہے کہ جس کے پاس کار، بنگلہ، بینک بیلنس اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر ہوں وہ بھی بسا اوقات تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کا یقین رکھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے جانا پڑے گا، کفن میں تھیلی ہوتی ہے نہ قبر میں تجوری، پھر قبر کو نیکیوں کا نور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی اور مال و دولت کی چمک دمک۔ لہٰذا اس فانی اور ساتھ چھوڑ جانے والی شے کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں ناراض کیا جائے؟

(۴) ... تکبر کا چوتھا سبب حسب و نسب ہے کہ بندہ اپنے آباء و اجداد کے بل بوتے پر اکڑتا اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ دوسروں کے کارناموں پر گھمنڈ کرنا عقلمندی نہیں بلکہ جہالت ہے اور آباء و اَجداد پر فخر کرنے والوں کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قوموں کو باز آجانا چاہیے کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ قومیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہو جائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرما دیا ہے، اب آدمی متقی و مؤمن ہو گا یا بدبخت و بدکار، سب لوگ حضرت آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، ج۵، ص۴۹۷، حدیث:۳۹۸۱)

(۵) ... تکبر کا پانچواں سبب عہدہ و منصب ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنا یہ ذہن بنائے کہ فانی پر فخر نادانی ہے کیونکہ عزت و منصب کب تک ساتھ دیں گے؟ جس منصب کے بل بوتے پر آج اکڑتے ہیں، کل کو چھن گیا تو انہی

لوگوں سے منہ چھپانا پڑے گا جن سے آج تحقیر آمیز سلوک کرتے ہیں۔ آج جن لوگوں پر چیخ چیخ کر حکم چلاتے ہیں ہوسکتا ہے کل ان سے ہی کوئی ایسا کام پڑ جائے جو ہمارے تکبر کو خاک میں ملا دے۔ اس لیے کیسا ہی منصب یا عہدہ مل جائے پر اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے۔

(۶) ... تکبر کا چھٹا سبب کامیابی و کامرانی ہے کہ جب کسی کو پے درپے کامیابیاں ملتی ہیں تو وہ ناکام ہونے والے لوگوں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ نہ بھولے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا، بلندیوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے، ہر کمال کو زوال ہے، کامیابی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ کہ اسے اپنا کمال تصور کرتے ہوئے دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ بندہ یہ بھی ذہن بنائے کہ جسے میں کامیابی سمجھ رہا ہوں وہ فقط دنیا کی کامیابی ہے جو ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی، اصل کامیابی تو یہ ہے کہ میں اس دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤں، دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کروں، اپنے رب عزوجل کو راضی کرلوں۔

(۷) ... تکبر کا ساتواں سبب حسن وجمال ہے کہ بندہ اپنے ظاہری حسن وجمال کے سبب تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ابتداء وانتہاء پر غور کرے کہ میرا آغاز ناپاک نطفہ اور انجام سڑا ہوا مردہ ہونا ہے، نیز عمر کے ہر دور میں حسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ماند پڑ جاتا ہے، یہ بھی پیش نظر رکھے کہ میرے اسی حسن وجمال والے بدن سے روزانہ پیشاب، پاخانہ، بدبو دار پسینہ، میل کچیل اور دیگر گند نکلتا ہے، میں اپنے ہاتھوں سے پاخانہ وپیشاب صاف کرتا ہوں تو کیا اِن چیزوں کے ہوتے ہوئے فقط ظاہری حسن وجمال پر تکبر کرنا زیب دیتا ہے؟ یقیناً نہیں۔

(۸) ... تکبر کا آٹھواں سبب طاقت وقوت ہے کہ جس کا قد کاٹھ اچھا ہو، کھاتا پیتا اور سینہ چوڑا ہو تو وہ بسا اوقات کمزور جسم والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا یوں محاسبہ کرے کہ طاقت وقوت اور پھرتی تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے بلکہ انسان سے زیادہ ہوتی ہے تو پھر اپنے اندر اور جانوروں میں مشترکہ صفت پر

تکبر کرنا کیسا؟ حالانکہ ہمارے جسم کی طاقت و قوت کا تو یہ حال ہے کہ تھوڑا سا بیمار ہو جائیں تو طاقت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے، معمولی سی گرمی برداشت نہیں ہوتی، اگر خوانخواستہ اس تکبر کی وجہ سے کل بروز قیامت رب عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا اور جہنم میں شدید آگ کا عذاب دیا گیا تو اُسے کیسے برداشت کریں گے؟

(احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان ما بہ التکبر، ج۳، ص۴۲۶ ماخوذا)

تکبر جیسے موذی مرض کی مزید تفصیلات کے لیے تبلیغ قران و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب "تکبر" کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
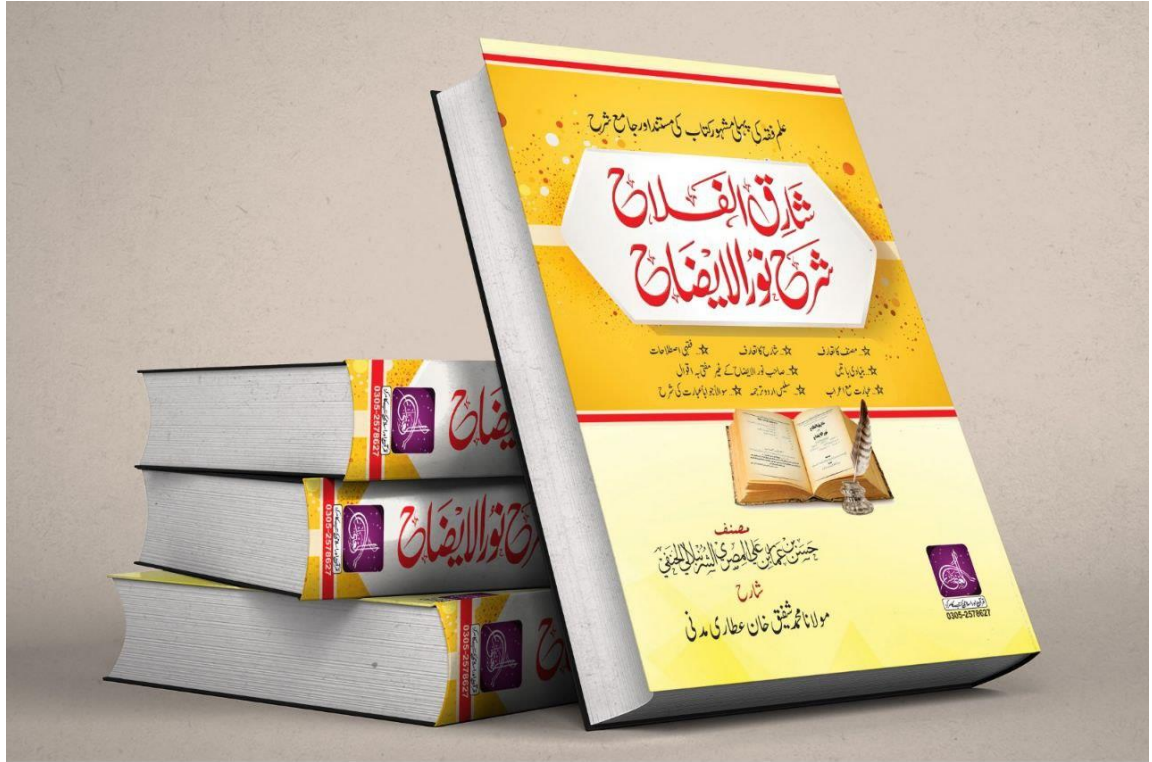
کورس نمبر:(14)اسراف کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہو گا جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ دُرُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۷ حدیث ۴۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں اسراف کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اِسراف کی تعریف:

جس جگہ شرعاً، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق و فجور و گناہ والی جگہوں پر خرچ کرنا، اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل و عیال کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا اِسراف کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السابع والعشرون۔۔۔الخ، ج۲، ص۲۸)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (۱۴۱) (پ۸، الانعام:۱۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: "بے جانہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔"

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی "خزائن العرفان"

میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”حضرت مُترجِم قُدِّسَ سِرُّہٗ (یعنی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے اِسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے۔ اگر کُل مال خرچ کر ڈالا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سدی کا قول ہے کہ یہ خرچ بے جا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور داخلِ اِسراف ہے جیسا کہ سعید بن مُسیّب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہو تو اِسراف ہے۔ زُہری کا قول ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ معصیت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا کہ حق اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر ابو قُبَیس پہاڑ سونا ہو اور اس تمام کو راہِ خدا میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو اور ایک درہم معصیت میں خرچ کرو تو اِسراف۔“

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱) (پ۸، الاعراف:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ”کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔“

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ”خزائن العرفان“ میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”شانِ نُزول: کَلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانۂ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے، مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا یا رسولَ اللہ ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے، اس پر یہ نازِل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اِسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اِسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کر لو۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اِسراف اور تکبّر سے بچتا رہ۔ مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیلِ حُرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقرّرہ مسلَّمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اِباحت ہے مگر جس پر

شارع نے مُمانَعت فرمائی ہو اور اس کی حُرمت دلیلِ مستقل سے ثابت ہو۔"

اِسراف کی مختلف صورتیں:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف "فیضانِ سنت" صفحہ ۲۵۶ پر ہے: مُفَسِّرِشَہِیرحکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی، ج۸، ص۳۹۰ پر فرماتے ہیں: "اِسراف کی بہت تفسیریں ہیں:

(۱) حلال چیزوں کو حرام جاننا۔

(۲) حرام چیزوں کو استِعمال کرنا۔

(۳) ضَرورت سے زیادہ کھانا پینا یا پہننا۔

(۴) جو دل چاہے وہ کھا پی لینا پہن لینا۔

(۵) دن رات میں بار بار کھاتے پیتے رَہنا جس سے مِعدہ خراب ہو جائے، بیمار پڑ جائے۔

(۶) مُضِر اور نقصان دِہ چیزیں کھانا پینا۔

(۷) ہر وَقت کھانے پینے پہننے کے خیال میں رَہنا کہ اب کیا کھاؤں گا؟ آئندہ کیا پیوں گا؟

(رُوحُ البیان، ج۳، ص۱۵۴)

(۸) غفلت کیلئے کھانا۔

(۹) گناہ کرنے کیلئے کھانا۔

(۱۰) اچھے کھانے پینے، اعلیٰ پہننے کا عادی بن جانا کہ کبھی معمولی چیز کھا پی نہ سکے۔

(۱۱) اعلیٰ غذاؤں کو اپنے کمال کا نتیجہ جاننا۔ غرضیکہ اس ایک لفظ میں بہت سے اَحکام داخِل ہیں۔"

اِسراف سے متعلق ایک اہم وضاحت:

اے عاشقانِ رسول! یہاں یہ واضح کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ جس طرح "لَا خَیْرَفِی الْاِسْرَافِ یعنی اسراف

(فضول خرچی) میں کوئی بھلائی و خیر نہیں ہے۔ "اسی طرح "لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ یعنی نیکی اور بھلائی کے کاموں میں کوئی اسراف (فضول خرچی) نہیں۔" اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ا ربیع الاول کے مبارک مہینے میں ہر سال لاکھوں مسلمان اپنے آقا و مولا، حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جشن ولات کے موقع پر خوشیاں مناتے ہیں، اپنے گھروں ، دکانوں، محلوں اور گلیوں کو سجاتے ہیں، سبز سبز پرچم لگاتے اور لہراتے ہیں، رنگ برنگے بلب اور دیے روشن کرتے ہیں، صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لنگر و نیاز کا اہتمام کرتے ہیں، محافل ذکر و نعت منعقد کرتے ہیں، علمائے کرام کو بلاتے اور ان سے ذکر ولادت شریف سنتے ہیں ، اسی طرح صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ، اہل بیت عظام، اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کے اَعراس پر اُن کے ایصالِ ثواب کے لیے بڑا اہتمام کرتے ہیں، یقیناً یہ تمام بھلائی کے کام ہیں اور بھلائیوں کے کاموں میں کوئی اسراف نہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صَفحات پر مشتمل کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت "(مکمّل) صفحہ ۱۴۷ پر ہے۔ اعلی حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سے پوچھا گیا: "میلاد شریف میں جھاڑ (یعنی پانچ شاخوں والی مشعل)، فانوس، فروش وغیرہ سے زیب وزینت اِسراف ہے یا نہیں ؟ "تو آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: "علماء فرماتے ہیں : لَاخَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ (یعنی اسراف میں کوئی بھلائی نہیں اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں تو) جس شے سے تعظیمِ ذکر شریف مقصود ہو، ہر گز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ اِمام غزالی (عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْوَالِی) نے اِحیاءُ العلوم شریف میں سید ابو علی رُوذباری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْوَالِی سے نَقل کیا کہ ایک بندہ صالح (نیک شخص) نے مجلسِ ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ (کہ اتنی شمعیں جلانا تو اسراف ہے۔) بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع مَیں نے غیرِ خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔

(احیاء العلوم، کتاب آداب الاکل، فصل یجمع آدابا۔۔۔ الخ، ج۲، ص۲٦)

لہراؤ سبز پرچم اے آقا کے عاشقو!
گھر گھر کرو چراغاں کہ سرکار آ گئے
نہ کیوں آج جھومیں کہ سرکار آئے
خدا کی خدائی کے مختار آئے
نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حدیث مبارکہ، بہتی نہر پر بھی اسراف:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے گزرے جب وہ وضو کر رہے تھے تو ارشاد فرمایا: ”اے سعد! یہ اسراف کیسا؟“ عرض کیا: ”رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟“ فرمایا: ”ہاں! اگرچہ تم بہتی نہر پر ہو۔“ (ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ و سننھا، باب ماجاء فی القصد۔۔۔ الخ، ج۱، ص۲۵۴، حدیث:۴۲۵)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”ہر اس چیز کو کھالینا جس کا دل کرے یہ اسراف ہے۔“

(ابن ماجۃ، کتاب الاطعمۃ، باب من الاسراف۔۔۔ الخ، ج۴، ص۴۹، حدیث:۳۳۵۲)

اسراف کا حکم:

اسراف اور فضول خرچی خلافِ شرع ہو تو حرام اور خلافِ مروت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السابع والعشرون۔۔۔ الخ، ج۲، ص۲۸)

حکایت، امیر اہلسنت کا محتاط انداز:

جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خدمت میں صحرائے مدینہ (باب المدینہ کراچی) میں فَیضانِ مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ”سنگِ بنیاد میں عموماً کھودے ہوئے گڑھے میں

کسی شخصیت کے ہاتھوں سے سیمنٹ کا گارا ڈلوا دیا جاتا ہے، بعض جگہ ساتھ میں اینٹ بھی رکھوالی جاتی ہے لیکن یہ سب رسمی ہوتا ہے، بعد میں وہ سیمنٹ وغیرہ کام نہیں آتی۔ مجھے تو یہ اِسراف نظر آتا ہے اور اگر مسجد کے نام پر کئے ہوئے چندے کی رقم سے اس طرح کا اسراف کیا جائے تو توبہ کے ساتھ ساتھ تاوان یعنی جو کچھ مالی نقصان ہوا وہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ "عرض کی گئی: "ایک یادگاری تختی بنوا لیتے ہیں، آپ اس کی پردہ کشائی فرما دیجئے گا۔ "تو فرمایا: "پردہ کشائی کرنے اور سنگ بنیاد رکھنے میں فرق ہے۔ پھر چونکہ ابھی میدان ہی ہے اس لئے شاید وہ تختی بھی ضائع ہو جائے گی۔"

بالآخر امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا کہ "جہاں واقعی ستون بنانا ہے اس جگہ پر ہتھوڑے مار کر کھودنے کی رسم ادا کرلی جائے اور اس کو "سنگِ بنیاد رکھنا" کہنے کے بجائے "تعمیر کا آغاز" کہا جائے۔" چنانچہ ۲۲ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ ہجری بمطابق یکم مئی ۲۰۰۵ عیسوی بروز اتوار آپ کی ساداتِ کرام سے محبت میں ڈوبی ہوئی خواہش کے مطابق ۲۵ سیِّد مَدنی منوں نے اپنے ہاتھوں سے مخصوص جگہ پر ہتھوڑے چلائے، آپ خود بھی اس میں شریک ہوئے اور اس نرالی شان سے فیضانِ مدینہ (صحرائے مدینہ، ٹول پلازہ، سپر ہائی وے باب المدینہ کراچی) کے تعمیری کام کا آغاز ہوا۔ (تعارف امیر اہلسنت، ص۴۹)

اسراف کے اسباب و علاج:

(۱) ... اسراف کا پہلا سبب لاعلمی اور جہالت ہے۔ بندہ شرعی معلومات کے بغیر جب کسی کام میں مال خرچ کرتا ہے تو اس میں اِسراف کے کئی پہلو ہوتے ہیں لیکن اسے اپنی جہالت کی وجہ سے اِحساس تک نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ کسی بھی کام میں مال خرچ کرنے سے پہلے علمائے کرام اور مفتیانِ کرام سے شرعی رہنمائی حاصل کرلے، اس سلسلے میں دارالافتاء اہل سنت سے رابطہ کرنا بھی بہت مفید ہے۔

(۲) ... اسراف کا دوسرا سبب غرور و تکبر ہے۔ بسا اوقات دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے بے جا دولت خرچ کی جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ غرور و تکبر کے نقصانات پر غور و فکر کرے اور اس سے بچنے کی کوشش کرے، متکبر شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے، خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے متکبر کے لیے

ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، احادیث میں متکبر کو بدترین شخص قرار دیا گیا ہے، متکبر کو کل بروزِ قیامت ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، جس کے دل میں تھوڑا سا بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ تکبر کی تباہ کاریاں جاننے اور مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "تکبر" کا مطالعہ کیجئے۔

(۳) ... اسراف کا تیسرا سبب اپنی واہ واہ کی خواہش ہے۔ دوسروں سے داد وصول کرنے لیے پیسے کا بے جا استعمال ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ لوگوں سے تعریفی کلمات سننے کی خواہش کو اپنی ذات سے ختم کرے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ لوگوں میں معزز ہونا کوئی معنٰی نہیں رکھتا بلکہ سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہے۔ نیز بندہ حب جاہ کے اَسباب و علاج کا مطالعہ کرے۔

(۴) ... اسراف کا چوتھا سبب شہرت کی خواہش ہے۔ بے حیائی پر مشتمل فنکشن اور اس طرح کی دیگر خرافات میں خرچ کی جانے والی رقم کا اصل سبب شہرت کی طلب ہی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ دولت کو نیکی کے کاموں میں کرنے کی عادت بنائے اور اخلاص اپنانے کی کوشش کرتا رہے، وقتی شہرت کے بدلے بروز محشر ملنے والی دائمی ذلت و رسوائی کو پیش نظر رکھے، نیز یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے مال و دولت خرچ کرکے لوگوں کی نظر میں مشہور ہونے کی بجائے نیک اعمال کرکے ربّ کی بارگاہ میں سُرخُرو ہونا ہے۔

(۵) ... اسراف کا پانچواں سبب غفلت اور لاپرواہی ہے۔ انسان کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کام میں خرچ کرنا اسراف ہے لیکن بعض اوقات اپنی غفلت اور لاپرواہی کی بناء اسراف میں مبتلا ہو جاتا ہے، وضو کا پانی استعمال کرنے میں نل کھلا چھوڑ دینا، گھر، آفس وغیرہ میں بجلی پر چلنے والی اشیاء کو سستی کی وجہ سے کھلا چھوڑ دینا بھی اسی سبب کا نتیجہ ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر احساس پیدا کرے، دنیا میں غفلت ولاپرواہی کی بنا پر ہونے والے گناہوں پر آخرت کے مواخذے کو پیش نظر رکھے اور اپنی اس غفلت ولاپرواہی کو دور کرے، نیز اپنے دل میں ربّ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کا احساس پیدا کرے، نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ آج اگر میں نے نعمتوں کی ناشکری کی تو ہو سکتا ہے مجھ

سے یہ نعمتیں چھین لی جائیں، لہٰذا میں ان نعمتوں پر اسراف سے بچتے ہوئے شکر کروں گا تا کہ ان میں مزید اضافہ ہو۔

کھانے کے اسراف سے توبہ کیجئے:

اے عاشقانِ رسول! آج کل ہر ایک بے بَرَکتی اور تنگدستی کا رونا رَو رہا ہے۔ کیا بعید کہ روٹی کا اِحتِرام نہ کرنے کی یہ سزا ہو۔ آج شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو، جو روٹی ضائع نہ کرتا ہو۔ ہر طرف کھانے کی بے حُرمتی کے دِلسوز نظّارے ہیں، شادی کی تقریبات ہوں یا بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کی نیاز کے تبرُّکات۔ افسوس صد کروڑ افسوس! دستر خوانوں اور دریوں پر بے دردی کے ساتھ کھانا گرایا جاتا ہے، کھانے کے دوران ہڈّیوں کے ساتھ بوٹی اور مَصالحہ برابر صاف نہیں کیا جاتا، گرم مصالحے کے ساتھ بھی کھانے کے کثیر اَجزاء ضائع کر دیئے جاتے ہیں، تھالوں میں بچا ہوا تھوڑا سا کھانا اور پیالوں، پتیلوں میں بچا ہوا شوربا دوبارہ استِعمال کرنے کا اکثر لوگوں کا ذِہن نہیں، اِس طرح کا بہت سارا بچا ہوا کھانا عُموماً کچرا کُونڈی کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ اب تک جتنا بھی اِسراف کیا ہے برائے مہربانی! اُس سے توبہ کر لیجئے۔ آئندہ کھانے کے ایک بھی دانے اور شوربے کے ایک بھی قطرے کا اِسراف نہ ہو اِس کا عہد کر لیجئے۔ وَاللهِ الْعَظِیم! قِیامت میں ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے، یقیناً کوئی بھی قِیامت کے حساب کی تاب نہیں رکھتا، توبہ سچّی توبہ کر لیجئے۔ درود پاک پڑھ کر عرض کیجئے۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! آج تک میں نے جتنا بھی اِسراف کیا اُس سے اور تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور تیری عطا کردہ توفیق سے آئندہ گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا، یاربِّ مصطفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میری توبہ قَبول فرما اور مجھے بے حساب بخش دے۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

صَدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لَجائے کو لَجانا کیا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (15) غمِ دنیا کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (ترمذی ج۲ ص۲۸ حدیث ۴۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ''مہلکات'' کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں غمِ دنیا کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

''غمِ دنیا'' کی تعریف:

کسی دنیوی چیز سے محرومی کے سبب رنج و غم اور افسوس کا اِس طرح اِظہار کرنا کہ اُس میں صبر اور قضائے اِلٰہی پر رضا اور ثواب کی اُمید باقی نہ رہے ''غمِ دُنیا'' کہلاتا ہے اور یہ مذموم ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا۔'' (پ۲۷، الحدید: ۲۳)

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''خزائن العرفان'' میں اِس

آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے نہ غم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہیں، نہ فنا ہونے والی چیز اِترانے کے لائق ہے تو چاہیے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم کی جگہ صبر اختیار کرو۔ غم سے مراد یہاں انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر اور رضا بقضائے الٰہی اور امید ثواب باقی نہ رہے۔ اور خوشی سے وہ اِترانا مراد ہے جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے۔ اور وہ غم ورنج جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے فرزند آدم کسی چیز کے فقدان پر کیوں غم کرتا ہے؟ یہ اس کو تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے؟ موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔“

حدیث مبارکہ، دنیوی غموں سے فراغت پالو:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس قدر ہو سکے دنیوی غموں سے فراغت پالو کیونکہ جسے سب سے زیادہ غم دنیا کا ہو گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے پیشے کو شہرت دے گا اور اس کا فقر اس پر ظاہر فرمادے گا اور جسے آخرت کا غم سب سے زیادہ ہو گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے کام جمع فرمادے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور جو بندہ اپنے دل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ مومنین کے دلوں کو اس کے لئے محبت اور رحمت کے جذبہ سے سرشار فرماکر اس کے پاس بھیجتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہر بھلائی جلد عطا فرماتا ہے۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب فیمن احب الدنیا۔۔۔ الخ، ج۱۰، ص۴۳۲، حدیث:۱۷۸۱۶)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی ہوں گی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے صابر و شاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی نہ اسے شاکر لکھے گا اور نہ ہی صابر۔ وہ دو خصلتیں یہ ہیں:

(۱) جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور دنیوی معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس شخص پر جو فضیلت دی ہے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ

اسے صابر و شاکر لکھ لیتا ہے۔

(۲)جو دین میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور دنیوی معاملے میں اوپر والے کو دیکھے پھر اپنی محرومی پر افسوس کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ اسے صابر لکھتا ہے اور نہ ہی شاکر۔'' (ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، ج۴، ص۲۲۹، حدیث: ۲۵۲۰)

غمِ دنیا کے بارے میں تنبیہ:

کسی بھی دنیوی معاملے پر چاہے وہ مالی نقصان کی صورت میں ہو، کسی تکلیف کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں ہو غمگین ہونا ایک فطری عمل ہے، لیکن کسی بھی دنیوی معاملے پر غیر شرعی واویلا کرنا، ماتم کرنا، دیگر مسلمانوں کو کوسنا یا اس مصیبت کا ذمہ دار ٹھہرانا، یا اس پر بدشگونی، غیبت، تہمت، بدگمانی بھرا کلام کرنا، یا اس طرح اپنے غم کا اظہار کرنا جس سے صبر کا دامن چھوٹ جائے، ثواب کی اُمید ختم ہو جائے یا قضائے الٰہی پر عدمِ رضا کا اظہار ہو یہ تمام صورتیں غیر شرعی، ناجائز اور ممنوع ہیں۔

حکایت، نعمت پر غمگین اور مصیبت پر خوش ہونے والی عورت:

حضرت سیِّدُنا ابن یسار مسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُنْعِم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے بحرین کی طرف گیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک گھر کی طرف بہت سے لوگ آ جا رہے ہیں، میں بھی اس طرف چل دیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک عورت نہایت افسردہ اور غمگین پھٹے پرانے کپڑے پہنے مصلے پر بیٹھی ہے اور اس کے اِرد گرد غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت ہے، اس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، تجارت کا بہت سارا سازو سامان اُس کی ملکیت میں ہے، خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے، وہ عورت ہر طرح کی نعمتوں کے باوجود نہایت ہی غمگین تھی نہ کسی سے بات کرتی، نہ ہی ہنستی تھی۔ میں وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اسی گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر میں نے اس عورت کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور کہنے لگی: ''اگر کبھی دوبارہ یہاں آنا ہو اور کوئی کام ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا۔'' پھر میں واپس اپنے شہر چلا آیا۔ کچھ عرصے بعد مجھے دوبارہ کسی کام کے لئے اسی عورت کے شہر میں جانا پڑا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اب وہاں پہلے کی طرح چہل پہل نہیں تھی، نہ تجارتی سامان ہے، نہ خدّام و

لونڈیاں نظر آرہی ہیں اور نہ ہی اس عورت کے لڑکے موجود ہیں۔ ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے کسی کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی عورت اب نہایت قیمتی اور خوش رنگ لباس میں ملبوس بڑی خوش وخرم نظر آرہی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک عورت گھر میں موجود تھی کوئی اور نہ تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس عورت سے پوچھا: ”جب میں پچھلی مرتبہ تمہارے پاس آیا تھا تو تم کثیر نعمتوں کے باوجود غمگین اور نہایت افسردہ تھی لیکن اب خادموں، لونڈیوں اور دولت کی عدم موجودگی میں بھی بہت خوش اور مطمئن نظر آرہی ہو، اس میں کیا راز ہے؟“

تو وہ عورت کہنے لگی: ”تم تعجب نہ کرو، بات دراصل یہ ہے کہ جب پچھلی مرتبہ تم مجھ سے ملے تو میرے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی، میرے پاس مال ودولت اور اولاد کی کثرت تھی، اس حالت میں مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید! میرا رب مجھ سے ناراض ہے، اس وجہ سے مجھے کوئی مصیبت اور غم نہیں پہنچتا ورنہ اس کے پسندیدہ بندے تو آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وقت یہی سوچ کر میں پریشان وغمگین تھی اور میں نے اپنی حالت ایسی بنائی ہوئی تھی ۔اس کے بعد میرے مال اور میری اولاد پر مسلسل مصیبتیں ٹوٹتی رہیں، میرا سارا اثاثہ ضائع ہوگیا، میرے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا انتقال ہوگیا، خدّام ولونڈیاں سب جاتی رہیں اور میری تمام دنیوی نعمتیں مجھ سے چھن گئیں۔ اب میں بہت خوش ہوں کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے خوش ہے اسی وجہ سے تو اس نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس میں اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی ہوں، اسی لئے میں نے اچھا لباس پہنا ہوا ہے۔“

حضرت سیِّدُنا ابن یسار مسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُنْعِم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ فرمانے لگے: ”اس عورت کا حال تو حضرت سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح ہے اور میرا تو یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ میری چادر پھٹ گئی میں نے اسے ٹھیک کروایا لیکن وہ میری مرضی کے مطابق ٹھیک نہ ہوئی تو مجھے اس بات نے کافی دن غمگین رکھا۔“

(عیون الحکایات، ج۱، ص۹۴)

غم دنیا کے تین اسباب و علاج:

(۱) ... غم دنیا کا پہلا سبب حب دنیا ہے۔ دنیا کی محبت دل میں رچ بس جانے کی وجہ سے معمولی سے دنیاوی نقصان پر بھی دل غمگین ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرے اور اپنے ظاہر و باطن کو نیکیوں میں مشغول رکھے۔ نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ دنیا فانی ہے اور فانی چیز نے کبھی نہ کبھی فنا ہونا ہی ہے لہذا ایسی چیز پر افسوس کرنے کا کیا فائدہ؟ اگر افسوس کرنا ہی ہے تو میں اس بات پر افسوس کروں کہ میں نے فلاں لمحہ رب عزوجل کی یاد سے کیوں غافل ہو کر گزارا؟

(۲) ... غم دنیا کا دوسرا سبب بے صبری کی عادت ہے۔ جس انسان میں صبر اور برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے اسے امور دنیا کا غم جلد لاحق ہو جاتا ہے جو اس کے روشن مستقبل کو تاریک کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اندر صبر اور برداشت پیدا کرے تاکہ کوئی انہونی بات اور مصیبت اس کے اعصاب پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ بے صبری کا مظاہرہ کرکے میں عظیم اجر وثواب سے محروم کر دیا جاؤں گا جبکہ صبر کروں گا تو اجر وثواب کا خزانہ مجھے عطا کیا جائے گا۔ لہٰذا سمجھداری اسی میں ہے کہ بے صبری کے بجائے تقدیر الٰہی پر راضی رہتے ہوئے صبر و شکر کا مظاہرہ کیا جائے۔

(۳) ... غم دنیا کا تیسرا سبب ناشکری کی عادت ہے۔ ہزارہا نعمتوں کے باوجود بندہ شکر نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ جب اسے کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر شکر کے بجائے غمزدہ و غمگین ہو کر ناشکری کر بیٹھتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر صبر و شکر کی عادت ڈالے اور خوشی ہو یا غم اپنے زبان کو ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شکر سے تر بتر رکھے۔ نیز یہ بھی مدنی ذہن بنائے کہ اگر میں شکر کروں گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے مزید نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اس مدنی ذہن سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیاوی غموں سے چھٹکارا بھی نصیب ہو جائے گا۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　　　　　صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

کورس نمبر: (16) مایوسی کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۴۹۰ حدیث ۹۰۷)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مایوسی کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

مایوسی کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان سے خود کو محروم سمجھنا "مایوسی" ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۵۳) (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: "تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ (پ۱۴، الحجر:۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: "اپنے ربّ کی رحمت سے کون نا امید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ (پ۱۳، یوسف:۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: "اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔"

حدیث مبارکہ، مایوسی کبیرہ گناہ ہے:

حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے سوال کیا گیا: "کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟" تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا اور یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔" (الزواجر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، ج۱، ص۲۲)

مایوسی کا حکم:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں میں مشغول ہو جانا ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے، رحمت الٰہی سے مایوسی بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ چنانچہ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں: "بعض اَوقات مختلِف آفات، دُنیاوی مُعاملات یا بیماری کے مُعالَجات و اَخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدَمی ہمّت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے اِس طرح کی مایوسی کُفر نہیں۔ رحمت سے مایوسی کے کفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو قادِر نہ سمجھے یا اللہ تعالیٰ کو عالِم نہ سمجھے یا اللہ تعالیٰ کو بخیل سمجھے۔"

حکایت: مایوسی کی سزا:

حضرتِ سیِّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ پہلی اُمتوں میں ایک شخص کثرتِ عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمتِ الٰہی سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرے لئے تیری بار گاہ میں کیا (اجر) ہے؟“ تو بار گاہِ خداوندی اسے جواب ملا: ”آگ۔“ اس نے عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری عبادت و ریاضت کہاں گئی؟“ ارشاد فرمایا: ”تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کر تا تھا، آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کر دوں گا۔“

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الاقناط، ج ۱۰، ص ۲۹۱، حدیث: ۲۰۷۲۸)

مایوسی کے تین اسباب وعلاج:

(۱) ...مایوسی کا پہلا سبب جہالت ہے کہ بندہ اپنی جہالت اور کم علمی کے سبب رحمت الٰہی سے مایوسی جیسے موذی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی حاصل کرے، قرآن وحدیث کا علم حاصل کرے، جہنم میں لے جانے والے اعمال اوران پر ملنے والے عذابات پر غور و فکر کرے تا کہ اس کے دل میں خوف آخرت پیدا ہو، جنت میں لے جانے والے اعمال اور ان پر ملنے والے عظیم اجر و ثواب پر نظر رکھے تا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کاملہ پر اس کا یقین مزید پختہ ہو جائے اور مایوسی اس سے دور بھاگ جائے۔

(۲)...مایوسی کا دوسرا سبب بے صبری ہے۔ کسی آزمائش یا مصیبت پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے واویلا کرنے سے رحمت الٰہی سے مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں پر صبر کرنے کی عادت ڈالے کیوں بے صبری کی وجہ سے نکلنے والے کلمات بسا اوقات ”کفریات“ پر مشتمل ہوتے ہیں جو ایمان کو برباد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ کسی بھی تکلیف یا مصیبت پر بندہ یہ مدنی ذہن بنائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس آزمائش میں مبتلا کیا ہے تو میں اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرکے اجر و ثواب کیوں ضائع کروں؟ بلکہ میں اس کی رحمت کاملہ پر نظر رکھوں اور اس مصیبت یا پریشانی سے نجات کے لیے اس کی بار گاہ میں التجا کروں۔

(۳) ...مایوسی کا تیسرا سبب دوسروں کی پر آسائش زندگی پر نظر رکھنا ہے۔ جب بندہ کسی کو پر آسائش زندگی پر غور و فکر کرتا ہے تو اسے اپنی زندگی پر سخت تشویش ہوتی ہے یوں بندہ رحمت الٰہی سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دوسروں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنی زندگی پر غور و فکر کرے، رب عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعت

اختیار کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ جس رب عَزَّوَجَلَّ نے اسے پر آسائش زندگی عطا فرمائی ہے یقیناً وہ مجھے ویسی ہی زندگی عطا کرنے پر قادر ہے لیکن یہ اس کی مشیت ہے اور میں اس کی مشیت پر راضی ہوں۔ نیز بندہ اس بات پر بھی غور کرے کہ جو شخص دنیا میں جتنی بھی پر آسائش زندگی بسر کرے گا ہو سکتا ہے کل بروز قیامت اسے اتنا ہی سخت حساب وکتاب دینا پڑے، لہٰذا پر آسائش زندگی کی خواہش کرنے کے بجائے سادہ طرز زندگی اپنانے ہی میں عافیت ہے۔

(۴) ...مایوسی کا چوتھا سبب بری صحبت ہے۔ جب بندہ ایسے دنیادار لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو خود مایوسی کا شکار ہوتے ہیں تو ان کی صحبت کی وجہ سے یہ بھی مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کی صحبت ترک کرکے نیک پرہیز گار اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرے، اللہ والوں کے پاس بیٹھے تاکہ مایوسی کے سیاہ بادل چھٹ جائیں اور رحمت الٰہی پر یقین کی بارش نازل ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ا تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول بھی ایک اچھی صحبت فراہم کرتا ہے۔ ہزاروں لوگ اس مدنی ماحول سے وابستہ ہوئے، گناہوں بھری زندگی کو ترک کیا اور نیکیوں بھری زندگی گزارنے لگے۔ آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کیجئے، جدول کے مطابق مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ اس مدنی مقصد کے تحت زندگی گزاریے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ'' اپنی اصلاح کے لیے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ا دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر ہزاروں لوگ گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر آج نیکیوں بھیر زندگی گزار رہے ہیں، ترغیب کے لیے ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے:

بُری سنگت کا وبال:

باب المدینہ (کراچی) کے مقیم ایک نوجوان اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستگی سے قبل میں گناہوں بھری زندگی بسر کر رہا تھا۔ ہمہ وقت دنیا کی عارضی وفانی لذّات میں مست رہنا اور اپنی زندگی کے قیمتی ایام اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی میں برباد کرنا میرا معمول بن چکا تھا۔ میں یادِ الٰہی سے اس قدر دور تھا کہ نماز پنجگانہ تو کُجا میں جُمعۃ المبارک کی نماز بھی کبھی کبھار ہی پڑھتا تھا۔ فکرِ آخرت سے یکسر غافل، برے دوستوں کی صحبتِ بد کا شکار تھا۔ اسی وجہ سے دن بدن میں گناہوں کی دلدل میں دھنستا ہی چلا جارہا تھا، نت نئی بے ہودگیاں سیکھ کر اپنے نفس کو تسکین دیتا، ستم بالائے ستم یہ کہ میرے دوست بدکاری بھی کرتے تھے اور متعدد بار مجھے بھی اس گندے کام کی رغبت دلائی گئی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے بچا رہا۔

الغرض میرے اخلاق وکرادر انتہائی داغ دار ہو چکے تھے، ہر وقت شیطانی خیالات کے جال میں پھنسا رہتا اور یادِ خدا سے غافل ہو کر میں اپنی قیمتی سانسوں کو بربادیِ آخرت میں ضائع کرتا، دن مختلف برے کاموں کی نذر ہو جاتا تو رات چوراہوں پر لگی بُرے دوستوں کی مَنڈلیوں میں کٹ جاتی ہمارا روزانہ کا معمول تھا کہ ہم شام ہوتے ہی ایک جگہ جمع ہو جاتے اور ہنسی، مذاق طنز اور دل آزای جیسے بُرے افعال کے ساتھ ساتھ موبائلوں میں موجود فحش وعریانی والی گندی گندی فلمیں دیکھ کر نفس وشیطان کو خوش کرتے، رات گئے تک یہی سلسلہ رہتا جب گناہ کرکے تھک جاتے اور لوگ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہوتے تو ہماری منڈلی اختتام پذیر ہوتی اور ہم میں سے ہر ایک اس حالت میں گھر میں داخل ہوتا کہ ہمارے سروں پر ایک گناہوں کی بھاری بھر کم گٹھڑی ہوتی۔ میرے قلب پر ایک عجب بے سکونی طاری ہوتی، اسی حالت میں غفلت کی چادر اوڑھ کر سو جاتا آنکھ اس وقت کھلتی جب سورج بڑی آب وتاب سے چمک رہا ہوتا تھا یوں سب سے پہلے نماز فجر قضا کرنے کا کبیرہ گناہ میرے نامہ اعمال میں درج ہوتا، نجانے اب تک کتنی نمازیں قضاء کرنے کا وبال سر پر لیے ہوئے تھا مگر مجھے کوئی احساس نہ تھا۔ آخر دنیا میں جتنا بھی جی لوں بالآخر ایک دن موت کا جام پینا پڑے گا، اپنے دوست احباب کو چھوڑ کر اندھیری قبر میں اترنا پڑیگا اور اپنے برے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

قسمت اچھی تھی جو اس پر فتن دور میں مسلمانوں کی قبر و آخرت کی تیاری کا ذہن دینے والی تبلیغ و قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول میسر آگیا۔ مدنی ماحول میں آنے کی سبیل کچھ یوں بنی کہ ایک دن حسب عادت بد گناہوں کے عادی دوست نما دشمنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، دریں اثنا نمازِ مغرب کی اذانیں فضا میں گونجنے لگیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار سے ہر ایک منادی اس پاک ذات کی وحدانیت اور اس کے محبوب کی رسالت کی گواہی دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو فلاح و کامرانی کی دعوت دینے لگا۔ بہت سے مسلمان حکم الٰہی کی بجا آواری کے لیے جانبِ مسجد رواں دواں تھے مگر ہم تمام دوست نمازوں سے یکسر غافل ہو کر اپنی موج مَستی میں گم تھے۔ دَرِیں اَثنا دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ایک عاشقِ رسول اسلامی بھائی ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے رک گئے اور ہمیں نماز سے غافل دیکھ کر قریب تشریف لائے اور انتہائی محبت بھرے انداز میں سلام کرتے ہوئے کہنے لگے: ''نماز کا وقت ہو گیا ہے، آپ بھی نماز ادا فرمالیں۔'' نجانے ان کی دعوت میں ایسا کیا اثر تھا کہ میں اس قدر متأثر ہوا کہ اکیلا ہی ان کے ساتھ جانب مسجد بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہونے کے لیے لَرزِیدہ لَرزِیدہ قدموں سے چل دیا، سب دوست یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے مگر انہیں مسجد میں جانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی، مسجد میں پہنچ کر میں نے وضو کیا اور ان اسلامی بھائی کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، چونکہ مجھے نماز پڑھنا نہیں آتی تھی اس لیے ان کو دیکھ دیکھ کر نماز ادا کرنے لگا، ایک عرصے کے بعد بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہونے کی سعادت ملی تھی، نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گناہوں سے لتھڑے ہوئے کالے کالے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیے، دنیا و آخرت کی بہتری طلب کی، جب واپس جانے لگا تو میری نظر مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے چند عاشقانِ رسول پر پڑی، قریب جا کر دیکھا کہ ایک سنّتوں کے پابند اسلامی بھائی شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاؔر قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تالیف ''فیضان سنّت'' سے انتہائی پیارے انداز میں درس دے رہے ہیں اور کئی اسلامی بھائی باادب بیٹھ کر درس سننے میں محو ہیں یہ پیارا منظر دیکھ بہت اچھا لگا اور میں بھی علم دین کے اس گلشن میں کھلنے والے خوشنما پھولوں سے اپنے

دل کے گلدستے کو سجانے بیٹھ گیا، جوں جوں ایک ولی کامل کی عام فہم اور پر اثر تحریر سنتا گیا میرے اندر کی کیفیت بدلتی گئی ،دل کی قساوت (سختی) نرمی میں بدلنے لگی اور میں اپنی بداعمالیوں کے بارے میں سوچ کر خوف زدہ ہو گیا۔ بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی جن سے دل کی بنجر زمین سیراب ہونے لگی۔

درس کے اختتام پر مبلغ دعوتِ اسلامی نے بڑے ہی پیارے انداز میں ڈھیروں ڈھیر نیکیاں کمانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں جانے کی ترغیب کچھ ایسے انداز میں دلائی کہ میں نے ہاتھوں ہاتھ جانے کی نیّت کرلی چنانچہ دعا کے بعد میں اجتماع میں جانے کے لیے مسجد ہی میں رک گیا اور دیگر اسلامی بھائی اجتماع میں جانے کی تیاری میں مشغول ہو گئے کوئی گاڑی کے لیے رابطہ کر رہا ہے تو کوئی کھانے کی ترکیب بنا رہے اور کوئی گھر گھر جا کر اجتماع کی دعوت دیکر لوگوں کو لا رہا ہے تو کوئی مدنی قافلے کی عظیم نیّت سے اپنا زادِ راہ کا بیگ اٹھائے ہوئے ہے یہ عجب منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کہ یہ بھی تو میری طرح نوجوان ہیں جنہیں اپنی قبر و آخرت کی اس قدر فکر ہے اور ایک میں ہوں کہ اپنی زندگی گناہوں میں برباد کر رہا ہوں تھوڑی ہی دیر میں تمام عاشقان رسول جمع ہو گئے اور سب گاڑی پر سوار ہونے لگے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے سوار ہو گیا ایک اپنائیت بھرا ماحول تھا۔

ہر ایک دوسرے سے نہایت ہی پیارے انداز میں خیریت دریافت کر رہا تھا جب سب اسلامی بھائی گاڑی میں سوار ہو گئے تو گاڑی فیضان مدینہ کی جانب روانہ ہوئی ایک عاشق رسول نے بلند آواز سے صلوۃ وسلام اور سفر کی دعا پڑھنا شروع کی ان کے ساتھ دیگر اسلامی بھائی بھی بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ تمام عاشقانِ رسول اترنے لگے، میں بھی ان کے ساتھ اتر گیا اور ان کے پیچھے پیچھے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کی پر کیف فضاؤں میں پہنچ گیا، جونہی میں فیضانِ مدینہ میں داخل ہوا کثیر باعمامہ عاشقانِ رسول کو دیکھ کر بہت اچھا لگا، میں قلبی سکون محسوس کرنے لگا۔ چنانچہ میں بھی ہونے والے پر سوز بیان کی برکتیں سمیٹنے کے لیے عاشقانِ رسول کے قرب میں جا بیٹھا اور توجہ سے بیان سننے میں محو ہو گیا۔ بیان کے بعد تمام عاشقانِ رسول یک زبان ہو کر اپنے رب اکی عظمت

و کبریائی کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ میں بھی ذکرِ الٰہی کی لذت سے مالا مال ہونے لگا، پھر دعا کے آداب بیان کئے گئے اور ایک مبلغِ دعوتِ اسلامی نے ایسی پُر سوز دعا کرائی کہ مجمع پر رقت طاری ہو گئی۔

ہر ایک اپنے رب ا کی بار گاہ سے رحمت و مغفرت کی بھیک حاصل کرنے کے لیے دست دراز کیے بیٹھا تھا بہت سی آنکھیں خوفِ خدا کے باعث اشک بہا رہی تھیں اور فضاء خائفین کے رونے کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔ خوفِ خدا میں رونے والے عاشقانِ رسول کی پر سوز صداؤں نے مجھ پر ایسی رقت طاری کی کہ میری حالت بھی غیر ہو گئی، روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں، آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ میں نے زندگی کی بقیہ سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کی اور گناہوں بھری زندگی چھوڑ کر دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے رشتہ جوڑنے کا عزمِ مُصَمَّم کر لیا۔ اختتامِ دعا پر میں اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا گویا ایک بہت بھاری وزن میرے دل و دماغ سے اُتر گیا ہو۔ ایک عجب کیف و سرور کی کیفیت مجھ پر طاری تھی، نیکیوں سے محبت میرے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ میں نے اجتماع سے واپسی پر نمازوں کی پابندی شروع کر دی اور نیکی کی دعوت کی بھی دھومیں مچانے لگا۔ میرے اندر برپا ہونے والے مدنی اِنقلاب نے ہر آنکھ کو حیرت میں ڈال دیا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ میں سُدھرنے کے لئے کمر بستہ ہو چکا تھا اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی کوشش کرنی ہے" کو اپنا نصبُ العَین بنا لیا تھا۔ سنّتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ دوسروں کو سنّتوں پر عمل کی ترغیب دینے لگا۔ دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول کی برکت سے میرے اخلاق و کردار اچھے ہو گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ اب ہر ایک سے اچھے اخلاق سے پیش آنا، بڑوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا میرا معمول بن گیا ہے۔ مجھ میں پیدا ہونے والی اس نمایاں تبدیلی کے باعث لوگ دعوتِ اسلامی کو دُعائیں دیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ مدنی ماحول اختیار کرنے کی برکت سے معاشرے میں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہوں۔ وہ لوگ جو کل تک حقارت سے دیکھا کرتے تھے اب رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ تا دمِ تحریر علاقائی

مشاورت خادم (نگران) ہونے کے ساتھ ساتھ علاقے کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سر انجام دے رہا ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے محسن اسلامی بھائی کو خوب خوب برکتیں عطا فرمائے اور مجھے تادمِ مرگ غلامیٔ امیرِ اہلسنّت اور مدنی ماحول میں استقامت مرحمت فرمائے۔آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(بری سنگت کا وبال، ص ۱)

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے، دعوت اسلامی کے مدنی ماحول اور اچھی صحبت کی برکت سے کئی گناہوں سے نجات مل گئی۔اگر آپ بھی باطنی گناہوں اور ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال سے بچنا چاہتے ہیں تو نیک پرہیز گار لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے،اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں کی صحبت کی برکت سے ایک نہ ایک دن مُہلِکَات سے نجات مل ہی جائے گی۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ! بطفیل مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری، ہمارے ماں باپ کی اور ساری اُمّت کی مغفِرت فرما۔یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری تمام غَلَطیاں اور سارے ظاہری وباطنی گناہ مُعاف فرما،نیک عمل کا جذبہ دے، ہمیں پرہیز گار اور ماں باپ کا فرماں بردار بنا۔یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنا اور اپنے مَدَنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُخلِص عاشِق بنا۔ ہمیں گناہوں کی بیماریوں سے شِفا عطا فرما۔یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں استِقامت عطا فرما۔یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں زیرِ گنبدِ خَضرا جلوۂ محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں شہادت، جنَّتُ الْبقیع میں مدفن اور جنَّتُ الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس نصیب فرما۔یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مدینے کی خوشبودار ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کا واسِطہ ہماری جائز دُعائیں قبول فرما۔

آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(17) کفرانِ نِعَم یعنی نعمتوں کی ناشکری کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام نے مجھ سے عرض کی کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے محمد! کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمَّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں؟" (نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں کفرانِ نعمت یعنی نعمتوں کی ناشکری کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

کفران نعم کی تعریف:

"اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کرنا اور اُن سے غفلت برتنا کفرانِ نعم کہلاتا ہے۔"

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الثامن والثلاثون۔۔۔الخ، ج۲، ص۱۰۰)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: "اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔"

حدیث مبارکہ، نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفران نعمت ہے:

حضرت سیِّدُنا نُعمان بن بَشِیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو تھوڑی چیز کا شکر ادا نہ کرے وہ زیادہ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنا ہی ہے جبکہ اس کی نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفرانِ نعمت (یعنی نعمتوں کی ناشکری) ہے۔

(مسند احمد، حدیث نعمان بن بشیر، ج۶، ص۳۹۴، حدیث:۱۸۴۷۷)

کفران نعم کے بارے میں تنبیہ:

کفرانِ نعم یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کرنا اور ان سے غفلت برتنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کفرانِ نعم نعمتوں کے چھن جانے کا بھی ایک سبب ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، تنگدستی میں بھی شکر:

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب "شکر کے فضائل" صفحہ ۶۲ پر ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کو دنیا کی دولت سے بہت نوازا گیا اور پھر سب کچھ جاتا رہا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پاس بچھانے کے لیے صرف ایک چٹائی رہ گئی مگر وہ پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا میں مشغول رہا۔ ایک دوسرے مال دار شخص نے اس سے کہا: "اب تم کس بات پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہو؟" اس نے کہا: "میں اُن نعمتوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جن کے لیے اگر ساری دنیا کی دولت بھی دے دوں تو وہ نعمتیں مجھے نہ ملیں۔" اس نے پوچھا: "وہ کیا؟" اس نے جواب دیا: "کیا تم اپنی زبان، ہاتھ اور پاؤں کو نہیں دیکھتے؟" کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔ (شعب الایمان، باب فی تعدیۃ۔۔۔ الخ، ج۴، ص۱۱۲، حدیث:۴۴۶۲)

کفرانِ نعم کے تین اسباب و علاج:

(۱) ...کفرانِ نعم کا پہلا سبب بے صبری کی عادت ہے۔ کسی بھی قسم کی تکلیف پر واویلا کرنا ناشکری میں مبتلا

کر دیتا ہے بعض اوقات تو بندہ اس مہلک مرض کے سبب کفریات بک کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں اور مشکلات پر صبر کرنے کی عادت بنائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہزارہا نعمتوں پر غور کرے اور اس حوالے سے اپنے نفس کی تربیت کرے نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ اگر میں نعمتوں پر شکر کروں گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رب کریم ان نعمتوں میں برکت و وسعت عطا فرمائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(۲) ... کفرانِ نعم کا دوسرا سبب توکل کی کمی ہے۔ بندہ جیسے جیسے اس مرض کا شکار ہوتا ہے ویسے ہی ناشکری کا تناسب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے، مال و دولت اور آسائشات سے محروم افراد میں یہ مہلک مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر قناعت پیدا کرے، اپنی خطاؤں اور غلطیوں کا قصور وار اپنے نفس کو ہی ٹھہرائے، جو نعمتیں میسر ہیں انہیں شکر کی رسی سے باندھ کر رکھے اور زوال نعمت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگے۔

(۳) ... کفرانِ نعم کا تیسرا سبب جرأت علی اللہ ہے۔ جب گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ بے باک ہو جاتا ہے تو اس کی زبان پر ناشکری کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات ان میں کفریہ کلمات بھی شامل ہو جاتے ہیں جس سے بندہ کفر کے تاریک گڑھوں میں اوندھے منہ جا گرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو جہنم کے عذابات سے ڈراتا رہے، خوفِ آخرت پیدا کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہوئے ہمیشہ ایمان کی سلامتی کی فکر کرتا رہے، نیز ربّ اکی بارگاہ میں ایمان و سلامتی کی دعا بھی کرتا رہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر:(18)مکر وفریب کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ الله

درود شریف کی فضیلت

فَرمَانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔ (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　**صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد**

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع "مہلکات" کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں مکر و فریب کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

مکر وفریب کی تعریف:

"وہ فعل جس میں اس فعل کے کرنے والے کا باطنی اِرادہ اس کے ظاہر کے خلاف ہو مکر کہلاتا ہے۔"

(فیض القدیر، ج۶، ص۳۵۸)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ(۵۴) (پ۳، آل عمران:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ(۳۰) (پ۹، الانفال:۳۰)

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند (قید) کرلیں یا شہید کردیں یا نکال (جلا وطن کر) دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان ''میں سورۂ انفال کی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ذکر فرمایا کہ کُفّارِ قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیسِ لعین ایک بُڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخِ نجد ہوں، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شامل کرلیا اور سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کردو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو، دروازہ بند کر دو، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطانِ لعین جو شیخِ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چُھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا شیخِ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ھشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو) اونٹ پر سوار کرکے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضَرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو، تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کرکے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہلِ مجمع نے کہا شیخِ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی

کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں، وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیسِ لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اِذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور نے علی مرتضیٰ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشتِ خاک دستِ مبارک میں لی اور آیت: اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب اندھے ہو گئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابو بکر صدیق کے غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ کو لوگوں کو امانتیں پہنچانے کے لئے مکّہ مکرّمہ میں چھوڑا۔ مشرکین رات بھر سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں، ان سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔"

حدیث مبارکہ، مکروفریب کرنے والا ملعون ہے:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو کسی مومن کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر اور دھوکہ بازی کرے وہ ملعون ہے۔"

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، ج۳، ص۳۷۸، حدیث:۱۹۴۸)

مکر وفریب کا حکم:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۲۰۷ صفحات پر مشتمل کتاب ''جہنم کے خطرات''

صفحہ ۱۷۱ پر ہے: ''مسلمانوں کے ساتھ مکر یعنی دھوکہ بازی اور دغابازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے۔''

حکایت، بابا دل دیکھتا ہے:

ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ تقریباً ۱۹۹۸ کی بات ہے کہ میں جوتوں کی دکان میں نوکری کرتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک شخص دکان میں آیا جس نے گلے میں موتیوں والی مالا ڈالی ہوئی تھی اور سر پر رومال اوڑھا ہوا تھا، لباس بھی صاف ستھرا تھا، ہاتھوں میں کئی انگوٹھیاں تھیں۔ وہ آکر سیٹھ کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ ہم اس سے کچھ معلوم کرتے، سیٹھ نے خود ہی اس سے پوچھا: ''بابا کیا چاہیے؟'' مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ سیٹھ کو گھورنے لگا، سیٹھ کے بار بار پوچھنے کے باوجود وہ بابا خاموش ہی رہا۔ سیٹھ نے ایک بار پھر پوچھا: ''بابا کیا لینا ہے؟'' اب وہ بابا دھیمے اور پر اسرار لہجے میں بولا: ''بابا تیری قمیص لے گا، بول دے گا؟'' سیٹھ گھبرا گیا اور بولا: ''بابا میری قمیص پرانی ہے میں نئی قمیص منگوا دیتا ہوں۔'' مگر بابا بولا: ''نہیں، تیری ہی قمیص لے گا، بول دے گا؟''

آخر سیٹھ نے پریشان ہو کر قمیص اتارنا چاہی تو وہ بابا فوراً بولا: ''رہنے دے! بابا دل دیکھتا ہے۔'' پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا: ''بابا تیرے جوتے لے گا، بول! دے گا؟'' سیٹھ بولا: ''بابا! میرے جوتے بہت پرانے ہیں نئے جوتے دے دیتا ہوں۔'' وہ بولا: ''نہیں! بابا تیرے ہی جوتے لے گا، بول! دے گا؟'' سیٹھ اپنے جوتے دینے لگا تو وہ ایک دم بولا: ''نہیں! بابا دل دیکھتا ہے، اپنے جوتے اپنے پاس رکھ، بابا دل دیکھتا ہے۔'' پھر وہ بابا کچھ دیر ٹکٹکی باندھے گھور گھور کر سیٹھ کو دیکھتا رہا، سیٹھ نے گھبرا کر پوچھا: ''بابا کیا چاہیے؟'' بولا: ''جو مانگوں گا، دے گا؟'' سیٹھ بولا: ''بابا آپ بولو کیا لینا ہے؟'' وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا: ''اگر میں بولوں کہ اپنی جیب کے سارے پیسے دے دے تو کیا تو بابا کو دے دے گا؟'' اب سیٹھ چونکا مگر شاید اس شخص نے کوئی عمل کیا ہوا تھا، چنانچہ سیٹھ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب کی تمام رقم

نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ اس بابا نما شخص نے نوٹ ہاتھ میں لیے اور کچھ دیر الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر بولا: ''بابا دل دیکھتا ہے، اپنے پیسے واپس لے، بابا پیسوں کا کیا کرے گا؟ بابا دل دیکھتا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے تمام نوٹ واپس کر دیے اور خاموشی سے ٹکٹکی باندھے سیٹھ کو گھورنے لگا اور کچھ دیر بعد مسکرا کر بولا: ''اگر بابا تجھ سے تیری تجوری کی ساری رقم مانگے تو کیا تو بابا کو دے دے گا؟ بول! بابا دل دیکھتا ہے، بول! دے دے گا۔'' چونکہ وہ بابا نما پراسرار شخص تمام چیزیں مانگنے کے بعد بابا دل دیکھتا ہے کہہ کر واپس کر چکا تھا لہٰذا سیٹھ نے بلا تاخیر تجوری خالی کر دی۔ اس شخص نے اپنا رومال بچھا دیا اور رقم اس میں رکھنے لگا۔ پھر اس کو باندھ کر گانٹھ لگا دی اور مسکرا کر بولا: ''اگر بابا یہ ساری رقم اٹھا کر لے جائے تو تجھے برا تو نہیں لگے گا؟ ''سیٹھ بولا: ''بابا! میں نے پیسے آپ کو دیے ہیں، اب آپ جو چاہیں کریں۔ ''وہ پھر بولا: ''نہیں تو یہ سوچ رہا ہے کہ کہیں یہ رقم لے نہ جائے، بابا دل دیکھتا ہے، بابا دل دیکھتا ہے، بابا دل دیکھتا ہے۔ ''یہ کہتے کہتے وہ پُراَسرار اَنداز میں پوٹلی ہاتھ میں لیے دکان سے نیچے اتر گیا۔ ہم سب سکتے کے عالم میں کچھ دیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایک دم سیٹھ چیخا: ''ارے! وہ شخص مجھے لُوٹ کر چلا گیا، اُسے پکڑو۔ ''مگر باہر جا کر دیکھا تو وہ پُراَسرار شخص غائب ہو چکا تھا، بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا، یوں سیٹھ اس کے مکر و فریب میں آکر ہزاروں کی رقم گنوا بیٹھا۔ (آداب مرشد کامل، ص۲۰۵)

مکر یعنی فریب کے چار اسباب وعلاج:

(۱)... مکر و فریب کا پہلا اور سب سے بڑا سبب حرص ہے کہ بندہ مال و دولت یا کسی دنیوی شے حصول کی حرص کے سبب مکر و فریب کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب مال کی مذمت پر غور کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ یہ مال فانی ہے اور فانی شے کے لیے کسی کو دھوکہ دے کر ایک گناہ اپنے سر لے لینا عقل مندی نہیں بلکہ حماقت ہے۔

(۲) ... مکر و فریب کا دوسرا سبب جہالت ہے کہ بندہ مکر و فریب کے غیر شرعی ہونے، اس کے وبال اور آفات سے نابلد ہوتا ہے اس لیے وہ مکر سے کام لیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مکر کے متعلق شرعی احکام اور اس کے دنیوی واُخروی نقصانات سیکھے اور اپنے آپ کو اس سے بچانے کی کوشش کرے۔

(۳) ... مکر و فریب کا تیسرا سبب قلت خشیت ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں نہ ہو تو بندہ بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے بھی باز نہیں آتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف پیدا کرے، قبر وحشر کے عذابات کو یاد کرے اور اپنا مدنی ذہن بنائے کہ آج دنیا میں کوئی چھوٹی سی بھی تکلیف پہنچے تو درد سے بلبلا اٹھتے ہیں کل بروزِ قیامت رب ا کی ناراضگی کی صورت میں جہنم کا دردناک عذاب کیسے برداشت کریں گے ؟

(۴) ... مکر و فریب کا چوتھا سبب احترام مسلم نہ ہونا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں احترامِ مسلم پیدا کرے، اس موذی مرض سے نجات کی دعا کرے اور اپنا یہ مدنی ذہن بنائے اب مسلمانوں کے ساتھ مکر کرکے ان کو نقصان پہنچانے کے بجائے انہیں فائدہ پہنچا کر ''خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنی لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ان کو نفع پہنچائے۔ ''کا مصداق بننے کی کوشش کروں گا۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کورس نمبر: (19) قَسْوَت یعنی دل کی سختی کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد و ثناء و دُرُود شریف پڑھنے والے سے فرمایا: ”دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔“ (نسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! فیضانِ شریعت کورس کے موضوع ”مہلکات“ کے عنوان کا سلسلہ جاری و ساری ہے، آج کے اس کورس میں قسوت یعنی دل کی سختی کے متعلق کچھ اہم باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

قسوت یعنی دل کی سختی کی تعریف:

”موت و آخرت کو یاد نہ کرنے کے سبب دل کا سخت ہو جانا یا دل کا اس قدر سخت ہو جانا کہ استطاعت کے باوجود کسی مجبور شرعی کو بھی کھانا نہ کھلائے قسوت قلبی کہلاتا ہے۔“ (جہنم میں لے جانے والے اعمال، ج ۱، ص ۳۸۶)

آیت مبارکہ:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۲۲) (پ ۲۳، الزمر: ۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: ”تو کیا وہ جس کا سینہ اللّٰه نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبولِ حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے ایسے ہی ذکر اللہ سے مومنین کے قلوب نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں نے ذکر اللہ کو روکنا اپنا شعار بنالیا ہے وہ صوفیوں کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں، نمازوں کے بعد ذکر اللہ کرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں، ایصالِ ثواب کے لئے قرآنِ کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی بتاتے ہیں، اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔"

حدیث مبارکہ، دل کی سختی عمل کو ضائع کرنے کا سبب:

حضرت سیِّدُنا عدی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی لمبی امیدیں (۶) اور حد سے زیادہ ظلم۔"

(کنز العمال، کتاب المواعظ، الفصل السادس، الجزء:۱۶، ج۸، ص۳۶، حدیث:۴۴۰۱۶)

قسوت یعنی دل کی سختی کے بارے میں تنبیہ:

قساوت یعنی دل کا سخت ہو جانا نہایت ہی مہلک اور اعمال کو ضائع کرنے والا مرض ہے نیز دل کا سخت ہونا بدبختی کی علامت ہے، گناہوں کی کثرت اس کا سبب عظیم اور موت و آخرت کی یاد اس کا علاج ہے۔

حکایت، سخت دل ڈاکو کا عبرتناک انجام:

حضرت سیِّدُنا شیخ عبداللہ شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں کہ ایک بار میں شہر بصرہ سے ایک گاؤں کی طرف جا رہا تھا۔ دوپہر کے وقت اچانک ایک خوفناک ڈاکو ہم پر حملہ آور ہو گیا۔ میرے ساتھی کو اس نے شہید کر ڈالا، ہمارا تمام مال و مَتاع چھین کر میرے دونوں ہاتھ رسّی سے باندھے، مجھے زمین پر ڈالا اور فرار ہو گیا۔ میں نے جوں توں ہاتھ کھولے اور ایک جانب چل پڑا مگر پریشانی کے عالم میں راستہ بھول گیا یہاں تک کہ رات آ گئی۔ ایک طرف آگ

کی روشنی دیکھ کر میں اُسی سمت چل پڑا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد مجھے ایک خَیمہ نظر آیا۔ میں شدّتِ پیاس سے نڈھال ہو چکا تھا لہٰذا خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر میں نے صدا لگائی: ''اَلْعَطَش ! اَلْعَطَش !یعنی ہائے پیاس !ہائے پیاس! '' اتفاق سے وہ خیمہ اُسی سنگ دل اور خوفناک ڈاکو کا تھا جس نے ہم پر حملہ کر کے لوٹا تھا۔ میری پکار سن کر پانی کے بجائے وہ ننگی تلوار لئے باہر نکلا اور ارادہ کیا کہ ایک ہی وار میں میرا کام تمام کر دے مگر اُس کی بیوی آڑے آگئی۔ مگر وہ ڈاکو اپنی قساوت قلبی یعنی دل کی سختی کے باعث مجبور تھا، اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور مجھے گھسیٹتا ہوا دور جنگل میں لے آیا۔ میرے سینے پر چڑھ گیا، میرے گلے پر تلوار رکھ کر مجھے ذَبح کرنے ہی والا تھا کہ یکایک جھاڑیوں کی طرف سے ایک شیر دَہاڑتا ہوا بر آمد ہوا۔ شیر کو دیکھ کر خوف کے مارے ڈاکو دُور جا گرا، شیر نے جھپٹ کر اُسے چیر پھاڑ ڈالا اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ میں اس غیبی امداد پر خدا عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالایا۔ (ظلم کا انجام، ص ۲)

قساوت قلبی کے تین اسباب وعلاج:

(۱)...قساوتِ قلبی کا پہلا سبب پیٹ بھر کر کھانا ہے چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جو پیٹ بھر کر کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے وہ شہوت پرست ہو جاتا ہے اور جو شہوت پرست ہو جاتا ہے اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اس کا دِل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دِل سخت ہو جاتا ہے وہ دُنیا کی آفتوں اور رَنگینیوں میں غرق ہو جاتا ہے۔'' (المنبھات، باب الخماسی، ص۵۹)

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''راہِ آخرت پر گامزن بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ سالن نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ خواہِشاتِ نَفس کی تکمیل سے بچتے تھے کیوں کہ انسان اگر حسبِ خواہِش لذیذ چیزیں کھاتا رہے تو اِس سے اُس کے نَفس میں اَکڑ (یعنی غرور) اور دِل میں سختی پیدا ہوتی ہے، نیز وہ دُنیا کی لذیذ چیزوں سے اس قدر مانوس ہو جاتا ہے کہ لذائذِ دُنیا کی محبت اس کے دِل میں گھر کر جاتی ہے اور وہ

ربِّ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی ملاقات اور اُس کی بارگاہِ عالی میں حاضِری کو بھول جاتا ہے، اس کے حق میں دُنیا جنّت اور موت قید خانہ بن جاتی ہے۔ اور جب وہ اپنے نَفس پر سختی ڈالے اور اس کو لذّتوں سے محروم رکھے تو دُنیا اُس کیلئے قید خانہ بن جاتی اور تنگ ہو جاتی ہے تو اس کا نَفس اس قید خانے اور تنگی سے آزادی چاہتا ہے اور موت ہی اس کی آزادی ہے۔ حضرتِ سیّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فرمان میں اِسی بات کی طرف اِشارہ ہے، چُنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اے صِدّیقین کے گروہ! جنّت کا وَلیمہ کھانے کیلئے اپنے آپ کو بُھوکا رکھو کیوں کہ نَفس کو جس قدَر بھوکا رکھا جائے اُسی قدَر کھانے کی خواہش بڑھتی ہے۔'' (احیاء العلوم، کتاب کسر الشھوتین، بیان طریق الریاضۃ فی کسر شھوات البطن، ج۳، ص۱۱۴)

یعنی جب شدّت سے بھوک لگی ہوتی ہے اُس وقت کھانا کھانے میں زیادہ لُطف آتا ہے، اس کا تجربہ عُموماً ہر روزہ دار کو ہوتا ہے، لہٰذا دُنیا میں خوب بھوکے رہو تاکہ جنّت کی اعلیٰ نعمتوں سے خوب لذّت یاب ہو سکو۔

پیٹ بھر کر کھانے سے آدمی عبادت کی لذت و مٹھاس سے محروم ہو جاتا ہے، امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو۔'' حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن ادھم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام کی صحبت میں رہا، ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے یہی کہا کہ جب لوگوں میں جاؤ تو انہیں چار باتوں کی نصیحت کرنا، ان میں ایک نصیحت یہ تھی کہ جو زیادہ کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہو گی۔'' (منھاج العابدین، ص۹۸، ۸۴)

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بھوک سے کم کھائے تاکہ اسے دوسرے کی بھوک کا احساس بھی پیدا ہو اور عبادت کی حلاوت بھی حاصل ہو۔ بھوک سے کم کھانے کا مدنی ذہن بنانے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ''فیضانِ سنت'' جلد اوّل کے باب ''پیٹ کا قفل مدینہ'' کا مطالعہ مفید ہے۔

(۲) ...قساوتِ قلبی کا دوسرا سبب فضول گوئی ہے۔ چُنانچہ حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَام نے اپنے حواریوں کو نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم فُضُول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذِکرُ اللہ کے عِلاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نِکالو، ورنہ تمہارے دِل سخت ہو جائیں گے، اگرچِہ دِل نرم ہوتے ہیں (لیکن فُضُول گوئی اِنہیں سخت کر دیتی ہے) اور سخت دِل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔'' یعنی اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت کے اُمید وار ہو تو اپنے دِلوں کو سختی سے بچاؤ۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ والتسعون۔۔۔ الخ، ص۱۱۹)

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی زبان کو فضول گوئی سے محفوظ رکھے۔ فضول گوئی سے جان چھڑانے کے لیے امیر اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ''قفلِ مدینہ'' کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

(۳) ... قساوتِ قلبی کا تیسرا سبَب زیادہ ہنسنا ہے، چُنانچِہ رسولِ نذیر، سِراجِ مُنیر، محبوبِ ربِّ قدیر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''زیادہ مت ہنسو! کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ (یعنی سخت) کر دیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء، ج۴، ص۴۶۵، حدیث ۴۱۹۳)

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرے، مذاق مسخری کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے سے بچے۔ قہقہہ لگانے سے بچے اور حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے فقط مسکرانے کی عادت بنائے۔

گناہ کرکے ہائے ہوگیا دل سخت پتھر سے
کروں کس سے کہاں جاکر شکایت یارسول اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یارب

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یارب!
نیک کب اے مرے اللہ بنوں گا یا رب!

کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار، مدینے کا بنوں گا یارب!

گر ترے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر
سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب!

نزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب!

ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں
گرمی حشر میں پھر کیسے سہوں گا یارب!

آج بنتا ہوں معزّز جو کھلے حشر میں عیب
آہ! رسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یارب!

پل صراط آہ! ہے تلوار کی بھی دھار سے تیز
کس طرح سے میں اسے پار کروں گا یارب!

قبر محبوب کے جلووں سے بسا دے مالک
یہ کرم کر دے تو میں شاد رہوں گا یارب!

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے! میں نارِ جہنّم میں جلوں گا یارب!

درد سر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
میں جہنّم کی سزا کیسے سہوں گا یارب!

عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہوجا
گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یارب!

اِذن سے تیرے سر حشر کہیں کاش! حضور
ساتھ عطارؔ کو جنّت میں رکھوں گا یارب!

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں

کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

فیضانِ شریعت کورس

چھٹا باب

سنتیں اور آداب

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے:

1☆...سلام کرنے کی سنتیں اور آداب
2☆...مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں اور آداب
3☆...بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب
4☆...گھر میں آنے جانے کی سنتیں اور آداب
5☆...سفر کی سنتیں اور آداب
6☆...سرمہ لگانے کی سنتیں اور آداب
7☆...چھینکنے کی سنتیں اور آداب
8☆...ناخن، حجامت، موئے بغل کی سنتیں اور آداب
9☆...زلفیں رکھنے کی سنتیں اور آداب
10☆...تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کی سنتیں اور آداب
11☆...زینت کی سنتیں اور آداب
12 خوشبو کی سنتیں اور آداب
13☆...کھانے کی سنتیں اور آداب
14☆...پانی پینے کی سنتیں اور آداب
15☆...چلنے اور بیٹھنے کی سنتیں اور آداب
16☆...لباس اور جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب
17☆...سونے جاگنے کی سنتیں اور آداب
18 مہمان نوازی کی سنتیں اور آداب
19☆...عمامہ کے فضائل و آداب

نوٹ: یہ بیانات دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''سنتیں اور آداب'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

(1)۔ سلام کرنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "ضیائے درود و سلام" میں مسند الفردوس کے حوالے سے فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں: مجھ پر دُرود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نور ہو گا۔ (مسند الفردوس، باب الزای ا / ۲۲۲، حدیث: ۳۱۴۹)

جو　درود　و　سلام　پڑھتے　ہیں

ان　پہ　رب　کا　سلام　ہوتا　ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! سلام کرنا ہمارے پیارے آقا، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص۸۸)، بدقسمتی سے آج کل یہ سنت بھی ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔ اسلامی بھائی جب آپس میں ملتے ہیں تو **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ** سے ابتدا کرنے کے بجائے "آداب عرض" کیا حال ہے؟" مزاج شریف" "صبح بخیر"، "شام بخیر" وغیرہ وغیرہ عجیب و غریب کلمات سے ابتداء کرتے ہیں، یہ خلافِ سنت ہے۔ رخصت ہوتے وقت بھی "خدا حافظ" "گڈ بائی" "ٹاٹا" وغیرہ کہنے کے بجائے سلام کرنا چاہے۔ ہاں رخصت ہوتے ہوئے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ** کے بعد اگر خدا حافظ کہہ دیں تو حرج نہیں۔ سلام کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

پیش کردہ ہر ہر مدنی پھول کو سنّتِ رسولِ مقبول علیٰ صاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر مَحمول نہ فرمایئے، ان میں سنّتوں کے علاوہ بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن سے منقول **مدنی پھول** کا بھی شُمول ہے۔ جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو کسی عمل کو "سنّتِ رسول" نہیں کہہ سکتے۔

(1)۔۔۔سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

یعنی تم پر سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ۴۰۹)

(2)۔۔۔سلام کے جواب کے بہترین الفاظ یہ ہیں: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

یعنی اور تم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جدید، ج۲۲، ۴۰۹)

(3)۔۔۔سلام کرنا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۶، ص ۳۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: " جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو۔ اور غور سے سنو! کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ** تو انہوں نے جواب دیا، "**اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ**" اور انہوں نے "**وَرَحْمَةُ اللهِ**" کے الفاظ زائد کہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، الحدیث ۶۲۲۷، ج۴، ص ۱۶۴)

(4)۔۔۔عام طور پر معروف یہی ہے کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" ہی سلام ہے۔

مگر سلام کے دوسرے بھی بعض صیغے ہیں۔ مثلاً کوئی آکر صرف کہے "سلام" تو بھی سلام ہو جاتا ہے اور " سلام" کے جواب میں، "سلام" کہہ دیا، یا، **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ**" ہی کہہ دیا، یا صرف "**وَعَلَیْکُمْ**" کہہ دیا تو بھی جواب ہو گیا۔"

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۳)

(5)۔۔۔سلام کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:"تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو ۔کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔" (سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، الحدیث ۵۱۹۳، ج ۴، ص ۴۴۸)

(6)۔۔۔ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے خواہ ہم اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کیا، اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے ؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ (مسکینوں کو) اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ، الحدیث ۶۲۳۶، ج ۴، ص ۱۶۸)

(7)۔۔۔بات چیت شروع کرنے سے پہلے ہی سلام کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا"اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ یعنی سلام بات چیت سے پہلے ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان...الخ، باب ماجاء فی السلام...الخ، ج ۴، ص ۳۲۱)

(8)۔۔۔چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے زیادہ کو اور سوار پیدل کو سلام کرنے میں پہل کریں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ سوار پیدل کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو ، اور تھوڑے لوگ زیادہ کو، اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر، الحدیث ۲۱۶۰، ص ۱۱۹۱)

(9)۔۔۔پیچھے سے آنے والا آگے والے کو سلام کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، باب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج ۵، ص ۳۲۵)

(10)۔۔۔سلام میں پہل کرنے والا اللہ پاک کا مقرب ہے۔

حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:"لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو انہیں پہلے سلام کرے۔"

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی فضل من بدء بالسلام، الحدیث ۵۱۹۷، ج ۴، ص ۴۴۹)

(11)۔۔۔سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: "پہلے سلام کہنے والا تکبر سے بری ہے۔" (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ و موادۃ اہل الدین، الحدیث ۸۷۸۶، ج۶، ص ۴۳۳)

(12)۔۔۔ جب گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیا کریں، اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر خالی گھر میں داخل ہوں تو "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" کہیں۔ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہر مومن کے گھر میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔ (شرح شفاء، الباب الرابع، ج۲، ص۱۱۸)

(13)۔۔۔ جب رخصت ہونے لگیں، اس وقت بھی سلام کریں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "جس وقت تم گھر میں داخل ہو اپنے گھر کے لوگوں کو سلام کہو۔ جب اپنے گھر والوں سے نکلو تو سلام کے ساتھ رخصت ہو۔"

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب السلام، الفصل الثانی، الحدیث ۴۶۵۱، ج۲، ص۱۶۵)

(14)۔۔۔ مجلس یا محفل میں جاتے اور واپس آتے سلام کریں۔

آج کل اگر کوئی کسی محفل، اجتماع یا مجلس وغیرہ میں آکر سلام کر بھی دیتا ہے تو جاتے ہوئے "میں چلتا ہوں" "خدا حافظ"، "اچھا" "بائی بائی" وغیرہ کلمات کہتا ہے لہذا مجلس کے اختتام پر ان سب الفاظ کے بجائے سلام کیا کریں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "جس وقت تم میں سے کوئی کسی مجلس کی طرف پہنچے، سلام کہے۔ اگر ضرورت محسوس کرے، وہاں بیٹھ جائے۔ پھر جب کھڑا ہو سلام کہے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجآء فی التسلیم عند القیام و عند القعود، الحدیث ۲۷۱۵، ج۴، ص ۳۲۴)

(15)۔۔۔ اگر کچھ لوگ جمع ہیں ایک نے آکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ تو کسی ایک کا جواب دے دینا کافی ہے۔

اگر ایک نے بھی نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ اگر سلام کرنے والے نے کسی ایک کا نام لے کر سلام کیا یا کسی کو مخاطب کر کے سلام کیا تو اب اسی کو جواب دینا ہو گا۔ دوسرے کا جواب کافی نہ ہو گا۔

(ماخوذ از بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۸۹)

حضرت مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے "جب کوئی شخص گزرتے ہوئے سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص جواب دے تو سب لوگوں کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجآء فی رد واحد عن الجماعۃ، الحدیث ۵۲۱۰، ج ۴، ص ۴۵۲)

(16)۔۔۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے دس نیکیاں، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں جبکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، دس نیکیاں لکھی گئی ہیں۔ پھر دوسرا حاضر ہوا اس نے عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو جواب دیا، وہ بھی بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: بیس نیکیاں لکھی گئی ہیں۔ پھر ایک اور آدمی حاضر خدمت ہوا، اس نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور فرمایا، تیس نیکیاں ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان والادب، باب ما فی فضل السلام، الحدیث ۲۶۹۸، ج ۴، ص ۳۱۵)

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد ۲۲ صَفْحَہ ۴۰۹ پر فرماتے ہیں: کم از کم السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اس سے بہتر وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ملانا اور سب سے بہتر وَبَرَکَاتُہٗ شامل کرنا اور اس پر زِیادہ نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اِعادہ تو ضَروری ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا تو یہ وعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے۔ اور اگر اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہا تو یہ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور اگر اس نے وبَرَکَاتُہٗ، تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زِیادَہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(17)۔۔۔ جو سو رہے ہوں ان کو سلام نہ کیا جائے بلکہ صرف جاگنے والوں کو سلام کریں۔

چنانچہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم رات کو تشریف لاتے تو سلام کہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سلام ارشاد فرماتے ۔ پس ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح سلام فرمایا جس طرح فرمایا کرتے تھے ۔" (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، الحدیث ۲۰۵۵، ص ۱۱۳۶)

جلوۂ　یار　ادھر　بھی　کوئی　پھیرا　تیرا!

حسرتیں　آٹھ　پہر　تکتی　ہیں　رستہ　تیرا　!

(18)۔۔۔زبان سے سلام کرنے کے بجائے صرف انگلیوں یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام نہ کیا جائے۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرنے والا ہم میں سے نہیں، یہود و نصاریٰ کے مشابہ نہ بنو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی کراہیۃ اشارۃ الید بالسلام، الحدیث ۲۷۰۴، ج ۴، ص ۳۱۹)

اگر کسی نے زبان سے سلام کے الفاظ کہے اور ساتھ ہی ہاتھ بھی اٹھا دیا تو پھر مضایقہ نہیں۔" (احکام شریعت، ص ۶۰)

(19)۔۔۔سلام اتنی اونچی آواز سے کریں کہ جس کو کیا ہو وہ سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(20)۔۔۔سلام کا فوراً جواب دینا واجب ہے۔ اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ گار ہو گا اور صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہو گا، توبہ بھی کرنا ہو گی۔ (ردالمحتار مع درمختار، ج ۹، ص ۶۸۳)

(21)۔۔۔جواب اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

(22)۔۔۔غیر مسلم کو سلام نہ کریں وہ اگر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں، جواب میں فقط "وَعَلَیْکُمْ" کہہ دیں۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(23)۔۔۔سلام کرتے وقت حدِّ رکوع تک (یعنی اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں) جھک جانا حرام ہے اگر اس سے کم جھکے تو مکروہ۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

بدقسمتی سے آج کل عام طور پر سلام کرتے وقت لوگ جھک جاتے ہیں۔ البتہ کسی بزرگ کے ہاتھ چومنے میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے اور یہ بغیر جھکے ممکن نہیں یہاں ضرورت ہے۔ جبکہ سلام کے وقت جھکنے کی حاجت نہیں۔

(24)۔۔۔ بُڑھیا کا جواب آواز سے دیں اور جوان عورت کے سلام کا جواب اتنا آہستہ دیں کہ وہ نہ سنے۔ البتہ اتنی آواز لازمی ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(25)۔۔۔ جب دو اسلامی بھائی ملاقات کریں تو سلام کریں اور اگر دونوں کے بیچ میں کوئی ستون، کوئی درخت یا دیوار وغیرہ درمیان میں حائل ہو جائے پھر جیسے ہی ملیں دوبارہ سلام کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا :"جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔"

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی الرجل یفارق الرجل....الخ، الحدیث ۵۲۰۰، ج ۴، ص ۴۵۰)

(26)۔۔۔ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے اور دوسرا یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے لیکن چونکہ جوابِ سلام فوراً دینا واجب ہے اور خط کا جواب دینے میں کچھ نہ کچھ تاخیر ہو ہی جاتی ہے لہٰذا فوراً زبان سے سلام کا جواب دے دے۔ اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو "السلام علیکم" لکھا ہوتا، اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

(27)۔۔۔ اگر کسی نے آپ کو کہا، "فلاں کو میرا سلام کہنا" تو آپ خود اسی وقت جواب نہ دے دیں۔

آپ کا جواب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ جس کے بارے میں کہا ہے اس سے کہیں کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

(28)۔۔۔ اگر کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے تو اس سلام کا جواب دینے کی درج ذیل طریقے ہیں:

اگر سلام لانے والا اور بھیجنے والا دونوں مرد ہوں تو یوں کہیں: عَلَیْكَ وَعَلَیْہِ السَّلَام اگر دونوں عورتیں ہوں تو کہیں: عَلَیْكِ وَ عَلَیْھَا السَّلَام۔ اگر پہنچانے والا مرد اور بھیجنے والی عورت ہو تو یوں جواب دیں: عَلَیْكَ وَ عَلَیْھَا

السَّلَامُ۔ اور اگر پہنچانے والی عورت ہو اور بھیجنے والا مرد ہو تو کہیں: عَلَيْكِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ۔(ان سب کا ترجمہ یہی ہے" تجھ پر بھی سلام ہو اور اس پر بھی")

(29)۔۔۔جب آپ مسجد میں داخل ہوں اور اسلامی بھائی تلاوتِ قرآن، ذکرو درود میں مشغول ہوں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہوں ان کو سلام نہ کریں۔ یہ سلام کا موقع نہیں نہ ان پر جواب واجب ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، باب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج۵، ص۲۲۵)

امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۹۹ پر لکھتے ہیں: ذاکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذاکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب (یعنی سبب) ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلداری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم واعظم ہے۔

یوں ہی کوئی اسلامی بھائی درس وتدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے ان کو سلام نہ کریں۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۱)

(30)۔۔۔جو پیشاب، پاخانہ کر رہا ہے، یا پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا لئے جائے پیشاب سکھانے کے لئے ٹہل رہا ہے، غسل خانے میں برہنہ نہا رہا ہے، گانا گا رہا ہے، کبوتر اڑا رہا ہے یا کھانا کھا رہا ہے ان سب کو سلام نہ کریں۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۱)

کھانا کھانے والے کو سلام کر دیا تو منہ میں اس وقت لقمہ نہیں تو جواب دے دے۔

(31)۔۔۔سائل (یعنی بھکاری) کے سلام کا جواب واجب نہیں (جبکہ بھیک مانگنے کی غرض سے آیا ہو)۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۰)

اے ہمارے پیارے اللہ ہمیں سلام کی برکتوں سے مالا مال فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(2)۔ مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اللہ پاک کی خاطِر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہَم ملیں اور مُصافَحہ کریں اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی، ج۳، ص۹۵، حدیث۲۹۵۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

جو درود و سلام پڑھتے ہیں
ان پہ رب کا سلام ہوتا ہے

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! پیش کردہ ہر ہر مدنی پھول کو سنّتِ رسولِ مقبول علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر مَحمول نہ فرمایئے، ان میں سنّتوں کے علاوہ بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن سے منقول **مدنی پھول** کا بھی شُمُول ہے۔ جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو کسی عمل کو "سنّتِ رسول" نہیں کہہ سکتے۔

(1)۔۔۔جب دو اسلامی بھائی آپس میں ملیں تو پہلے سلام کریں اور پھر دونوں ہاتھ ملائیں کہ بوقت ملاقات مصافحہ کرنا سنّتِ صحابہ علیہم الرضوان بلکہ سنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص۳۵۵)

حضرت ابو الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، کہ مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مروج (یعنی رائج) تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "ہاں۔" (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب المصافحۃ، الحدیث ۶۲۶۳، ج۴، ص۱۷۷)

(2)۔۔۔ آپس میں ہاتھ ملانے سے کینہ ختم ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو تحفہ دینے سے محبت بڑھتی اور عداوت دور ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرو، اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی جاتی رہے گی۔" (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب ماجآء فی المصافحہ، الحدیث ۴۶۹۳، ج۲، ص۱۷۱)

(3)۔۔۔ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے والوں کے لئے دعا کی قبولیت اور ہاتھ جدا ہونے سے قبل ہی مغفرت کی بشارت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (یعنی مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کر دے (یعنی قبول فرمالے) اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رضائے الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ! تمہاری مغفرت ہو گئی، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۴۵۴، ج۴، ص۲۸۶)

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔" (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث ۸۹۴۴، ج۶، ص۴۷۱)

(4)۔۔۔ سب سے پہلے یمنی اسلامی بھائیوں نے سرکارِ پُروقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے مصافحہ کرنے (یعنی ہاتھ ملانے) کا شرف حاصل کیا۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی المصافحہ، الحدیث ۵۲۱۳، ج۴، ص۴۵۳)

(5)۔۔۔خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح،ج۶،ص۳۵۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: زید بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ آئے اور حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم میرے گھر میں تھے، زید رضی اللہ تعالٰی عنہ وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم اٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان سے معانقہ کیا (یعنی گلے ملے) اور ان کو بوسہ دیا۔ (جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجآء فی المعانقۃ والقبلۃ، الحدیث ۲۷۴۱، ج۴، ص۳۳۵)

(6)۔۔۔دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۹۸)

(7)۔۔۔جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۹۷)

(8)۔۔۔رخصت ہوتے وقت بھی مصافحہ کریں۔

(9)۔۔۔فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے درمیان کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۹۸)

(10)۔۔۔مسکرا کر گرم جوشی سے مصافحہ کریں۔ درود شریف پڑھیں اور ہو سکے تو یہ دعا بھی پڑھیں "یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ" (یعنی اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے)۔

(11)۔۔۔ہر نماز کے بعد لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۲)

(12)۔۔۔گلے ملنے کو معانقہ کہتے ہیں اور یہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۸)

(13)۔۔۔صرف تہبند باندھ کر یا پاجامہ پہنے ہوں اس وقت معانقہ نہ کریں بلکہ کُرتا پہنا ہوا ہو یا کم از کم چادر لپٹی ہوئی ہونی چاہیے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۸)

(14)۔۔۔عیدین میں معانقہ کرنا جائز ہے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص۹۰)

(15)۔۔۔عالمِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۹۹)

(16)۔۔۔مصافحہ کے بعد اپنا ہی ہاتھ چوم لینا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۹۹)

(17)۔۔۔والدین کے ہاتھ پاؤں بھی چوم سکتے ہیں۔

(18)۔۔۔عالم باعمل اور نیک اسلامی بھائی کی آمد پر تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے۔

مگر وہ عالم یا نیک شخص بذات خود اپنے آپ کو تعظیم کا اہل تصور نہ کرے اور یہ تمنا نہ کرے کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ اور اگر کوئی تعظیماً کھڑا نہ ہو تو ہر گز ہر گز دل میں کدورت (یعنی میل) نہ لائیں۔

(ماخوذاز فتاویٰ رضویہ، ج۲۳، ص۷۱۹)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں اخلاص اور خوش دلی کے ساتھ ہر مسلمان کو سلام کرنے اور ان کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ مصافحہ کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(3)۔بات چیت کرنے کی سنّتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

حضرت سَیِّدُنا اَنس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ اکرم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُعَظَّم ہے:"یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْجَاکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَھْوَالِھَا وَمَوَاطِنِھَا یعنی اے لوگو! قیامت کے دن اس کی وَحشتوں اور دُشوار گُزار گھاٹیوں سے نَجات پانے والا تم میں سے وہ شخص ہو گا، اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً فِی دَارِ الدُّنْیَا جو دُنیا میں مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہو گا۔" (کنز العمال، کتاب الاذکار، باب السادس فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ۔۔۔۔۔۔الخ، ۱/ ۲۵۴، حدیث:۲۲۲۵)

شافعِ	روزِ	جَزا	تم	پہ	کروڑوں دُرُود
دافعِ	جُملہ	بَلا	تم	پہ	کروڑوں دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! اس زندگی میں ہمیں ہر وقت بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم لوگ بلاضرورت بھی ہر وقت بولتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بلاضرورت بولنا بہت ہی نقصان دہ ہے غیر ضروری گفتگو کرنے سے خاموش رہنا افضل ہے۔لہٰذا ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بات چیت کے سلسلے میں سنّتیں اور آداب اور خاموشی کے فضائل وغیرہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔

(1)۔۔۔سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم گفتگو اس طرح دلنشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کرلیتا۔

چنانچہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے، ہر سننے والا اس کو یاد کر لیتا تھا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائشہ، الحدیث ۲۶۲۶۹، ج۱۰، ص۱۱۵)

(2)۔۔۔ مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے۔

ان شاء اللہ دونوں کے نزدیک آپ معزّز رہیں گے۔

(3)۔۔۔ چلاّ چلاّ کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں دوست آپس میں کرتے ہیں، معیوب ہے۔

(4)۔۔۔ دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں کیونکہ تالی، سیٹی بجانا محض کھیل کود، تماشہ اور طریقۂ کفار ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج۹، ص۵۴۹)

(5)۔۔۔ بات چیت کرتے وقت دوسرے کے سامنے بار بار ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے۔

(6)۔۔۔ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنیں۔ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔

(7)۔۔۔ کوئی ہکلا کر بات کرتا ہو تو اس کی نقل نہ اُتاریں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہو سکتی ہے۔

(8)۔۔۔ بات چیت کرتے ہوئے قہقہہ نہ لگائیں۔

کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا (قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسروں تک آواز پہنچے۔) (ماخوذ از مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص۴۰۲) زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔

(9)۔۔۔ کم بولنے والے کی صحبت میں بیٹھیں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: "جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴، ص۴۲۲)

(10)۔۔۔ حدیثِ پاک میں ہے "جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔"

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب (نمبر ۵) الحدیث ۲۵۰۹، ج۴، ص۲۲۵)

(11)۔۔۔کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہے۔ اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے، "کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ" (یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔) یعنی اس طرح کی باتیں نہ کی جائیں کہ دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں، الفاظ بھی سادہ صاف صاف ہوں، مشکل ترین الفاظ بھی استعمال نہ کئے جائیں کہ اس طرح اگلے پر آپ کی علمیت کی دھاک تو بیٹھ جائے گی مگر مدعا خاک بھی سمجھ نہ آئے گا۔

(12)۔۔۔اپنی زبان کو ہمیشہ بُری باتوں سے روکے رکھیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا، "اپنی زبان کو بری باتوں سے روک رکھو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث ۲۴۱۴، ج ۴، ص ۱۸۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں گفتگو کرنے کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(4)۔گھر میں آنے جانے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا ابُوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیِ کریم، رَءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرْشاد فرمایا: جس نے قراٰنِ پاک پڑھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی اور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود شریف پڑھا، نیز اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ سے مَغْفِرت طلب کی تو اُس نے بھلائی کو اپنی جگہ سے تلاش کر لیا۔ (شعب الایمان للبیہقی ۲/۳۷۳، حدیث:۲۰۸۴)

یانبی! بیکار باتوں کی ہو عادت مجھ سے دُور
بس دُرُودِ پاک کی ہو خُوب کثرت یارسُول!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمیں ہر روز اپنے یا کسی عزیز یا دوست واحباب کے گھر میں جانے کی حاجت پڑتی رہتی ہے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہے کہ گھر میں داخل ہونے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کسی کے گھر میں جائیں تو دروازے کے سامنے کھڑے ہوں یا ایک طرف ہٹ کر؟ اور کس طرح اجازت طلب کریں؟ اگر اجازت نہ ملے تو کیا کرنا چاہے؟ دعا پڑھ کر گھر سے نکلنے کی کیا کیا برکتیں ہیں؟ اگر گھر میں کوئی موجود نہ تو کیا پڑھنا چاہے؟ گھر میں داخل ہونے اور اجازت طلب کرنے وغیرہ کے حوالے سے متعدد سنتیں اور آداب ہیں:

(1)۔۔۔اپنے گھر میں آتے ہوئے بھی سلام کریں اور جاتے ہوئے بھی سلام کریں۔

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب تم گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور جاؤ تو سلام کر کے جاؤ۔ (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ و......الخ، فصل فی السلام من خرج من بیتہ، الحدیث ۸۸۴۵، ج ۶، ص ۴۴۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ القوی مراٰۃ المناجیح جلد۶ صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہے: "بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں داخل ہوتے تو بِسْمِ اللہ اور قُلْ ھُوَاللہ پڑھ لیتے، کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی۔"

(2)۔۔۔ اللہ کا نام لئے بغیر جو گھر میں داخل ہوتا ہے، شیطان بھی اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: "آج یہاں نہ تمہاری رات گزر سکتی ہے اور نہ تمہیں کھانا مل سکتا ہے۔ اور جب انسان گھر میں بغیر اللہ پاک کا ذکر کئے داخل ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے، آج کی رات یہیں گزرے گی۔ اور جب کھانے کے وقت اللہ پاک کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے: "تمہیں ٹھکانہ بھی مل گیا اور کھانا بھی مل گیا۔" (صحیح مسلم، کتاب الاشربة۔ باب آداب الطعام والشراب واحکامها، الحدیث۲۰۷۸، ج۴، ص۱۱۱۶)

(3)۔۔۔ جب کوئی خوش نصیب اپنے گھر سے باہر جاتے وقت باہر جانے کی دعا پڑھ لیتا ہے تو وہ گھر لوٹنے تک ہر بلا و آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ جب وہ آدمی کہتا ہے کہ "بِسْمِ اللہِ" تو وہ فرشتے کہتے ہیں تو نے سیدھی راہ اختیار کی۔ اور جب انسان کہتا ہے، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ "تو فرشتے کہتے ہیں اب تو ہر آفت سے محفوظ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ تو فرشتے کہتے ہیں۔ اب تجھے کسی اور کی مدد کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس شخص کے دو شیطان جو اس پر مسلط ہوتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں فرشتے کہتے ہیں اب تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے تو سیدھا راستہ اختیار کیا۔ تمام آفات سے محفوظ ہو گیا اور خدا کی امداد کے علاوہ دوسرے کی امداد سے بے نیاز ہو گیا۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب مایدعو بہ الرجل اذاخرج من بیتہ، الحدیث ۳۸۸۶، ج۴، ص ۲۹۲)

(4)۔۔۔ جب کسی کے گھر جانا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کیجئے پھر جب اندر جائیں تو پہلے سلام کریں پھر بات چیت شروع کیجئے۔ (ملخصاً بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۸۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:" تین مرتبہ اجازت طلب کرو اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔"
(صحیح مسلم، کتاب الاستئذان والادب، الحدیث ۲۱۵۳، ص ۱۱۸۶)

(5)۔۔۔جو سلام کئے بغیر گھر میں داخلے کی اجازت مانگے اسے داخلے کی اجازت نہ دی جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص سلام کے ساتھ ابتداء نہ کرے اس کو اجازت نہ دو۔"
(شعب الایمان للبیہقی، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی الاستئذان الحدیث ۸۸۱۶، ج ۶، ص ۴۴۱)

(6)۔۔۔جب کسی کے گھر جاناہو اجازت مانگنا سنت ہے۔بہتر یہ ہے کہ اس طرح اجازت مانگیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" (مراٰۃ المناجیح، ج ۶، ص ۳۴۶)

حضرت رِبعی بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا، کیا میں داخل ہو جاؤں؟ حضور نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ، اس سے کہو کہ اس طرح کہے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟"اس آدمی نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشاد سن لیا اور عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو اجازت عطا فرمائی اور وہ اندر داخل ہوا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیف الاستئذان، الحدیث ۵۱۷۷، ج ۴، ص ۴۴۳)

اگر کوئی شخص آپ کو بلانے کے لئے بھیجے اور بھیجا ہوا شخص آپ کو ساتھ لے کر جائے تو اب اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ساتھ والا شخص ہی خود "اجازت" ہے۔

(7)۔۔۔اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے کھنکارنا چاہیئے۔

جیسا کہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ رات کے وقت اور ایک مرتبہ دن کے وقت حاضر ہوتا تھا۔ جب میں رات کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس حاضری دیتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میرے لئے کھنکارتے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستئذان، الحدیث ۳۷۰۸، ج۴، ص۲۰۶)

(8)۔۔۔جب کوئی کسی کے گھر جائے تو اندر سے جب کوئی دروازے پر آئے تو پوچھے کون ہے؟ باہر والا "میں" نہ کہے جیسا کہ آج کل بھی یہی رواج ہے۔ بلکہ اپنا نام بتائے، جواباً "میں" کہنا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو پسند نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۸۳)

جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا، میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کی "میں" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: میں، میں کیا؟ گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا قال من ذا فقال انا، الحدیث ۶۲۵۰، ج۴، ص۱۷۱)

(9)۔۔۔کسی کے گھر میں جھانکنا نہیں چاہئے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم، شفیع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خانۂ اقدس میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو جھانکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے نیزہ کی نوک اس کی طرف کی چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔"

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم، الحدیث ۲۷۱۷، ج۴، ص۳۲۵)

(10)۔۔۔گھر کے انتظامات پر بے جا تنقید نہ کریں جس سے میزبان کی دل آزاری ہو۔

ہاں! اگر ناجائز بات دیکھیں مثلاً: جانداروں کی تصاویر وغیرہ آویزاں ہوں تو احسن طریقے سے سمجھا دیں۔ ہو سکے تو کچھ نہ کچھ تحفہ پیش کریں خواہ کتنا ہی کم قیمت ہو، محبت بڑھے گی۔

(11)۔۔۔جو کچھ کھانے پینے کو پیش کیا جائے۔ کوئی صحیح مجبوری نہ ہو تو ضرور قبول کریں۔ ناپسند ہو جب بھی منہ نہ بگاڑیں کہ میزبان کی دل شکنی ہو گی۔

(12)۔۔۔واپسی پر اہل خانہ کے حق میں دعا بھی کریں اور شکریہ بھی ادا کریں۔

(13)۔۔۔سلام کرنے کے بعد رخصت ہوں۔

(14)۔۔۔جب گھر میں داخل ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ خَیۡرَ الۡمَوۡلَجِ وَ خَیۡرَ الۡمَخۡرَجِ۔ بِسۡمِ اللهِ وَلَجۡنَا وَبِسۡمِ اللهِ خَرَجۡنَا وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلۡنَا

(15)۔۔۔جب گھر سے باہر نکلیں تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اللہ عزوجل ہی کی طرف سے طاقت و قوت ہے اللہ عزوجل ہی کے بھروسے پر۔

(مشکوۃ المصابیح، الحدیث ۲۴۴۳، ج۱، ۴۵۶)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں گھر میں آنے جانے کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاۃ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(5)۔ سفر کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اس پر دس (۱۰) رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس (۱۰) مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اس پر سو (۱۰۰) رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اس کی دونوں آنکھوں کے دَرمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جَہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔ (معجم اوسط: ۵/ ۲۵۲، حدیث: ۷۲۳۵، ضیائے درود و سلام، ص: ۳)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرُود ان پہ سَدا میں
اور ذِکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! اکثر و بیشتر ہمیں سفر کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے بلکہ بہت سے خوش نصیب اسلامی بھائیوں کو تو راہِ خدا میں عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی بھی سعادت ملتی ہے۔ لہٰذا ہم کوشش کرکے سفر کی بھی کچھ نہ کچھ سنّتیں اور آداب سیکھ لیں تاکہ ان پر عمل کرکے ہم اپنے سفر کو بھی حصولِ ثواب کا ذریعہ بنا سکیں۔

(1)۔۔۔ ممکن ہو تو جمعرات کو سفر کی ابتداء کی جائے کہ جمعرات کو سفر کی ابتداء کرنا سنت ہے۔

(اشعۃ اللمعات، ج ۵، ص ۱۶۱)

چنانچہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اراد غزوۃ فوَرّی۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۹۵۰، ج ۲، ص ۲۹۶)

(2)۔۔۔ اگر سہولت ہو تو رات کو سفر کیا جائے کہ رات کو سفر جلد طے ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، "سرکار مدینہ سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "رات کو سفر کیا کرو، کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی الدرجۃ، الحدیث ۲۵۷۱، ج ۳، ص ۴۰)

(3)۔۔۔ اگر چند اسلامی بھائی مل کر قافلے کی صورت میں سفر کریں تو کسی ایک کو امیر بنالیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی القوم یسافرون۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۶۰۹، ج ۳، ص ۵۱، ۵۲)

(4)۔۔۔ چلتے وقت عزیزوں، دوستوں سے قصور معاف کروائیں اور جن سے معافی طلب کی جائے ان پر لازم ہے کہ دل سے معاف کردیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۶، ص ۱۹)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہِ وَاٰلہ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو وہ اس کا عذر قبول کرے، خواہ حق پر ہو یا باطل پر، جو ایسا نہ کرے وہ میرے حوض پر نہیں آئے گا۔" (المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب برّوا اباکم تبرکم۔۔۔۔الخ، الحدیث ۷۳۴۰، ج ۵، ص ۲۱۳)

(5)۔۔۔ لباسِ سفر پہن کر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو گھر میں چار رکعت نفل "اَلْحَمْدُ وَقُلْ" سے پڑھ کر باہر نکلیں، وہ رکعتیں واپسی تک اہل ومال کی نگہبانی کریں گی۔

پھر اپنی مسجد سے رخصت ہوں۔ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اس میں بھی دو رکعت نفل پڑھ لیں۔

(6)۔۔۔ ہم جب بھی سفر پر روانہ ہوں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اہل ومال کو اللہ پاک کے حوالے کر کے جائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ بلکہ ہوسکے تو اپنے گھر والوں کو ذیل کے کلمات کہہ کر سفر پر روانہ ہوں۔

اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَایُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ

ترجمہ: میں تم کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں جو سونپی ہوئی امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب تشییع الغزوۃ ووداعھم، الحدیث ۲۸۲۵، ج ۳، ص ۳۷۲)

(7)۔۔۔سفر تجارت کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کریں:

(۱) قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ آخر تک۔　　(۲) اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ آخر تک۔

(۳) قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک۔　　(۴) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ آخر تک۔

(۵) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت سیدنا جبیر بن مُطۡعَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے ساتھیوں میں بہتر اور توشۂ سفر میں بڑھ کر رہو ۔(یعنی سفر میں خوشحالی اور فارغ البالی نصیب ہو) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو۔

(۱) قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ آخر تک۔　　(۲) اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ آخر تک۔

(۳) قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک۔　　(۴) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ آخر تک۔

(۵) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک۔

ہر سورت کو "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" سے شروع کرو اور اسی پر ختم کرو۔ (اس طرح ان پانچ سورتوں کے ساتھ بِسۡمِ اللّٰهِ شریف چھ بار پڑھی جائے گی)۔

حضرت سیدنا جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو پڑھنا شروع کیا تو میں پورے سفر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوشحال اور توشۂ سفر میں فارغ البال رہنے لگا۔

(کنز العمّال، کتاب السفر، فصل فی آداب الوراع، آداب متفرقۃ، الحدیث ۱۷۴۴۵، ج ۶، ص ۳۱۴)

(8)۔۔۔ٹرین یا بس وغیرہ میں بِسۡمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَکۡبَر اور سُبۡحٰنَ اللّٰهِ تین تین بار، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار پھر کہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بُوتے (یعنی قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ (پ ۲۵، الزخرف ۱۳، ۱۴)

(فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج ۱۰، ص ۷۲۸)

(9)۔۔۔جب کشتی میں سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ ڈوبنے سے محفوظ رہیں گے:

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

(فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج۱۰، ص۷۲۹)

(10)۔۔۔دورانِ سفر ذکر اللہ کرتے رہیں۔ٹرین یا بس وغیرہ میں بِسۡمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور سُبۡحَانَ اللّٰہِ سب تین تین بار، لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار۔

اے عاشقانِ رسول! جب کبھی سفر پر جائیں تو ذکر و درود کا وِرد رکھیں یا اس عظیم مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انفرادی کوشش کرتے رہیں کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اگر ہم دورانِ سفر ذکرُ اللہ میں مصروف رہیں گے تو فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا اور اگر معاذ اللہ گانے باجے سنتے رہے یا فضول ٹھٹھا مسخری کرتے رہے تو شیطان شریکِ سفر ہو گا جیسا کہ تاجدار مدینہ، سُرُورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سفر کے دوران اللہ کی طرف توجہ رکھے اور اس کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ اس کے لئے ایک فرشتہ محافِظ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جو بیہودہ شعر وشاعری اور فضول باتوں میں مصروف رہے تو اللہ اس کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتا ہے۔ (الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص ۸۳)

(11)۔۔۔جب کبھی قافلہ کی صورت میں سفر پر جائیں تو مل جل کر ایک ہی جگہ اُتریں۔

کیونکہ حضرت سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب منزل پر اُترتے تو منتشر ہو کر ٹھہرتے تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا منتشر ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔" اس کے بعد صحابۂ کرام علیہم الرضوان جب کبھی کسی منزل پر اترتے تو مل کر ٹھہرتے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، باب مایؤمر من انضمام العسکر، الحدیث ۲۶۲۸، ج۳، ص۵۸)

(12)۔۔۔دورانِ سفر اگر کوئی حاجت مند مل جائے تو اس کی حاجت روائی کرنی چاہے۔

ان شاء اللہ اس میں ثواب زیادہ ہو گا کہ بسا اوقات مسافر خود بھی تو حاجت مند ہو جاتا ہے پھر بھی وہ دوسروں کی مدد کرے گا تو اس کے اجر و ثواب کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا۔ اور

دائیں بائیں اسے پھرانے لگا تو مدنی تاجدار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس فالتو سواری ہے تو وہ اسے دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس فالتو زادِراہ ہو تو وہ اس کو دیدے جس کے پاس زادِراہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق نہیں ہے۔

(سنن ابو داوٗد، کتاب الزکوۃ، باب فی حقوق المال، ج ۲، الحدیث ۱۶۶۳، ص ۱۷۵)

(13)۔۔۔جب سیڑھیوں پر چڑھیں یا اونچی جگہ کی طرف چلیں تو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اور جب سیڑھیوں سے اُتریں یا ڈھلان کی طرف چلیں تو "سُبْحٰنَ اللّٰہِ" کہیں کہ سنت ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: "جب ہم بلندی پر چڑھتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے اور جب پست (ڈھلان والی) جگہ پر اُترتے تو "سُبْحٰنَ اللّٰہِ" کہتے تھے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب التکبیر اذا علا شرفاً، الحدیث ۲۹۹۴، ج ۲، ص ۳۰۷)

(14)۔۔۔مسافر کو چاہئے کہ وہ دعا سے غفلت نہ کرے کہ یہ جب تک سفر میں ہے اس کی دعاء قبول ہوتی ہے بلکہ جب تک گھر نہیں پہنچتا اس وقت تک دعاء مقبول ہے۔

اسی طرح مظلوم کی دعا اور ماں باپ کی اپنی اولاد کے حق میں دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "تین قسم کی دعائیں مستجاب (یعنی مقبول) ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) باپ کی اپنے بیٹے کے لئے دعا۔" (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماذکر فی دعوۃ المسافر، الحدیث ۳۴۵۹، ج ۵، ص ۲۸۰)

(15)۔۔۔منزل پر اُتریں تو وقتاً فوقتاً یہ دعا پڑھیں ان شاء اللہ ہر نقصان سے بچیں گے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔

(کنز العمال، کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، الحدیث ۱۷۵۰۸، ج ۶، ص ۳۰۱)

(16)۔۔۔جب دشمن کا خوف ہو سورۃ "لِاِیْلٰف" یعنی سورۂ قریش پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ ہر بلاء سے امان ملے گی۔ (الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص ۸۰)

(17)۔۔۔ جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت پڑے تو حدیث پاک میں ہے اس طرح تین بار پکاریں:اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَ اللہ۔

ترجمہ:اے اللہ عزوجل کے بندو!میری مدد کرو۔ (الحصن الحصین،کتاب ادعیۃ السفر،ص ۸۲)

(18)۔۔۔سفر سے واپسی پر گھروالوں کے لئے کوئی تحفہ لے آئیں کہ یہ سنتِ مبارکہ ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھروالوں کے لئے کچھ نہ کچھ ہدیہ لائے،اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔ (کنزالعمال،کتاب السفر،الفصل الثانی فی آداب السفر،الحدیث ۱۷۵۰۲،ج۶،ص۳۰۱)

(19)۔۔۔سفر سے واپسی پر اپنی مسجد میں دوگانہ(یعنی دورکعت نفل)پڑھنا سنت ہے۔

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت(نمازِ نفل)ادافرماتے۔ (صحیح البخاری،کتاب الجہاد،باب الصلوۃ اذاقدم من سفر،الحدیث ۳۰۸۸،ج۲،ص۳۳۶)

(6)۔ سرمہ لگانے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: جب جمعرات کا دِن آتا ہے اللہ پاک فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جُمُعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (اَلْفِردَوس بماْثور الْخِطاب ج ۱ ص ۱۸۴ حدیث ۶۸۸)

یا نبی! تجھ پہ لاکھوں دُرُوْد و سلام
اس پہ ہے ناز مجھ کو ہُوں تیرا غلام
اپنی رحمت سے تُو شاہِ خَیرُ الاَنام
مجھ سے عاصی کا بھی ناز بردار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سرمہ لگانا ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی نہایت ہی پیاری سنت ہے۔ سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب سونے لگتے تو اپنی مبارک آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے۔ لہٰذا ہمیں بھی سونے سے پہلے اتباعِ سنت کی نیت سے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانا چاہیے۔ اس سے ہمیں سرمہ لگانے کی سنت کا بھی ثواب ملے گا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

(1)۔۔۔ سوتے وقت سرمہ ڈالنا سنت ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سرمہ سوتے وقت استعمال فرماتے تھے چنانچہ: حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔" (جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال، الحدیث ۱۷۶۳، ج ۳، ص ۲۹۴)

(2)۔۔۔تمام سرموں میں اِثمد سرمہ بہتر ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں ہے "تمام سرموں میں بہتر سرمہ "اِثمد" ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الکحل بالاثمد، الحدیث ۳۴۹۷، ج ۴، ص ۱۱۵)

کہاجاتا ہے کہ اِثمد اصفہان میں پایا جاتا ہے، علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور مشرقی ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ بہر حال اثمد کا سرمہ میسر آجائے تو یہی افضل ہے ورنہ کسی قسم کا بھی سرمہ ڈالا جائے سنت ادا ہو جائے گی۔

(3)۔۔۔سرمہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں لگائیں۔

(4)۔۔۔کبھی دائیں آنکھ میں تین سلائیاں اور بائیں میں دو سلائیاں لگائیں۔

(5)۔۔۔کبھی ہر آنکھ میں دو دو سلائیاں اور آخر میں ایک سلائی کو سرمہ والی کر کے دونوں میں لگائیں۔

ہمارے پیارے سرکار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم دونوں مقدس آنکھوں میں سرمہ کی تین تین سلائیاں استعمال فرماتے تھے اور اکثر اسی پر عمل تھا۔ تاہم بعض روایات میں دائیں آنکھ مبارک میں تین سلائیاں اور بائیں میں دو کا بھی ذکر آیاہے اور "شمائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم" میں اسی طرح بیان کیا گیاہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہر آنکھ مبارک میں دو دو سلائیاں سرمہ کی ڈالتے اور ایک سلائی کو دونوں مبارک آنکھوں میں لگاتے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، الفصل الثانی فی صفۃ بصرہ....الخ، ص ۷۷)

لہذا ہمیں مختلف اوقات میں مختلف طریقے پر سرمہ استعمال کرنا چاہے ۔یعنی کبھی دونوں آنکھوں تین تین سلائیاں کبھی دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو، تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخر میں ایک سلائی کو سرمہ والی کر کے باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیں۔ اس طرح کرنے سے تینوں سنتیں ادا ہو جائیں گی۔

(6)۔۔۔دائیں آنکھ سے سرمہ لگانا شروع کریں۔

یہ بات یادرکھیں کہ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے سب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہٰذا پہلے سیدھی آنکھ میں سرمہ لگائیں پھر بائیں آنکھ میں۔

(المرجع السابق، الفصل الثالث، فی صفۃ شعرہ....الخ، ص۸۱)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں ہر بار سوتے وقت سرمہ لگانے کی سنت بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔"

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے!
جو نقش پاکا لگاؤں غبار آنکھوں میں

(7)۔ چھینکنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہے: جب جمعرات کا دِن آتا ہے اللہ پاک فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جُمُعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (اَلْفِرْدَوس بمأثور الْخِطاب ج ۱ ص ۱۸۴ حدیث ۶۸۸)

یا نبی! تجھ پہ لاکھوں دُرُود و سلام
اس پہ ہے ناز مجھ کو ہُوں تیرا غلام
اپنی رحمت سے تُو شاہِ خَیرُ الاَنام
مجھ سے عاصی کا بھی ناز بردار ہے

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! چھینکنا بھی ایک اہم امر ہے اس کی بھی سنتیں اور آداب ہیں۔ لیکن افسوس! دینی ماحول سے دور رہنے کے باعث مسلمانوں کی اکثریت کو اس سلسلے میں کوئی معلومات نہیں ہوتیں، جہاں چھینک آئی زور زور سے "آنچھی آنچھی" کر لیا۔ ناک بھر آئی تو سنک لی اور بس۔ ایسا نہیں ہے، اس کی بھی سنتیں اور آداب ہمیں سیکھنے چاہئے۔

(1)۔۔۔ چھینک کے وقت سر جھکائیں، منہ چھپائیں اور آواز آہستہ نکالیں چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

حضرت عبادہ بن صامت وشداد بن اوس و حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔" (شعب الایمان، باب فی تشمیت العاطس، فصل فی تکریر العاطس، الحدیث ۹۳۵۵، ج ۷، ص ۳۲)

(2)۔۔۔جب چھینک آئے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہیں گے تو فرشتے "رَبِّ الْعٰلَمِیْن" کہیں گے۔ اگر آپ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" کہیں گے تو معصوم فرشتے یہ دعا کریں گے، یَرْحَمُکَ اللہ (یعنی اللہ پاک تجھ پر رحم فرمائے)۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو فرشتے کہتے ہیں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہتا ہے، تو فرشتے یَرْحَمُکَ اللہُ یعنی اللہ پاک تجھ پر رحم فرمائے کہتے ہیں۔ (طبرانی اوسط، الحدیث ۳۳۷۱ ج ۲، ص ۳۰۵)

(3)۔۔۔سننے والے پر واجب ہے کہ فوراً۔ یَرْحَمُکَ اللہ "(یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے۔

اور اتنی آواز سے کہے کہ چھینکنے والا خود سن لے۔ اگر جواب میں تاخیر کر دی تو گنہگار ہو گا۔ صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہو گا توبہ بھی کرنا ہو گی۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۲)

(4)۔۔۔جواب سن کر چھینکنے والا کہے۔ "یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ" (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے) یا یہ کہے، "یَھْدِیْکُمُ اللہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" ترجمہ: اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب مایحل ومالایحل، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج ۵، ص ۳۲۶)

(5)۔۔۔چھینکنے والا زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے دونوں کو ثواب ملے گا۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب مایحل ومالایحل، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج ۵، ص ۳۲۶)

(6)۔۔۔چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۲)

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی۔ میں بھی موجود تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یَرْحَمُکَ

اللہ، یعنی اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اسے دوبارہ چھینک آئی تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، "اسے زکام ہو گیا ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء لم یشمت العاطس، الحدیث ۲۷۵۲، ج۴، ص۳۴۱)

(7)۔۔۔جواب اس صورت میں واجب ہو گا جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور حمد نہ کرے تو جواب واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۲)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، "جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو تم اس کے لئے یَرْحَمُكَ اللہ کہو۔ اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو تم بھی یَرْحَمُكَ اللہ نہ کہو۔" (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراہیۃ التثاؤب، الحدیث ۲۹۹۲، ص ۲۹۹۲)

(8)۔۔۔بڑھیا کی چھینک کا جواب مرد، زور سے دے اور جوان عورت کا جواب دل میں دے۔

البتہ اتنی آواز ضروری ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

(9)۔۔۔چھینکنے والا دیوار کے پیچھے ہو جب بھی جواب دیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

(10)۔۔۔کئی اسلامی بھائی موجود ہوں تو بعض حاضرین نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہو گیا مگر بہتر یہی ہے کہ سارے جواب دیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

(11)۔۔۔نماز کے دوران چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۴۹)

(12)۔۔۔آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور کسی کو چھینک آئی اور آپ نے جواب دے دیا تو آپ کی نماز فاسد ہو گئی۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب ما یحل وما لا یحل، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج۵، ص ۳۲۶)

(13)۔۔۔کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ اللہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْكَ اللہُ (اللہ تجھے ہدایت کرے) کہا جائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں چھینک کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔"

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم۔

(8)۔ ناخن، حجامت، موئے بغل کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ نامدار، دوعالَم کے مالک و مُختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ خُوشبودار ہے: جب جُمعرات کا دن آتا ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ فِرِشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ جُمعرات اور شبِ جُمُعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ...الخ، الجزء ۱، ۱/ ۲۵۰، رقم: ۲۱۷۴)

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بَس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فِدا تم پہ کروڑوں دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے سرکار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صفائی کو بے حد پسند فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ یعنی صفائی آدھا ایمان ہے۔"
(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ۹۲، الحدیث ۳۵۳۰، ج ۵، ص ۳۰۸)

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ظاہر و باطن دونوں کی صفائی کا خیال رکھے۔ ظاہر کی صفائی کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنا جسم اور لباس وغیرہ نجاست سے پاک رکھنے کے ساتھ ساتھ میل کچیل وغیرہ سے بھی صاف رکھنا چاہیے۔ نیز اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو بھی درست رکھیں۔ ناخن بھی زیادہ نہ بڑھنے دیں کہ ان میں میل کچیل بھر جاتا ہے اور وہ کھانا وغیرہ کھانے میں پیٹ کے اندر پہنچتا ہے جس کے سبب طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نیز بغل وزیرِ ناف کے بال بھی صاف کرتے رہنا چاہیے۔ رہا باطن کی صفائی کا معاملہ تو اپنے باطن کو بھی کینۂ مسلم،

غرور و تکبر، بغض و حسد، وغیرہ وغیرہ رذائل سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے۔ باطن کی صفائی کے لئے اچھی صحبت بے حد ضروری ہے۔ ظاہری صفائی یعنی ناخن، موئے بغل وزیرِ ناف وغیرہ کی صفائی کے متعلق آداب ملاحظہ ہوں۔

(1)۔۔۔ چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں: مونچھیں اور ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھاڑنا اور موئے زیرِناف مُونڈنا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرِ ناف مُونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔
(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فی خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۸، ص ۱۵۳)

اے عاشقانِ رسول! حدیثِ بالا سے پتا چلا کہ چالیس دن کے اندر اندر یہ کام ضرور کرلینا چاہیے۔ ہفتہ میں ایک بار نہانا اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیرِ ناف دور کرنا مستحب ہے۔ پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زیادہ گزار دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(2)۔۔۔ ہاتھوں کے ناخن تراشنے کے دو طریقے ہیں۔

ان دونوں میں سے آپ جس طریقے پر بھی عمل کریں گے ان شاء اللہ سنت کا ثواب پائیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کبھی ایک پر عمل کرلیں، کبھی دوسرے پر۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔

(۱)۔۔۔ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے ناخن کاٹنے کی یہ سنت منقول ہے کہ سب سے پہلے سیدھے ہاتھ کی چھنگلیا، پھر بیچ والی، پھر انگوٹھا، پھر منجھلی (یعنی چھنگلیا کے برابر والی) پھر شہادت کی انگلی۔ اب بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا، پھر بیچ والی، پھر چھنگلیا، پھر شہادت کی انگلی، پھر منجھلی۔ یعنی سیدھے ہاتھ کے ناخن چھنگلیا سے کاٹنا شروع کریں اور الٹے ہاتھ کے ناخن انگوٹھے سے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۵)

(۲)۔۔۔ دوسرا طریقہ آسان ہے اور یہ بھی ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے ترتیب وار چھنگلیا سمیت ناخن تراشیں مگر انگوٹھا چھوڑ دیں۔ اب الٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرکے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں۔ اب آخر میں سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا جو باقی تھا اس کا ناخن بھی کاٹ لیں۔ اس طرح سیدھے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور سیدھے ہی ہاتھ پر ختم۔
(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(3)۔۔۔پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ یہ ہے:

بہار شریعت میں "دُرِّ مختار" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پاؤں کے ناخن تراشنے کی کوئی ترتیب منقول نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ وضو میں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اُسی ترتیب کے مطابق پاؤں کے ناخن کاٹ لیں۔ یعنی سیدھے پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں پھر الٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں سمیت ناخن کاٹ لیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ١٦، ص١٩٦)

(4)۔۔۔دانت سے ناخن نہیں کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اوراس سے مرض برص پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(ردالمحتار مع در مختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج٩، ص٦٦٨)

(5)۔۔۔لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔

(کیمیائے سعادت، اصل دوم در طہارت، ج١، ص١٢٨)

(6)۔۔۔ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہیئے۔ بیت الخلا یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (در مختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج٩، ص٦٦٨)

(7)۔۔۔ناخن تراش لینے کے بعد انگلیوں کے پورے دھو لینے چاہیئے۔

(8)۔۔۔بغل کے بالوں کو اُکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا گناہ بھی نہیں۔

(در مختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج٩، ص٦٧١)

(9)۔۔۔ناک کے بال نہ اُکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔

(الفتاوٰی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والحصا...الخ، ج٥، ص٣٥٨)

(10)۔۔۔گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔ (در مختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج٩، ص٦٧٠)

یعنی جب کہ سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں۔ ہاں اگر پورے سر کے بال مونڈائیں تو اس کے ساتھ گردن کے بھی مونڈا دیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ٢٩٦٩، ج٢، ص١٨٧)

(11)۔۔۔اَبرو کے بال اگر بڑے ہو جائیں تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔

(در مختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج٩، ص٦٧٠)

(12)۔۔۔داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج٤، ص٦٧١)

امامِ اہلسنّت، مجدِ دِین وملت، الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۶ پر لکھتے ہیں: "داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یوں ہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں۔ یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا وممتاز ہوتے ہیں۔ اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں، نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ، ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہِ خلق و تقبیحِ صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۹۶)

(13)۔۔۔ ہاتھ، پاؤں اور پیٹ کے بال دور کرنا چاہیں تو منع نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(14)۔۔۔ سینہ اور پیٹھ کے بال کاٹنا یا مونڈنا اچھا نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(15)۔۔۔ داڑھی بڑھانا سنن انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ "ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔" (در مختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۷۱)

(16)۔۔۔ مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں۔

بعض اسلاف رحمہم اللہ (یعنی گزشتہ بزرگوں) کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والحصا ... الخ، ج ۵، ص ۳۵۸)

(17)۔۔۔ مرد کو چاہیے کہ موئے زیر ناف اُسترے وغیرہ سے مونڈ دے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(18)۔۔۔ موئے زیر ناف کے لئے بال صفا پاؤڈر وغیرہ کا استعمال مرد و عورت دونوں کو جائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(19)۔۔۔ موئے زیر ناف کو ناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(20)۔۔۔ جنابت کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(21)۔۔۔ اسلامی بہنیں اپنے سر وغیرہ کے بال ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں غیر محرم کی نظر پڑے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص۸۱)

(22) انسان کے بال (خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصے کے ہوں) ناخن، حیض کا لتہ (یعنی وہ کپڑا جس سے حیض کا خون صاف کیا گیا ہو) اور انسانی خون ان چاروں چیزوں کو دفن کر دینے کا حکم ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں اپنے ظاہر و باطن دونوں کو صاف رکھنے کی توفیق عطا فرما اور اس معاملہ میں جو جو سنتیں ہیں ان تمام سنتوں پر خوش دِلی سے عمل کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(9)۔زُلفیں رکھنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ ،راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہو گا۔

(ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۷، حدیث:۴۸۴)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود اُن پہ سَدا میں
اور ذکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے مدنی آقا، مدینے والے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی سنتِ کریمہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیشہ اپنے سر مبارک کے بال شریف پورے رکھے۔ کبھی نصف کان مبارک تک تو کبھی کان مبارک کی لو تک اور بعض اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے گیسو شریف بڑھ جاتے تو مبارک شانوں کو جھوم جھوم کر چومنے لگتے۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

(1)۔۔۔چاہیں تو آدھے کانوں تک گیسو رکھئے۔

کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینے والے آقا، شب اسراء کے دولہا، محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک آدھے مبارک کانوں تک تھے۔

(جامع الترمذی،الشمائل باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم الحدیث ۲۴ ص ۵۰۷)

(2)۔۔۔چاہیں تو پورے کانوں تک گیسو رکھیئے۔

کہ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلطان مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے گیسو مبارک مقدس کانوں کو چومتے تھے۔ (شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ،الحدیث ۳،ص ۱۷)

(3)۔۔۔چاہیں تو شانوں تک گیسو بڑھائیے۔

کہ امّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سر اقدس پر جو بال مبارک ہوتے وہ کان مبارک کی لو سے ذرا نیچے ہوتے اور مبارک شانوں کو چومتے۔
(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ،الحدیث ۲۵،ص ۳۵)

چونکہ بال بڑھنے والی چیز ہے۔اس لئے جس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا دیکھا وہی روایت کر دیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصف کانوں تک دیکھا تو اسی کو روایت کیا اور جس نے اس سے زیادہ بڑے دیکھے اس نے اسی مقدار کو روایت کیا۔

(4)سر کے بیچ میں سے مانگ نکالئے کہ سنت ہے۔

جیسا کہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہار شریعت میں لکھتے ہیں "بعض لوگ داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں، یہ سنت کے خلاف ہے۔ سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے۔ اور بعض لوگ مانگ نہیں نکالتے بلکہ بالوں کو سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنتِ منسوخہ اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔" (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص ۱۹۹)

(5)۔۔۔زلفوں میں تیل بھی ڈالیں۔

اِن احادیث مبارکہ سے ہمیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیشہ اپنے سر اقدس پر پورے ہی بال رکھے۔ آجکل جو چھوٹے چھوٹے بال رکھے جاتے ہیں، اس طرح کے بال رکھنا سنت نہیں ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! طرح طرح کی تراش خراش والے بال رکھنے کی بجائے ہمیں چاہیے کہ پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی محبت میں اپنے سر پر آدھے کانوں تک، کانوں کی لو تک یا اتنی بڑی زلفیں رکھیں کہ شانوں کو چھو لیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک دھاگہ لے کر آدھے کان سے یا ایک کان کی لو سے سر کے پچھلے حصے کی طرف سے دوسرے کان کے نصف تک یا دوسرے کان کی لو تک لے جائیں اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیں، اب اس دھاگے سے نیچے جتنے بال آئیں وہ کٹوا دیجئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہم سب مسلمانوں کو خلافِ سنّت بال رکھنے اور رکھوانے کی سوچ سے نجات دے کر نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی پیاری پیاری سنت، زلفیں رکھنے والی "سوچ" عطا فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(10)۔ تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

تاجدارِ مدینہ، قَرارِ قَلْب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: "جو مجھ پر شبِ جُمُعَہ اور جُمُعَہ کے روز سو بار دُرُود شریف پڑھے، اللہ پاک اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی"۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، ۳/ ۷۵، حدیث: ۷۷۳۷)

ذاتِ والا پہ بار بار دُرُود
بار بار اور بے شُمار دُرُود
رُوئے اَنور پہ نُور بار سلام
زُلفِ اَطہر پہ مُشکبار دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے سر اقدس اورداڑھی مبارک میں تیل ڈالتے، کنگھا کرتے، بیچ سر میں مانگ نکالتے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے۔ (یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے)

(سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر، الحدیث ۴۱۶۳، ج ۴، ص ۱۰۳)

(1)۔۔۔مانگ سر کے بیچ میں نکالی جائے کہ سنت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۸)

(2)۔۔۔سر میں تیل ڈالنے سے قبل "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ لینا چاہیے۔

(3)۔۔۔ سر میں تیل لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر الٹے ہاتھ کی ہتھیلی میں تھوڑا سا تیل ڈالیں، پھر پہلے سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگائیں پھر الٹی کے۔ اس کے بعد سیدھی آنکھ کی پلک پر، پھر الٹی پر۔ اب (پھر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر) سر میں تیل ڈالیں۔"

(ملخصاً شمائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، للامام النبہانی، الفصل الثالث فی متعلق شعرہ.... الخ، ص۸۱)

(4)۔۔۔ جب بھی تیل لگائیں تو عمامہ کے نیچے سر بند باندھیئے۔

ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے مزاج مبارک میں چونکہ بے حد نفاست تھی اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اپنے عمامہ مبارک اور اس کی ٹوپی شریف اور دیگر لباس کو تیل کے اثر سے بچانے کے لئے سر اقدس پر ایک کپڑا لپیٹ لیا کرتے۔ اور چونکہ تیل مبارک کا استعمال بہت زیادہ ہوتا اس لئے وہ مبارک کپڑا تیل شریف والا ہو جاتا۔ (شمائل المحمدیۃ، الحدیث ۳۲، ص ۴۰)

(5)۔۔۔ تیل ڈالنے کے بعد ٹوپی اور عمامہ کے نیچے کوئی کپڑا یا رومال رکھنا یا باندھنا سنت ہے۔

(6)۔۔۔ جس سے بن پڑے وہ عُمدہ خوشبودار تیل ڈالے۔

سر میں سرسوں کا تیل ڈالنے والا سر سے ٹوپی یا عمامہ اُتارتا ہے تو بعض اوقات بدبُو کا بھَپکا نکلتا ہے لہٰذا جس سے بن پڑے وہ عُمدہ خوشبودار تیل ڈالے خوشبودار تیل بنانے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ کھوپرے کے تیل کی شیشی میں اپنے پسندیدہ عِطر کے چند قطرے ڈال کر حل کر لیجئے۔ خوشبودار تیل تیّار ہے۔

(7)۔۔۔ سر اور داڑھی کے بالوں کو وقتاً فوقتاً صابون سے دھوتے رہیئے۔

داڑھی میں اکثر غذائی اَجزاء اٹک جاتے ہیں، سونے میں بعض اوقات منہ کی بدبُودار رال بھی داخِل ہو جاتی ہے اور اِس طرح بدبُو آتی ہے لہٰذا مشورۃً عرض ہے، کہ ہو سکے تو روزانہ ایک آدھ بار صابن سے داڑھی دھو لی جائے۔

(8)۔۔۔ عمامہ، ٹوپی، چادر وغیرہ جلد جلد دھونے کا اہتمام کریں۔

بعض اسلامی بھائی کافی بڑے سائز کا عمامہ شریف باندھنے کا جذبہ تو رکھتے ہیں مگر صفائی رکھنے میں کوتاہی کر جاتے ہیں اور یوں بسا اوقات لاشُعوری میں مسجِد کے اندر "بدبُو" پھیلانے کے جُرم میں پھنس جاتے ہیں۔ لہٰذا مَدَنی التِجاء ہے کہ عمامہ، سربند شریف اور چادر اِستِعمال کرنے والے اسلامی بھائی حتّی الامکان ہر ہفتے اور موسِم کے اعتِبار سے یا

ضَرورتاً مزید جلدی جلدی انہیں دھونے کی ترکیب بنائیں۔ ورنہ مَیل کُچیل، پسینہ اور تَیل وغیرہ کے سبب ان چیزوں میں بدبُو ہو جاتی ہے، اگرچِہ خود کو محسوس نہیں ہوتی مگر دوسروں کو بدبُو کے سبب کافی گھِن آتی ہے، خود کو اس لئے پتا نہیں چلتا کہ جس کے پاس مُستَقِلًا کوئی مخصوص خوشبو یا بدبُو ہو اِس سے اُس کی ناک اَٹ جاتی ہے۔

(9)۔۔۔جن اسلامی بھائیوں کے سر پر بال ہوں ان کو چاہیے کہ ان میں کنگھا کیا کریں۔

حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے میں نے عرض کی کہ میرے سر پر پورے بال ہیں، میں ان کو کنگھا کیا کروں؟ تو آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اور ان کا اکرام کرو۔" لہٰذا حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے کبھی کبھی تو دن میں دو دو مرتبہ بھی تیل لگایا کرتے۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحدیث،۱۸۱۸، ج۲، ص۴۳۵)

(10)۔۔۔بال بکھرے ہوئے نہ رکھیں۔

حضرت سیدنا عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار دوعالم، شاہ بنی آدم، رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کی طرف اس انداز پر اشارہ کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اس کو بال درست کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ وہ شخص بال درست کر کے واپس آیا، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔" (مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحدیث،۱۸۱۹، ج۲، ص۴۳۵)

اے عاشقانِ رسول! مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں سر اور داڑھی کے بالوں کو بکھرا ہوا اور بے ترتیب چھوڑنا ناپسندیدہ بتایا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ بالوں کا اکرام کیا کرو یعنی ان کو تیل اور کنگھی کے ذریعے درست رکھا کرو۔ بلکہ بیان کی گئی آخری حدیث پاک میں تو بکھرے ہوئے بال رکھنے والے کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے لباس کو پاک وصاف رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے داڑھی اور سر کے بالوں کو بھی درست رکھا کریں۔ بہر حال ہمارا حلیہ سنتوں کے سانچے میں ڈھل کر ایسا ستھرا اور نکھرا ہوا ہونا چاہیے کہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہم سے گھن نہ کریں بلکہ ہماری طرف مائل ہوں۔

(11)۔۔۔کنگھا کرتے وقت سیدھی طرف سے ابتداء کیجئے۔

کہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر تکریم والا کام سیدھی طرف سے شروع فرماتے ہیں۔ جیسا کہ "ترمذی شریف" میں ہے کہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم دائیں جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے اور اسی طرح کنگھا بھی سیدھی طرف سے ہی کرتے، نیز نعلین شریفین بھی جب پہننے کا ارادہ فرماتے تو پہلے سیدھا قدم نعل شریف میں داخل فرماتے۔ (جامع الترمذی، الشمائل باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ، الحدیث ۳۴، ج۵، ص۵۰۹)

(12)۔۔۔آئینے میں چہرہ دیکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ریش مبارک میں کنگھا کرتے وقت آئینے میں اپنا روئے انور ملاحظہ فرماتے اور جب آئینہ میں اپنا چہرہ مبارک دیکھتے تو اس طرح دعا کرتے۔ "اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ" ترجمہ: اے اللہ! تو نے میری صورت تو اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث ۲۴۴۴۶، ج۹، ص۳۳۹)

یقیناً یہ دعا اپنے غلاموں کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی اصلاح کے لئے دعا کرتے رہا کریں، ورنہ ہمارے سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے تو کیا کہنے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے حسن اخلاق کے تو قرآن مجید میں چرچے ہیں۔ چنانچہ پ۲۹، سورۃ القلم، آیت نمبر ۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ **ترجمہ کنز الایمان:** اور بے شک تمہاری خُو بُو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔ (پ۲۹، القلم ۴)

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا!، تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(11)۔زینت کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

نبیِ اکرم، نورِ مُجَسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: جس نے مجھ پر ۱۰۰ مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَدا کے ساتھ رکھے گا۔ (مَجْمَعُ الزَّوَائِد، کتاب الادعیة، باب فی الصلاۃ علی النبی ... الخ ، ۱۰/۲۵۳ حدیث: ۱۷۲۹۸)

اپنے　خطا　واروں　کو　اپنے　ہی　دامن　میں　لو
کون　کرے　یہ　بھلا　تم　پہ　کروڑوں　دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں بے حد نفاست تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صفائی اور پاکیزگی کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ اسی ضمن میں گزشتہ صفحات میں ناخن و مونچھیں تراشنے، سر اور داڑھی میں تیل لگانے اور کنگھا کرنے کی سنتیں اور آداب پیش کئے گئے۔ اب اسی ضمن میں "زینت کی سنتیں اور آداب" بیان کئے جاتے ہیں تاکہ ہمارے اسلامی بھائیوں کو معلوم ہو کہ کون سی زینت بمطابق سنت ہے اور کون سی زینت سنت کا دائرہ توڑ کر فرنگی فیشن کے اندھیرے گڑھے میں جا پڑتی اور دنیا اور آخرت کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

(1)۔۔۔انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے، یہ حرام ہے۔

حدیث مبارک میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت آئی جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں انسانی بالوں کی چوٹی گوندھی۔ (در مختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظرِ والمس، ج۹، ص ۶۱۴ تا ۶۱۵)

(2)۔۔۔ اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اس عورت کے اپنے بال ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز ہے۔ (در مختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۶۱۴ تا ۶۱۵)

(3)۔۔۔ اُون یا سیاہ دھاگے کی چوٹی اسلامی بہنوں کو سر میں لگانا جائز ہے۔

(در مختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظرِ والمس، ج۹، ص ۶۱۴ تا ۶۱۵)

(4)۔۔۔ لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص ۵۹۸)

(5)۔۔۔ بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور بالی وغیرہ پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص ۵۹۸ ملخصاً)

(6)۔۔۔ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے۔ مرد اور چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے، بچیوں کو مہندی لگانے میں حرج نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص ۵۹۹ ملتقطاً)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینے کے تاجدار، سرکار ابد قرار، شفیع روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک مُخَنَّث (یعنی ہیجڑا) حاضر کیا گیا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے؟) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں کی نقل کرتا ہے۔ ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حکم فرمایا: "کہ اسے شہر بدر کر دو۔ لہٰذا اس کو شہر بدر کر دیا گیا، مدینہ منورہ سے نکال کر "نقیع" کو بھیج دیا گیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الحکم فی المخنثین، الحدیث ۴۹۲۸، ج۴، ص ۳۶۸)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ مُخَنَّث نے عورتوں کی نقل کی یعنی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگائی تو ہمارے مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے کس قدر ناراض ہوئے کہ اسے شہر بدر کر دیا۔ اس مبارک حدیث سے ہمارے وہ بھائی درس حاصل کریں جو شادی یا عیدین وغیرہ کے مواقع پر اپنے ہاتھوں یا انگلیوں پر مہندی لگا لیا کرتے ہیں۔

(7)۔۔۔ جس طرح مردوں کو عورتوں کی نقل جائز نہیں اسی طرح عورتیں بھی مردوں کی نقل نہیں کر سکتیں۔

جیسا کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنائیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی صورت بنائیں۔" (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث ۲۲۶۳، ج ا ص ۵۴۰)

(8)۔۔۔ جاندار کی تصاویر والے لباس ہر گز نہ پہنا کریں نہ ہی جانوروں یا انسانوں کی تصاویر والے اسٹیکرز اپنے کپڑوں پر لگائیں، نہ ہی گھروں میں آویزاں کریں۔

(9)۔۔۔ اپنے بچوں کو ایسے "باباسوٹ" نہ پہنائیں جن پر جانوروں اور انسانوں کے فوٹو بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

(10)۔۔۔ خواتین اپنے شوہر کے لئے جائز اشیاء کے ذریعے، مگر گھر کی چار دیواری میں زینت کریں لیکن میک اپ کرکے اور بن سنور کے گھر سے باہر نہ نکلا کریں۔

کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "عورت پوری کی پوری عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔"
(جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب (۱۸)، الحدیث ۱۱۷۶، ج ۲، ص ۳۹۲)

(11)۔۔۔ ننگے سر پھرنا سنت نہیں ہے۔

لہٰذا اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے سر پر عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھیں کہ یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہی میٹھی سنت ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۵۵)

اے عاشقانِ رسول! بس زینت وہی کیجئے جس کی شریعت مطہرہ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ہر گز ہر گز فرنگی فیشن نہ اپنائیے جس سے اللہ پاک کا قہر وغضب جوش پر آئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں فرنگی فیشن کی آفت سے چھڑا کر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی سنتوں کا دیوانہ بنادے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(12)۔خوشبو کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

نبیِ اکرم، نورِ مُجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُعظّم ہے: جس نے مجھ پر ۱۰۰ مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالٰی اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَدا کے ساتھ رکھے گا۔(مَجْمَعُ الزَّوَائِد، کتاب الادعیة، باب فی الصلاة علی النبی . . . الخ ، ۱۰/۲۵۳ حدیث:۱۷۲۹۸)

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مختار، شفیعِ روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو بے حد پسند ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہر وقت معطر معطر رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا بہت استعمال فرمایا کرتے تھے تاکہ غلام بھی ادائے سنت کی نیت سے خوشبو لگایا کریں ورنہ اس بات میں کس کو شک وشبہ ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا وجودِ مسعود تو قدرتی طور پر خود ہی مہکتا رہتا اور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا مبارک پسینہ بذاتِ خود کائنات کی سب سے بہترین خوشبو ہے۔

مشک و عنبر کیا کروں؟ اے دوست خوشبو کے لئے
مجھ کو سلطانِ مدینہ کا پسینہ چاہیے

(1)۔۔۔خوشبو لگانا سنت ہے۔

حضرتِ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنا دستِ پُرانوار میرے چہرہ پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی خوشبودار ہوا کی طرح پایا جو کسی عطر فروش کے عطردان سے نکلتی ہے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، الفصل الرابع فی صفۃ عرقہ.... الخ، ص ۸۵)

(2)۔۔۔عمدہ قسم کی خوشبو لگانا سنت ہے۔

اے عاشقانِ رسول! "شمائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم "میں ہے کہ ہمارے مدینے والے آقا، مہکنے اور مہکانے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو عمدہ اور بہترین قسم کی خوشبو بہت پسند تھی اور ناخوشگوار بو یعنی بدبو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ناپسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عمدہ خوشبو استعمال کرتے اور اسی کی دوسرے لوگوں کو بھی تلقین فرماتے۔" حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے معطر معطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو تھی جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم استعمال فرماتے ہیں۔" (وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، الفصل الخامس فی صفۃ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۸۷)

(3)۔۔۔سر میں خوشبو لگانا سنت ہے۔

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم "مشک" سر اقدس کے مقدس بالوں اور داڑھی مبارک میں لگاتے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، الفصل الخامس فی صفۃ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۸۷)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میں نے اپنے سرتاج، ماہ نبوت، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو نہایت عمدہ سے عمدہ خوشبو لگائی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں پاتی۔"

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الطیب فی الرأس واللحیۃ، الحدیث ۵۹۲۳، ج ۴، ص ۸۱)

(4)۔۔۔کیمیکلز سے بنی ہوئی خوشبوئیں اور ائیر فریشنر بدن میں نہ لگائیں۔

اے عاشقانِ رسول! معلوم ہوا کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو لگانا سنت ہے۔ مگر یہ خیال رکھیں کہ سر اور داڑھی میں صرف دیسی خوشبو استعمال کریں۔ بدقسمتی سے آجکل دیسی خوشبوجات کا ملنا بے حد دشوار ہو گیا ہے۔ اب عموماً عطریات کیمیکلز سے بنائے جاتے ہیں۔ ان کا لباس میں استعمال کرنا جائز تو ہے مگر سر اور داڑھی میں لگانا نقصان دہ ہے

آج کل "ائیر فریشنر" کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے ان کا چھڑکاؤ خاص طور پر ان کمروں میں کیا جاتا ہے جو بند رہتے ہیں اس سے وقتی طور پر کمرے میں خوشبو تو ہو جاتی ہے مگر اس کے کیمیاوی مادے فضا میں پھیل جاتے ہیں جو سانس کے ساتھ پھیپھڑوں میں داخل ہو کر صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایک طبی تحقیق کے مطابق "ائیر فریشنر" کے استعمال سے چمڑی کا کینسر ہو جاتا ہے۔ چند لمحوں کی خوشبو کے حصول کی خاطر اتنا بڑا خطرہ مول لینا عقلمندی نہیں۔ لہٰذا "ائیر فریشنر" کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(5)۔۔۔مسلمانوں کو خوشبو کا تحفہ دیں اور کوئی آپ کو دے تو واپس نہ کریں بلکہ قبول کرلیں۔

"شمائل ترمذی" میں ہے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیوں کے سردار، ہمارے معطر معطر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جب خوشبو تحفۃً پیش کی جاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم رد نہ فرماتے۔

(جامع الترمذی، الشمائل، باب ماجاء فی تعطّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الحدیث ۲۱۶، ج۵، ص۵۴۰)

"شمائل ترمذی" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ تین چیزیں واپس نہیں لوٹانی چاہیں (۱) تکیہ (۲) خوشبو و تیل اور (۳) دودھ۔ (جامع الترمذی، الشمائل، باب ماجاء فی تعطّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الحدیث ۲۱۷، ج۵، ص۵۴۰)

اے عاشقانِ رسول! خوشبو، تکیہ اور دودھ (اور ان میں تمام کم قیمت کی چیزیں شامل ہیں) کا ہدیہ قبول کرنے کی حکمت محدثین کرام رحمہم اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عموماً یہ چیزیں اتنی قیمتی نہیں ہوتیں اور ظاہر ہے جو سستی چیز ہوتی ہے وہ دینے والے کے لئے زیادہ بوجھ ثابت نہیں ہوتی اور قبول نہ کرنے پر دینے والے کا دل ٹوٹنے کا اندیشہ بھی رہتا ہے۔ اور چونکہ ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کسی کا دل توڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی خوشبو یا سستی چیز تحفۃً پیش کرے تو اسے سنت سمجھ کر قبول کرلینا چاہیے۔ اگر کوئی قیمتی چیز پیش کرے تو اسے بھی قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر غور کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہیں مروت وغیرہ میں تو نہیں دے رہا کہ یہ دینا بعد میں خود اسی پر بار پڑ جائے۔

(6)۔۔۔مردانہ خوشبو وہ جس کی خوشبو ظاہر ہو اور زنانہ خوشبو وہ جس کا رنگ ظاہر ہو۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مردانہ خوشبووہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔ (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجآء فی طیب الرجال والنساء، الحدیث ۲۷۹۶، ج ۴، ص ۳۶۱)

مردوں کو اپنے لباس پر ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے جس کی خوشبو پھیلے مگر رنگ کے دھبے وغیرہ نظر نہ آئیں، جیسا کہ گلاب، کیوڑہ، صندل اور اسی قسم کے بے رنگ عطریات۔ عورتوں کے لئے مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ خوشبو اجنبی مردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں عطر لگائیں جس کی خوشبو خاوند یا اولاد، ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔ (ماخوذ از مراٰۃ المناجیح، ج ۶، ص ۱۱۳)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔"
(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجآء فی کراہیۃ خروج المراۃ متعطرۃ، الحدیث ۲۷۹۵، ج ۴، ص ۳۶۱)

(7)۔۔۔خوشبو کی دھونی لینا جائز ہے۔

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی کبھی خالص عود کی دھونی لیتے۔ یعنی عود کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور فرمایا کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔
(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ، باستعمال المسک وانہ ....الخ، الحدیث ۲۲۵۴، ص ۱۲۳۷)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں ہمارے پیارے سرکار، دو عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے صدقے میں مدینۂ منورہ کی معطر معطر فضاؤں اور معنبر معنبر ہواؤں میں سانس لینے کی سعادت نصیب فرما اور پھر انہیں معطر معطر فضاؤں میں معطر معطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے جلوؤں میں عافیت کے ساتھ ایمان پر موت نصیب فرما اور جنت البقیع کی مہکی مہکی سرزمین میں مدفن نصیب فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

ٹوٹ جائے دم مدینے میں مرا یارب بقیع
کاش! ہو جائے میسر سبز گنبد دیکھ کر

(13)۔ کھانا کھانے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

رَحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ معظم ہے: جو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھے گا میں قِیَامَت کے دن اُس کی شَفاعت کروں گا۔ (القول البدیع، ص۲۶۱)

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! کھانا اللہ تعالیٰ کی بہت لذیذ نعمت ہے۔ اگر سنتِ احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مطابق کھانا کھایا جائے تو ہمیں پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ ثواب بھی حاصل ہو گا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ سنت کے مطابق کھانا کھانے کی عادت ڈالیں۔ کھانا کھانے کی کچھ سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)۔۔۔ہر کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھولیں۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: "جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں برکت زیادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الوضوء عند الطعام، الحدیث ۳۲۶۰، ج۴، ص۹)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: اس (یعنی کھانے کے وضو) کے معنی ہیں ہاتھ ومنہ کی صفائی کرنا کہ ہاتھ دھونا کلی کرلینا۔ (مرأۃ المناجیح، ج۶، ص ۳۲)

(2)۔۔۔جب بھی کھانا کھائیں تو الٹا پاؤں بچھا دیں اور سیدھا کھڑا رکھیں یا سرین پر بیٹھ جائیں اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص۱۹)

(3)۔۔۔کھانے سے پہلے جوتے اتار لیں۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اتار لو، اس میں تمہارے لئے راحت ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، الفصل الثالث، الحدیث ۴۲۴۰، ج۲، ص۴۵۴)

(4)۔۔۔کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیں۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام ... الخ، الحدیث ۲۰۱۷، ص۱۱۱۶)

(5)۔۔۔اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ، پڑھ لیں۔

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے "بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ"۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی الطعام، الحدیث ۳۷۶۷، ج۳، ص۴۸۷)

(6)۔۔۔کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے تو اگر کھانے میں زہر بھی ہو گا تو ان شاء اللہ اثر نہیں کرے گا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَایَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ

یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اے ہمیشہ سے زندہ وقائم رہنے والے۔"

(فردوس الاخبار بماثور الخطاب، الحدیث ۱۹۵۵، ج۱، ص۲۷۴)

(7)۔۔۔سیدھے ہاتھ سے کھائیں۔

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:"جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو سیدھے ہاتھ سے پیئے کہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشرب، الحدیث ۲۰۲۰، ص ۱۱۱۷)

(8)۔۔۔اپنے سامنے سے کھائیں۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:"ہر شخص برتن کی اسی جانب سے کھائے جو اس کے سامنے ہو۔" (صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل ممایلیہ، الحدیث ۵۳۷۷، ج ۳، ص ۵۲۱)

حضرت سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ پیالے میں ادھر اُدھر حرکت کر رہا تھا (یعنی کبھی ایک طرف سے لقمہ اٹھایا کبھی دوسری طرف سے اور کبھی تیسری طرف سے لقمہ اٹھایا) جب اللہ کے مَحبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے مجھے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:"اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر، چنانچہ اس کے بعد سے میرے کھانے کا طریقہ یہی ہو گیا۔
(صحیح البخاری، باب التسمیۃ علی الطعام، ج ۳، الحدیث ۵۳۷۶)

(9)۔۔۔کھانے میں کسی قسم کا عیب نہ لگائیں مثلاً: یہ نہ کہیں کہ مزیدار نہیں، کچا رہ گیا ہے، پھیکا رہ گیا کیونکہ کھانے میں عیب نکالنا مکروہ وخلافِ سنت ہے بلکہ جی چاہے تو کھائیں ورنہ ہاتھ روک لیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔
(صحیح البخاری، باب ماعاب النبی طعاماً، الحدیث ۵۴۰۹)

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں:"کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہیے، مکروہ وخلاف سنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۵۲)

کھانے کی 40 نیتیں

(از شیخ طریقت امیرِ اہلِسنّت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

فَرمانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم "مسلمان کی نیّت اس کے عَمَل سے بہتر ہے۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

(1) کھانے سے قبل اور(2) بعد کا وُضو کروں گا (یعنی ہاتھ، مُنہ کا اِگلا حصّہ دھوؤں گا اور کُلّیاں کروں گا) (3)عبادت (4)تِلاوت (5)والدین کی خدمت (6) تحصیلِ عِلمِ دین (7)سنّتوں کی تربیّت کی خاطِر مَدَنی قافِلے میں سفر (8) عَلاقائی دَورہ میں شرکت (9)اُمورِ آخِرت اور(10) حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کے لئے بھاگ دوڑ پر قوّت حاصِل کروں گا(یہ نیّتیں اُسی صورت میں مُفید ہوں گی جبکہ بھوک سے کم کھائے، خوب ڈٹ کر کھانے سے اُلٹا عبادت میں سُستی پیدا ہوتی گناہوں کی طرف رُجحان بڑھتا اور پیٹ کی خرابیاں جَنَم لیتی ہیں)(11)زمین پر(12)دستر خوان بچھانے کی سنّت ادا کرکے (13)سنّت کے مطابِق بیٹھ کر (14) کھانے سے قبل بسم اللہ اور (15)دیگر دُعائیں پڑھ کر (16) تین انگلیوں سے (17) چھوٹے چھوٹے نوالے بناکر (18) اچھی طرح چبا کر کھاؤں گا(19)ہر دو ایک لقمہ پر یا وَاجِدُ پڑھوں گا(20)جو دانہ وغیرہ گر گیا اٹھا کر کھالوں گا(21)روٹی کا ہر نوالہ سالن کے برتن کے اوپر کرکے توڑوں گا تاکہ روٹی کے ذرّات برتن ہی میں گریں(22)ہڈّی اور گرم مصالحہ اچھی طرح صاف کرنے اور چاٹنے کے بعد پھینکوں گا(23)بھوک سے کم کھاؤں گا (24) آخِر میں سنّت کی ادائیگی کی نیّت سے برتن اور (25) تین بار انگلیاں چاٹوں گا (26) کھانے کے برتن دھو کر پی کر ایک غلام آزاد کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا(احیاء العلوم، ج۲، ص۷)(27)جب تک دستر خوان نہ اُٹھالیا جائے اُس وقت تک بِلا ضَرورت نہیں اُٹھوں گا (28) کھانے کے بعد مسنون دعائیں پڑھوں گا (29)خِلال کروں گا۔

مل کر کھانے کی مزید نیّتیں

(30)دستر خوان پر اگر کوئی عالم یا بزرگ موجود ہوئے تو اُن سے پہلے کھانا شروع نہیں کروں گا (31)مسلمانوں کے قرب کی بَرَکتیں حاصِل کروں گا(32)ان کو بوٹی، کدّو شریف، کُھرچن اور پانی وغیرہ پیش کرکے اُن کا دل خوش کروں گا(33)اُن کے سامنے مسکرا کر صدقہ کا ثواب کماؤں گا(34) کھانے کی نیّتیں اور(35) سنّتیں بتاؤں گا(36)موقع ملا تو کھانے سے قبل اور(37)بعد کی دعائیں پڑھاؤں گا(38)غذا کا عمدہ حصّہ مَثَلًا: بوٹی وغیرہ حرص سے بچتے ہوئے دوسروں کی خاطر ایثار کروں گا(39)ان کو خلال کا تحفہ پیش کروں گا(40) کھانے کے ہر ایک دو لقمہ پر ہو سکا تو اس نیّت کے ساتھ بلند آواز سے یاوَاجِدُ کہوں گا کہ دوسروں کو بھی یاد آجائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کے مطابق کھانا کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(14)۔پانی پینے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللہ

درود شریف کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شخص مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچایا جاتا ہے اور میں اس کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں اور اس کے علاوہ اس شخص کے لئے دس (۱۰) نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(المعجم الاوسط، ۱/۴۴۶، حدیث:۱۶۴۲)

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش! کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دَم دُرودِ پاک ہم مَولیٰ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! پانی بھی اللہ پاک کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس کی ضرورت ہر ایک کو ہے چاہے وہ حیوانات ہوں یا نباتات، لہٰذا اس کو سنت کے مطابق پی کر اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

(1)۔۔۔پانی بیٹھ کر پئیں۔

(2)۔۔۔اجالے میں دیکھ کر پئیں۔

(3)۔۔۔سیدھے ہاتھ سے پئیں۔

(4)۔۔۔بسم اللہ پڑھ کر پئیں۔

(5)۔۔۔ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں۔

(6)۔۔۔پہلی اور دوسری بار ایک ایک گھونٹ پئیں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پئیں۔

(7)۔۔۔پانی پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:"اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پی چکو تو اَلْحَمْدُ للہ کہا کرو۔"

(سنن ترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الاناء، الحدیث ۱۸۹۲، ج ۳، ص ۳۵۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے:"اس طرح پینے میں زیادہ سیر ابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید وخوش گوار ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھۃ التنفس فی الاناء ...الخ، الحدیث ۲۰۲۸، ج ۳، ص ۱۱۲۰)

(8)۔۔۔پانی کے برتن میں نہ سانس لیں اور نہ پھونک ماریں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاشربۃ، الحدیث ۳۷۲۸، ج ۳، ص ۴۷۵)

(9)۔۔۔کھڑے ہو کر پانی نہ پئیں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھۃ الشرب قائما، الحدیث ۲۰۲۴، ص ۱۱۱۹)

پانی پینے کی 15 نیتیں

(از: شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مد ظلہ العالی)

(1) عبادت (2) تِلاوت (3) والدین کی خدمت (4) تحصیلِ علمِ دین (5) سنّتوں کی تربیّت کی خاطِر مَدَنی قافلے میں سفر (6) عَلاقائی دورہ میں شرکت (7) اُمورِ آخِرت اور (8) حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کے لئے بھاگ دوڑ پر قوّت حاصِل کروں گا۔ یہ نیّتیں اُسی وقت مُفید ہوں گی جب کہ فریزر یا برف کا خوب ٹھنڈا پانی نہ ہو کہ ایسا پانی مزید بیماریاں

پیدا کرتا ہے۔(9) بیٹھ کر (10) بسم اللہ پڑھ کر (11) اُجالے میں دیکھ کر (12) چوس کر (13) تین سانس میں پیوں گا (14) پی چکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہوں گا (15) بچا ہوا پانی نہیں پھینکوں گا۔

چائے پینے کی 6 نیتیں

(از: شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

(1) بسم اللہ پڑھ کر پیوں گا (2) سُستی اُڑا کر عبادت (3) تلاوت (4) دینی کتابت اور (5) اسلامی مطالعہ پر قوت حاصل کروں گا (6) پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہوں گا۔

(15)۔چلنے اور بیٹھنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ پاک کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، تین شخص اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔(1) وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے۔(2) میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا۔(3) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔

(اَلْبُدُوْرُ السَّافِرَۃ لِلسُّیُوطی، ص ۱۳۱ حدیث:۳۶۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! آج ہم چلنے اور بیٹھنے کی سنتیں اور آداب کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ

مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ مسلمان کی چال بھی امتیازی ہونی چاہیے۔ گریبان کھول کر، گلے میں زنجیر سجائے، سینہ تان کر، قدم پچھاڑتے ہوئے چلنا احمقوں اور مغروروں کی چال ہے۔ مسلمانوں کو درمیانہ اور پُر وقار طریقے پر چلنا چاہیے۔ چلنے کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)۔۔۔اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو درمیانی رفتار چلیں۔

(2)۔۔۔راستے کے کنارے کنارے چلیں۔

(3)۔۔۔نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر جم جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ بیمار محسوس ہوں۔

(4)۔۔۔ لفنگوں کی طرح گریبان کھول کر اکڑتے ہوئے ہرگز نہ چلیں۔

کہ یہ احمقوں اور مغروروں کی چال ہے بلکہ نیچی نظریں کئے پر وقار طریقے پر چلیں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی ھدی الرجل، الحدیث ۴۸۶۳، ج ۴، ص ۳۴۹)

(5)۔۔۔ راہ چلنے میں پریشان نظری سے بچیں اور سڑک عبور کرتے وقت گاڑیوں والی سمت دیکھ کر سڑک عبور کریں۔

اگر گاڑی آرہی ہو تو بے تحاشا بھاگ نہ پڑیں بلکہ رک جائیں کہ اس میں حفاظت کا زیادہ امکان ہے۔

(6)۔۔۔ راہ چلتے وقت بدنگاہی سے بچیں۔

دیواروں پر لگے ہوئے سائن بورڈ، اشتہارات اور پورٹرز وغیرہ میں بنی ہوئی عورتوں کی تصاویر کو نہ دیکھیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق درمیانہ، تکبر سے بالکل پاک چال چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں راستے کے ایک طرف، اِدھر اُدھر جھانکے تاکے بغیر سر جھکا کر شریفانہ چال چلنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

بیٹھنے کی سنتیں اور آداب

اے عاشقانِ رسول! ہمارا اٹھنا بیٹھنا بھی سنّت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اکثر قبلہ شریف کی طرف روئے انور کر کے بیٹھا کرتے تھے۔ زہے نصیب ہم بھی کبھی کبھی قبلہ رو ہو کر بیٹھیں تو کبھی مدینۂ منورہ کی طرف منہ کرکے بیٹھیں کہ یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے کاش! مدینہ پاک کی طرف رخ کر کے بیٹھتے وقت یہ تصور بھی بندھ جائے اور زبان حال سے یہ اظہار ہونے لگے۔

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے جو رخ تیرا ادھر ہے

بیٹھنے کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)۔۔۔ سرین زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں اور ایک ہاتھ سے دوسرے کو پکڑ لیں، اس طرح بیٹھنا سنت ہے۔

لیکن اس دوران گھٹنوں پر کوئی چادر وغیرہ اوڑھ لینا بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۶، ص۳۷۸)

(2)۔۔۔ چارزانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا بھی نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہے۔

(3)۔۔۔ جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ رخصت ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشّمس، الحدیث ۴۸۲۱، ج۴، ص۳۴۴)

(4)۔۔۔ قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔ (رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص۲۲۹)

(5)۔۔۔ بزرگوں کی نشست پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے۔

امام اہل سنت مجدِّدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: پیر واستاذ کی نشست پر ان کی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۲۴، ص۳۶۹/۴۲۴)

(6)۔۔۔ کوشش کریں کہ اٹھتے بیٹھتے وقت بزرگانِ دین کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے اور پاؤں تو ان کی طرف نہ ہی کریں۔

(7)۔۔۔ جب کبھی اجتماع یا مجلس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

(8) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۵۵۴، ص۴۰)

(9)۔۔۔ مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور جو مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کے لئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الحدیث ۴۸۵۷، ج۴، ص ۳۴۷)

(10)۔۔۔جب کوئی عالم باعمل یا متقی شخص یا سید صاحب یا والدین آئیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانا ثواب ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعظیمی قیام اور استقبال جائز بلکہ سنتِ صحابہ ہے بلکہ حضور کی سنّت قولی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص ۳۷۰)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں اٹھنے بیٹھنے کی سنّتوں اور آداب پر عمل پیرا ہونے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرما۔ **اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم**

(16)۔لباس اور جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے دن اور رات میں میری طرف شَوق و مَحبَّت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گُناہ بخش دے۔(مُعْجَم کبیر،۱۸ / ۳۶۲،حدیث:۹۲۸)

کعبہ کے بدرُالدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود
طَیْبَہ کے شَمْسُ الضُّحٰی تم پہ کروروں دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! آج ہم لباس پہننے اور جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ان شاء اللہ

اللہ پاک کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں لباس کی دولت عطا کی۔لباس سے ہم سردی، گرمی کے اثرات سے اپنی حفاظت کرسکتے ہیں، یہ لباس ہماری زینت کا سبب بھی ہے اور سببِ وقار بھی ہے۔ ہر قوم کا جداجدا لباس ہوتا ہے ، مگر مسلمان کا لباس سب سے ممتاز ہے۔لباس کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)۔۔۔سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے اور سرکار مدینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت سیدنا سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "سفید لباس پہنو کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہے اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفناؤ۔"

(سنن ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی لبس البیاض، الحدیث ۲۸۱۹، ج ۴، ص ۳۷۰)

(2)۔۔۔ جب کپڑا پہننے لگیں تو یہ دعا پڑھیں، اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ

ترجمہ: اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری قوت وطاقت کے مجھے یہ عطا کیا۔

(المستدرک، کتاب اللباس، باب الدعاء عند فراغ الطعام، الحدیث ۷۴۸۶، ج ۵، ص ۲۷۰)

(3)۔۔۔ پہنتے وقت سیدھی طرف سے شروع کریں۔

مثلاً: جب کرتا پہنیں تو پہلے سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کریں پھر الٹی میں، اسی طرح پاجامہ میں پہلے سیدھے پائنچے میں سیدھا پاؤں داخل کریں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم جب کرتا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الانتعال، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۴، ص ۹۶)

(4)۔۔۔ جب اتارنے لگیں تو الٹی طرف سے شروع کریں۔

(5)۔۔۔ پہلے کرتا پہنیں پھر پاجامہ۔

(6)۔۔۔ پاجامہ بیٹھ کر پہنیں اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں۔

بہارِ شریعت حصّہ ۱۶ صَفْحَہ ۳۰۳ پر ہے: عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے، جس نے اس کا الٹا کیا (یعنی عمامہ بیٹھ کر باندھا اور پاجامہ کھڑے ہو کر پہنا) وہ ایسے مرض میں مبتلا ہو گا جس کی دوا نہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں فیشن والے لباس سے بچا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق لباس پہننے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب

اے عاشقانِ رسول! نعلین پہننا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ جوتے پہننے سے کنکر، کانٹے وغیرہ چبھنے سے پاؤں کی حفاظت رہتی ہے۔ نیز موسم سرما میں سردی سے بھی پاؤں محفوظ رہتے ہیں اور گرمیوں میں دھوپ میں چلنے کے لئے جوتے نہایت ہی کار آمد ہیں۔ جوتا پہننے کی چند سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)۔۔۔کسی بھی رنگ کا جوتا پہننا اگرچہ جائز ہے لیکن پیلے رنگ کے جوتے پہننا بہتر ہے۔

کہ مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہو گی۔

(کشف الخفاء، الحدیث ۲۵۹۵،ج۲،ص۲۴۶)

(2)۔۔۔پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریں پھر سیدھا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"(کوئی شخص) جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس النعال وخلع، الحدیث ۳۶۱۶،ج۴،ص۱۶۶)

(3)۔۔۔جب بیٹھیں تو جوتے اتار لینا سنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ بیٹھے تو سنّت ہے کہ اپنے جوتے اتار لے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال، الحدیث ۴۱۳۸،ج۴،ص۹۵)

(4)۔۔۔جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیں تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(5)۔۔۔استعمالی جوتا الٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے ورنہ فقر و تنگ دستی کا اندیشہ ہے۔ (سنی بہشتی زیور، حصہ ۵،ص۶۰۱)

(17)۔ سونے جاگنے کی سنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

حضرت سَیِّدُنا اِبنِ وَہَب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سَیِّدُنا کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی خِدمَت میں حاضِر ہوئے۔ لوگوں نے رسولِ اکرم، نورِ مُجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا تذکرہ کیا تو حضرت سَیِّدُنا کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ہر دن ستَّر (۷۰) ہزار فِرِشتے اُترتے ہیں جو رسُولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قَبر شریف کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھتے رہتے ہیں، حتّٰی کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ (آسمانوں کی جانب) چڑھ جاتے ہیں اور ان کی طرح (دوسرے فِرِشتے) اُترتے ہیں، وہ بھی اِسی طرح کرتے ہیں، حتّٰی کہ جب زمین کھلے گی تو حُضُورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ستَّر (۷۰) ہزار فِرِشتوں (کے جُھرمٹ) میں نکلیں گے جو حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پہنچائیں گے۔

(مشکاۃ، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب الکرامات، ۲/۴۰۱، حدیث: ۵۹۵۵)

بَیان کردہ حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ ہمیشہ سارے فرشتے ہی حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود بھیجتے ہیں مگر یہ ستر (۷۰) ہزار فرشتے وہ ہیں جن کو عمر میں ایک بار حاضریِ دربار کی اجازت ہوتی ہے، یہ حضرات حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی برکت حاصل کرنے کو حاضری دیتے ہیں۔ جو فرشتہ ایک بار حاضری دے جاتا ہے اسے دوبارہ حاضری کا شرف نہیں ملتا ساری عمر میں صرف چند گھنٹے یعنی آدھے دن کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ (حدیثِ پاک کے اِس حصّے "حتّٰی کہ جب زمین کھلے گی تو حُضُور ستَّر (۷۰) ہزار فِرِشتوں میں نکلیں گے جو حُضُور کو پہنچائیں گے۔" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:) یعنی قیامت کے اس دن کی ڈیوٹی والے فرشتے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنی جُھرمٹ میں لے کر ربّ تعالٰی تک پہنچائیں گے دُولہا کی طرح۔

(مر آۃ المناجیح، ۸/ ۲۸۲ تا ۲۸۳)

امامِ عشق و محبّت، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "حدائقِ بخشش" میں اسی بات کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کیا خُوب ارشاد فرماتے ہیں:

ستّر ہزار صُبح ہیں سَتّر ہزار شام
یُوں بندگیِ زُلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! آج ہم سونے جاگنے اور مہمان نوازی کی سنّتیں اور آداب کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ

نیند بھی ایک طرح کی موت ہے۔ جب بھی ہم سونے لگیں تو ہمیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ ہی نہ کھلے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہی سوتے نہ رہ جائیں۔ لہٰذا روزانہ سونے سے پہلے بھی اپنے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہئے۔ پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم سنت کے مطابق دعائیں وغیرہ پڑھ کر سوئیں تو ان شاء اللہ ہمیں سونے کا بھی کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہو ہی جائے گا۔ اب سونے اور جاگنے کے بارے میں سنّتیں اور آداب وغیرہ بیان کی جاتی ہیں:

(1)۔۔۔ سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تا کہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(2)۔۔۔ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا سنت ہے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں)

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج۴، ص ۱۹۲)

(3)۔۔۔ الٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ، الحدیث ۳۷۲۳، ج۴، ص ۲۱۴)

(4)۔۔۔ دائیں کروٹ لیٹنا سنت ہے۔

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ مبارک سیدھے رخسار شریف کے نیچے رکھ کر لیٹتے۔

(شمائل الترمذی، کتاب الشمائل، باب ماجاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ، الحدیث ۲۵۳، ج ۵، ص ۵۴۹)

(5)۔۔۔ قرآن مجید کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۹)

ہاں! اگر قرآن پاک اور مقدس طغرے وغیرہ اونچی جگہ ہوں تو اس سمت پاؤں کرنے میں مضایقہ نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، ج۵، ص ۳۲۲)

(6)۔۔۔ کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر، کبھی فرشِ زمین پر ہی سو جائیں۔

(7)۔۔۔ جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں کم سونے اور سنت کے مطابق سونے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(18) مہمان نوازی کی سُنتیں اور آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے دن اور رات میں میری طرف شَوق و مَحبَّت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گُناہ بخش دے۔ (مُعْجَم کبیر، ۱۸ / ۳۶۲، حدیث: ۹۲۸)

کعبہ کے بَدرُ الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود
طَیبَہ کے شَمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! مہمان نوازی کرنا سنتِ مبارکہ ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ مہمان باعثِ خیر وبرکت ہے۔ ایک دفعہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے یہاں مہمان حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے قرض لے کر اس کی مہمان نوازی فرمائی۔ چنانچہ:

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ فلاں یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے۔ میں رجب شریف کے مہینے میں ادا کردوں گا (کیونکہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہوا ہے) یہودی نے کہا، جب تک کچھ گروی نہیں رکھو گے، نہ دوں گا۔ حضرت سیدنا ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں اس کا جواب عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، "وَاللہ! میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین

میں بھی امین ہوں۔ اگر وہ دے دیتا تو میں ادا کر دیتا۔" اب میری وہ زرہ لے جا اور گروی رکھ آ۔ میں لے گیا اور زرہ گروی رکھ کر لایا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۸۹، ج ۱، ص ۳۳۱)

(1)۔۔۔ مہمان باعث خیر وبرکت ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" جس گھر میں مہمان ہو اس گھر میں خیر وبرکت اسی طرح دوڑتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان سے چھڑی (تیزی سے گرتی ہے) بلکہ اس سے بھی تیز۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۶، ج ۴، ص ۵۱)

پیارے اسلامی بھائیو! چھڑی اونٹ کے کوہان پر رکھ دیں تو فوراً لڑھک کر نیچے کی طرف آ جاتی ہے، مہمان کی وجہ سے خیر وبرکت اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔

(2)۔۔۔ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے.

(3)۔۔۔ میزبان کے گناہ معاف ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے،" جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے۔" (کشف الخفا، حرف الضاد المعجمۃ، الحدیث ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۳۳)

(4)۔۔۔ دس فرشتے سال بھر تک میزبان کے گھر میں رحمت لٹاتے ہیں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:" اے براء! آدمی جب اپنے بھائی کی، اللہ پاک کے لئے مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ پاک اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو پورے ایک سال تک اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اس کے نامہ اعمال میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ پاک کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں "جَنَّةُ الْخُلْد" اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے۔" (کنزالعمال، کتاب الضیافۃ، قسم الافعال، الحدیث ۲۵۹۷۲، ج ۹، ص ۱۱۹)

سبحٰن اللہ، سبحٰن اللہ! کسی کے گھر مہمان تو کیا آتا ہے گویا اللہ پاک کی رحمت کی چھما چھم برسات شروع ہو جاتی ہے اس قدر اجر و ثواب اللہ! اللہ!

(5)۔۔۔ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنا سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۸، ج ۴، ص ۵۲)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں مہمانوں کی خوش دلی کے ساتھ مہمان نوازی کی توفیق عطا فرما اور بار بار ہمیں مدینے کی مہکی مہکی فضاؤں میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا مہمان بننے کی سعادت نصیب فرما۔

اٰمین بجاۃ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(19)۔عمامہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمَّت، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص جُمُعہ کے دن مجھ پر دُرُود شریف پڑھے گا، توبروزِ قیامت اُس کی شفاعت میرے ذِمَّۂ کرم پر ہو گی۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ علیہ علی آلہ، ۱/۲۵۵، الجزء الاول، حدیث:۲۲۳۶)

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم

درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! عمامہ شریف ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیشہ سرِ اقدس پر اپنی مبارک ٹوپی پر عمامہ مبارکہ کو سجا کر رکھا۔ امام اہلسنّت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں عمامہ سنتِ متواترہ دائمہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، ج۶، ص۲۰۸، ۲۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آٹھ 8 ارشادات

(1)۔۔۔عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(فردوس الاخبار، باب الراء، فصل رکعتان، الحدیث ۳۰۵۴، ج۱، ص۴۱۰)

(2)۔۔۔عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (فردوس الاخبار، باب الصاد، الحدیث ۳۶۲۱، ج۲، ص۳۱)

(3)۔۔۔بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔
(الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ، الحدیث ۱۸۱۷، ص ۱۱۳)

(4)۔۔۔ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ پر جو مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث ۴۳۴۰، ج ۸، ص ۱۴۷)

(5)۔۔۔عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (المستدرک، کتاب اللباس، باب اعتموا تزدادوا احلماً، الحدیث ۷۴۸۸، ج ۵، ص ۲۷۲)

(6)۔۔۔عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتار دیں گے اپنی عزت اتار دیں گے۔ (فردوس الاخبار، باب العین، الحدیث ۴۱۱۱، ج ۲، ص ۹۱)

(7)۔۔۔تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔" (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، باب آداب التعمم، الحدیث ۴۱۹۰۶، ج ۱۵، ص ۲۰۵)

(8)۔۔۔عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔
(فردوس الاخبار، باب الجیم، الحدیث ۲۳۹۳، ج ۱، ص ۳۲۸)

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کرکے فرمایا: تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! فرمایا: اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا، اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۶، ص ۲۱۵)

عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہونے چاہئے۔

چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولیٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ شملہ مبارکہ سیدھے شانہ پر رہتا۔ نیز باندھتے وقت اس کی گردش بائیں (یعنی الٹے) ہاتھ سے فرماتے جبکہ سیدھا ہاتھ مبارک پیشانی پر رکھتے اور اسی سے ہر پیچ کی گرفت فرماتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۱۴۴)

عمامہ کے آداب

(1)۔۔۔عمامہ سات ۷ ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ۱۲ ہاتھ (چھ گز سے بڑا نہ ہو)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس تحت الحدیث ۴۳۴۰، ج۸، ص۱۴۸)

(2)۔۔۔ عمامہ کے شملے کی مقدار کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، ج۲۲، ص۱۸۲، بہار شریعت، حصہ ۱۶ عمامہ کا بیان، ج۳، ص۵۵)

(3)۔۔۔ عمامہ اتارتے وقت بھی ایک ایک کر کے پیچ کھولنا چاہیے۔ عمامہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے کھڑے باندھے۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، باب التاسع فی اللباس... الخ، ج۵، ص۳۳۰)

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں عمامہ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم
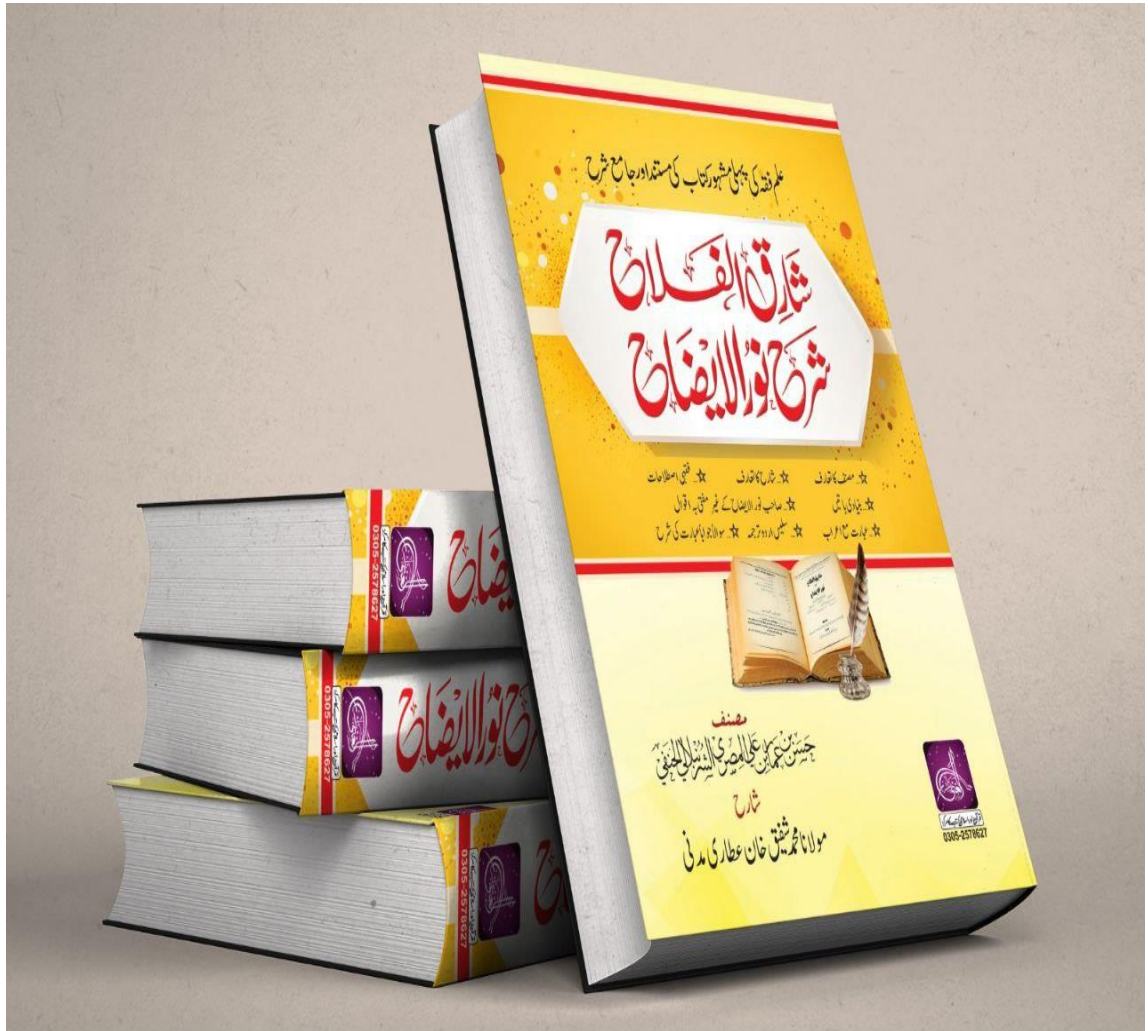
مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)---مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام ''ما فعل اللہ بک'' یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)---میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں
☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆...میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆...میری امت کا سلام
☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں
☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: کیا حال ہے ☆... دوسرا باب: صبح کس حال میں کی

☆... تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟ ☆... چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت ☆...موت کا وقت ☆...نزع کا عالم

☆...نزع کے عالم ☆...وصال کا وقت ☆...وصال کے وقت

☆...وفات کا وقت ☆...وفات کے وقت ☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے ☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے

☆اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟... ☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں

☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں ☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟

☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں ☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆... نماز کی برکات
☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆... سورج کی پانچ حالت
☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت
☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت
☆... فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت
☆... اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سورت کا مقامِ نزول
☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
☆... سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ
☆... سورت کے فضائل
☆... سورت کے مضامین
☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت
☆... اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟ ☆... سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟
☆... سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟　☆... سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟
☆... سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟　☆... سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟
☆... سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟ ☆... سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟
☆... سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟ ☆... سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆راہب کے ۶۲ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---جانشینِ انبیاء کا تعارف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات و جوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
☆...پانچ لرزہ خیز واردات
☆...بیٹیوں کے فضائل
☆...سائنس کیا کہتی ہے؟
☆...دلچسپ سوالات و جوابات
☆...عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ
☆...بے اولادی کے 4 روحانی علاج
☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆... حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل
☆...شرائطِ نماز ☆... فرائضِ نماز ☆...واجباتِ نماز
☆...مفسداتِ نماز ☆... مکروہاتِ نماز ☆... مسائلِ سجدۂ سہو
☆...امامت کی شرائط ☆...اقتداء کی شرائط ☆...مسائلِ نمازِ جمعہ
☆... مسائلِ نمازِ عیدین ☆... مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ
☆... مسائلِ شرعی مسافر ☆... مسائلِ نمازِ جنازہ ☆... مسائلِ سجدۂ تلاوت
☆... مسائلِ اذان و اقامت ☆... مسائلِ لقمہ ☆... چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)---خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	1	محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حسّی اور نورِ معنوی	5	اعلیٰ حضرت کا عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(13)---خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
8	منی سے کربلا تک	8	مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقویٰ اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(14)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثبات وجودِ باری تعالی	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
15	اسلام میں احترام آدمیت	15	سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آ گئے
16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت و حیات

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(15)۔۔۔تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام "تدریس کے 26 طریقے" اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... تدریس کے نکات　　☆... تدریس کے ٢٦ طریقے

☆... درجے کی ترقی کے فارمولے　　☆... طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆... انوکھی باتیں　　☆... انوکھے سوالات

☆... انوکھی حکایات　　☆... انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)۔۔۔رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...**پہلا باب:** 63انوکھی معلومات ☆...**دوسرا باب:** 63انوکھے سوالات

☆...**تیسرا باب:** 63انوکھے چٹکلے ☆...**چوتھا باب:** 63انوکھی پہیلیاں

☆...**پانچواں باب:** 63 انوکھی حکمتیں ☆...**چھٹا باب:** 63انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

☆... ادارے قائم کرنے کے ے فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)---فیضانِ قرآن کورس

90دن میں صرف 30منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد　　☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆... مدنی قاعدہ کے 22 اسباق　　☆... 22 کاموں کی سنتیں اور آداب

☆... 23 دعائیں　　☆... 10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆... اذکارِ نماز کا حفظ و مشق　　☆... 5 کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)---فیضانِ شریعت کورس

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے متعلق

بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆... عقائد کے 19 بیانات　　**دوسرا باب** ☆... عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات　　**چوتھا باب** ☆... مُنْجِیَات کے 19 بیانات

پانچواں باب ☆... مُہْلِکَات کے 19 بیانات　　**چھٹا باب** ☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... کتاب العقائد　　☆... تہتر فرقوں کا بیان　　☆... کتاب الطہارۃ

☆... کتاب الصلوۃ　　☆... کتاب الجنائز　　☆... کتاب الصوم

☆... کتاب الزکوۃ　　☆... کتاب الحج　　☆... کتاب النکاح

☆... کتاب الطلاق　　☆... کتاب الاضحیہ　　☆... کتاب القسم

☆... کتاب الحدود　　☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆... دین اسلام کی خوبیاں
2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
3☆... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ
8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
11☆... شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
12☆... یزید اور یزیدیوں کا انجام
13☆... دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆... سنتیں اور آداب
☆... انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆... اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆... فیضانِ تجوید کے اسباق
☆... امام کے ۳۰ مدنی پھول
☆... اذکارِ نماز
☆... درودِ تاج
☆... بیاناتِ عصر
☆... بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆...اولیاء کے مزاروں کا حال
☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں
☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے
☆...اولیاء پر رب نوازشات
☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆...اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆...بارگاہِ مصطفی ﷺ سے مشین عطا ہوئی
☆...اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆...اعلی حضرت کے فنافی الرسول ہونے کی دلیل
☆...ہر وقت نبی ﷺ کی ثنا
☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆...تعارفِ اعلی حضرت
☆...منقبتِ اعلی حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
मस्जिद के मसाइल
वुज़ू के मसाइल
गुस्ल के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
नजासतों के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
नमाज़ के मसाइल
सज्दए सहव के मसाइल
इमामत के मसाइल
माज़ूरे शरई के मसाइल
जुमा के मसाइल
ईद के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
नमाज़े जनाज़ा के मसाइल

सज्दए तिलावत के मसाइल | अज़ानो इक़ामत के मसाइल
नमाज़ में लुक़मा के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

(25)---عیدِ میلادالنبی کیوں اور کیسے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)---محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک نام "محمد" اور "احمد" کی لاجواب تشریح پر مشتمل "خطباتِ شفیقی"

حصہ اول کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆... اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
☆... اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆... چار میں عجیب لطف ہے
☆... نقطہ عیب ہے
☆... مشدد حرف لانے کی حکمت
☆... صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆... افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆... ہر چیز میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور ہے
☆... خصائصِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کتنے ہیں؟
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆... احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)---مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)---ایک سے دس تک

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)---نکتے ہی نکتے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲) اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات　　☆۔۔۔انفال کا معنی
☆۔۔۔چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت　　☆۔۔۔حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے
☆۔۔۔شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان　　☆۔۔۔ذوالقرنین کے تین سفر
☆۔۔۔جوئے کے دنیوی نقصانات　　☆۔۔۔سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
☆۔۔۔حَیض کی حکمت　　☆۔۔۔اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل
☆۔۔۔بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم　　☆۔۔۔شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث
☆۔۔۔نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)۔۔۔کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نُو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔مثبت سوچ رکھنے والا ہو　　☆۔۔۔نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
☆۔۔۔لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو　　☆۔۔۔اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں
☆۔۔۔ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو　　☆۔۔۔سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
☆۔۔۔کام کو بانٹنے والا ہو　　☆۔۔۔خدار اور متوکل ہو

☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو　　☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)---درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)---علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)---درود کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)---چاند کی گواہی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(36)---شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام "مراح الارواح" کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(37)---شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب "الاربعین النوویہ" کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات کے بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف　　☆... مترجم کا تعارف　　☆... عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ　　☆... راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابو زکریا یحیٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(38)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(39)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(40)---نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف　　☆... شارح کا تعارف

☆... عربی عبارت مع اعراب　　☆... عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆... عربی عبارت کی شرح　　☆... سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(41)---القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟　　☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟　　☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟

☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟　　☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟

☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟　　☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث

☆...اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟ ☆...اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم

☆...کیازمین گھومتی ہے؟ ☆...اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

☆...بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟ ☆...کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟

☆...مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث ☆کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...

☆...۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔

☆...اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(42)...شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب "نور الایضاح" کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف ☆... فقہی اصطلاحات

☆...بنیادی باتیں ☆...صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆...عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆... سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(43)...عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف

☆... متن مع اعراب ☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ

☆... اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل ☆... ترجیحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(44)...عنایۃ الحکمت لحل ہدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(45)...خلیلیہ شرح مناظرۃ الرشیدیہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(46)---کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

علمِ فقہ کی شاندار کتاب ”شرح الوقایہ“ کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عربی عبارت مع اعراب　　☆... عربی عبارت کا اردو سلیس ترجمہ

☆... متن کی شرح　　☆ ... مفتی بہ اقوال کی نشاندہی

☆... اختلافِ ائمہ　　☆... ترجیحات احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(47)---رحمۃ الباری شرح تفسیر البیضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(48)---مختار التاویل شرح مدارک التنزیل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(49)---الدلالۃ الشاھدۃ شرح البلاغۃ الواضحۃ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(50)---المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(51)---سلیم النظر شرح نزھۃ النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(52)---شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(53)---عطایۃ الحکمت شرح ھدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(54)---نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(55)۔۔۔صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب و ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆…وزن کے لئے "ف، ع، ل" کو کیوں خاص کیا گیا؟ ☆… فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆… فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆… فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆… فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟☆… فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆… ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆…اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆… صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆…نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆…ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆…ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(56)۔۔۔تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے:(۱)۔علمِ توقیت۔(۲)۔علمِ فلکیات۔(۳)علمِ تقویم۔ (۴)۔علمِ طب۔ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆… علمِ توقیت ☆… علمِ فلکیات

☆… علمِ تقویم ☆… علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

یادداشت

صفحہ	عنوان	ش

یادداشت

صفحہ	عنوان	ش

یادداشت

ش	عنوان	صفحہ